وَمَآ اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ
سیرتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بیش بہا خزانہ
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ابنِ ہشام
حصہ دوم
مُصنّف
محمد عبد الملک ابنِ ہشام
مُترجم
مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی (کاملِ تفسیر)
سابق لکچرار چاؤ گھاٹ کالج بلدہ
ناشر
اسلامی کتب خانہ
فضل الٰہی مارکیٹ
چوک اردو بازار لاہور
فون : 7223506 - 042

نام کتاب .... سیرت ابن ہشام ﴿ حصہ دوم ﴾

مصنف .... محمد عبدالملک ابن ہشام

مترجم .... مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی (کامل تفسیر)

سابق لکچرار چاؤ گھاٹ کالج بلدہ

ناشر .... حاجی ممتاز احمد (اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور)

مطبوعہ .... لعل سٹار پرنٹرز

فہرست مضامین

سیرت ابن ہشام حصہ دوم

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ فخاص کا حادثہ	۱۹۴
یہود کا لوگوں کو کنجوسی کا حکم دینا	۱۹۶
صداقت سے یہود کا انکار	۱۹۷
جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر ٹولیاں بنالی تھیں	۱۹۹
نزول (قرآن) سے ان کا انکار	۲۰۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بڑے پتھر کے ڈالنے پر ان کا اتفاق	۲۰۱
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب حکم رجم کے متعلق یہود کا رجوع	۲۰۳
خون بہا میں ان لوگوں کے مظالم	۲۰۶
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین سے برگشتہ کرنے کا یہودیوں کا ارادہ	۲۰۶
عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے یہودیوں کا انکار	۲۰۷
منافقوں کے کچھ حالات	۲۳۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیمار صحابیوں کا بیان	۲۳۸
تاریخ ہجرت	۲۴۰
غزوۂ ودان آپ کے غزوات میں یہ سب سے پہلا غزوہ ہے	۲۴۰
عبیدہ بن الحارث کا سریہ اور یہ پہلا پرچم تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا تھا	۲۴۱
سیف البحر کی طرف حمزہ رضی اللہ عنہ کا سریہ	۲۴۶
غزوۂ بواط	۲۵۰
غزوۃ العشیرہ	۲۵۰
سریہ سعد بن ابی وقاص	۲۵۲
غزوۂ سفوان اور اسی کا نام غزوۂ بدر الاولیٰ بھی ہے	۲۵۲
کعبے کی جانب قبلے کی تحویل	۲۵۸
غزوۂ بدر کبریٰ	۲۵۸
عاتکہ بنت عبد المطلب کا خواب	۲۵۹
کنانہ اور قریش میں جنگ اور واقعہ بدر کے دن ان کا درمیان میں آنا	۲۶۲

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسراء یعنی رات کا سفر اور معراج کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ راوی نے کہا کہ ابو محمد عبد الملک ابن ہشام نے ہم سے بیان کیا ۔ انھوں نے کہا کہ ہم سے[1] زیاد بن عبد اللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی سے (یہ) روایت (بیان) کی کہ :

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مکہ میں قریش اور تمام قبیلوں میں اسلام پھیل گیا تو رسول اللہ ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف جس کا نام بیت المقدس ہے جو ملک ایلیاء میں واقع ہے رات میں سفر کرایا گیا ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں ان میں رسول اللہ ﷺ کا رات کا سفر بھی ہے ۔ اس میں عبد اللہ بن مسعود ' ابو سعید خدری ' محل نبی ﷺ (سیدتنا) عائشہ ' معاویہ بن ابی سفیان ' حسن بن ابی الحسن بصری ' ابن شہاب زہری اور قتادہ رضی اللہ عنہم وغیرہ اہل علم اور ابو طالب کی بیٹی ام ہانی کی روایتوں کا مجموعہ ہے ۔ ان کا ہر شخص رسول اللہ ﷺ کے سفر کے بعض ان واقعات کی خود آپ ؐ سے روایت کرتا ہے جو اس سے ذکر کیے گئے آپ ؐ کے اس سفر میں اور ان حالات میں جن کی آپ سے روایتیں آئی ہیں آزمائش اور (کھوٹے کھرے کی) جانچ تھی اور اللہ عز و جل کی قدرت و سلطنت کے معاملوں میں کا ایک اہم معاملہ تھا ۔ اس میں عقلمندوں کے لیے (درس) عبرت ہے ۔ ہدایت و رحمت ہے ۔ اور ایمانداروں ' تصدیق کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر یقین رکھنے والوں کے لیے ثابت قدمی ہے ۔

غرض آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جیسا چاہا اور جس طرح چاہا راتوں رات سفر کرایا کہ اپنی نشانیوں میں سے جس قدر چاہے آپ کو بتلائے یہاں تک کہ آپ نے اس کی سلطنتِ عظیمہ اور اس کی اس قدرت کو جس کے ذریعے وہ چاہتا ہے کرتا ہے خوب معائنہ فرما لیا ۔ غرض مجھے جو باتیں معلوم ہوئیں ان میں یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس براق لایا گیا اور براق ایک چوپایہ ہے جس پر آپ ؐ سے پہلے کے انبیاء بھی سوار کرائے گئے تھے جو اپنا سم اپنی نظر کی انتہا پر رکھتا ہے ۔ آپ

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں ۔ (احمد محمودی)

اس پر سوار کرائے گئے اور آپ کا ساتھی آپ کو لے کر نکلا اور آپ آسمان اور زمین کے درمیان کی نشانیاں ملاحظہ فرماتے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ بیت المقدس پہنچے اور اس میں ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ اور چند اور انبیاء (علیہم السلام) کو پایا جو آپؐ کے لیے جمع کیے گئے تھے۔ آپؐ نے انھیں نماز پڑھائی۔ پھر آپؐ کے پاس تین برتن لائے گئے۔ ایک برتن میں دودھ' ایک میں شراب اور ایک میں پانی تھا۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَسَمِعْتُ قَائِلاً يَقُوْلُ حِيْنَ عُرِضَتْ عَلَيَّ إِنْ أَخَذَ الْمَاءَ غَرِقَ[1] وَغَرِقَتْ اُمَّتُهٗ، وَ إِنْ أَخَذَ الْخَمْرَ غَوٰى[2] وَغَوَتْ اُمَّتُهٗ، وَإِنْ أَخَذَ اللَّبَنَ هُدِىَ[3] وَهُدِيَتْ اُمَّتُهٗ قَالَ: فَأَخَذْتُ إِنَاءَ اللَّبَنِ فَشَرِبْتُ مِنْهُ، فَقَالَ لِىْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: هُدِيْتَ وَ هُدِيَتْ اُمَّتُكَ يَا مُحَمَّدُ.

''جب وہ (برتن) میرے سامنے پیش ہوئے' تو میں نے کسی کہنے والے کو کہتے سنا: کہ اگر اس نے پانی لیا' (تو خود بھی) ڈوبا اور اس کی امت (بھی) ڈوبی اور اگر اس نے شراب لی (تو خود بھی) گمراہ ہوا اور اس کی امت (بھی) گمراہ ہوئی اور اگر اس نے دودھ لیا (تو خود بھی) راہ راست پالی اور اس کی امت (بھی) راہ راست پر لگ گئی۔ فرمایا کہ پھر تو میں نے دودھ ہی کا برتن لے لیا اور اس میں سے پیا تو جبریل نے مجھ سے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ نے راہ راست پالی اور آپ کی امت (بھی) راہ راست پر لگ گئی''۔

ابن اسحٰق نے کہا حسن سے مجھے حدیث پہنچی ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ فِى الْحِجْرِ إِذْ جَاءَ نِىْ جِبْرِيْلُ، فَهَمَزَنِىْ بِقَدَمِهٖ فَجَلَسْتُ[4]، فَلَمْ أَرَشَيْئًا، فَعُدْتُ إِلٰى مَضْجَعِىْ، فَجَاءَ نِى الثَّانِيَةَ فَهَمَزَنِىْ بِقَدَمِهٖ، فَجَلَسْتُ فَلَمْ اَرَشَيْئًا، فَعُدْتُ إِلٰى مَضْجَعِىْ، فَجَاءَ نِى الثَّالِثَةَ فَهَمَزَنِىْ بِقَدَمِهٖ، فَجَلَسْتُ، فَأَخَذَ بِعَضُدِىْ، فَقُمْتُ مَعَهٗ، فَخَرَجَ بِىْ إِلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَإِذَا دَابَّةٌ أَبْيَضَ بَيْنَ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ فِىْ فَخِذَيْهِ جَنَاحَانِ يَحْفِرُ[5] بِهِمَا رِجْلَيْهِ يَضَعُ يَدَهٗ فِىْ مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ، فَحَمَلَنِىْ عَلَيْهِ ثُمَّ خَرَجَ مَعِىْ لَا يَفُوْتُنِىْ وَلَا اَفُوْتُهٗ.

---

[1] (الف) میں فغرق ہے۔ [2] (الف) میں فغوی ہے۔ [3] (الف) میں فھدی ہے۔ (احمد محمودی)

[4] (الف) میں فجسلت لکھ دیا ہے جو بالکل غلط ہے۔ (احمد محمودی)

[5] (ب) میں یحفز زائے معجمہ سے ہے جس کے معنی میں دھکیل رہا ہے چھوڑ رہا ہے۔ (احمد محمودی)

''اس اثناء میں کہ میں (مقام) حجر میں سو رہا ہوں کہ میرے پاس جبریلؑ آئے۔ پھر انھوں نے مجھے اپنے پاؤں سے دبایا تو میں (اٹھ کر) بیٹھ گیا تو میں نے کوئی چیز نہ دیکھی تو پھر میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا (یعنی پھر لیٹ گیا) دوبارہ پھر وہ آئے اور اپنے پاؤں سے مجھے دبایا تو پھر میں (اٹھ) بیٹھا تو کچھ نہ دیکھا تو پھر میں اپنی آرام گاہ کی طرف لوٹا تو تیسری بار وہ میرے پاس آئے اور اپنے پاؤں سے مجھے دبایا تو میں (اٹھ) بیٹھا تو انھوں نے میرا بازو پکڑ لیا تو میں ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تو وہ مجھے لے کر مسجد کے دروازے کی طرف نکلے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید چوپایہ خچر و گدھے کے درمیان (قد والا) موجود ہے جس کی رانوں میں دو پنکھ ہیں جن سے وہ اپنے دونوں پاؤں کو کریدر ہا ہے (اس کی صفت یہ ہے) کہ اپنی نظر کی انتہا پر اپنا اگلا پاؤں رکھتا ہے۔ انھوں نے مجھے اس پر سوار کرایا۔ اس کے بعد میرے ساتھ نکل چلے۔ نہ وہ مجھ سے دور ہوتے اور نہ میں ان سے''۔

ابن اسحٰق نے کہا قتادہ سے مجھے حدیث پہنچی ہے۔ انھوں نے کہا مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ لِاَرْكَبَهُ شَمَسَ فَوَضَعَ جِبْرِيْلُ يَدَهُ عَلٰى مَعْرِفَتِهٖ، ثُمَّ قَالَ: اَلَا تَسْتَحْيِيْ يَا بُرَاقُ مِمَّا تَصْنَعُ، فَوَاللّٰهِ مَا رَكِبَكَ عَبْدٌ لِلّٰهِ قَبْلَ مُحَمَّدٍ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنْهُ، قَالَ: فَاسْتَحْيَا حَتّٰى ارْفَضَّ عَرَقًا، ثُمَّ قَرَّ حَتّٰى رَكِبْتُهٗ.

''جب میں اس پر سوار ہونے کے لیے اس کے پاس گیا تو شوخی کرنے لگا تو جبریلؑ نے اپنا ہاتھ اس کی ایال پر رکھا اور کہا اے براق تو جو کچھ کر رہا ہے اس سے تجھے شرم نہیں آتی۔ اللہ کی قسم! محمدؐ سے پہلے تجھ پر کوئی اللہ کا ایسا بندہ سوار نہیں ہوا جو اس کے پاس آپ سے زیادہ عزت والا ہو۔ فرمایا تو وہ ایسا شرمندہ ہوا کہ پسینہ پسینہ ہو گیا اور خاموش کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ میں اس پر سوار ہو گیا''۔

حسن نے اپنے بیان میں کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ چلے اور جبریلؑ بھی آپؐ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ آپ کو لے کر بیت المقدس پہنچے تو اس میں ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کو اور دوسرے چند انبیاء (علیہم السلام) کے ساتھ پایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی امامت کی اور انھیں نماز پڑھائی۔ پھر دو برتن لائے گئے ان میں سے ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ۔ رسول اللہ ﷺ نے دودھ کا برتن لیا اور اس میں سے نوش فرمایا اور شراب کے برتن کو چھوا بھی نہیں۔

راوی نے کہا تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپؐ نے فطرت کی راہ پالی اور آپ کی امت بھی سیدھے راستے پر لگ گئی اور شراب آپ لوگوں پر حرام کر دی گئی۔

راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی جانب لوٹے اور جب صبح ہوئی۔ سویرے آپؐ قریش کے پاس پہنچے تو اس واقعے کی انھیں اطلاع دی۔ اکثر لوگوں نے کہا کہ واللہ یہ تو صاف خلاف (عقل) یا انکار کے قابل ہے۔ خدا کی قسم! مکہ سے شام کی جانب اونٹ ایک ماہ میں جاتے اور ایک ماہ میں لوٹ کر آتے ہیں تو کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مسافت ایک رات میں طے کر لے گا اور واپس مکہ بھی آ جائے گا۔

راوی نے کہا کہ اس سبب سے بہت سے لوگ جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا مرتد ہو گئے اور لوگ ابوبکر کے پاس گئے اور ان سے کہا اے ابوبکرؓ! کیا تمہیں تمہارے دوست کے متعلق (اب بھی کوئی حسن ظن) ہے۔ وہ تو دعویٰ کرتا ہے کہ آج کی رات وہ بیت المقدس پہنچا اور اس میں نماز پڑھی اور مکہ واپس آیا۔

راوی نے کہا تو ابوبکرؓ نے کہا: تو کیا تم ان کو جھٹلاتے ہو انہوں نے کہا: کیوں نہ جھٹلائیں۔ لو وہ تو مسجد میں لوگوں سے بیان کر رہا ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا: واللہ اگر انہوں نے ایسا کہا تو سچ کہا۔ تمہیں اس میں حیرت کیوں ہے۔ واللہ انھوں نے تو مجھے یہ بھی خبر دی ہے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے آسمان سے زمین تک رات یا دن کی ایک گھڑی میں خبر آتی ہے اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور یہ بات تو اس سے بھی زیادہ (عقل سے) دور ہے۔ جس سے تم تعجب کر رہے ہو۔ پھر آپ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور عرض کی اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپؐ نے ان لوگوں سے بیان فرمایا کہ آج رات آپؐ بیت المقدس تشریف لے گئے تھے۔ فرمایا: نَعَمْ، ہاں! عرض کی اے اللہ کے نبیؐ! اس کے اوصاف مجھ سے بیان فرمایئے کیونکہ میں وہاں جا چکا ہوں۔

حسن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَرُفِعَ لِیْ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلَیْهِ.

''وہ میرے سامنے اس طرح پیش کر دیا گیا کہ میں اسے دیکھنے لگا''۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس کے اوصاف بیان فرمانے لگے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کرتے جاتے تھے آپؐ نے سچ فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں جو جو چیز اس میں کی آپؐ ان سے بیان فرماتے وہ عرض کرتے جاتے۔ آپؐ نے سچ فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں یہاں تک کہ جب بیان ختم ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اَنْتَ یَا اَبَابَکْرِ الصِّدِّیْقُ.

''اے ابوبکر تم صدیق ہو''۔

غرض اسی دن آپؐ نے انھیں صدیق کا لقب عطا فرمایا۔

حسن نے کہا کہ اسی وجہ سے ان لوگوں کے متعلق جو اپنے اسلام سے مرتد ہو گئے اللہ نے نازل فرمایا:

﴿ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴾

''جو نظارہ ہم نے تجھ کو دکھایا اور جس درخت پر قرآن میں لعنت کی گئی یہ تو لوگوں کے لیے ہم نے صرف ایک آزمائش بنائی تھی اور ہم انھیں ڈراتے ہیں تو یہ ڈرانا ان میں سخت سرکشی ہی کو زیادہ کرتا ہے''۔

غرض رسول اللہ ﷺ کے رات کے سفر کا یہ وہ بیان تھا جس کی روایت حسن سے پہنچی ہے اور قتادہ کی روایت کا ایک حصہ بھی اس میں داخل ہوا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خاندان کے بعض افراد نے مجھ سے بیان کیا کہ (ام المؤمنین) عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کا جسم (مبارک مکہ سے) غائب نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ نے آپ کو روحی سفر کرایا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس نے بیان کیا کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے جب رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ کہتے تھے کہ وہ اللہ کی طرف کا ایک سچا خواب تھا اور حسن کے اس قول کے سبب سے ان دونوں کے اس قول کا انکار بھی نہیں کیا گیا یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ ﴾

''اور اللہ عزوجل کے اس قول کے سبب سے جو ابراہیمؑ کے متعلق اس نے خبر دی ہے کہ جب آپ نے اپنے فرزند سے کہا:

﴿ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ ﴾

بیٹے میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے تجھے ذبح کر دیا ہے''۔

پھر آپ نے اس پر عمل بھی کیا تو میں نے جان لیا کہ اللہ کی جانب سے انبیاء علیہم السلام پر جو وحی آتی ہے وہ بیداری میں بھی آتی ہے اور خواب میں بھی۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھے یہ خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

تَنَامُ عَيْنِيْ وَقَلْبِيْ يَقْظَانُ.

''میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا رہتا ہے''۔

پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حقیقت کیا تھی۔غرض آپ وہاں (یعنی بیت المقدس کو) تشریف لے گئے اور اللہ کے حکم سے وہاں آپؐ نے جو جو چیزیں دیکھیں خواہ وہ کسی حالت میں ہوں چاہے نیند میں ہو یا بیداری میں۔غرض یہ واقعہ حق اور سچ ہے۔

زہری نے سعید بن المسیبؒ کی روایت کا دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کو جب اس رات دیکھا تو صحابہؓ سے ان کے اوصاف بیان فرمائے اور فرمایا:

أَمَّا اِبْرَاهِيْمُ فَلَمْ أَرَرَجُلاً أَشْبَهَ بِصَاحِبِكُمْ وَلَا صَاحِبَكُمْ أَشْبَهُ بِهٖ مِنْهُ وَ اَمَّا مُوْسٰى فَرَجُلٌ آدَمُ طَوِيْلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ أَقْنٰى كَأَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَأَمَّا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَرَجُلٌ أَحْمَرُ بَيْنَ الْقَصِيْرِ وَالطَّوِيْلِ سَبْطُ الشَّعْرِ كَثِيْرُ خَيْلَانِ الْوَجْهِ كَأَنَّهٗ خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ تَخَالُ رَأْسَهٗ يَقْطُرُ[1] مَاءً وَلَيْسَ بِهٖ مَاءٌ أَشْبَهُ رِجَالِكُمْ بِهٖ عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُوْدِ الثَّقَفِيُّ.

''ابراہیمؑ (کا حلیہ تو یہ تھا کہ) میں نے ان کی بہ نسبت تمہارے دوست (یعنی خود نبی کریم ﷺ) سے زیادہ مشابہ کسی کو نہیں دیکھا اور نہ تمہارے دوست کی بہ نسبت کسی کو ان سے زیادہ مشابہ دیکھا۔اور موسیٰ علیہ السلام تو ایک گندم گوں لمبے، دبلے پتلے، گھونگر والے بال والے بلند بنی شخص تھے گویا وہ (قبیلہ) شنوہ کے لوگوں میں کی ایک فرد ہے اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تو ایک سرخ (وسپید) میانہ قد سیدھے بال اور چہرے پر بہت سے خال والے شخص تھے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حمام سے نکلے ہیں تم خیال کرو گے کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے حالانکہ وہاں پانی نہیں۔تم میں سے ان سے سب سے زیادہ مشابہ عروۃ بن مسعود الثقفیؓ ہیں''۔

[1] (الف) میں بجائے یقطر کے یقظر بظاء معجمہ لکھا ہے جو غلط اور بے معنی ہے۔(احمد محمودی)

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک

ابن ہشام نے کہا رسول اللہ ﷺ کا حلیہ جس کا ذکر غفرہ کے آزاد غلام عمر نے ابراہیم بن محمد بن علی بن ابی طالب کی روایت سے کیا ہے یہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ علی (رضی اللہ عنہ) جب نبی ﷺ کا سراپا بیان کرتے تو کہتے کہ آپؐ نہ بہت دراز قامت تھے نہ بہت پستہ قد' میانہ قامت لوگوں میں تھے اور نہ بہت گھونگروالے بال والے تھے' اور نہ بہت موٹے اور نہ بہت دبلے پتلے' سفید رنگ میں سرخی جھلکتی ہوئی' سرگیں آنکھیں' پپوٹوں کے کنارے دراز' بڑے بڑے جوڑ بند' شانوں کے درمیان کا حصہ بڑا' سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر' تمام جسم بالوں سے خالی ہتھیلیاں اور تلوے پر گوشت' رفتار میں قدم (مبارک) زمین پر ٹکتے نہ تھے (یعنی تیز رفتار) گویا نشیب کی جانب چل رہے ہیں۔ جب کسی جانب توجہ فرماتے تو فوراً توجہ فرماتے آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین ﷺ تھے۔

سخاوت میں سب سے زیادہ سخی' جرأت میں سب سے زیادہ قوی دل' گفتگو میں سب سے زیادہ سچے' معاہدوں کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے اور سب سے زیادہ نرم طبیعت والے اور معاشرت میں سب سے زیادہ کریمانہ اخلاق' پہلے پہل جس نے آپ کو دیکھا مرعوب ہو گیا' اور جس نے آپؐ کے ساتھ میل ملاپ رکھا۔ آپؐ سے محبت کرنے لگا۔ آپ کی نعت کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپ کا سا نہ آپؐ سے پہلے کسی کو دیکھا نہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھے ابوطالب کی بیٹی ام ہانی سے' جن کا نام ہند تھا' رسول اللہ ﷺ کے اسراء کے متعلق جو روایت پہنچی' اس میں یہ تھا۔ کہ وہ کہا کرتی تھیں: کہ رسول اللہ ﷺ کو جس رات سفر کرایا گیا آپؐ اس رات میرے ہی گھر میں تھے اور میرے پاس ہی آرام فرمایا تھا۔ آپؐ نے عشاء پڑھی۔ اس کے بعد آرام فرمایا اور ہم بھی سو گئے اور جب فجر سے کچھ پہلے کا وقت تھا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جگایا اور جب آپؐ نے صبح کی نماز پڑھ لی اور ہم نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھ لی تو آپؐ نے فرمایا:

يَا اُمَّ هَانِئٍ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَكُمُ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ كَمَا رَأَيْتِ بِهٰذَا الْوَادِيْ، ثُمَّ جِئْتُ بَيْتَ الْمَقْدَسِ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ، ثُمَّ قَدْ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْغَدَاةِ مَعَكُمُ الْآنَ كَمَا تَرَيْنَ.

''اے ام ہانی! میں نے رات کی آخری نماز تو تم لوگوں کے ساتھ اسی وادی میں پڑھی جیسا کہ تم نے بھی دیکھا پھر میں بیت المقدس پہنچا اور وہاں نماز پڑھی۔ پھر صبح کی نماز ابھی تمہارے ساتھ

پڑھی جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو''۔

پھر آپ کھڑے ہوگئے کہ باہر تشریف لے جائیں تو میں نے آپ کی چادر کا کنارہ پکڑ لیا آپؐ کے شکم مبارک سے چادر ہٹ گئی تو ایسا معلوم ہوا کہ قبطی کپڑا (جو نہایت سفید اور باریک ہوتا ہے) تہ کیا ہوا ہے میں نے آپؐ سے عرض کیا اے اللہ کے نبیؐ! یہ بات لوگوں سے نہ بیان فرمایئے کہ وہ آپ کو جھٹلائیں گے اور آپ کو تکلیف دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَـأُحَدِّ ثَنَّهُمُوْهُ.

''واللہ! میں یہ تو ان سے ضرور بیان کروں گا''۔

تو میں نے اپنی ایک حبشیہ لونڈی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیچھے جا تا کہ تو سن سکے کہ آپ لوگوں سے کیا فرماتے ہیں اور لوگ آپ کو اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ باہر لوگوں کے پاس تشریف لے گئے تو آپؐ نے انھیں اس واقعے کی خبر دی تو وہ حیران ہو گئے اور کہا اے محمد! (ﷺ) اس کی علامت کیا ہے کیونکہ ہم نے تو اس طرح کے واقعات کبھی سنے نہیں آپؐ نے فرمایا:

آيَةُ ذٰلِكَ اِنِّیْ مَرَرْتُ بِعِيْرِ بَنِیْ فُلَانٍ بِوَادِیْ كَذَا وَكَذَا فَأَنْفَرَهُمْ حِسُّ الدَّابَّةِ فَنَدَّلَهُمْ بَعِيْرٌ فَدَلَلْتُهُمْ عَلَيْهِ وَأَنَا مُوَجَّهٌ إِلَى الشَّامِ ثُمَّ أَقْبَلْتُ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ بِضَجْنَانٍ مَرَرْتُ بَعِيْرِ بَنِیْ فُلَانٍ فَوَجَدْتُّ الْقَوْمَ نِيَامًا وَلَهُمْ إِنَاءٌ فِيْهِ مَاءٌ قَدْ غَطَّوْا عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَكَشَفْتُ غِطَاءَهٗ وَشَرِبْتُ مَا فِيْهِ ثُمَّ غَطَّيْتُ عَلَيْهِ كَمَا كَانَ وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّ عِيْرَهُمُ الْآنَ تُصَوِّبُ مِنَ الْبَيْضَاءِ ثَنِيَّةِ التَّنْعِيْمِ يَقْدُمُهَا جَمَلٌ أَوْرَقُ عَلَيْهِ غِرَارَتَانِ إِحْدَاهُمَا سَوْدَاءُ وَالْأُخْرٰى بَرْقَاءُ.

''اس کی علامت یہ ہے کہ میں فلاں قبیلے کے قافلے کے پاس گزرا جو فلاں وادی میں تھا تو اس قافلے کے اونٹوں کو (میری سواری کے) اس جانور کے احساس نے بدکا دیا اور ان کا ایک اونٹ بھاگ گیا تو میں نے اس اونٹ کی جانب ان کی رہنمائی کی جب کہ میں شام کی طرف جا رہا تھا۔ پھر میں واپس آیا یہاں تک کہ جب میں مقام ضجنان میں فلاں قبیلے کے پاس سے گزرا تو میں نے ان لوگوں کو سوتا پایا اور ان کا ایک برتن رکھا تھا جس میں پانی تھا۔ انہوں نے اس پر کوئی چیز ڈھانک دی تھی۔ میں نے اس کے ڈھکنے کو کھولا اور جو چیز اس میں تھی وہ پی لی۔ پھر جیسا تھا اس پر ویسا ہی اسے ڈھانک دیا۔ اس کی ایک اور علامت یہ ہے کہ ان کا قافلہ اس وقت مقام بیضاء کے کوہ تنعیم سے اتر چکا ہے۔ اس کے آگے ایک بھورا سیاہی مائل اونٹ ہے جس پر وہ

تھیلے ہیں جن میں کا ایک تو سیاہ اور دوسرا مختلف رنگ کا ہے''۔

ام ہانی نے کہا کہ پھر تو لوگ اس پہاڑی کی جانب دوڑے تو انھیں پہلا اونٹ نہ ملا جس طرح کہ آپؐ نے بیان فرما دیا تھا (یعنی وہ پہاڑی سے اتر کر آگے بڑھ چکا تھا) اور ان لوگوں نے ان (قافلے والوں) سے اس برتن کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے انھیں خبر دی کہ اس میں انھوں نے پانی بھر کر رکھا تھا اور اسے ڈھانک بھی دیا تھا لیکن اس میں انھوں نے پانی نہ پایا اور دوسرے لوگوں سے بھی دریافت کیا جو مکہ میں آ چکے تھے تو انھوں نے بھی کہا کہ اس نے سچ کہا۔ بے شک ہمارے اونٹ اسی وادی میں جس کا ذکر کیا گیا ہے بدکے تھے اور ہمارا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا تو ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو ہمیں اس جانب بلا رہا تھا حتیٰ کہ ہم نے اس (اونٹ) کو پکڑ لیا۔

معراج اوران نشانیوں کا بیان جنہیں رسول اللہ ﷺ نے معراج میں ملاحظہ فرمایا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی کہ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو (یہ) فرماتے سنا:

لَمَّا فَرَغْتُ مِمَّا كَانَ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ أُتِيَ بِالْمِعْرَاجِ وَ لَمْ أَرَشَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ وَهُوَ الَّذِيْ يَمُدُّ اِلَيْهِ مَيِّتُكُمْ عَيْنَيْهِ إِذَا حُضِرَ فَاَصْعَدَ فِيْ صَاحِبِيْ فِيْهِ حَتّٰى انْتَهٰى بِيْ إِلٰى بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ السَّمَآءِ يُقَالُ لَهٗ بَابَ الْحَفَظَةِ عَلَيْهِ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ يُقَالُ لَهٗ اِسْمَاعِيْلُ تَحْتَ يَدَيْهِ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفَ مَلَكٍ تَحْتَ يَدَيْ كُلِّ مَلَكٍ مِنْهُمْ اثْنَا عَشَرَ اَلْفُ مَلَكٍ.

''بیت المقدس میں جو کچھ ہوااس سے جب میں فارغ ہواتو سیڑھی لائی گئی اور میں نے اس سے بہتر کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی اور یہی وہ چیز ہے جس کی جانب تمہارے مردے اپنی آنکھیں کھولے تکتے رہتے ہیں جب موت آتی ہےاس کے بعد میرے ساتھی نے مجھےاس پر چڑھادیا یہاں تک کہ مجھے لے کرآسمان کے دروازوں میں سےایک دروازے تک پہنچا جس کا نام باب الحفظہ (نگہبانوں کا دروازہ) تھااس پر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ (نگہبان) ہےجس کا نام اسماعیل ہے جس کے ہاتھ کے نیچے بارہ ہزار ایسے فرشتے ہیں جن میں سے ہرایک کے ہاتھ کے نیچے بارہ ہزار فرشتے ہیں''۔

راوی نے کہا کہ جب یہ حدیث رسول اللہ ﷺ بیان فرماتے تو فرمایا کرتے:

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلاَّ هُوَ قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ بِيْ قَالَ: مَنْ هُوَ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ أَوَقَدْ بُعِثَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَالِيْ بِخَيْرٍ وَقَالَهٗ.

''تیرے پروردگار کے لشکر کواس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔فرمایا: پھر جب وہ مجھے لے کر داخل ہوئے اس نے کہااے جبریلؑ یہ کون ہے۔کہا محمد (ﷺ) اس نے کہا کیا بلوائے گئے ہیں؟ کہا ہاں تواس نے میرے لیے بھلائی کی دعا کی اور بھلی بات کہی''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے ان سے سن کر جنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث سنی تھی بیان کیا کہ آپؐ نے فرمایا:

تَلَقَّتْنِي الْمَلَائِكَةُ حِينَ دَخَلْتُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَلَمْ يَلْقَنِي مَلَكٌ إِلَّا ضَاحِكًا مُسْتَبْشِرًا يَقُولُ خَيْرًا وَيَدْعُو بِهِ حَتّٰى لَقِيَنِي مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوا وَدَعَا بِمِثْلِ مَا يَدْعُوا بِهِ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَضْحَكْ وَلَمْ اَرَمِنْهُ مِنَ الْبِشْرِ مِثْلَ مَارَأَيْتُ مِنْ غَيْرِهٖ فَقُلْتُ لِجِبْرِيْلَ يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ قَالَ لِيْ كَمَا قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ وَلَمْ يَضْحَكْ وَلَمْ اَرَمِنْهُ مِنَ الْبِشْرِ مِثْلَ الَّذِيْ رَاَيْتُ مِنْهُمْ قَالَ: فَقَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ اَمَا اِنَّهُ لَوْكَانَ ضَحِكَ اِلٰى اَحَدٍ كَانَ قَبْلَكَ اَوْ كَانَ ضَاحِكًا اِلٰى اَحَدٍ بَعْدَكَ لَضَحِكَ إِلَيْكَ وَلٰكِنَّهُ لَا يَضْحَكُ هٰذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِجِبْرِيْلَ وَهُوَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْمَكَانِ الَّذِيْ وَصَفَ لَكُمْ "مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِيْنٌ" اَلَا تَأْمُرُهٗ أَنْ يُرِيَنِي النَّارَ فَقَالَ وَبَلٰى يَا مَالِكُ اَرِ مُحَمَّدًا النَّارَ، قَالَ فَكَشَفَ[1] عَنْهَا غِطَائَهَا فَفَارَتْ وَارْتَفَعَتْ حَتّٰى ظَنَنْتُ لَتَأْخُذَنَّ مَا أَرٰى، قَالَ: فَقُلْتُ: لِجِبْرِيْلَ مُرْهُ فَلْيَرُدَّهَا اِلٰى مَكَانِهَا، قَالَ: فَأَمَرَهٗ، فَقَالَ لَهَا: اخْبِيْ فَرَجَعَتْ اِلٰى مَكَانِهَا الَّذِيْ خَرَجَتْ مِنْهُ فَمَا شَبَّهْتُ رُجُوْعَهَا اِلَّا وُقُوْعَ الظِّلِّ، حَتّٰى إِذَا دَخَلَتْ، مِنْ حَيْثُ خَرَجَتْ رَدَّ عَلَيْهَا غِطَاءَ هَا.

''جب میں دنیوی آسماں میں داخل ہوا تو مجھ سے فرشتوں نے ملاقات کی اور ہر فرشتہ مجھ سے ہنستے ہوئے اور خوشی خوشی ملتا' اچھی بات کرتا اور اچھی دعا دیتا تھا یہاں تک کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ مجھ سے ملا اور اس نے بھی ویسی ہی باتیں کیں جس طرح دوسروں نے کی تھیں اور ویسی ہی دعا دی جس طرح دوسروں نے دی تھی۔ مگر وہ نہ ہنسا اور نہ اس کے چہرے پر میں نے وہ خوشی دیکھی جو دوسروں کے چہروں پر دیکھی تھی۔ تو میں نے جبریلؑ سے کہا اے جبریلؑ یہ کون سا فرشتہ ہے جس نے مجھ سے بات تو ویسی ہی کی جیسی تمام فرشتوں نے کی (لیکن) نہ اس نے مجھ سے ہنس کر (بات) کی اور نہ میں نے اس کے چہرے پر ویسی خوشی دیکھی جیسی دوسروں کے چہرے پر۔ فرمایا: تو جبریلؑ نے مجھ سے کہا (آپ کا ارشاد تو سچ ہے) لیکن اگر اس نے آپؐ سے پہلے کسی اور سے ہنس کر بات کی ہوتی یا آپؐ کے بعد کسی اور سے ہنس کر بات کرنے والا ہوتا تو

---

[1] (الف) میں فکشف کے بجائے فکشق قاف سے لکھا ہے جو غلط ہے۔ (احمد محمودی)

ضرور آپؐ سے بھی ہنس کر بات کرتا لیکن حالت یہ ہے کہ وہ ہنس کر بات کرتا ہی نہیں۔ یہ دوزخ کا منتظم مالک ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: میں نے جبریلؑ سے کہا وہ اللہ کے پاس اس مرتبہ پر ہے جس کے متعلق اس نے تم سے بیان فرمایا ہے کہ وہ وہاں (کا) امانت دار سردار ہے۔ کیا تم اسے حکم نہ دو گے کہ وہ مجھے دوزخ دکھائے کہا کیوں نہیں (ضرور اس کو حکم دوں گا) اے مالک! محمد (ﷺ) کو دوزخ (کے عجائبات) دکھا۔ فرمایا تب تو اس نے دوزخ کا ڈھکنا کھول دیا۔ پس وہ (دوزخ) جوش میں آ گیا اور بلند ہو گیا یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ ان تمام چیزوں کو جنھیں میں دیکھ رہا ہوں وہ ضرور پکڑے گا۔ میں نے جبریلؑ سے کہا اسے حکم دو کہ اس کو اس کی جگہ پر لوٹا دے۔ فرمایا تو انھوں اسے حکم دیا تو اس نے اس (دوزخ) سے کہا خاموش ہو جا۔ پس وہ اپنی اس جگہ پر چلا گیا جہاں سے وہ نکلا تھا۔ میں نے اس کے لوٹنے کو سایہ پڑنے کے مشابہ پایا حتیٰ کہ جب وہ جہاں سے نکلا وہیں چلا گیا تو اس نے اس پر اس کا ڈھکنا ڈھانک دیا''۔

اور ابوسعید نے اپنی حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ آپؐ نے فرمایا:

لَمَّا دَخَلْتُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا رَأَيْتُ فِيهَا رَجُلاً جَالِسًا تُعْرَضُ عَلَيْهِ اَرْوَاحُ بَنِيْ آدَمَ فَيَقُوْلُ لِبَعْضِهَا اِذَا عُرِضَتْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَ يَسُرُّ بِهٖ وَيَقُوْلُ رُوْحٌ طَيِّبَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ طَيِّبٍ وَيَقُوْلُ لِبَعْضِهَا اِذَا عُرِضَتْ عَلَيْهِ اُفٍّ وَ يَعْبِسُ بِوَجْهِهٖ وَيَقُوْلُ رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ خَبِيْثٍ. قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا اَبُوْكَ آدَمُ تُعْرَضُ عَلَيْهِ أَرْوَاحُ ذُرِّيَّتِهٖ فَاِذَا مَرَّتْ بِهٖ رُوْحُ الْمُؤْمِنِ مِنْهُمْ سُرَّ بِهَا وَقَالَ رُوْحٌ طَيِّبَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ طَيِّبٍ وَاِذَا مَرَّتْ بِهٖ رُوْحُ الْكَافِرِ مِنْهُمْ أَفَّفَ مِنْهَا وَكَرِهَهَا وَسَاءَ ذٰلِكَ وَقَالَ رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ خَبِيْثٍ.

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا لَهُمْ مَشَافِرُ كَمَشَافِرِ الْاِبِلِ فِيْ أَيْدِيْهِمْ قِطَعٌ مِنْ نَارٍ كَالْاَفْهَارِ يَقْذِفُوْنَهَا فِيْ أَفْوَاهِهِمْ فَتَخْرُجُ مِنْ أَدْبَارِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ اٰكَلَةُ مَالِ الْيَتَامٰى ظُلْمًا.

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا لَهُمْ بُطُوْنٌ لَمْ أَرَ مِثْلَهَا قَطُّ بِسَبِيْلِ آلِ فِرْعَوْنَ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ كَالْاِبِلِ الْمَهْيُوْمَةِ حِيْنَ يُعْرَضُوْنَ عَلَى النَّارِ يَطَئُوْنَهُمْ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى أَنْ يَتَحَوَّلُوْنَ مِنْ مَكَانِهِمْ ذٰلِكَ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا.

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ لَحْمٌ سَمِيْنٌ طَيِّبٌ اِلٰى جَنْبِهٖ لَحْمٌ غَثٌّ مُنْتِنٌ يَاْكُلُوْنَ

مِنَ الْغَثِّ الْمُنْتِنِ وَ يَتْرُكُوْنَ السَّمِيْنَ الطَّيِّبَ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَتْرُكُوْنَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ مِنَ النِّسَآءِ وَ يَذْهَبُوْنَ اِلٰى مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْهُنَّ قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ نِسَاءَ مُعَلَّقَاتٍ بِثَدِيْهِنَّ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّاتِىْ اَدْخَلْنَ عَلَى الرِّجَالِ مَنْ لَّيْسَ مِنْ اَوْلَادِهِمْ.

''میں جب دنیا والے آسمان میں داخل ہوا تو وہاں ایک شخص کو بیٹھا ہوا دیکھا۔ اس پر بنی آدم کی روحیں پیش کی جاتی ہیں تو جب ان میں کی بعض روحیں اس پر پیش کی جاتی ہیں تو وہ ان کا خیر مقدم کرتا ہے اور اس سے اسے خوشی ہوتی ہے اور وہ کہتا ہے اچھی روح ہے جو اچھے جسم سے نکلی ہے اور جب ان میں کے دوسرے بعض اس پر پیش ہوتے ہیں تو وہ کہتا ہے تھو ہے اور تیوری چڑھالیتا ہے اور کہتا ہے۔ خبیث روح ہے جو خبیث جسم سے نکل آئی ہے فرمایا: میں نے کہا اے جبریلؑ! یہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ آپؐ کے والد آدمؑ ہیں۔ ان پر ان کی اولاد کی روحیں پیش کی جاتی ہیں تو جب ان کے پاس سے ان میں کے ایماندار کی روح گزرتی ہے تو اس سے خوش ہوتے اور کہتے ہیں اچھی روح اچھے جسم سے نکلی ہے اور جب ان کے پاس سے ان میں کے کافر کی روح گزرتی ہے تو اس کو دیکھ کر تھوتھو کرتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں اور وہ انھیں برا معلوم ہوتا ہے اور کہتے ہیں گندے جسم سے گندی روح نکلی ہے۔

فرمایا: پھر میں نے چندلوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کے سے ہیں ان کے ہاتھوں میں آگ کے ٹکڑے گول پتھروں کی طرح ہیں وہ انھیں اپنے منھوں میں ڈال لیتے ہیں تو وہ ان کی مقعدوں میں سے نکلتے ہیں تو میں نے کہا' اے جبریلؑ! یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ ظلم سے یتیموں کے مال کھا جانے والے ہیں۔ فرمایا پھر میں نے چند آدمیوں کو دیکھا کہ میں نے ان کے سے پیٹ کبھی نہیں دیکھے۔ یہ لوگ فرعونیوں کے راستے میں ہیں وہ جب دوزخ پر لائے جاتے ہیں تو ان پر سے پیاسے اونٹوں کی طرح گزرتے ہیں اور وہ انھیں پامال کرتے چلے جاتے ہیں اور ان میں اس کی بھی قدرت نہیں کہ اپنی اس جگہ سے ہٹ سکیں۔ میں نے کہا' اے جبریلؑ یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ سود خوار ہیں فرمایا پھر میں نے چندلوگوں کو دیکھا جن کے سامنے بہترین چکنا گوشت ہے اور ان کے بازو دبلے جانور کا سڑا ہوا گوشت ہے جس میں چکنائی نہیں اور وہ لوگ وہی سڑا ہوا دبلے جانور کا گوشت کھاتے ہیں اور چکنا اور بہترین گوشت چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے کہا: اے جبریلؑ یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو عورتوں

میں سے ان عورتوں کو تو چھوڑ دیتے ہیں جن کو اللہ نے حلال کیا ہے اور ان میں سے جن کو ان پر حرام کیا ہے وہ انھیں کی جانب جاتے ہیں۔ فرمایا پھر میں نے ایسی عورتیں دیکھیں جو اپنی چھاتیوں سے لٹکی ہوئی ہیں تو میں نے کہا اے جبریلؑ یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جنھوں نے (اپنے) مردوں کے پاس ایسا بچہ داخل کر دیا جو ان کی اولاد میں سے نہ تھا''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن عمرو نے قاسم بن محمد سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى امْرَأَةٍ اَدْخَلَتْ عَلٰى قَوْمٍ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ فَاَكَلَ حَرَائِبَهُمْ وَاطَّلَعَ عَلٰى عَوْرَاتِهِمْ.

''اللہ کا غضب اس عورت پر سخت ہو گیا جس نے کسی خاندان میں ایسے بچے کو داخل کر دیا جو ان میں کا نہ تھا۔ پھر اس (بچہ) نے ان کا مال معیشت کھا لیا اور ان کی پوشیدہ چیزیں دیکھ لیں''۔

پھر حدیث ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ کے جانب مراجعت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ثُمَّ اَصْعَدَنِیْ اِلَی السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاِذَا فِيْهَا ابْنَا الْخَالَةِ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِیْ اِلَی السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاِذَا فِيْهَا رَجُلٌ صُوْرَتُهٗ كَصُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا اَخُوْكَ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِیْ اِلَی السَّمَآءِ الرَّابِعَةِ فَاِذَا فِيْهَا رَجُلٌ فَسَأَلْتُهٗ مَنْ هُوَ قَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ قَالَ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِیْ اِلَی السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاِذَا فِيْهَا كَهْلٌ اَبْيَضُ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ عَظِيْمُ الْعُثْنُوْنِ لَمْ اَرَ كَهْلًا اَجْمَلَ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَاجِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْمُحَبَّبُ فِیْ قَوْمِهٖ هَارُوْنُ بْنُ عِمْرَانَ قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِیْ اِلَی السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَاِذَا فِيْهَا رَجُلٌ آدَمُ طَوِيْلٌ اَقْنَى كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ فَقُلْتُ لَهٗ مَنْ هٰذَا يَاجِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا أَخُوْكَ مُوْسَى بْنُ عِمْرَانَ ثُمَّ اَصْعَدَنِیْ اِلَی السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاِذَا فِيْهَا كَهْلٌ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ اِلٰى بَابِ الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا يَرْجِعُوْنَ فِيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَمْ اَرَ رَجُلًا اَشْبَهَ بِصَاحِبِكُمْ وَلَا صَاحِبُكُمْ اَشْبَهَ بِهٖ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ ثُمَّ دَخَلَ بِیْ اِلَى الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ فِيْهَا جَارِيَةً فَسَأَلْتُهَا لِمَنْ اَنْتِ وَقَدْ اَعْجَبَتْنِیْ حِيْنَ رَاَيْتُهَا فَقَالَتْ لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فَبَشَّرَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ.

''پھر وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گیا تو اس میں دیکھا کہ دونوں خالہ زاد بھائی عیسیٰ بن مریم

اور یحییٰ بن زکریا (علیہم السلام) موجود ہیں فرمایا۔ پھر وہ مجھے تیسرے آسمان پر لے گیا تو اس میں دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کی صورت چودھویں رات کے چاند کی سی ہے۔ فرمایا میں نے کہا اے جبریلؑ یہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ آپ کے بھائی یوسف بن یعقوبؑ ہیں۔ فرمایا پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے گیا تو اس میں، میں نے ایک شخص کو دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا وہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ ادریسؑ ہیں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے: **ورفعناہ مکانا علیا.** (یعنی کلام مجید میں جو یہ الفاظ ہیں وہ اسی مرتبہ کو ظاہر کر رہے ہیں) ہم نے اسے بلند جگہ پر چڑھا دیا۔ فرمایا پھر مجھے پانچویں آسمان پر لے گیا تو اس میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میانہ سال، سفید، سر، سفید بڑی داڑھی والا۔ کسی میانہ سال شخص کو اس سے زیادہ خوبصورت میں نے نہیں دیکھا۔ فرمایا میں نے کہا اے جبریلؑ یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ اپنی قوم کے محبوب ہارون ابن عمران ہیں۔ فرمایا پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے گیا تو اس میں دیکھا کہ ایک گندم گوں شخص دراز قامت بلند بینی ہے۔ گویا کہ وہ قبیلہ شنؤ ۃ کے لوگوں میں سے ہے میں نے کہا اے جبریلؑ یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا یہ آپ کے بھائی موسیٰ بن عمرانؑ ہیں پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میانہ عمر شخص بیت المعمور کے دروازے کے پاس کرسی پر بیٹھا ہوا ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو قیامت کے دن تک پھر اس میں سے واپس نہیں آتے میں نے اس شخص سے مشابہ تمہارے دوست (یعنی خود ذات مبارک نبیؐ) سے زیادہ کسی اور کو نہیں دیکھا اور نہ تمہارے دوست سے مشابہ کسی اور کو اس سے زیادہ دیکھا فرمایا۔ میں نے کہا اے جبریلؑ یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ آپ کے والد (یعنی دادا) ابراہیم ہیں۔ فرمایا پھر مجھے لے کر جنت میں داخل ہوا تو اس میں میں نے ایک چھوکری دیکھی اور جب میں نے اس کو دیکھا تو وہ مجھے بہت بھلی معلوم ہوئی میں نے اس سے پوچھا تو کس کی ہے۔ اس نے کہا زید بن حارثہ کی تو رسول اللہ ﷺ نے زید ابن حارثہ کو اس کی خوش خبری دی''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذریعے رسول اللہ ﷺ سے روایت پہنچی کہ ہر آسمان پر جب آپ کو لے کر جبریلؑ جاتے اور اندر آنے کی اجازت طلب کرتے تھے تو وہ کہتے تھے اے جبریل یہ (تمہارے ساتھ) کون ہے تو جبریلؑ کہتے۔ محمد ﷺ تو وہ کہتے کیا بلوائے گئے ہیں۔ یہ کہتے، ہاں تو وہ کہتے۔ اللہ اس بھائی اور دوست کو زندہ رکھے۔ یہاں تک کہ آپ کو لے کر وہ ساتویں آسمان پر پہنچے پھر آپ کو آپ کے پروردگار کے پاس پہنچایا گیا۔ پھر اس نے آپ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ راوی نے کہا

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَأَقْبَلْتُ رَاجِعًا، فَلَمَّا مَرَرْتُ بِمُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ، وَنِعْمَ الصَّاحِبُ كَانَ لَكُمْ سَأَلَنِيْ كَمْ فُرِضَ عَلَيْكَ مِنَ الصَّلَاةِ فَقُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ اِنَّ الصَّلٰوةَ ثَقِيْلَةٌ، وَاِنَّ اُمَّتَكَ ضَعِيْفَةٌ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ اَنْ يُخَفِّفَ عَنْكَ وَعَنْ اُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُ رَبِّيْ اَنْ يُخَفِّفَ عَنِّيْ وَعَنْ اُمَّتِيْ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ لِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُهُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ لِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ كُلَّمَا رَجَعْتُ اِلَيْهِ فَارْجِعْ فَسَلْ رَبَّكَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى اَنْ وَضَعَ ذٰلِكَ عَنِّيْ اِلَّا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ثُمَّ رَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى.
فَقَالَ لِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ قَدْ رَاجَعْتُ رَبِّيْ وَسَاءَ لْتُهُ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ فَمَا أَنَا بِفَاعِلٍ فَمَنْ اَدَّاهُنَّ مِنْكُمْ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا لَهُنَّ كَانَ لَهُ اَجْرُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً.

''پھر میں واپس آیا اور موسیٰ بن عمرانؑ کے پاس سے گزرا۔ اور وہ تمہارے لیے بڑے اچھے شخص نکلے۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں تو میں نے کہا روزانہ پچاس نمازیں انھوں نے کہا۔ نماز بڑی بوجھل چیز ہے اور آپ کی امت کمزور ہے اس لیے آپؐ اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جائیے اور اس سے درخواست کیجیے کہ آپؐ پر سے اور آپ کی امت پر سے (اس) بوجھ کو کم کر دے۔ پس میں واپس گیا اور اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ مجھ پر سے اور میری امت پر سے بوجھ کم کرے تو اس نے دس (نمازیں) کم کر دیں۔ پھر میں لوٹا اور موسیٰ کے پاس سے گزرا۔ انھوں نے مجھ سے پھر ویسا ہی کہا۔ تو پھر میں لوٹ کر گیا اور اس سے درخواست کی تو اس نے اور دس کم کر دیں۔ پھر جب میں ان کی طرف لوٹا تو اسی طرح مجھ سے کہتے رہے کہ آپ لوٹ جائیے اور اپنے پروردگار سے درخواست کیجیے یہاں تک کہ یہ تخفیف روزانہ پانچ نمازوں تک پہنچ گئی۔ پھر میں لوٹا اور موسیٰ کے پاس سے گزرا۔ پھر انھوں نے مجھ سے ویسا ہی کہا تو میں نے کہا: میں اپنے پروردگار کے پاس بار بار گیا اور اس سے درخواست کی حتیٰ کہ مجھے اس سے شرم آنے لگی ہے۔ پس اب تو میں ایسا نہیں کروں گا پس ان نمازوں کو تم میں سے جو شخص ایمانداری کے ساتھ۔ ثواب سمجھ کر ادا کرے گا اس کو پچاس فرض نمازوں کا اجر ملے گا''۔

صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهٖ.

محمدؐ اور آل محمدؐ پر اللہ کی رحمتیں ہوں

ہنسی اُڑانے والوں کی سزا اللہ کی طرف سے

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کے جھٹلانے اور تکلیف دینے اور ہنسی اڑانے کے باوجود اللہ کے حکم پر صابر رہ کر ثواب سمجھ کر اس کو نصیحت فرماتے رہے۔ مجھ سے یزید بن رومان نے عروۃ بن زبیر سے حدیث بیان کی کہ آپ کی قوم میں ہنسی اڑانے والوں میں بڑی بڑی ہستیاں پانچ تھیں اور یہ (لوگ) اپنی قوم میں بلند پایہ اور سن رسیدہ تھے۔

بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب میں[1] سے الاسود بن المطلب بن اسد ابوزمعہ۔ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ایذا رسانی اور تمسخر کے سبب سے اس کے لیے بد دعا فرمائی تھی اور فرمایا تھا:

اَللّٰهُمَّ اَعْمِ بَصَرَهٗ وَاَثْكِلْهُ وَلَدَهٗ.

''یا اللہ! اس کو اندھا کر دے اور اس کو اس کے لڑکے کی موت پر لا''۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے الاسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ۔

اور بنی مخزوم بن یقظۃ بن مرۃ میں سے الولید بن المغیرۃ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن الکعب میں سے العاص بن وائل ابن ہشام۔

ابن ہشام نے کہا کہ العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم اور بنی خزاعہ میں سے الحارث بن الطلاطلۃ بن عمر بن الحارث بن عبد عمرو بن بوی ابن ملکان۔

جب یہ لوگ برائی میں حد سے بڑھ گئے اور رسول اللہ ﷺ کا بہت مذاق اڑانے لگے تو اللہ نے یہ آیت اتاری:

﴿ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴾

''(اے نبی!) جو حکم تجھے دیا گیا ہے اسے صاف صاف (ڈنکے کی چوٹ) بیان کر اور مشرکین کی جانب سے اپنی توجہ ہٹا لے۔ تیری حفاظت کے لیے ان ہنسی اڑانے والوں کو ہم دیکھ لیں گے جو اللہ کے ساتھ اور دوسرے معبودوں کا بھی ادعا رکھتے ہیں۔ پس وہ قریب میں جان لیں گے (کہ ان کا کیا حشر ہونے والا ہے)''۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر وغیرہ علماء سے روایت کی کہ جبریلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت آئے جب کہ وہ لوگ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ وہ آ کر کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے بازو کھڑے ہو گئے اور آپؐ کے پاس سے الاسود بن المطلب گزرا تو (آپؐ[1] نے یا جبریلؑ نے) اس کے منہ پر ایک سبز رنگ کی چھٹی پھینکی تو وہ اندھا ہو گیا اور الاسود بن عبد یغوث آپؐ کے پاس سے گزرا تو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا تو وہ جلند (کی بیماری میں مبتلا ہو گیا اور اس کی وجہ سے وہ پیٹ[2] پھول کر مرا) اور ولید بن مغیرہ آپؐ کے پاس سے گزرا تو اس کے ایک زخم کے نشان کی جانب اشارہ کیا جو اس کے پاؤں کے ٹخنے کے نیچے اس سے برسوں پہلے کبھی لگا تھا جس کا سبب یہ تھا کہ وہ بنی خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے جا رہا تھا جو اپنے تیر درست کر رہا تھا۔ ان تیروں میں سے ایک تیر اس کے تہمد میں اٹک گیا اور اس کے پاؤں میں وہ خراش لگ گئی اور کچھ زیادہ نہ تھی۔ پس اسی زخم کا نشان پھوڑا بن گیا اور (یہی) اس کی موت کا سبب ہوا اور عاص بن وائل آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا اور وہ اپنے گدھے پر طائف کو جانے کے ارادے سے نکلا تو وہ اس کو لے کر ایک خار دار درخت پر بیٹھ گیا[3] تو اس کے پاؤں کے تلوے میں کانٹا چبھ گیا اور اس کی موت کا سبب بن گیا اور حارث بن الطلاطلہ آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے سر کی جانب اشارہ کیا تو اس سے درد کے ساتھ پیپ نکلنے لگی اور اس کو موت کا مزا چکھا دیا۔

---

[1] رمی فعل ہے جس کی ضمیر غائب دونوں کی محتمل ہے لیکن گمان غالب یہ ہے کہ جبریلؑ نے پھینکی ہوگی۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں حبنا کے بجائے جبنا جیم سے لکھا ہے جو اس مقام سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ (احمد محمودی)

[3] (ب ج د) میں ربض ضاء معجمہ سے ہے جس کے معنی ہیں بیٹھ گیا۔ (الف) میں ربصر صاد مہملہ سے ہے جس کے معنی انتظار کرنے اور ٹھہرنے کے ہیں۔ پہلا نسخہ زیادہ موزوں ہے۔ (احمد محمودی)

ابوازیہر الدوسی کا قصہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ولید کا وقتِ موت آیا تو اس نے اپنے بچوں کو بلایا جو تین تھے۔ ہشام بن الولید' ولید بن الولید اور خالد بن الولید۔ اور ان سے کہا: اے میرے بچو! میں تمہیں تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں ان کو کبھی ہاتھ سے جانے نہ دینا۔ بنی خزاعہ سے میرے خون کا بدلہ لیے بغیر نہ چھوڑنا[1] حالانکہ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ اس سے بری ہیں لیکن مجھے خوف ہے کہ اس کے سبب سے آج کے بعد تمہیں گالیاں دی جائیں گی۔ اور بنی ثقیف پر جو سود کی میری رقم ہے اس کو بھی بغیر لیے نہ چھوڑنا اور ابوازیہر دوسی پر شرمگاہ کے متعلق جو میرا خونبہا ہے وہ بھی تم سے چھوٹ نہ جائے۔ ابوازیہر نے اپنی ایک بیٹی اس کے نکاح میں دی تھی۔ پھر اس نے اس کو اس کے پاس جانے سے روک لیا۔ اور اس کے پاس اس کو جانے نہ دیا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ پھر جب ولید بن مغیرہ مر گیا تو بنی مخزوم نے بنی خزاعہ پر ولید کا خون بہا لینے کے لیے حملہ کر دیا اور کہا کہ تمہارے آدمی کے تیر نے اس کو مار ڈالا اور بنی کعب عبدالمطلب بن ہاشم کے حلیف تھے۔ پس بنی خزاعہ نے ان کی اس بات سے انکار کیا یہاں تک کہ ان کے درمیان اشعار میں مقابلہ ہوا اور آپس کے تعلقات نے شدت اختیار کی حالانکہ ولید کو جس شخص کا تیر لگا تھا وہ خزاعہ کی ایک شاخ بنی کعب بن عمرو میں کا تھا تو عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے کہا:

إِنِّیْ زَعِیْمٌ أَنْ تَسِیْرُوْا فَتَهْرَبُوْا — وَأَنْ تَتْرُكُوا الظَّهْرَانَ تَعْوِیْ ثَمَالِبُهْ

''میں اس بات کا ذمہ دار ہوں کہ تم (اپنے وطن سے) چلے جاؤ اور بھاگ جاؤ اور مقام ظہران کو (ویران کر) چھوڑو کہ اس میں کی لومڑیاں (اس میں) چیختی چلاتی رہیں (تو تم آفتوں سے بچ جاؤ گے)۔

وَأَنْ تَتْرُكُوْا مَاءً بِجِزْعَةِ أَطْرِقَا — وَأَنْ تَسْأَلُوْ أَیُّ الْأَرَاكِ أَطَایِبُهْ

---

[1] (ب ج د) میں فلا قطلنه ہے جس کے معنی ہیں خون نہ کرنا' بدلہ لیے بغیر نہ چھوڑنا (الف) میں فلا قطلبته لکھ دیا جو معنی کو بالکل الٹ دیتا ہے یعنی خون کا بدلہ ان سے طلب نہ کرنا اور یہ معنی آگے آنے والی عبارت کے بالکل خلاف ہیں۔ ولکنی اخشی ان تسبوا به. یعنی مجھے خوف ہے کہ اگر تم بدلہ نہ لو گے تو لوگ تم کو صلواتیں سنائیں گے۔ اور تمہیں بزدل کہا جائے گا اس لیے نسخہ (الف) غلط ہے۔ (احمد محمودی)

اور وادی اطرقا کے کنارے کے پنگھٹ کو چھوڑ دو اور پیلو کے درختوں کے مقامات میں سے کسی اچھے مقام کی تلاش کرلو۔

فَإِنَّا أُنَاسٌ لَا تُطَلُّ دِمَائُنَا[1] وَلَا يَتَعَالَى صَاعِدًا مِنْ نَحَارِبُهُ

کیونکہ ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہمارا خون مباح نہیں ہوا کرتا اور جس سے ہم برسر جنگ ہوتے ہیں وہ سر برآوردہ نہیں ہوسکتا''۔

اورظہران واراکہ۔ بنی خزاعہ کی شاخ' بنی کعب کے رہنے کے مقامات تھے۔اس کے بعد اس کا جواب الجون بن ابی الجون' بنی کعب بن عمرو الخزاعی کے ایک شخص نے دیا وہ کہتا ہے:

وَاللّٰهِ لَا نُؤْتِي الْوَلِيْدَ ظُلَامَةٌ وَلَمَّا تَرَوْا يَوْمًا تَزُوْلُ كَوَاكِبُهُ

''ولید کے (اپنے ہاتھوں) آفت میں مبتلا ہونے کا عوض تو واللہ ہم نہیں دیں گے اور ابھی تم نے ایسا (سخت) معرکہ تو دیکھا ہی نہیں جس کے تارے ٹوٹ پڑیں۔

وَيُصْرِعُ مِنْكُمْ مُسْمِنٌ بَعْدَ مُسْمِنٍ وَتُفْتَحُ بَعْدَ الْمَوْتِ قَسْرًا مَشَارِبُهُ

اور تم میں کا ایک ایک چربی والا یکے بعد دیگرے پچھڑتا چلا جائے۔اور (اس کے) مرنے کے بعد اس کا بالا خانہ زبردستی کھولا جائے۔یعنی اس کے محل پر دوسروں کا قبضہ ہوجائے۔

إِذَا مَا أَكَلْتُمْ خُبْزَكُمْ وَحَرِيْرَكُمْ مَا كُلُّكُمْ بَاكِي الْوَلِيْدِ وَنَادِبُهُ

جب تم اپنی روٹی اور حریرہ کھالو گے تو پھر تم میں کا ہر ایک ولید پر گریہ وزاری کرے گا''۔

پھر ان لوگوں میں میل ملاپ ہوگیا اور ان کو معلوم ہوگیا کہ وہ لوگ صرف بدنامی سے ڈر (کر ایسا کر) رہے ہیں۔اس لیے بنی خزاعہ نے انھیں خون بہا کا کچھ حصہ دیا اور کچھ حصے سے وہ دست بردار ہوگئے اور جب ان لوگوں میں صلح ہوگئی۔تو جون بن ابی الجون نے کہا:

وَ قَائِلَةٍ لَمَّا اصْطَلَحْنَا تَعَجُّبًا لِمَا قَدْ حَمَلْنَا لِلْوَلِيْدِ وَقَائِلِ

''جب ہم نے صلح کرلی تو تعجب سے بعض عورتیں اور بعض مرد کہنے لگے کہ ولید کے لیے ہم نے کیوں (خون بہا کا) بار برداشت کیا۔

أَلَمْ تُقْسِمُوْا تُؤْتُوْا لُوَلِيْدَ ظُلَامَةً وَلَمَّا تَرَوْا يَوْمًا كَثِيْرَ الْبَلَابِلِ

(انھوں نے کہا) کیا تم نے قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ ولید کے (اپنے ہاتھوں) آفت میں مبتلا ہونے کا عوض دینے کو ناپسند کرو گے۔اور ابھی تو تم نے ایسا (سخت) معرکہ دیکھا ہی نہیں جو غم و

---

[1] (الف) میں فان پر ف نہیں ہے۔اس صورت میں وزن کے لیے واوعطف محذوف ماننا پڑے گا۔(احمد محمودی)

اندوہ سے پر ہو۔

فَنَحْنُ خَلَطْنَا الْحَرْبَ بِالسِّلْمِ فَاسْتَوَتْ فَأَمَّ هَوَاهُ آمِنًا كُلُّ رَاحِلِ

ہم نے جنگ میں صلح کی آمیزش کی تو صلح مکمل ہوئی اور ہر ایک مسافر بے خوف و خطر اپنی پسندیدہ چیزوں کے حاصل کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا''۔

اس کے بعد بھی جون بن ابی الجون باز نہ رہا اور ولید کے قتل پر فخریہ اشعار لکھے اور بیان کیا کہ انھیں لوگوں نے اس کو قتل کیا حالانکہ یہ سب غلط بات تھی۔ غرض ولید جس بات سے ڈرتا تھا اس کو اور اس کے بچوں اور اس کی قوم کو وہی بدنامی نصیب ہوئی اور جون بن ابی الجون نے یہ شعر کہے:

أَلَا زَعَمَ الْمُغِيْرَةُ أَنَّ كَعْبًا بِمَكَّةَ مِنْهُمْ قَدْرٌ كَثِيْرٌ

''سن لو! کہ بنی مغیرہ نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ مکہ میں بنی کعب کی تعداد زیادہ ہے (اور انھیں اکثریت حاصل ہے)

فَلَا تَفْخَرْ مُغِيْرَةُ أَنْ تَرَاهَا بِهَا يَمْشِي الْمُعَلْهِجَ وَالْمهِيرُ

ہمیں اس حالت میں دیکھ کر بنی مغیرہ فخر نہ کریں کہ مکہ میں آبرو باختہ بھی چلتے پھرتے ہیں اور صحیح النسب (شریف لوگ) بھی۔

بِهَا آبَاؤُنَا وَبِهَا وُلِدْنَا كَمَا أَرْسَى بِمَثْبَتِهِ ثَبِيْرُ

ہمارے بزرگ یہیں کے ہیں اور ہماری پیدائش بھی یہیں کی ہے جس طرح کوہ ثبیر اپنی جگہ پر لنگر انداز ہے۔

وَمَا قَالَ الْمُغِيْرَةُ ذَاكَ إِلَّا لِيَعْلَمَ شَأْنَنَا أَوْ يَسْتَثِيْرُ

اور بنی مغیرہ نے یہ بات صرف اس لیے کہی کہ ہماری اہمیت کا ہر شخص کو علم ہو جائے یا (ہمارے خلاف لوگوں کو) ابھارے۔

فَإِنَّ دَمُ الْوَلِيْدِ يُطَلُّ إِنَّا تُطِلُّ دِمَاءً أَنْتَ بِهَا خَبِيْرُ

کیونکہ ولید کا خون مباح ہو رہا ہے اور ہم اسی طرح بہت سے خون مباح کر رہے ہیں جن سے تو خوب واقف ہے۔

كَسَاهُ الْفَاتِكُ الْمَيْمُوْنُ سَهْمًا ذُعَافًا وَهُوَ مُمْتَلِئٌ بَهِيْرُ

مبارک اچانک حملہ کرنے والے نے اس کے زہر آلود تیر (پیوست کر دیا) اور وہ (غصے سے) بھرا ہوا دم توڑ رہا تھا۔

فَخَرَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مُسْلَحِبًّا كَأَنَّهٗ عِنْدَ وَجْبَتِهٖ بَعِيْرٌ

پس وہ وادی مکہ میں دراز ہو کر گرا اس کے گرتے وقت ایسا معلوم ہوا گویا ایک اونٹ گرا۔

سَيَكْفِيْنِيْ مِطَالَ أَبِيْ هِشَامٍ صِغَارٌ جَعْدَةُ الْأَوْبَارِ خُوْرُ

ابو ہشام (کے خون بہا کی ادائی) کے وعدوں کو ٹالنے کے لیے چھوٹی چھوٹی گھونگروالے بال والی بہت دودھ دینے والی چند اونٹنیاں میرے لیے کافی ہو جائیں گی''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے ان اشعار میں سے ایک شعر چھوڑ دیا ہے جس میں اس نے فحش گوئی کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر ہشام بن الولید نے ابواز یہر پر حملہ کر دیا جب کہ وہ سوق ذی المجاز میں تھا۔

ابواز یہر کی بیٹی ابوسفیان بن حرب کے پاس یعنی ان کے نکاح میں تھی اور ابواز یہر اپنی قوم میں شریف آدمی تھا۔ ہشام نے اس کو ولید کے خون بہا کے بدلے میں قتل کر دیا جو شرم گاہ سے متعلق تھا۔ جس کے متعلق اس کے باپ نے اس کو وصیت کی تھی اور یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کے بعد ہوا اور جنگ بدر بھی گزر چکی تھی اور جنگ بدر میں مشرکین قریش کے بڑے بڑے سردار قتل اور آفتوں میں مبتلا ہو چکے تھے تو یزید بن ابی سفیان نکلا اور بنی عبد مناف کو جمع کیا اور ابوسفیان اس وقت ذوالمجاز میں تھے اور لوگ کہنے لگے کہ اس نے ابوسفیان کے پاس ان کی سسرال کے لیے امداد روانہ کی ہے اور وہ اس کا بدلہ لینے والے ہیں لیکن جب ابوسفیان نے اپنے بیٹے کی اس کارگزاری کو سنا اور وہ بڑے ہوشیار اور متین شخص تھے اپنی قوم سے بہت محبت رکھتے تھے فوراً مکہ آئے اور انھیں خوف ہوا کہ کہیں ابواز یہر کے متعلق قریش میں کوئی بڑا جھگڑا نہ ہو جائے اور اپنے بیٹے کے پاس اس وقت پہنچے جب کہ وہ اپنی قوم کے افراد بنی عبد مناف اور مطیبین میں مسلح ہو چکا تھا۔ اور اس کے ہاتھ سے برچھا لے کر اس کے سر پر ایسا مارا کہ اس کو زمین پر گرا دیا اور کہا اللہ تیرا منہ کالا کرے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ دوس کے ایک شخص کے لیے قریش کو آپس میں لڑا دے اگر وہ قبول کریں تو ہم انھیں خون بہا دے دیں گے اور اس معاملہ کو رفع دفع کر دیا۔ اس کے بعد حسان بن ثابتؓ اٹھے اور ابواز یہر کے خون کے بدلے کے لیے لوگوں کو اُبھارا اور ابوسفیان پر ترک یاری اور بزدلی کا الزام لگایا اور کہا:

غَدَا أَهْلُ ضَوْجَيْ ذِي الْمَجَازِ كِلَيْهِمَا وَجَارَ ابْنِ حَرْبٍ بِالْمُغَمَّسِ مَا يَغْدُوْ

ذی المجاز کے دونوں نکڑ کے لوگ صبح سویرے نکل کھڑے ہوئے لیکن ابن حرب کے ہمسایہ مغمس ہی میں ہیں اور نکلتے نہیں۔

وَلَمْ يَمْنَعِ الْعَيْرُ الضَّرُوْطُ ذِمَارَهٗ وَمَا مَنَعَتْ مَخْزَاةَ وَالِدِهَا هِنْدُ

اور پدوڑے گدھے نے اپنی حمایت کے قابل چیزوں کی بھی حفاظت نہیں کی اور ہند نے اپنے

باپ کی رسوائی کا بھی بچاؤ نہیں کیا۔

کَسَاكَ هِشَامُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثِيَابَهٗ　　　قَابُلَ وَاخْلِفْ مِثْلَهَا جُدُدًا بَعْدُ

ہشام ابن الولید نے مقتول کے کپڑے تجھے پہنائے ہیں خدا کرے کہ یہ کپڑے گھس پس کر اتریں اور اس کے بجائے اس کے سے اور نئے کپڑے بھی اس کے بعد ملتے رہیں (پہننا نصیب ہو)۔

قَضٰى وَطَرًا مِنْهُ فَاَصْبَحَ مَاجِدًا　　　وَأَصْبَحْتَ رِخْوًا مَا تَخَبُّ وَمَا تَعْدُدُ

اس نے تو اپنے کام سے فراغت حاصل کر لی اور عزت و شان والا ہو گیا اور تو بے وقوف بن گیا کہ نہ تیز چل سکتا ہے اور نہ دوڑ سکتا ہے۔

فَلَوْ اَنَّ اَشْيَاخًا بِبَدْرٍ يُشَاهِدُوْا　　　لَبَلَّ فِعَالَ الْقَوْمِ مُعْتَبِطٌ وَرْدُ

پس اگر بدر کے بوڑھے اس کو دیکھتے تو تمام قوم کے جوتوں کو تازہ گلابی خون تر کر دیتا''۔

جب ابوسفیان کو حسان کے ان شعروں کی اطلاع ملی تو انھوں نے کہا کہ دوس کے ایک آدمی کے لیے ہم میں کے بعض کے بعض سے لڑا دینا چاہتا ہے۔ یہ خیال جو اس نے کیا ہے بدترین خیال ہے۔

اور جب طائف والوں نے اسلام اختیار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولیدؓ کے سود کے بارے میں جو بنی ثقیف پر تھا گفتگو فرمائی کیونکہ ان کے باپ نے انھیں وصیت کی تھی۔ بعض اہل علم نے مجھ سے ان آیتوں کے متعلق بیان کیا کہ یہ آیتیں اس سود کی حرمت کے متعلق نازل ہوئی ہیں جو لوگوں کے ہاتھوں میں رہ گیا تھا اور خالد رضی اللہ عنہ نے اس سود کا مطالبہ کیا تھا:

﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾

''اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو اللہ سے ڈرو' جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم ایماندار ہو'' اس بیان کے آخر تک (جو اس بارے میں ہے)۔

اور ابو ازیہر کے خون کے بدلے کے متعلق کوئی جھگڑا جس کا ہمیں علم ہو نہیں ہوا حتیٰ کہ اسلام نے لوگوں میں بیچ بچاؤ کر دیا۔ بجز ایک واقعہ کے کہ ضرار بن الخطاب بن مرداس الفہری قریش کے چند لوگوں کے ساتھ نکلا اور یہ لوگ سرزمین قبیلہ دوس میں ایک عورت کے پاس اترے جو دوس کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اس کا نام ام غیلان تھا اور عورتوں کی کنگھی چوٹی کرتی اور دلہنوں کا بناؤ سنگار کیا کرتی تھی تو قبیلہ دوس نے ان لوگوں کو ابو ازیہر کے بدلے میں مار ڈالنا چاہا تو ام غیلان اور اس کی ساتھ والیاں سینہ سپر ہو کر کھڑی ہو گئیں اور انھیں روک دیا تو ضرار بن الخطاب نے یہ شعر کہے:

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا اُمَّ غَيْلَانَ صَالِحًا　　　وَنِسْوَتَهَا اِذْهُنَّ شُعْثٌ عَوَاطِلُ

''ام غیلان اور اس کی ساتھ والیوں کو اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے جزائے خیر دے کہ وہ پریشاں بال اور بے زیور و آرائش تھیں۔

فَهُنَّ دَفَعْنَ الْمَوْتَ بَعْدَ اقْتِرَابِهٖ وَقَدْ بَرَزَتْ لِلثَّائِرِيْنَ الْمُقَاتِلُ

مذکورہ عورتوں نے موت کے نزدیک ہو جانے کے بعد اس کو ہٹا دیا حالانکہ خون کا بدلہ طلب کرنے والوں کے لیے قتل گاہیں ظاہر ہو گئی تھیں۔

دَعَتْ دَعْوَةَ دَوْسًا فَسَالَتْ شِعَابُهَا بِعِزٍّ وَ اَدَّتْهَا الشِّرَاجُ[1] الْقَوَابِلُ

(ام غیلان نے) بنی دوس کو (صلح کی جانب بلایا تو اس کی شاخیں عزت کی جانب رواں ہو گئیں اور مقابل کے نالوں نے ان شاخوں کو اور زیادہ کر دیا یعنی سب کے سب صلح پر متفق ہو گئے۔

وَعَمْرًا جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَمَاوَنَى وَمَا بَرَدَتْ مِنْهُ لَدَيَّ الْمَفَاصِلُ

اور اللہ تعالیٰ عمرو کو بھی جزائے خیر دے کہ اس نے سستی نہیں کی اور میرے پاس اس کے جوڑ بند سرد نہیں ہوئے یعنی کوشش کرتا رہا۔

فَجَرَّدْتُ سَيْفِيْ ثُمَّ قُمْتُ بِنَصْلِهٖ وَعَنْ اَيِّ نَفْسٍ بَعْدَ نَفْسِيْ اُقَاتِلُ

پس میں نے اپنی تلوار کھینچ لی اور اس کے بعد اس کا پھل لے کر کھڑا ہو گیا اور میں اپنے نفس کے بچانے کے لیے نہ لڑوں گا تو پھر کس کے لیے لڑوں گا''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابوعبیدہ نے بیان کیا کہ جو عورت ضرار کے لیے سینہ سپر ہو گئی تھی اس کا نام ام جمیل تھا اور بعض کہتے ہیں ام غیلان تھا اور کہا ممکن ہے کہ ام جمیل کے ساتھ ام غیلان بھی کھڑی ہو گئی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ام غیلان کے ساتھ اور لوگ بھی اس کے لیے سینہ سپر ہوئے ہوں اور ان میں ام جمیل بھی ہو۔

پھر جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (خلافت پر) فائز ہوئے تو آپ کے پاس ام جمیل آئی اور وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ آپ اس (ضرار) کے بھائی ہیں۔ پھر جب اس نے آپ کو نسب بتایا تو آپ کو وہ واقعہ یاد آ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: مجھے اس سے اسلامی بھائی چارے کے سوا اور کوئی رشتہ اس کے بھائی ہونے کا نہیں ہے اور وہ غازی ہے۔ (پھر اس سے مخاطب ہو کر فرمایا) تیرا احسان جو اس پر ہے (یعنی ضرار بن الخطاب پر) میں اس کو جانتا ہوں۔ پھر آپ نے اسے اس لحاظ سے کچھ عنایت فرمایا کہ وہ مسافرہ تھی۔

ابن ہشام نے کہا: ضرار' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے (جنگ) اُحد کے روز ملے تھے۔ تو وہ آپ کو نیزے

---

[1] (الف) میں السراج سین مہملہ سے ہے جس کی اس مقام سے کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ (احمد محمودی)

کے عرض سے مارنے لگے' اور کہا: اے ابن الخطاب! بچو میں تمہیں قتل نہیں کروں گا۔ غرض عمران کے اسلام کے بعد انھیں پہچانتے تھے۔

ابوطالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات اور اس کے قبل و بعد کے واقعات

ابن اسحٰق نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے گھر آ کر ستاتے تھے وہ ابولہب' الحکم بن ابی العاص بن امیہ' عقبہ بن ابی معیط' عدی بن حمراء الثقفی اور ابن الاصداء الہذ لی تھے اور یہ آپ کے پڑوسی تھے۔ ان میں سے حکم بن ابی العاص کے سوا اور کسی نے اسلام اختیار نہیں کیا مجھے خبر پہنچی ہے کہ ان میں بعض تو آپ کے نماز پڑھتے وقت آپ پر بکری کا بچہ دان ڈال دیتے اور بعض آپ کے پکانے کے برتن جب پکانے کے لیے رکھے جاتے تو اس میں ڈال دیتے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محفوظ مقام اختیار فرمالیا تھا کہ جب نماز ادا فرماتے تو اس مقام پر ان لوگوں سے پوشیدہ ہو جاتے اور جب اس قسم کی گندگی وہ لوگ آپ پر ڈالتے تو آپ اس کو ایک لکڑی پر لے کر نکلتے اور اس کو لے کر اپنے دروازے پر کھڑے ہوتے اور فرماتے:

اَیُّ عَبْدَ مَنَافٍ اَیُّ جَوَارٍ هٰذَا[1]

''اے عبد مناف یہ کیسی ہمسائیگی ہے''۔

(یعنی کیا پڑوسی کا یہی حق ادا کیا جا رہا ہے) پھر اسے راستے پر ڈال دیتے جیسا کہ مجھ سے عمر بن عبداللہ بن عروۃ نے عروۃ بن الزبیر سے روایت کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا اور ابوطالب دونوں کا ایک ہی سال میں انتقال ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدیجہؓ کے انتقال کے سبب سے جو آپ کے لیے تبلیغ اسلام میں سچی مددگار تھیں اور آپ کے چچا ابوطالب کے انتقال کے سبب سے جو آپؐ کے لیے آپ کے کاموں میں قوت بازو اور نگران کار اور آپ کی قوم کے مقابلے میں محافظ اور مددگار تھے پے در پے مصیبتیں آنے لگیں۔ اور یہ واقعات مدینہ کی جانب آپ کے ہجرت کرنے سے تین سال پہلے کے ہیں۔ جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کے ایسے موقعے حاصل ہو گئے کہ ابوطالب کی زندگی میں ان کی وہ امید بھی نہ کر سکتے تھے حتیٰ کہ قریش کے بے وقوفوں میں سے ایک بیوقوف آپ کے راستے میں آڑے آیا اور آپ کے سر پر مٹی ڈال دی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ ابن الزبیر سے روایت کی۔ انھوں نے

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

کہا کہ جب اس بے وقوف نے رسول اللہ ﷺ کے سر پر وہ مٹی ڈالی تو رسول اللہ ﷺ اسی حالت میں کہ مٹی آپ کے سر پر تھی بیت الشرف میں تشریف لائے تو صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی اٹھیں اور آپ (کے سر پر) کی مٹی دھونے لگیں اور روتی جاتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ ان سے فرماتے جاتے تھے:

لَا تَبْكِيْ يَا بُنَيَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ مَانِعٌ أَبَاكِ.

''اے میری پیاری بیٹی نہ رو۔ اللہ تیرے باپ کا محافظ ہے''۔

اور اسی اثناء میں یہ بھی فرماتے جاتے:

مَا نَالَتْ مِنِّيْ قُرَيْشٌ شَيْئًا أَكْرَهُهُ حَتّٰى مَاتَ أَبُوْ طَالِبٍ.

''ابوطالب کے مرنے تک قریش میرے ساتھ ایسا کوئی برتاؤ نہ کر سکے جو مجھے ناپسند ہوا ہو''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابوطالب بیمار ہوئے اور ان کی بیماری کی خبر قریش کو ہوئی تو ان کے بعضوں نے بعضوں سے کہا کہ حمزہؓ اور عمرؓ دونوں نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور قریش کے تمام قبیلوں میں محمدؐ کی تبلیغ پھیل چکی ہے۔ ہم کو چاہیے کہ ہم ابوطالب کے پاس جائیں کہ وہ اپنے بھتیجے سے ہمارے متعلق (کوئی عہد) لیں اور ہم سے (کچھ معاہدہ) لے کر اسے دیں کیونکہ ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ یہ لوگ ہم سے ہماری امارت چھین لیں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس نے اور انھوں نے اپنے بعض خاندان والوں سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ لوگ ابوطالب کے پاس گئے اور ان سے گفتگو کی۔ ان میں قوم کے سر برآوردہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف اور ابوسفیان بن حرب اور ان کے علاوہ قوم کے اور سر برآوردہ افراد تھے۔ ان لوگوں نے کہا اے ابوطالب آپ سے ہمارے ایسے تعلقات ہیں جس کو آپ خوب جانتے ہیں اور اب آپ کے پاس وہ چیز آ چکی ہے جس کو آپ دیکھ رہے ہیں اور ہمیں آپ کے متعلق (آپ کے مرجانے کا) خوف ہے۔ آپ کے بھتیجے اور ہمارے درمیان جس قسم کے تعلقات ہیں اس سے بھی آپ واقف ہیں اس لیے انھیں بلایئے اور ان کے لیے ہم سے (عہد) لیجیے اور ہمارے لیے ان سے (عہد) لیجیے کہ وہ ہم (پر دست درازی) سے دست کش رہیں اور ہم ان (پر دست درازی) سے دست کش رہیں اور وہ ہمیں ہمارے دین پر چھوڑ دیں اور ہم انھیں ان کے دین پر چھوڑ دیں۔ تو ابوطالب نے آپ کو بلوایا اور آپ ان کے پاس آئے تو کہا اے میرے بھائی کے بیٹے یہ لوگ تمہاری قوم کے سر براوردہ ہیں اور تمہارے لیے جمع ہوئے ہیں کہ کچھ تم سے (عہد) لیں اور کچھ تمہیں دیں۔ راوی نے کہا: تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نَعَمْ كَلِمَةٌ وَاحِدَةٌ تُعْطُوْنِيْهَا تَمْلِكُوْنَ بِهَا الْعَرَبَ وَتَدِيْنُ لَكُمْ بِهَا الْعَجَمُ.

''اچھا ایک بات (کا) تم مجھے (قول) دو جس کے عوض تم عرب کے مالک ہو جاؤ گے اور اس کے سبب سے عجم بھی تمہاری اطاعت کرنے لگیں گے''۔

راوی نے کہا: تو ابوجہل نے کہا بہت اچھا تمہارے باپ کی قسم! (ایک نہیں) دس باتیں، فرمایا:

تَقُوْلُوْنَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ تَخْلَعُوْنَ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ.

''(تو اقرار کرو کہ) تم اللہ کے سوا کسی کو معبود نہیں کہو گے اور اس کے سوا جس کی (بھی) تم پوجا کرتے ہو اس کو چھوڑ دو گے''۔

راوی نے کہا، تو وہ تالیاں بجانے لگے۔ پھر اس کے بعد کہا اے محمد! (ﷺ) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ سب معبودوں کو ایک معبود بنا دو۔ تمہاری بات تو عجیب ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر انھوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ واللہ ان باتوں میں سے جن کو تم چاہتے ہو کسی بات پر بھی یہ شخص تمہیں قول دینے والا نہیں۔ پس چلو اور اپنے بزرگوں کے دین پر چلتے رہو یہاں تک کہ اللہ تم میں اور اس میں کوئی فیصلہ کر دے۔

راوی نے کہا کہ پھر وہ لوگ اِدھر اُدھر چلے گئے اور پھر ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ سے کہا بابا! واللہ! تم نے ان سے کوئی بعید (از عقل) بات کا سوال نہیں کیا۔ راوی نے کہا کہ جب ابوطالب نے یہ بات کہی تو رسول اللہ ﷺ کو خود ان کے متعلق امید ہوگئی راوی نے کہا، تو آپ ان سے کہنے لگے:

أَيْ عَمِّ فَأَنْتَ فَقُلْهَا اسْتَحِلَّ لَكَ بِهَا الشَّفَاعَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

''چچا جان! تو آپ وہی بات کہہ دیجیے تا کہ اس کے سبب سے قیامت کے روز میری سفارش آپ کے لیے جائز ہو جائے''۔

راوی نے کہا کہ جب انھوں نے اپنے متعلق رسول اللہ ﷺ کی خواہش دیکھی تو کہا، بابا اگر میرے بعد تم پر اور تمہارے بھائیوں پر طعنہ زنی کا خوف نہ ہوتا اور قریش کی اس بدگمانی کا خوف نہ ہوتا کہ میں نے یہ الفاظ موت کی سختی پر صبر نہ کر کے کہہ دیئے ہیں تو ضرور کہتا اور یہ الفاظ بھی تم سے اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ان سے تم کو خوش کر دوں۔

راوی نے کہا کہ جب موت ابوطالب کے قریب ہوگئی تو راوی نے کہا کہ ان کے ہونٹوں کو عباس نے دیکھا کہ ہل رہے ہیں۔ راوی نے کہا، تو عباسؓ نے ان کی جانب اپنا کان لگا دیا۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد عباسؓ نے کہا، اے میرے بھائی کے بیٹے! واللہ بے شبہ میرے بھائی نے وہ کلمہ کہا جس کے کہنے کا آپ نے

انھیں حکم دیا تھا۔

راوی نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَمْ أَسْمَعْ.

''میں نے نہیں سنا''۔

راوی نے کہا کہ اللہ عزوجل نے اس جماعت کے بارے میں جو آپ کے پاس جمع ہوئی تھی اور آپ نے انھیں جو کچھ کہا تھا اور انھوں نے آپ کو جو جواب دیا تھا اس کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں:

﴿ صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّ شِقَاقٍ اِلٰی قَوْلِهٖ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ﴾

''صٓ۔ نصیحت والے قرآن کی قسم! (کہ اس کی نصیحت میں کوئی نقصان نہیں ہے) بلکہ کافر تکبر و مخالفت میں (ڈوبے ہوئے) ہیں'' سے۔ یہ بات تو ہم نے آخری ملت میں نہیں سنی۔ تک

اس سے ان کی مراد نصرانیت ہے کیونکہ وہ تو کہا کرتے تھے (تین خدا ہیں) اور اللہ تین میں سے تیسرا ہے۔

اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ.

''یہ تو صرف اپنی جانب سے نکالی ہوئی بات ہے''۔ (ایجاد بندہ ہے)

اس کے بعد ابوطالب کا انتقال ہوگیا۔

بنی ثقیف سے امداد حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی آمدورفت

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابوطالب کا انتقال ہوگیا تو قریش کو رسول اللہ ﷺ کی ایذارسانی کا موقع مل گیا جو آپؐ کے چچا ابوطالب کے زمانے میں انھیں حاصل نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ طائف کی جانب تشریف لے گئے کہ بنی ثقیف سے مدد حاصل کریں اور اپنی قوم کے خلاف ان کی محافظت میں رہیں اور اس امید پر تشریف لے گئے کہ اللہ کے پاس سے جو بات آپؐ ان کے پاس لائے ہیں شاید وہ اس کو قبول کرلیں اور آپؐ ان کے پاس تنہا تشریف لے گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ طائف پہنچے تو بنی ثقیف کے ان لوگوں کے پاس آپ تشریف لے گئے جو ان دنوں بنی ثقیف کے سردار اور ان میں سربرآوردہ تھے اور وہ تین بھائی تھے۔ عبد یالیل بن عمرو بن عمیر، مسعود بن عمرو بن عمیر اور حبیب بن عمرو بن عمیر عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف اور ان میں سے ایک کی زوجیت میں

قریش کی شاخ بنی جمح کی ایک عورت تھی ان کے پاس جا کر آپ تشریف فرما ہوئے اور انھیں اللہ کی جانب دعوت دی اور ان سے اس امر میں گفتگو کی جس کے لیے آپؐ ان کے پاس تشریف لے گئے تھے کہ اسلام کی اشاعت میں آپ کی امداد کریں اور آپ کی قوم کے ان لوگوں کے مقابلے میں آپ کا ساتھ دیں تو ان میں سے ایک نے کہا۔ کہ وہ کعبۃ اللہ کا غلاف ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اگر اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور دوسرے نے کہا کہ رسول بنا کر بھیجنے کے لیے کیا اللہ کو تمہارے سوا کوئی اور نہ ملا۔ اور تیسرے نے کہا کہ واللہ! میں تجھ سے کبھی گفتگو نہ کروں گا۔ اگر جیسا کہ تو کہتا ہے حقیقت میں تو اللہ کی طرف سے رسول ہے تو تو اس لحاظ سے بڑا خطرناک شخص ہے کہ تجھ سے بات کرنے اور تیرا جواب دینے میں خطرہ ہے اور اگر تو اللہ پر افترا کر رہا ہے تو بھی مجھے لازم ہے کہ تجھ سے بات نہ کروں۔ تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بنی ثقیف کی بھلائی سے مایوس ہو گئے اور مجھ سے اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپؐ نے ان سے فرمایا:

إِذْ فَعَلْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ فَاكْتُمُوْا عَنِّيْ.

''جب کہ تم نے (ایسا جواب ادا کیا) جو کیا (جو تمھیں زیبا نہ تھا تو خیر) مجھ سے (جو کچھ سنا ہے اس کو) راز میں رکھو''۔

اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ناپسند فرمائی کہ آپؐ کے متعلق آپ کی قوم کو ایسی خبریں پہنچیں کہ وہ خبریں ان لوگوں میں آپؐ سے نفرت و برگشتگی پیدا کر دیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ يَذْئَرُهُمْ کے معنی يَحْرِشُهُمْ ہیں[1] یعنی منفرد و برگشتہ کر دے۔ عبید بن الابرص نے یہ شعر کہا ہے:

وَلَقَدْ أَتَانِيْ عَنْ تَمِيْمٍ أَنَّهُمْ ذَئِرُوْا لِقَتْلٰى عَامِرٍ وَ تَعَصَّبُوْا[2]

''مجھے بنی تمیم کے متعلق یہ خبر ملی ہے کہ وہ بنی عامر کے مقتولوں کے سبب سے متنفر و برگشتہ ہو گئے ہیں اور ان میں جماعت بندی ہو گئی ہے''۔

پس ان تینوں نے اس گفتگو کو راز میں نہیں رکھا بلکہ انھوں نے اس گفتگو کے ذریعے سے اپنے یہاں کے شہدوں اور غلاموں کو (ایسا) ابھارا کہ وہ آپ کو گالیاں دینے اور آپؐ کے ساتھ ہو کر شور مچانے لگے حتیٰ کہ

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔ حالانکہ ہونا چاہیے تھی کیونکہ عبید کا جو شعر آگے آ رہا ہے وہ (الف) میں موجود ہے جو یذئرھم کے معنی کی سند ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں تعصبوا کے بجائے تضعوا لکھا ہے یعنی انھوں نے اس معاملے کو ایک بھاری بوجھ سمجھا ہے۔ (احمد محمودی)

لوگ آپؐ کے پاس جمع ہو گئے اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ میں اس وقت جانے پر آپ مجبور ہو گئے جبکہ وہ دونوں اس میں موجود تھے اور بنی ثقیف کے شہدے جو آپؐ کے ساتھ ہو گئے تھے واپس ہو گئے تو آپؐ نے ایک انگور کے منڈوے کے سایہ کی جانب قصد فرمایا اور سایہ میں بیٹھ گئے اور ربیعہ کے دونوں لڑکے آپ کو دیکھ رہے تھے اور آپؐ کے ساتھ طائف کے شہدوں کے برتاؤ کو بھی دیکھ رہے تھے۔ مجھے یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ آپ کو (وہاں) بنی جمح کی ایک عورت ملی تو آپؐ نے اس سے فرمایا:

مَا ذَا لَقِينَا مِنْ أَحْمَائِكِ.

''(تو نے دیکھا کہ) ہمیں تیری سسرال سے کیا ملا (کیسی آفت انھوں نے ہم پر ڈھائی)''۔

مجھ سے یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اطمینان سے تشریف فرما ہوئے تو آپؐ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ أَشْكُرُ ضَعْفَ قُوَّتِي وَقِلَّةَ حِيلَتِي وَهَوَانِيَ عَلَى النَّاسِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ أَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِينَ وَأَنْتَ رَبِّي إِلٰى مَنْ تَكِلُنِي إِلٰى بَعِيدٍ يَتَجَهَّمُنِي أَمْ إِلٰى عَدُوٍّ مَلَّكْتَهُ أَمْرِي إِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلَا أُبَالِي وَلٰكِنَّ عَافِيَتُكَ هِيَ أَوْسَعُ لِي أَعُوذُ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنْ أَنْ تُنْزِلَ بِي غَضَبَكَ أَوْ تُحِلَّ عَلَيَّ سَخَطَكَ لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ.

''یا اللہ! میں اپنی کمزوری' بے تدبیری اور لوگوں میں اپنی ذلت کی شکایت تجھ ہی سے کرتا ہوں۔ اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے تو کمزوروں کو ترقی پر پہنچانے والا ہے اور تو میری بھی پرورش کرنے والا ہے تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے (کیا) ایسے دور والے کے جو میرے ساتھ ترش روئی سے پیش آتا ہے یا ایسے دشمن کے جس کو میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے۔ اگر مجھ پر تیرا غصہ نہیں ہے تو پھر میں کوئی پروانہیں کرتا مگر تیرا احسان میرے لیے بہت وسیع ہے۔ میں تیرے چہرے کے اس نور کی پناہ لیتا ہوں جس سے دنیا و آخرت کا معاملہ درست ہو گیا۔ اس بات سے کہ مجھ پر تیرا غضب نازل ہو یا مجھ پر تیری خفگی ہو (مجھے) تیری ہی رضا مندی کی طلب ہے حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے اور تیرے سوا کسی میں نہ کوئی ضرر دور کرنے کی قوت ہے اور نہ نفع حاصل کرنے کی''۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عداس نصرانی کا واقعہ

کہا کہ جب ربیعہ کے دونوں بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے آپ کو اور آپؐ کے ساتھ جو سلوک ہو رہا تھا اس کو

دیکھا تو ان میں رحم کا جذبہ حرکت میں آیا اور انھوں نے اپنے ایک نصرانی چھوکرے کو بلایا جس کا نام عداس تھا اور اس سے ان دونوں نے کہا' اس انگور کا ایک خوشہ لے اور اس کو اس تھالی میں رکھ اور اسے لے کر اس شخص کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ اس میں سے کھائے۔ تو عداس نے ویسا ہی کیا اور وہ اسے لے کر آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ پھر آپؐ سے کہا کہ کھایئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس میں ہاتھ ڈالا تو فرمایا: بسم اللہ' پھر تناول فرمایا۔ تو عداس آپ کی صورت دیکھنے لگا اور کہا واللہ یہ بات تو ایسی ہے کہ یہاں کی بستیوں کے لوگ نہیں کہا کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

وَمِنْ أَهْلِ أَيِّ الْبِلَادِ أَنْتَ يَا عَدَّاسُ وَمَا دِيْنُكَ.

''اے عداس! تو بستیوں میں سے کس بستی کا ہے اور تیرا دین کیا ہے''۔

اس نے کہا کہ میں نصرانی نینویٰ کا باشندہ ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

أَمِنْ قَرْيَةِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

''کیا اس نیک شخص کی بستی کا جس کا نام یونس بن متی تھا''۔

تو عداس نے آپ سے کہا تمھیں کیا خبر کہ یونس بن متی کون تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ذَاكَ أَخِيْ كَانَ نَبِيًّا وَأَنَا نَبِيٌّ.

''وہ میرے بھائی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں''۔

پس عداس رسول اللہ ﷺ پر جھک پڑا اور آپ کا سر ہاتھ اور پیر چومنے لگا۔

راوی نے کہا کہ ربیعہ کے دونوں بیٹے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تمہارے چھوکرے کو اس نے بگاڑ دیا۔ پھر جب وہ ان دونوں کے پاس آیا تو ان دونوں نے اس سے کہا ارے کمبخت عداس! تجھے کیا ہو گیا کہ اس شخص کا سر' ہاتھ اور پیر چومنے لگا۔ اس نے کہا اے میرے سردار! زمین پر کوئی چیز ان سے بہتر نہیں ہے۔ انھوں نے مجھے ایسی بات بتلائی جسے نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان دونوں نے کہا ارے کمبخت عداس! کہیں وہ تجھے تیرے دین سے برگشتہ نہ کر دے۔ تیرا دین تو اس کے دین سے بہتر ہے۔

حالات جن اور اللہ عزوجل کے قول ﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ﴾ کا نزول

پھر رسول اللہ ﷺ جب بنی ثقیف کی بھلائی سے ناامید ہو گئے تو طائف سے مکہ تشریف لائے یہاں تک کہ جب آپ مقام نخلہ میں تھے اور رات میں آپؐ نماز پڑھنے لگے تو آپؐ کے پاس سے جنوں کی وہ

جماعت گزری جس کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مجھے ان کے متعلق جو خبر ملی ہے اس کے لحاظ سے وہ سات جن نصیبین کے رہنے والے تھے۔ وہ آپ کی تلاوت سنتے رہے اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ جن اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے تو اپنی قوم کو ڈرایا اور خود انھوں نے ایمان اختیار کیا اور جو کچھ سنا تھا اس کو قبول کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر آپ کو دی اور فرمایا:

﴿ وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْآنَ. إِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى: وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ أَلِيْمٍ ﴾

''(اے نبیؐ!) اس وقت کو یاد کر جبکہ ہم نے تیری جانب جنوں کی ایک جماعت کو مائل کر دیا کہ وہ قرآن سن رہے تھے۔ سے اس کے قول : اور وہ تمھیں درد ناک عذاب سے پناہ دے گا''۔تک

پھر فرمایا:

﴿ قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ ﴾ إِلٰى آخِرِ الْقِصَّةِ مِنْ خبرهم فى هذه السورة

''(اے نبیؐ!) کہہ کے میری جانب وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا''۔ قصہ کے آخر تک جو اس سورۃ میں ان کے متعلق خبر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنے آپ کو قبیلے والوں پر پیش کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے اس حال میں کہ آپ کی قوم کی حالت آپؐ کے خلاف اور آپؐ کے دین سے علیحدگی میں پہلے سے بھی زیادہ سخت ہوگئی تھی بجز چند کمزور لوگوں کے جو آپؐ پر ایمان لائے تھے اور رسول اللہ ﷺ جب کبھی کوئی مجمع حج وغیرہ کا ہوتا تو اپنے آپ کو قبیلے والوں کے آگے پیش فرماتے۔ انھیں اللہ کی جانب آنے کی دعوت دیتے اور انھیں آگاہ کرتے کہ آپ (اللہ کی جانب سے) بھیجے ہوئے نبی ہیں اور ان سے اپنی تصدیق اور اپنی حفاظت کا مطالبہ فرماتے تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کے احکام صاف صاف ان سے بیان کریں جس کے لیے اس نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہمارے بعض ایسے دوستوں نے جن کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا' زید بن اسلم سے' اور انھوں نے ربیعہ بن عباد الدؤلی سے' بیان کیا اور اس شخص نے بیان کیا جس سے ابوزناد نے انھیں (ربیعہ) سے روایت کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ربیعہ عباد کا بیٹا تھا[1]

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ربیعہ بن عباد سے سنا جن سے میرے والد بیان کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ میں نو جوان تھا اور اپنے والد کے ساتھ منیٰ میں تھا اور رسول اللہ ﷺ عرب کے قبیلوں کی منزلوں میں ٹھہرے ہوئے فرما رہے تھے:

يَا بَنِيْ فُلَانٍ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ، يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَأَنْ تَخْلَعُوْا مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْأَنْدَادِ، وَأَنْ تُؤْمِنُوْا بِيْ وَتُصَدِّقُوْا بِيْ وَ تَمْنَعُوْنِيْ حَتّٰى أُبَيِّنَ عَنِ اللّٰهِ مَا بَعَثَنِيْ بِهٖ.

''اے فلاں قبیلے والو! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جو تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور اللہ کے سوا اس کے مقابل ٹھہرائی ہوئی ان مخالف ہستیوں کو جن کی تم پرستش کرتے ہو ان کے لیے ٹھہرائے ہوئے عہدوں سے معزول کر دو اور مجھ پر ایمان لاؤ اور مجھے سچا جانو اور میری حفاظت کرو کہ اللہ نے جو چیزیں دے کر مجھے بھیجا ہے میں اسے صاف صاف بیان کروں''۔

راوی نے کہا اور آپؐ کے پیچھے ایک ڈھیرا سرخ و سپید شخص تھا جس کے دو چوٹیاں تھیں اور عدنی چادریں زیب بدن، جب رسول اللہ ﷺ اپنی باتیں اور تبلیغ ختم فرماتے تو وہ کہنے لگتا' اے فلاں قبیلے والو! یہ شخص اس امر کی جانب تمہیں دعوت دیتا ہے کہ تم اپنی گردنوں سے لات و عزیٰ (کے جوے) کو نکال پھینکو اور بنی مالک بن اقیش کے جن، جو تمہارے حلیف ہیں ان سے الگ ہو جاؤ اور جو بدعت و گمراہی یہ شخص لایا ہے اس کی طرف مائل ہو جاؤ۔ پس تم اس کی اطاعت نہ کرو اور اس کی (کوئی) بات نہ سنو۔

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے کہا بابا جان! یہ کون ہے جو اس شخص کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے یہ اس کا رد کرتا جاتا ہے۔ میرے والد نے کہا یہ اس شخص کا چچا ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ نابغہ نے یہ شعر کہا ہے:

كَأَنَّكَ مِنْ جِمَالِ بَنِيْ أُقَيْشٍ يُقَعْقَعُ خَلْفَ رِجْلَيْهِ بِشَنِّ

''گویا کہ تو بنی اقیش کے اونٹوں کا ایک اونٹ ہے جس کے پاؤں کے پیچھے مشک کھڑکھڑاتی رہتی ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہم سے ابن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ آپ بنی کندہ کی قیام گاہوں میں بھی تشریف لے گئے جن میں ان کا سردار ملیح تھا اور انھیں اللہ کی طرف دعوت دی اور ان پر اپنے آپ کو پیش فرمایا تو

انھوں نے بھی انکار کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حصین نے بیان کیا کہ بنی کلب کی ایک شاخ کے منازل میں بھی تشریف لے گئے جو بنی عبداللہ کہلاتی تھی اور اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی اور اپنی حفاظت کا مسئلہ ان کے سامنے بھی پیش فرمایا یہاں تک کہ آپؐ ان سے فرماتے تھے:

يَا بَنِيْ عَبْدَاللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحْسَنَ اسْمَ اَبِيْكُمْ.

''اے بنی عبداللہ! اللہ نے تمہارے باپ کو اچھا نام دیا ہے''۔

انھوں نے بھی آپ کی پیش کی ہوئی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہمارے بعض دوستوں نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے سنی ہوئی بات بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ بنی حنیفہ کی قیام گاہوں میں بھی تشریف لے گئے اور انھیں بھی اللہ کی جانب مدعو کیا اور اپنے آپ کو پیش فرمایا تو آپ کی دعوت کا جو جواب انھوں نے دیا عربوں میں سے کوئی بھی ان سے زیادہ برا جواب دینے والا نہ نکلا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ آپ بنی عامر بن صعصعہ کے پاس بھی تشریف لے گئے اور اپنی حفاظت کا مسئلہ ان کے سامنے بھی پیش فرمایا تو ان میں سے ایک شخص نے جو بحیرۃ بن فراس کہلاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ فراس بن عبداللہ بن سلمہ الخیر بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ نے کہا واللہ اگر میں اس قریشی جوان کو لے لوں تو اس کے ذریعے تمام عرب کو کھالوں[1] یا فنا کر دوں یا مطیع کر لوں۔ پھر اس نے آپ سے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ اگر تمہارے پیش کیے ہوئے دعوے پر تم سے ہم نے بیعت کر لی اور پھر اللہ نے تمہیں ان لوگوں پر غلبہ دے دیا جنھوں نے تمہاری مخالفت کی ہے تو کیا تمہارے بعد حکومت ہمیں ملے گی۔ آپؐ نے فرمایا:

اَلْاَمْرُ اِلَى اللّٰهِ يَضَعُهٗ حَيْثُ يَشَاءُ.

''حکومت اللہ کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہے دے''۔

راوی نے کہا تو اس نے کہا کیا ہم تمہاری حفاظت کے لیے اپنے گلوں کو عرب کے تیروں کا نشانہ بنا دیں اور پھر جب اللہ تمہیں فتح نصیب کرے تو حکومت ہم کو ملنے کے بجائے اغیار کو ملے۔ ہمیں تمہاری حکومت کی ضرورت نہیں۔ پس انہوں نے بھی انکار کیا اور جب لوگ (حج کے مجمع سے) واپس ہوئے تو بنی عامر بھی لوٹ

---

[1] (الف) میں لاکلت کے بجائے لآکلت مد کے ساتھ لکھا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

گئے اور اپنے ایک بوڑھے کے پاس گئے جس نے بڑی عمر پائی تھی حتیٰ کہ حجوں کے اجتماع کے موقعوں پر بھی وہ ان لوگوں کے ساتھ نہ جا سکتا تھا اور یہ لوگ جب لوٹ کر اس کے پاس جاتے (تو) جو کچھ حج کے موقع پر حادثے ہوتے اس سے بیان کرتے۔

اس سال جب وہ اس کے پاس گئے تو اس نے ان سے اس حج کے واقعات دریافت کیے تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک قریشی جوان جو بنی عبدالمطلب کا تھا آیا اس کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی ہے۔ وہ ہمیں اس بات کی دعوت دے رہا تھا کہ ہم اس کو اس کے دشمنوں سے بچائیں اور اس کی حفاظت کریں اور اس کو ہم اپنی بستی میں لے آئیں۔ راوی نے کہا پھر تو اس بوڑھے نے اپنے ہاتھ سر پر رکھ لیے اور کہا اے بنی عامر کیا اس (تمہاری کوتاہی) کی کوئی تلافی ممکن ہے۔ کیا اس کے انجام کا کوئی مطلب ہے۔ یعنی کیا تم نے اس کے متعلق کچھ غور کیا ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں فلاں شخص کی جان ہے[1] اب تک ایسا دعویٰ بنی اسمٰعیل میں سے کسی نے نہیں کیا ہے۔ بے شبہ وہ سچا ہے۔ تمہاری عقل کہاں چلی گئی تھی۔

سوید بن الصامت کا حال

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی حالت یہی رہی کہ موسم حج وغیرہ میں جہاں کہیں کوئی مجمع آپ کو نظر آتا اس کے پاس تشریف لے جاتے اور قبائل کو اللہ اور اسلام کی جانب دعوت دیتے اور اپنی ذات کو اور جو ہدایت و رحمت اللہ کے پاس سے آپ کے پاس آئی تھی (یعنی قرآن) ظاہر فرماتے۔ عرب سے مکہ آنے والوں میں سے جس کی خبر آپ کو مل جاتی کہ فلاں نامور ہے یا فلاں سربرآوردہ ہے آپ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور اس کو اللہ کی طرف بلاتے اور اپنے اصول اس کے سامنے بیان فرماتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہم سے عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری الظفری نے اپنی قوم کے (بڑے) بوڑھوں سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ سوید ابن الصامت بنی عمرو بن عوف والا حج و عمرہ کے لیے مکہ آیا اور سوید کو اس کی قوم نے اپنے یہاں کامل کا نام دے رکھا تھا جس کا سبب اس کی قوت جسمانی‘ اس کی شاعری‘ اس کا سربرآوردہ ہونا اور اس کا ذی نسب ہونا تھا۔ اسی نے یہ شعر کہے ہیں:

اَلَا رُبَّ مَنْ تَدْعُوْ صَدِيْقًا وَلَوْ تَرَى　　　مَقَالَتَهٗ بِالْغَيْبِ سَاءَ كَ مَا يَفْرِی

”ہاں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو تو تو درست (کہہ کے) پکارتا ہے لیکن کاش پیٹھ پیچھے اس کی باتوں کی تجھے خبر ہوتی تو اس کا توڑ جوڑ تجھ کو برا لگتا۔

---

[1] فلاں سے مراد یہاں خود وہ بوڑھا ہے جس کا نام نہ معلوم ہونے سے فلاں کہا گیا ہے۔ (احمد محمودی)

مَقَالَتُهٗ كَالشَّهْدِ مَا كَانَ شَاهِدًا وَبِالْغَيْبِ مَأْثُوْرٌ عَلٰى ثُغْرَةِ النَّحْرِ

جب وہ روبرو ہوتا ہے تو اس کی باتیں چربی کی طرح (نرم) اور پیٹھ پیچھے دگدگی کے گڑھے کے لیے تلوار (باعث ہلاکت)

يَسُرُّكَ بَادِيْهِ وَتَحْتَ أَدِيْمِهٖ نَمِيْصَةُ غِشٍّ تَبْتَرِيْ عَقِبَ الظَّهْرِ

اس کا ظاہر تجھ کو خوش کر دیتا ہے اور اس کی کھال کے نیچے غیر مخلصانہ سرگوشی ہے جو پیٹھ کے پٹھے کاٹ دیتی ہے۔

تُبِيْنُ لَكَ الْعَيْنَانِ مَا هُوَ كَاتِمٌ مِنَ الْغِلِّ وَالْبُغْضَاءِ بِالنَّظَرِ الشَّزْرِ

بغض و کینہ جنھیں کن آنکھیوں میں چھپائے رکھتا ہے۔ اسے اس کی آنکھیں خود تجھ پر ظاہر کر دیں گی۔

فَرِشْنِيْ بِخَيْرٍ طَالَمَا قَدْ بَرَيْتَنِيْ وَخَيْرُ الْمَوَالِيْ مَنْ يَرِيْشُ وَلَا يُبْرِيْ

تو نے بڑا زمانہ میری مخالفت میں گزارا کچھ تو بھلائی سے میری امداد کر کیونکہ دوستوں میں بہترین وہ شخص ہے جو امداد و اصلاح کرتا ہے اور کاٹ میں نہیں رہتا''۔

اور اسی نے ذیل کے اشعار بھی کہے ہیں (ان کا متعلقہ واقعہ یہ ہے کہ) بنی سلیم کی شاخ بنی زعب بن مالک کے ایک شخص سے ایک سو اونٹوں کے متعلق عرب کے کاہنوں میں سے ایک کاہنہ کے پاس اس نے فیصلہ ثالثی طلب کیا تو اس کاہنہ نے اس کے موافق فیصلہ کیا اور اس کے پاس سے یہ اور وہ بنی سلیم کا شخص دونوں لوٹ کر آئے اور ان دونوں کے ساتھ کوئی تیسرا شخص نہ تھا اور جب اس مقام پر پہنچے جہاں سے دونوں راستے الگ ہوتے تھے تو اس نے کہا اے بنی سلیم والے! میرے اونٹ مجھے دے دے۔ اس نے کہا میں تیرے پاس بھیج دوں گا۔ اس نے کہا جب تم میرے ہاتھ سے نکل جاؤ گے تو اس کو بھیجنے کی ضمانت کون کرتا ہے۔ اس نے کہا میں' اس نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب تک مجھے میرا مال نہ مل جائے تو میرے پاس سے جدا نہیں ہو سکتا پھر دونوں ایک دوسرے سے گتھ گئے تو اس نے اس کو زمین پر دے مارا اور رسی سے باندھ لیا اور اس کو لے کر بنی عمرو بن عوف کے احاطے میں گیا اور اس کے پاس ہی رہا یہاں تک کہ بنی سلیم نے اس کا حق اس کو ادا کر دیا۔ اسی کے متعلق اس نے یہ شعر کہے ہیں:

لَا يَحْسَبَنِّيْ يَا ابْنَ زِعْبِ بْنِ مَالِكٍ[1] كَمَنْ كُنْتَ تُرْدِيْ بِالْغُيُوْبِ وَتَخْتِلُ

''اے ابن زعب بن مالک! مجھے ان لوگوں کا سا نہ سمجھ جن کو تو مخالفت کر کے ہلاکت میں ڈالتا

---

[1] (الف) میں یابن بغیر الف کے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

اور دھوکا دیتا رہا۔

تَحَوَّلْتَ قِرْنًا اِذْ صَرَعْتُ بِعِزَّةٍ ۔۔۔ كَذٰلِكَ اِنَّ الْحَازِمَ الْمُتَحَوِّلُ

جب میں نے غلبہ حاصل کر کے پچھاڑا تو اپنے مقابل کو پیٹھ پر اٹھالیا اور عقل مند ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے والے اسی طرح کیا کرتے ہیں۔

ضَرَبْتُ بِهٖ اِبْطَ الشِّمَالِ فَلَمْ يَزَلْ ۔۔۔ عَلٰى كُلِّ حَالٍ خَدُّهٗ هُوَ أَسْفَلُ

اس کو میں نے بائیں بغلی ماری تو اس کے بعد اس کا رخسار ہر حالت میں نیچا ہی رہا''۔

بہت سے اشعار میں وہ اسی واقعے کا ذکر کیا کرتا ہے۔

پس رسول اللہ ﷺ نے جب اس کے آنے کی خبر سنی تو اس کی طرف توجہ فرمائی اور اس کو اسلام اور اللہ کی جانب دعوت دی تو سوید نے آپ سے کہا۔ شاید آپؐ کے پاس کچھ ایسی ہی چیزیں ہیں جو میرے پاس بھی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

وَمَا الَّذِیْ مَعَكَ. ''وہ کیا چیز ہے جو تیرے پاس ہے''۔

تو اس نے کہا مجلّہ لقمان یعنی حکمت لقمان تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

اَعْرِضْهَا عَلَیَّ. ''اسے میرے سامنے پیش کر''۔

تو اس نے اسے آپؐ کے سامنے پیش کیا تو آپؐ نے فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الْكَلَامَ حَسَنٌ وَالَّذِیْ مَعِیَ أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا قُرْآنٌ اَنْزَلَهُ اللّٰهُ عَلَیَّ هُوَ هُدًی وَ نُوْرٌ.

''بے شک یہ کلام تو اچھا ہے اور جو چیز میرے پاس ہے وہ اس سے (بھی) بہتر قرآن ہے جسے اللہ نے مجھ پر اتارا ہے وہ (سرتاپا) ہدایت و نور ہے''۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو قرآن پڑھ کر سنایا اور اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے اس سے دوری اختیار نہیں کی اور کہا بے شک یہ کلام خوب ہے۔ پھر آپؐ کے پاس سے لوٹ کر اپنی قوم کے پاس مدینہ پہنچا اور چند روز نہیں رہا کہ اس کو بنی خزرج نے قتل کر دیا اور اس کی قوم کے لوگ کہتے تھے کہ ہم تو اس کو اسلام کی حالت میں قتل ہوا سمجھتے ہیں اور اس کا قتل جنگ بعاث سے پہلے ہوا ہے۔

اسلام ایاس بن معاذ اور قصہ ابی الحسیر

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ نے محمود بن لبید سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب ابوالحسیر انس ابن رافع مکہ آیا اور اس کے ساتھ بنی عبدالاشہل کے چند نوجوان بھی

تھے۔انھیں میں ایاس بن معاذ بھی تھے۔ یہ لوگ اپنی قوم بنی خزرج کے خلاف قریش سے عہد و پیماں کرنے کے لیے آئے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے ان کی آمد کی خبر سنی تو ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے پاس بیٹھے اور ان سے فرمایا:

هَلْ لَكُمْ فِيْ خَيْرٍ مِّمَّا جِئْتُمْ لَهٗ.

''جس بات کے لیے تم آئے ہو کیا اس سے بہتر کسی چیز کی تمہیں توفیق ہے''۔

روای نے کہا وہ کہنے لگے وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا:

أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَنِيْ إِلَى الْعِبَادِ أَدْعُوْهُمْ إِلَى أَنْ يَّعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّأَنْزَلَ عَلَيَّ الْكِتَابَ.

''میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے مجھے بندوں کی جانب بھیجا ہے کہ میں اس امر کی جانب بلاؤں کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور اس نے مجھ پر کتاب بھی اتاری ہے''۔

راوی نے کہا کہ پھر آپ نے ان سے اسلام کا ذکر فرمایا اور انہیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ راوی نے کہا تو ایاس بن معاذ نے جو کم سن تھے کہا اے قوم! واللہ یہ تو اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم آئے ہو۔ راوی نے کہا کہ ابوالحیسر انس بن رافع نے یہ سن کر ندی کی مٹی دونوں ہاتھوں میں بھر کر ایاس بن معاذ کے منہ پر ماری اور کہا' ہمارے پاس سے نکل میں اپنی عمر کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم اس کے سوا کسی اور چیز کے لیے آئے ہیں تو ایاس خاموش ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ لوگ مدینہ کی جانب لوٹ گئے۔ اس کے بعد اوس و خزرج میں جنگ بعاث ہوئی۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد چند روز نہیں ہوئے کہ ایاس بن معاذ کا انتقال ہو گیا۔ محمود بن لبید نے کہا کہ یہ خبر مجھے ایسے شخص نے دی جو ان کی قوم میں سے تھا اور ان کے انتقال کے وقت موجود تھا کہ لوگ مسلسل ان سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ سنتے رہے حتیٰ کہ انتقال ہو گیا اور اس بات میں کچھ شبہ نہ رکھتے تھے کہ ان کا انتقال اسلام پر ہوا۔ انھیں شعور اسلام اسی وقت سے پیدا ہو گیا تھا جب سے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مجلس میں جو کچھ آپؐ نے فرمایا سن لیا تھا۔

انصار میں اسلام کی ابتداء

ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے دین کو غالب کرنا اور اپنے نبی کو معزز بنانا اور اپنے نبیؐ سے جو کچھ وعدے کیے تھے ان کو پورا کرنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ اس زمانہ حج میں نکلے جس میں آپؐ نے انصار کی ایک جماعت سے ملاقات کی اور عرب کے قبیلوں پر خود کو پیش فرمایا جس طرح کہ حج کے ہر زمانے میں پیش فرمایا کرتے تھے تو اس اثناء میں کہ آپ عقبہ کے پاس تھے۔ بنی خزرج کی ایک جماعت سے آپ نے ملاقات کی جس کی بھلائی اللہ تعالیٰ کو منظور تھی۔ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنی قوم کے (بڑے) بوڑھوں سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ ان لوگوں سے ملے تو ان سے فرمایا:

مَنْ اَنتُمْ۔

''تم کون ہو؟''۔

انھوں نے کہا بنی خزرج کے لوگ ہیں۔ فرمایا:

اَمِنْ مَوَالِیْ یَهُوْدَ [1]

''کیا یہودیوں کے دوست''۔

انھوں نے کہا ہاں۔ فرمایا:

اَفَلَا تَجْلِسُوْنَ اُكَلِّمُكُمْ.

''کیا تم بیٹھو گے نہیں کہ میں تم سے کچھ گفتگو کروں''۔

انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ (ہم ضرور بیٹھ کر آپؐ سے گفتگو کریں گے) پھر وہ آپؐ کے ساتھ بیٹھ گئے تو آپؐ نے انھیں اللہ کی طرف دعوت دی اور ان کے سامنے اسلام پیش فرمایا اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ راوی نے کہا کہ اسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کی روش یہ تھیں کہ یہود ان (مشرکوں) کے ساتھ انہیں کی بستیوں میں رہا کرتے تھے اور وہ اہل کتاب اور علم والے تھے اور یہ مشرک اور بت پرست اپنی بستیوں میں ہونے کے سبب سے ان پر غلبہ رکھتے تھے۔ جب ان میں کوئی لڑائی جھگڑا ہو جاتا تو وہ ان سے کہتے ابھی چند روز میں ایک

---

[1] مولیٰ کے کئی معنی ہیں جیسے: رشتہ دار دوست' آزاد شدہ غلام' مالک' حلیف۔ میں یہاں اس کے معنی رشتہ دار یا دوست کے سمجھتا ہوں۔ (احمد محمودی)

نبی بھیجا جانے والا ہے جس کا زمانہ بہت قریب آ چکا ہے۔ہم اس کی پیروی کریں گے اور اس کے ساتھ رہ کر تمھیں عاد وارم کی طرح قتل کریں گے تو جب رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے گفتگو فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی طرف انھیں مدعو کیا تو ان کے بعض نے بعض سے کہا لوگو سمجھ لو واللہ ضرور یہ نبی وہی ہے جس کا ذکر تم سے یہود کیا کرتے تھے دیکھو کہیں وہ اس کی جانب تم سے سبقت نہ کر جائیں۔اس لیے جس چیز کی آپ نے انھیں دعوت دی۔انھوں نے اسے قبول کرلیا۔انھوں نے آپ کی تصدیق کی اور اسلام جو ان پر پیش کیا گیا اسے قبول کرلیا اور آپ سے عرض کی۔ہم نے اپنی قوم کو ایسی حالت میں چھوڑا ہے کہ عداوت وفتنہ جس قدر ان میں ہے کسی اور قوم میں نہیں۔شاید آپؐ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان میں اتحاد پیدا کردے۔ہم ان کے پاس جائیں گے اور آپؐ کے معاملہ (نبوت) کی جانب انھیں بھی مدعو کریں گے اور ان کے سامنے بھی (اس) آپ کے دین کو پیش کریں گے جس کو ہم نے قبول کرلیا ہے۔پس اگر اللہ تعالیٰ انھیں آپؐ کے متعلق متفق کردے تو کوئی آپؐ سے زیادہ عزیز نہ ہوگا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جو اطلاع مجھے ملی ہے اس کے لحاظ سے وہ بنی خزرج کے چھے آدمیوں کی جماعت تھی۔ان میں بعض بنی النجار کے تھے جو تیم اللہ کے نام سے مشہور تھے اور پھر بنی النجار کی بھی ایک شاخ بنی النجار بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر میں سے تھے (اور وہ دو آدمی تھے) اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ ابن غنم بن مالک بن النجار جو ابوامامہ کے نام سے مشہور تھے اور عوف ابن الحارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار جو ابن عفراء کہلاتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عفراء عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کی بیٹی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بعض بنی زریق کے تھے اور بنی زریق میں سے بھی شاخ عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کے۔

ابن ہشام نے کہا بعض لوگ عامر بن ازرق کہتے ہیں۔اس شاخ کے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کے قطبہ بن عامر ابن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو سواد کا بیٹا تھا اور سواد کا غنم نامی کوئی بیٹا نہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھے۔

اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے جابر بن عبداللہ بن رئاب بن النعمان بن سنان بن عبید تھے۔ جب یہ لوگ اپنی قوم کے پاس مدینہ آئے تو ان سے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کیا اور انھیں اسلام کی دعوت دی یہاں تک کہ ان میں بھی اسلام پھیل گیا اور انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ نہ ہو رہا ہو۔

واقعہ عقبۃ الاولیٰ اور معصب بن عمیر کا نفوذ اور اس سے متعلقہ واقعات

کہا حتیٰ کہ جب آئندہ (نیا) سال آیا تو زمانہ حج میں انصار کے بارہ آدمی پہنچے اور مقام عقبہ میں آپ سے ملاقات کی اور اسی کا نام عقبۃ الاولیٰ ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ سے عورتوں[1] کی بیعت کے طریقے پر بیعت کی اور یہ واقعہ ان لوگوں پر جنگ فرض ہونے سے پہلے کا تھا۔ ان میں بنی النجار کی شاخ بنی مالک بنی النجار کے زرارۃ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم ابن مالک بن النجار بھی تھے جو ابوامامہ کے نام سے مشہور تھے اور عوف و معاذ' حارث رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار کے دونوں بیٹے بھی تھے جن کی ماں کا نام عفراء تھا اور بنی عامر بن زریق میں سے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق بھی تھے اور ذکوان بن عبدقیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ذکوان مہاجری بھی ہیں اور انصاری بھی[2] اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی غنم بن عوف بن الخزرج میں سے' جو قَوَاقِل کے نام سے مشہور تھے' عبادہ بن الصامت ابن قیس بن احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم اور ابوعبدالرحمٰن جن کا نام یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن احرم بن عمرو بن عمارہ تھا اور بنی غصینہ کی شاخ بَلِّی کے اور ان کے (بنی غنم کے) حلیف تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ انھیں قواقل اس لیے کہا جاتا تھا کہ جب ان کی پناہ میں کوئی شخص آتا تو اس کو ایک تیر دیتے اور کہتے قوقل به يثرب حيث شئت. اس تیر کو لے کر یثرب میں جہاں چاہے جا۔

ابن ہشام نے کہا کہ قوقلہ ایک قسم کی رفتار کو کہتے ہیں۔

---

[1] یعنی اس بیعت میں مارنے مرنے کا کوئی ذکر نہ تھا بلکہ عورتوں سے جیسی بیعت لینے کا کلام مجید میں ذکر ہے (کہ فلاں فلاں بری باتوں سے بچیں) اسی طرح کی بیعت لی گئی کیونکہ اس وقت تک جہاد فرض ہی نہیں ہوا تھا۔ (احمد محمودی)

[2] یعنی اصل میں یہ مدینہ کے رہنے والوں میں سے تھے اور جب نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تو مکہ ہی میں رہنے لگے اور پھر نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے بعد ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کی شاخ بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے عباس بن عبادہ بن فضلہ بن مالک بن العجلان تھے اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھے۔

اور بنی اسود بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد تھے۔

اور اس بیعت میں قبیلہ اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے ابوالہیثم بن التیہان موجود تھے جن کا نام مالک تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ تیہان بتخفیف وتشدید (یاء) دونوں طرح سے کہا جاتا ہے۔ جس طرح میْت و میّت دونوں طرح کہتے ہیں۔

اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس میں سے عویم بن ساعدہ تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے ابومرثد بن عبداللہ الیزنی سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن عسیلۃ الصنابحی سے انھوں نے عبادہ بن الصامتؓ سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ میں ان لوگوں میں ہوں جو (بیعت) عقبہ اولیٰ میں حاضر تھے۔ ہم بارہ آدمی تھے اور ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عورتوں کی سی بیعت کی اور یہ واقعہ جنگ فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ اللہ کے ساتھ نہ کسی چیز کو شریک کریں گے نہ چوری کریں گے نہ زنا کریں گے نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے نہ جان بوجھ کر اپنے سامنے کسی پر کوئی جھوٹا الزام لگائیں گے اور نہ کسی اچھی بات میں آپ کے حکم کے خلاف کریں گے۔ پھر اگر تم نے اس کی پوری تعمیل کی تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا تو تمہارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے اگر وہ چاہے سزا دے اور چاہے تو بخش دے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابن شہاب زہری نے ابوادریس عایذ اللہ بن عبداللہ الخولانی سے سن کر ذکر کیا کہ عبداللہ بن الصامت نے ان سے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عقبۃ الاولیٰ کی رات میں بیعت کی کہ اللہ کے ساتھ نہ کسی چیز کو شریک کریں گے' نہ چوری کریں گے' نہ زنا کریں گے' نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے' نہ جان بوجھ کر اپنے سامنے کسی پر کوئی جھوٹا الزام لگائیں گے' اور نہ کسی اچھی بات میں آپ کے حکم کے خلاف کریں گے۔ پھر اگر تم نے اس کی پوری تعمیل کی تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور دنیا ہی میں اس کی سزا میں گرفتار ہو گئے تو وہ سزا اس کے لیے کفارہ ہو گی اور اگر قیامت کے دن تک وہ تمہارا ارتکاب گناہ پوشیدہ رکھ دیا گیا تو تمہارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ چاہے (تو) سزا

دے (اور) چاہے (تو) بخش دے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب یہ لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر بن ہشام بن عبد مناف ابن عبدالدار بن قصی کو بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ ان لوگوں کو قرآن پڑھائیں۔ اور اسلام کی تعلیم دیں اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں۔ اسی لیے مصعب کا نام مقری المدینہ پڑ گیا تھا اور ان کی قیام گاہ ابوامامہ' سعد بن زرارہ[1] بن عدس کے پاس تھی مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ وہ انھیں نماز پڑھایا کرتے تھے اس لیے کہ اوس وخزرج ایک دوسرے کا امام بننے کو ناپسند کرتے تھے۔

مدینہ میں جمعہ کی پہلی نماز

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے اپنے والد ابوامامہ سے اور انھوں نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت کی۔ انھوں نے کہا جب ابوکعب بن مالک کی بینائی جاتی رہی تو میں ان کی رہنمائی کیا کرتا تھا اور جب انھیں جمعہ کی نماز کے لیے لے کر نکلتا اور وہ جمعہ کی اذان سنتے تو ابوامامہ' سعد بن زرارۃ کے لیے دعا کرتے۔ کہا کہ یہی حالت کئی دن تک رہی کہ جب وہ اذاں سنتے ان کے لیے دعا اور استغفار کرتے۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو میری کمزوری ہے کہ ان سے دریافت نہ کروں کہ وہ جب جمعہ کی اذاں سنتے ہیں تو کیوں ابوامامہ اسعد بن زرارۃ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ کہا کہ ایک جمعہ کے روز انھیں لے کر اسی طرح نکلا جس طرح انھیں لے جایا کرتا تھا تو جب انھوں نے جمعہ کی اذان سنی تو ان کے لیے دعا اور استغفار کی۔ میں نے کہا بابا جان! یہ کیا بات ہے کہ جب آپ جمعہ کی اذاں سنتے ہیں تو ابوامامہ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ اے میرے پیارے بیٹے! وہ پہلے شخص تھے جنھوں مدینہ میں بنی بیضاء کے پتھریلے مقام کی نشیبی زمین میں جس کا نام چشمہ نضمات تھا ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔ کہا میں نے پوچھا اس روز آپ کتنے آدمی تھے۔ کہا چالیس۔

سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کے اسلام کا حال

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبیداللہ بن المغیرہ بن معیقب اور عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا کہ سعد بن زرارہ۔ مصعب بن عمیر کو ساتھ لے کر بنی عبدالاشہل اور بنی ظفر کے محلے کو جانے کے

---

[1] (الف) میں اسعد بن زرارۃ ہے۔ (احمد محمودی)

لیے نکلے' اور سعد بن معاذ بن النعمان بن امرء القیس بن زید بن عبدالاشہل کو لے کر' جو اسعد بن زرارۃ کے خالہ زاد بھائی تھے' بنی ظفر کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ظفر کا نام کعب بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس تھا۔

دونوں راویوں نے کہا کہ اس باولی کے پاس جس کا نام بئر مرق تھا وہ دونوں اس باغ میں بیٹھ گئے اور ان کے پاس چند وہ لوگ بھی جمع ہو گئے جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر ان دنوں اپنی قوم بنی عبدالاشہل کے سردار تھے اور دونوں اپنی قوم کے دین پر یعنی مشرک تھے۔ جب انھوں نے یہ خبر سنی تو سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر سے کہا۔ ارے تیرا باپ[1] مر جائے یہ دونوں شخص جو ہمارے محلے میں اس لیے آئے ہیں کہ ہم میں سے کمزوروں کو بے وقوف بنائیں۔ ذرا ان کے پاس چل اور انھیں ڈانٹ اور ہمارے محلے میں آنے سے انھیں منع کر کیونکہ اسعد بن زرارۃ سے میرے جیسے کچھ تعلقات ہیں تو بھی جانتا ہے۔ اگر ایسے نہ ہوتا تو تجھ سے یہ کہنے کی ضرورت بھی نہ ہوتی وہ میرا خالہ زاد بھائی ہے۔ مجھے اس کے سامنے کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ آخر اسید بن حضیر نے اپنا چھوٹا برچھا لیا اور ان دونوں کی طرف چلا جب اس کو اسعد بن زرارہ نے دیکھا تو مصعب بن عمیرؓ سے کہا۔ یہ اپنی قوم کا سردار تمہارے پاس آ رہا ہے لہٰذا اللہ کے حقوق کا سختی سے لحاظ رکھنا۔ یعنی سچ کہنے میں لحاظ اور مروت کام میں نہ لانا مصعبؓ نے کہا کہ اگر وہ بیٹھے گا تو میں اس سے بات کروں گا۔ راوی نے کہا کہ وہ آ کر گالیاں دیتے کھڑے ہو گئے اور کہا تم ہمارے پاس ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنانے کے لیے کیوں آئے ہو۔ اگر تم دونوں کو تمہاری جان پیاری ہے تو ہم سے الگ رہا کرو۔ مصعبؓ نے ان سے کہا (اچھا) آپ تشریف تو رکھیں۔ اور کچھ بات بھی تو سنیں۔ اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے موافق ہو تو قبول کیجیے اور اگر آپ اس کو ناپسند کریں تو جو بات آپ کو ناپسند ہو اس سے اپنے آپ کو بچائیے انہوں نے کہا تم نے انصاف کی بات کہی۔ راوی نے کہا اس کے بعد انھوں نے اپنی چھوٹی برچھی زمین میں گاڑ دی اور ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے تو مصعب رضی اللہ عنہ نے ان سے اسلام کے متعلق گفتگو کی اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں کے متعلق مشہور ہے کہ انھوں نے کہا واللہ ان کے اظہار اسلام سے پہلے ان کے چہرے کی چمک اور ان کی سہل انگاری سے ہم نے ان کے چہرے پر آثار اسلام کی شناخت کر لی۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ یہ چیز تو بہت ہی خوب اور بہترین ہے۔ جب تم اس دین میں کسی کو داخل کرنا چاہتے ہو تو کیا کرتے ہو۔

---

[1] لا ابالك. کبھی بددعا کے لیے استعمال ہوتا ہے اور بعض وقت انتہائی تعریف کے لیے جس طرح اردو کے محاورے میں کسی شاعر کا بہترین کلام سن کر کہتے ہیں۔ کم بخت نے کیا خوب کہا ہے۔ (احمد محمودی)

دونوں نے ان سے کہا غسل کر لیجیے اور پاک صاف ہو جایئے اور اپنے کپڑے بھی پاک صاف کر لیجیے اور اس کے بعد حق کی گواہی دیجیے اور پھر نماز ادا کیجیے تو اسید رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور غسل کیا اور اپنے دونوں کپڑے پاک صاف کر لیے اور حق کی گواہی دی (کلمہ توحید پڑھا) اور کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھ لیں۔ پھر ان دونوں سے کہا میرے پیچھے ایک شخص ہے اگر اس نے بھی تم دونوں کی پیروی کر لی تو اس کے بعد اس کی قوم سے کوئی نہ بچے گا۔ پھر اپنی چھوٹی برچھی لی اور سعدؓ اور ان کی قوم کی جانب گئے وہ لوگ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب سعد بن معاذ نے انھیں واپس آتے دیکھا تو کہا۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اسید تمہارے پاس سے جس حالت سے گیا تھا اس سے بالکل جدا حالت میں آ رہا ہے۔ اور جب وہ آ کر مجلس میں کھڑے ہو گئے تو سعدؓ نے ان سے کہا تم نے کیا کیا۔ انھوں نے کہا ان دونوں سے گفتگو کی واللہ مجھے ان سے کوئی خطرہ نہیں اور میں نے انھیں منع بھی کر دیا ہے تو ان دونوں نے کہا کہ تم جیسا چاہو ہم ویسا ہی کریں[1] گے اور مجھے خبر ملی ہے کہ بنی حارثہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے نکلے ہیں اس لیے کہ انھیں معلوم ہو گیا ہے کہ وہ تمہارا خالہ زاد بھائی ہے۔ اس کو قتل کر کے تمھیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔[2] راوی نے کہا تو سعد غصے میں بھرے ہوئے تیزی سے اٹھے کہ کہیں بنی حارثہ کی جانب سے ویسا ہی سلوک نہ ہو جیسا کہ کہا گیا ہے۔ پھر ان کے ہاتھ سے چھوٹی برچھی لے لی اور کہا واللہ! میں تو سمجھتا ہوں کہ تم نے کچھ کام کی بات نہیں کی۔ پھر وہ نکل کر ان دونوں کے پاس گئے اور جب انھیں سعد نے مطمئن دیکھا تو سمجھ لیا کہ اسیدؓ نے ان دونوں کی باتیں صرف مجھے سنوائی ہیں اور وہاں انھیں گالیاں دیتے کھڑے ہو گئے اور اسعد بن زرارہؓ سے کہا اے ابوامامہ سنو! اگر تم میں مجھ میں قرابت نہ ہوتی تو تم میرے ساتھ اس قسم کا ارادہ نہ کرتے۔ کیا تم ہمارے احاطوں میں ہم پر ایسی باتوں سے ظلم ڈھاتے ہو جن کو ہم ناپسند کرتے ہیں اور اسعد بن زرارہؓ نے (سعد کے یہاں پہنچنے سے پہلے) مصعب بن زہیر سے کہہ دیا تھا کہ مصعبؓ واللہ! تمہارے پاس ایسا سردار آ رہا ہے جس کے پیچھے اس کی قوم کے ایسے لوگ ہیں کہ اگر وہ تمہاری پیروی کرے تو تم سے ان کے دو شخص بھی نہ بچ سکیں گے۔ راوی نے کہا تو مصعبؓ نے ان سے کہا کیا آپ تشریف رکھ کر کچھ بات بھی سنیں گے۔ پھر اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے موافق ہو اور اس کی جانب آپ کی رغبت ہو تو اسے قبول کر لیجیے اور اگر آپ اسے ناپسند کریں تو آپ کے پاس سے آپ کی ناپسندیدہ شئے کو دور کر

---

[1] (ب ج د) میں **نفعل ما احببت** ہے (الف) **تفعل ما اجببت** ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (ب ج د) میں **لیحقروك** ہے۔ (الف) میں **لیخفروك** جس کے معنی تا کہ تم سے بدعہدی کریں۔ پہلا نسخہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

دیں گے۔ سعدؓ نے کہا تم نے انصاف کی بات کہی۔ اس کے بعد انھوں نے اپنی چھوٹی برچھی زمین میں گاڑ دی اور بیٹھ گئے۔ پھر انھوں نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں نے کہا کہ واللہ! ہم نے سعد کے اظہار اسلام سے پہلے ان کے چہرے کی چمک اور ان کی سہل گزینی سے ان کے چہرے پر آثار اسلام کی شناخت کر لی۔ پھر انھوں نے ان دونوں سے کہا جب تم اسلام اختیار کرتے اور اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کس طرح عمل کرتے ہو۔ ان دونوں نے کہا کہ غسل کر لو اور پاک صاف ہو جاؤ اور اپنے کپڑے بھی پاک صاف کر لو اور پھر سچی بات کی گواہی دو اور دو رکعت نماز پڑھ لو۔ راوی نے کہا پھر تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور غسل کیا اور اپنے کپڑے پاک کر لیے اور سچی بات کی گواہی دی (کلمہ توحید پڑھا) اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر اپنی چھوٹی برچھی لی اور اپنی قوم کی مجلس کی جانب جانے کا ارادہ کر کے چل نکلے اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ راوی نے کہا کہ جب ان کی قوم نے ان کو آتے دیکھا (تو) کہا ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ تمہارے پاس سے جس انداز سے گیا تھا اس سے بالکل مختلف انداز سے وہ تمہاری جانب لوٹ رہا ہے۔ جب وہ آ کر کھڑے ہو گئے تو کہا۔ اے بنی عبدالاشہل تم اپنے درمیان مجھے کیسا سمجھتے ہو۔ انھوں نے کہا آپ ہمارے سردار ہم سب میں زیادہ کنبہ پرور اور سب میں بہترین رائے اور بڑی عقل والے ہیں۔ انھوں نے کہا تو تم میں سے مردوں اور عورتوں سے بات کرنا مجھ پر حرام ہے جب تک کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ۔ راوی نے کہا اللہ کی قسم! پھر تو بنی عبدالاشہل کے احاطے میں شام تک کوئی غیر مسلم باقی رہا نہ غیر مسلمہ اور اسعد و مصعب۔ اسعد بن زرارۃ کے مکان پر واپس گئے اور وہاں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں مسلم مرد اور عورتیں نہ ہوں بجز بنی امیہ بن زید' خطمہ' وایل اور واقف کے گھروں کے جو اوس اللہ[1] کہلاتے اور اوس بن حارثہ کی اولاد میں تھے اور ان کا اسلام سے رکنے کا سبب یہ تھا کہ ان میں ایک شخص ابوقیس بن الاسلت جس کا نام صیفی تھا۔ وہ ان کا شاعر بھی تھا اور قائد بھی۔ وہ لوگ اس کی باتیں سنتے اور اس کی اطاعت کرتے تھے۔ اسی نے انھیں اسلام سے روکا اور خود بھی رکا رہا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور جنگ بدر' اُحد اور خندق (کا زمانہ) بھی گزر گیا۔ جب وہ اسلام کو سمجھا تو اس کے متعلق اور لوگوں کے اس میں اختلاف کرنے کے متعلق کہا:

أَرَبَّ النَّاسِ أَشْيَاءُ أَلَمَّتْ　　　يُلَفُّ الصَّعْبُ مِنْهَا بِالذَّلُوْلِ

''اے پروردگار! چند چیزیں گڈمڈ ہو گئی ہیں جن میں دشواریاں آسانیوں کے ساتھ خلط ملط کر

---

[1] اوس اللہ کے معنی عطاء اللہ کے ہیں۔ (احمد محمودی)

دی جاتی ہیں۔

أَرَبَّ النَّاسِ أَمَّا إِنْ ضَلَلْنَا ... فَيَسِّرْنَا لِمَعْرُوْفِ السَّبِيْلِ

اے پروردگار عالم! اگر ہم گمراہ ہوں تو تو ہمیں نیکی کے راستے کی توفیق عطا فرما۔

فَلَوْلَا رَبُّنَا كُنَّا يَهُوْدًا ... وَمَا دِيْنُ الْيَهُوْدِ بِذِيْ شُكُوْلِ

اگر ہماری پرداخت کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو ہم یہودی ہو جاتے اور یہودیوں کا دین بھی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو حقائق سے کوئی مشابہت ہو۔

وَلَوْلَا رَبُّنَا كُنَّا نَصَارٰى ... مَعَ الرُّهْبَانِ فِيْ جَبَلِ الْجَلِيْلِ[1]

اور اگر ہماری پرداخت کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو ہم نصرانی ہو جاتے اور راہبوں کے ساتھ کوہِ جلیل میں رہنے لگتے۔

وَلٰكِنَّا خُلِقْنَا إِذْ خُلِقْنَا ... حَنِيْفًا دِيْنُنَا عَنْ كُلِّ جِيْلِ

لیکن ہمیں جب پیدا کیا گیا تو ایسے دین والا بنا کر پیدا کیا گیا کہ اقسام کے لوگوں سے ہمارا دین توحید الگ تھلگ ہے۔

نَسُوْقُ الْهُدٰى تَرْسُفُ مُذْعِنَاتٍ ... مُكَشَّفَةَ الْمَنَاكِبِ فِي الْجُلُوْلِ

''ہم قربانی کے جانوروں کو لے جاتے ہیں تو وہ جھولوں میں کھلے بازو اس طرح فرمان برداری سے چلتے ہیں گویا مقید ہیں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے اشعار جن کی ابتدا **فلولا ربنا** اور **ولولا ربنا** اور **مکشفة المناکب** ہے۔ انصار یا خزاعہ کے ایک شخص نے مجھے سنائے۔

بیان عقبہ ثانیہ

پھر مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مکہ چلے گئے اور مسلم انصار میں سے حج کو جانے والے اپنی مشرک قوم کے حج کو جانے والوں کے ساتھ حج کے لیے نکلے اور مکہ پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے درمیانی دن ملنے کی قرارداد کر لی (اور یہ جو کچھ ہوا اس وقت ہوا) جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اپنے نبی کی مدد کرنا اور آپ کو معزز بنانا اور اسلام کو اعزاز عطا فرمانا اور شرک اور اہل شرک کو ذلیل کرنا چاہا۔

---

[1] سرزمین شام کے ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے معبد بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بنی سلمہ والے نے بیان کیا کہ ان کا بھائی عبداللہ بن کعب جو نصاریٰ کا بڑا عالم تھا ان سے بیان کیا کہ ان کے باپ کعب نے ان سے بیان کیا اور کعب ان لوگوں میں سے تھے جو مقام عقبہ میں حاضر تھے اور وہاں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ انھوں نے کہا کہ ہم اپنی مشرک قوم کے حاجیوں کے ساتھ نکلے اور ہم نماز بھی پڑھتے تھے اور دینی مسائل کی تعلیم بھی حاصل کر لی تھی اور ہمارے ساتھ براء بن معرور ہم میں بڑے اور ہمارے سردار بھی موجود تھے۔ جب ہم نے سفر اختیار کیا اور مدینہ سے نکلے تو براء نے ہم سے کہا لوگو! میری ایک رائے ہے نہ معلوم تم سب اس سے موافقت کرتے ہو یا نہیں۔ راوی نے کہا کہ ہم نے کہا وہ کیا رائے ہے۔ انھوں کہا میری رائے ہے کہ اس عمارت یعنی کعبۃ اللہ کی جانب میں اپنی پیٹھ نہ کروں بلکہ اسی کی جانب نماز پڑھوں راوی نے کہا ہم نے کہا بخدا ہمیں تو یہی خبر ملی ہے کہ ہمارے نبی شام کی جانب نماز ادا فرمایا کرتے ہیں اور ہم ان کے خلاف عمل کرنا نہیں چاہتے۔

راوی نے کہا انھوں نے کہا میں تو اسی کی سمت نماز پڑھتا ہوں۔ راوی نے کہا تو ہم نے کہا لیکن ہم تو ایسا نہیں کریں گے۔ کہا ہماری حالت یہ تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو ہم شام کی جانب نماز پڑھتے اور وہ کعبہ کی سمت نماز ادا کرتے یہاں تک کہ ہم مکہ پہنچے۔ کہا کہ ہم نے ان کے اس عمل پر انھیں برا بھلا کہا لیکن وہ اس پر جمے رہے اور اس سے رجوع کرنے سے انکار کیا پھر جب ہم مکہ پہنچے تو انھوں نے مجھ سے کہا بابا ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو کہ اس سفر میں میں نے جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق آپ سے دریافت کریں کیونکہ جب میں نے اپنے بارے میں تم لوگوں کی مخالفت دیکھی تو میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ (شبہہ سا) پیدا ہو گیا ہے۔ کہا' پھر ہم رسول اللہ ﷺ کو دریافت کرتے ہوئے نکلے کیونکہ نہ ہم آپ کو پہچانتے تھے اور نہ ہم نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا تھا۔ آخر ہم مکہ کے رہنے والوں میں سے ایک شخص سے ملے اور اس سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کیا تم انھیں پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں اس نے کہا تو کیا ان کے چچا عباس بن عبدالمطلب کو پہچانتے ہو ہم نے کہا ہاں' کہا کہ ہم عباس کو اس لیے پہچانتے تھے کہ وہ ہمیشہ تاجرانہ حیثیت سے ہمارے پاس آیا کرتے تھے۔ اس نے کہا تو جب تم مسجد میں داخل ہو تو عباس کے ساتھ جو شخص بیٹھا ہو بس وہی ہے۔ کہا پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ عباسؓ بیٹھے ہوئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گئے رسول اللہ ﷺ نے عباسؓ سے فرمایا:

هَلْ تَعْرِفُ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ يَا اَبَا الْفَضْلِ.

''اے ابوالفضل! کیا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو''۔

انھوں نے کہا' جی ہاں' یہ براء بن معرور اپنی قوم کا سردار ہے اور یہ کعب بن مالک ہے۔ کہا کہ واللہ!

میں رسول اللہ ﷺ کی بات کونہیں بھولوں گا کہ فرمایا ''اَلشَّاعِرُ'' کیا (وہ کعب بن مالک جو) شاعر (ہے) انھوں نے کہا' جی ہاں۔کہا کہ پھر براء بن معرور نے آپ سے عرض کی۔اے اللہ کے نبیؐ! میں اس حالت میں اپنے اس سفر کے لیے نکلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی جانب رہنمائی فرمادی تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس عمارت (کعبۃ اللہ) کی جانب اپنی پیٹھ نہ کروں اور میں نے اسی کی جانب نماز پڑھی حالانکہ میرے ساتھیوں نے اس امر میں میری مخالفت کی حتیٰ کہ میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ (شبہہ) پیدا ہوگیا پس اے اللہ کے رسولؐ! آپ اس کو کیسا خیال فرماتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا:

قَدْ كُنْتَ عَلٰى قِبْلَةٍ لَوْ صَبَرْتَ عَلَيْهَا.

''تم ایک قبلہ پر (مامور) تھے کاش تم نے اس پر صبر کیا ہوتا''۔

کہا کہ پھر تو براء رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کے قبلہ کی جانب منہ کیا اور ہمارے ساتھ شام کی جانب نماز ادا کی۔کہا کہ ان کے متعلقین کا دعویٰ ہے کہ وہ مرنے تک کعبہ ہی کی جانب نماز پڑھتے رہے حالانکہ ایسا نہیں ہوا اور ان کی بہ نسبت ہم اس معاملہ کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ عون بن ایوب انصاری نے کہا ہے:

وَ مِنَّا الْمُصَلِّيْ أَوَّلُ النَّاسِ مُقْبِلاً عَلٰى كَعْبَةِ الرَّحْمٰنِ بَيْنَ الْمَشَاعِرِ

''مقامات حج میں کعبۃ الرحمٰن کی جانب منہ کر کے نماز ادا کرنے والا تمام لوگوں میں سب سے پہلا شخص ہمیں میں سے ہے''۔

اور اس سے شاعر کی مراد براء بن المعرورؓ ہے اور یہ شعر ان کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے معبد بن کعب بن مالک نے اور ان سے ان کے بھائی عبداللہ بن کعب نے اور ان سے ان کے والد کعب بن مالک نے بیان کیا۔کعب نے کہا کہ پھر ہم حج کے لیے نکلے اور رسول اللہ ﷺ سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے بیچ میں ملنے کی قرارداد کر لی۔کہا کہ پھر جب ہم حج سے فارغ ہوگئے اور وہ رات آئی جس کی قرارداد ہم نے رسول اللہ ﷺ سے کی تھی اور ہمارے ساتھ ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی تھے اور وہ ہمارے سرداروں میں سے تھے ہم نے ان کو اپنے ساتھ لے لیا اور ہم اپنے اس معاملے کو اپنی قوم کے ان مشرکوں سے چھپاتے رہے جو ہمارے ساتھ تھے اور عبداللہ سے گفتگو کی اور ان سے کہا اے ابو جابر! تم ہمارے سرداروں میں سے ایک سردار اور ہمارے سربرآوردہ لوگوں میں سے ہو اور تم جس حالت میں ہو ہمیں تمہارے متعلق یہ بات پسند نہیں۔ایسا نہ ہو کہ کل تم آگ کے ایندھن بنو پھر ہم نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ ﷺ سے جو ہم نے مقام عقبہ کی قرارداد کی تھی۔انھیں اس کی بھی خبر دی۔کہا آخر

انھوں نے اسلام اختیار کرلیا اور ہمارے ساتھ عقبہ میں موجود رہے کہا کہ پھر ہم اس رات اپنی قوم کے ساتھ اپنی سواریوں میں سو رہے یہاں تک کہ جب تہائی رات گزر گئی تو رسول اللہ ﷺ کی قرارداد پر اپنی سواریوں سے تیتر کی چال سے دبے پاؤں چھپتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ ہم سب پہاڑ کی چڑھائی کے ایک دوراہے کے پاس جمع ہو گئے اور ہم تہتر مرد تھے اور ہماری عورتوں میں سے ام عمارہ نسیبہ بنت کعب' بنی مازن بن النجار کی عورتوں میں سے ایک عورت اور ام منیع اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی بنی سلمہ کی عورتوں میں سے ایک عورت یہ دو عورتیں ہمارے ساتھ تھیں۔ کہا' پس ہم اس دوراہے پر جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ آپ تشریف لائے اور آپؐ کے ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی تھے اور وہ اس وقت اپنی قوم کے دین پر تھے مگر انھیں اپنے بھتیجے کے معاملے میں رہنے اور ان کے مفاد کی خاطر پکی کرنے کی خواہش تھی۔

پھر جب بیٹھے تو پہلے جس نے گفتگو کی وہ عباسؓ بن عبدالمطلب تھے۔ انھوں نے کہا' اے گروہ خزرج! راوی نے کہا کہ عرب انصار کے اس قبیلے کو اسی نام سے پکارا کرتے تھے (خواہ وہ بنی خزرج ہوں یا بنی اوس) محمد (ﷺ) کو ہم میں جو حیثیت حاصل ہے وہ تم لوگ جانتے ہو اور ہم میں سے ان لوگوں نے جو ان کے متعلق ہماری رائے کے موافق ہیں اب تک ان کی حفاظت کی ہے اور یہ اپنی قوم میں عزت والے اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں لیکن یہ اپنا وطن چھوڑ کر تمہاری طرف جانے اور تمہارے ساتھ مل کر رہنے کے سوا دوسری کسی بات کو مانتے ہی نہیں۔ پس اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم ان کو جس جانب بلا رہے ہو وہاں ان کا حق پورا پورا ادا کرو گے اور ان کے مخالفوں سے ان کی حفاظت کرو گے تو تم نے جو بار اپنی خوشی سے اپنے سر لیا ہے۔ وہ لو اور اگر ان کو لے جانے کے بعد انھیں ان کے مخالفوں کے حوالے کر دینے اور ان کی مدد سے دست بردار ہو جانے کا تمہارا خیال ہو تو پھر اسی وقت سے ان سے دست کش ہو جاؤ کہ یہ اپنی قوم اور اپنے شہر میں معزز و محفوظ ہیں (راوی نے) کہا تو ہم نے ان سے کہا کہ آپ نے جو کچھ کہا ہم نے سن لیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ گفتگو فرمائیے اور اپنی ذات کے متعلق اور اپنے پروردگار کے متعلق جو اقرار (ہم سے) لینا پسند فرماتے ہیں لیجیے۔ کہا پس رسول اللہ ﷺ نے گفتگو کا آغاز فرمایا اور قرآن کی تلاوت فرمائی اور اللہ کی جانب دعوت دی اور اسلام کی ترغیب دی۔ پھر فرمایا:

أُبَايِعُكُمْ عَلٰى أَنْ تَمْنَعُوْنِىْ مِمَّا تَمْنَعُوْنَ مِنْهُ نِسَاءَ كُمْ وَأَبْنَاءَ كُمْ.

''میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ان تمام چیزوں سے حفاظت کرو گے جن سے تم اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہو''۔

کہا تو براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے آپ کا دست مبارک پکڑ لیا اور کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو

سچائی کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہمیں یہ شرطیں قبول ہیں اور ضرور ہم آپ کی ان تمام چیزوں سے حفاظت کریں گے۔ جن سے ہم اپنی عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس اے اللہ کے رسولؐ! ہم سے بیعت لے لیجیے۔ واللہ ہم سپاہی اور ہتھیار بند لوگ ہیں۔ جنگ تو ہمیں ہمارے بزرگوں کی میراث میں ملی ہے کہا کہ براءؓ، رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ابوالہیثم بن التیہان نے بیچ میں دخل دیا اور کہا اے اللہ کے رسولؐ! ہم میں اور دوسرے لوگوں یعنی یہود میں خاص قسم کے تعلقات ہیں۔ ہم ان تعلقات کو ان سے قطع کر لیں گے اور اگر ہم نے ایسا کیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو غلبہ عطا فرمایا تو کیا ہم آپؐ سے اس بات کی امید رکھیں کہ آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف لوٹ جائیں گے۔ کہا اس پر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ اور پھر فرمایا:

بَلِ الدَّمُ الدَّمَ وَالْهَدْمُ الْهَدْمُ[1] اَنَا مِنْكُمْ وَاَنْتُمْ مِنِّیْ اُحَارِبُ مَنْ حَارَبْتُمْ وَاُسَالِمُ مَنْ سَالَمْتُمْ.

”(ایسا نہیں ہوگا) بلکہ (میرا) خون (کا مطالبہ تمہارا) خون (کا مطالبہ) ہوگا اور (میرا) خون کا معاف کرنا (تمہارا) خون کا معاف کرنا ہوگا یا (میرا) سفر (تمہارا) سفر ہوگا۔ تم مجھ سے (متحد ہو جاؤ گے) اور میں تم سے۔

جس سے تم جنگ کرو گے میں بھی اس سے برسر پیکار رہوں گا اور تم جس سے صلح کرو گے میں بھی اس سے مصالحت کروں گا“۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے الھدم الھدم (بتحریک دال کہا ہے جس سے مراد عزت و آبرو ہے یعنی میری عزت آبرو تمہاری عزت و آبرو ہے اور میرا ذمہ تمہارا ذمہ ہے۔

کعب ابن مالک نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

أَخْرِجُوْا إِلَیَّ مِنْكُمْ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا لِیَكُوْنُوْا عَلٰی قَوْمِهِمْ بِمَا فِیْهِمْ فَأَخْرَجُوْا مِنْهُمْ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا تِسْعَةٌ مِّنَ الْخَزْرَجِ وَثَلَاثَةٌ مِّنَ الْأَوْسِ.

”تم لوگ اپنے میں سے بارہ سرداروں کو پیش کرو کہ وہ اپنی قوم میں جو کچھ (اختلاف) ہو اس

---

[1] سہیلی نے ابوقتیبہ کا قول نقل کیا ہے کہ عرب معاہدہ اور کسی کو پناہ دینے کے وقت کہا کرتے تھے کہ **دمی دمك وهدمی هدمك ای ماهدمت من الدماء هدمت انا**. اور بعض کا خیال ہے کہ چونکہ عرب پانی اور ہری کی تلاش میں اکثر سفر میں رہا کرتے تھے اور جہاں رہنا ہوتا وہاں خیمے گاڑ دیتے اور جب سفر کرنا ہوتا انھیں خیموں کو اکھیڑ کر دوسرے مقام پر چلے جاتے تھے۔ اس لیے ھدم کے معنی سفر کے ہیں۔ یعنی میرا سفر تمہارا سفر ہے۔ (احمد محمودی)

میں (حکم) ہوں تو انھوں نے اپنے میں سے بارہ سرداروں کا انتخاب کیا۔ نو خزرج میں سے اور تین اوس میں سے''۔

بارہ سرداروں کے نام اور قصہ عقبہ کا اختتام

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق کی حدیث بیان کی کہ خزرج میں سے ابوامامہ اسعد بن زرارۃ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار جس کا نام تیم اللہ بن عمرو بن الخزرج تھا اور سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرءالقیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج اور عبداللہ بن رواحۃ بن امرءالقیس بن ثعلبہ بن عمرو بن امرءالقیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث ابن الخزرج اور رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج اور براء بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج اور عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبۃ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج اور عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج رضی اللہ عنہم۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا نام غنم بن عوف ہے جو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کا بھائی تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سعد بن عبادہ بن دُلیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ ابن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج اور المنذر بن ابن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج۔

اور اوس میں سے اسد بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امرءالقیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس۔

اور اسعد بن خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن الخاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم بن امر سردار اور حاضر بدر تھے اور احد میں شہید ہوئے۔

اور خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امراءالقیس بن مالک ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بدر میں حاضر تھے اور احد میں شہید ہوئے۔ امراءالقیس بن مالک بن الاوس اور رفاعہ بن عبدالمنذر بن

زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف ابن مالک بن الاوس۔

ابن ہشام نے کہا کہ اہل علم انھیں میں ابوالہیثم بن التیہان کا شمار کرتے ہیں اور رفاعہ کو نہیں شمار کرتے اور ابوزید الانصاری نے مجھے کعب بن مالک کے (وہ) اشعار سنائے جن میں انھوں نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے۔

فَأَبْلِغْ اُبَيًّا اَنَّهٗ فَالَ[1] رَأيُهٗ وَحَانَ غَدَاةُ الشِّعْبِ وَالْحَيْنُ وَاقِعُ

''ابی کو یہ پیام پہنچادے کہ اس کا خیال غلط ثابت ہوگیا اور شعب (ابی طالب) کی صبح گزر گئی اور (اب) موت آنے والی ہے۔

اَبَی[2] اللّٰهُ مَا مَنَّتْكَ نَفْسُكَ اِنَّهٗ بِمِرْصَادِ أَمْرِ النَّاسِ رَاءٍ وَسَامِعُ

''تیرے نفس نے (تجھے خوش کرنے کے لیے) جن چیزوں کا آرزومند بنادیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اس سے انکار فرمادیا۔وہ تو لوگوں کے معاملوں کا نگراں (بھی) ہے' دیکھنے والا بھی اور سننے والا بھی۔

وَ أَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ أَنْ قَدْ بَدَالَنَا بِأَحْمَدَ نُوْرٌ مِّنْ هُدَ اللّٰهِ سَاطِعُ[3]

ابوسفیان کو یہ پیغام بھی پہنچادے کہ احمد (ﷺ) کے سبب سے ہم پر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا چمکتا (ہوا) نور ظاہر ہوگیا ہے۔

فَلَا تُرْغِبَنْ فِیْ حَشْدِ أَمْرٍ تُرِيْدُهٗ وَأَلِّبْ وَجَمِّعْ كُلَّ مَا أَنْتَ جَامِعُ

لوگوں کو فساد پر ابھار اور جن جن چیزوں کو تو جمع کرنا چاہتا ہے۔جمع کرلیکن جو بات تو چاہتا ہے اس کے اسباب جمع ہونے کی امید نہ رکھ۔

وَدُوْنَكَ فَاعْلَمْ أَنْ نَقْضَ عُهُوْدِنَا أَبَاهُ عَلَيْكَ الرَّهْطُ حِيْنَ تَبَايَعُوْا

اس (بات) کو (گرہ میں باندھ) لے اور (اچھی طرح) جان لے کہ ہمارے عہد کے توڑنے سے مسلسل جماعتوں نے تیرے آگے انکار کردیا ہے۔(ہم نے رسول اللہ ﷺ سے جو عہد کیا ہے ہم اس کے توڑنے والے نہیں ہیں)۔

---

[1] (الف) میں قال قاف سے ہے (ب) میں فال فاء سے ہے۔پہلی صورت میں قیلولہ سے لینا ہوگا یعنی اس کی رائے سوگئی لیکن فال جو بطل کے معنی میں ہے وہ بہتر ہے۔(احمد محمودی)

[2] (الف) اتی اللہ ہے جس کے معنی ہوں گے برباد کردیا۔(احمد محمودی)

[3] نسخہ (الف) میں یہاں ایک واو زاید ہے اور وساطع لکھا ہے۔جو وزن شعر میں فساد پیدا کرنے کے علاوہ معنی میں بھی کوئی خوبی نہیں پیدا کرتا۔(احمد محمودی)

أَبَاهُ الْبَرَاءُ وَابْنُ عَمْرٍو كِلَاهُمَا وَاَسْعَدُ يَأْبَاهُ عَلَيْكَ وَرَافِعُ

براء اور ابن عمرو دونوں نے اس سے انکار کر دیا اور اسعد و رافع بھی تیرے روبرو انکار کر رہے ہیں۔

وَ سَعْدٌ أَبَاهُ السَّاعِدِيُّ وَمُنْذِرٌ لِأَنْفِكَ إِنْ حَاوَلْتَ ذٰلِكَ جَادِعُ

اور اس سعدؓ نے بھی جس کا جد اعلیٰ ساعدی ہے انکار کیا اور منذر نے بھی پھر بھی اس معاملے میں (تو نے) کوشش کی تو (یاد رکھ کہ) تیری ناک کٹ جائے گی (اس میں تو بہت رسوا ہو گا)۔

وَمَا ابْنُ رَبِيعٍ إِنْ تَنَاوَلْتَ عَهْدَهُ بِمُسْلِمِهِ لَايَطْمَعَنْ ثُمَّ طَامِعُ

اور ابن ربیع بھی ایسا شخص نہیں ہے کہ اگر تو اس سے عہد بھی لے لے تو وہ نبی کریم ﷺ کو تیرے حوالے کر دے۔ غرض کسی لالچی کو اس معاملے میں کسی طرح کا لالچ نہیں چاہیے۔

وَأَيْضًا فَلَا يُعْطِيكَهُ ابْنُ رَوَاحَةٍ وَإِخْفَارُهُ مِنْ دُوْنِهِ السَّمُّ نَاقِعُ

اور ابن رواحہ بھی نبی کریم ﷺ کو تیرے حوالے نہیں کرے گا اور آپ کے لیے سینہ سپر ہونے کے عہد کا توڑنا اس کے لیے زہر قاتل ہو گا۔

وَفَاءٌ بِهٖ وَالْقَوْ قَلِيٌّ ابْنُ صَامِتٍ بِمَنْدُوحَةٍ عَمَّا تُحَاوِلُ يَافِعُ

آپ کے ساتھ وفاداری کرنے کے لیے تو قلی بن صامت کو بھی وسعت و قدرت ہے کہ تو ان چالبازیوں سے بچنے کے لیے جو کر رہا ہے (اس سے) وہ بلند و برتر ہے۔

أَبُوْهَيْثَمٍ أَيْضًا وَ فِيٌّ بِمِثْلِهَا وَفَاءٌ بِمَا أَعْطَى مِنَ الْعَهْدِ خَانِعُ

ابو ہیثم نے جو عہد کیا ہے۔ اس کے پورا کرنے میں وہ بھی ویسا ہی وفادار اور اپنے اقرار کا پابند ہے۔

وَمَا ابْنُ حُضَيْرٍ إِنْ أَرَدْتَ بِمَطْمَعٍ فَهَلْ أَنْتَ عَنْ أُحْمُوْقَةِ الْغَيِّ نَازِعُ

''اگر تو (کوئی چالبازی کرنا) چاہے تو ابن حضیر کے پاس بھی کسی امید کی گنجائش نہیں تو کیا تو اپنی احمقی اور گمراہی سے (اب بھی) الگ ہو گا (یا نہیں)

وَسَعْدٌ أَخُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَإِنَّهٗ ضَرُوْحٌ لِمَا حَاوَلْتَ مِلْأَمْرِمَانِعُ

اور عمرو بن عوف کے بھائی سعد کی بھی یہی حالت ہے کہ تیرے ارادوں کو ٹھکرانے والا اور اس بات کو تو نہ ہونے دینے والا ہے۔

أُوْلَاكَ نُجُوْمٌ لَا يُغِبُّكَ مِنْهُمْ عَلَيْكَ بِنَحْسٍ فِيْ دُجَى اللَّيْلِ طَالِعُ

یہ ایسے ستارے ہیں کہ تجھ پر نحوست لے کر نکلنے میں کوئی اندھیری رات ناغہ نہ ہونے دیں گے''۔

کعب نے بھی ان لوگوں میں ابوالہیثم بن التیہان ہی کا ذکر کیا ہے اور رفاعہ کا ذکر نہیں کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب سرداروں سے فرمایا:

أَنْتُمْ عَلٰى قَوْمِكُمْ بِمَا فِيهِمْ كُفَلَاءُ كَكُفَالَةِ الْحَوَارِيِّيْنَ لِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَأَنَا كَفِيْلٌ عَلٰى قَوْمِيْ.

''تمہاری قوم میں جو کچھ (بھی حادثہ) ہو اس کے متعلق تم اپنی قوم کے ذمہ دار ہو گئے جس طرح عیسیٰ بن مریمؑ کے پاس حواریین ذمہ دار تھے اور میں اپنی قوم کا ذمہ دار ہوں گا۔ انھوں نے کہا بہت خوب''۔

اور مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لیے جمع ہوئے تو بنی سالم ابن عوف والے عباس بن عبادۃ بن نضلۃ الانصاری نے کہا:

اے گروہ خزرج! کیا تم جانتے ہو کہ اس شخص سے تم کس بات پر بیعت کر رہے ہو۔ انھوں نے کہا ہاں۔ عباس نے کہا کہ تم لوگ اس بات پر بیعت کر رہے ہو کہ لوگوں میں سیاہ و سرخ سب کے خلاف جنگ کرو گے۔ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمہارا مال (کسی) آفت سے برباد ہو جائے اور تم میں بلند رتبہ لوگ قتل ہو جائیں تو تم ان کی امداد چھوڑ دو گے تو ابھی سے (چھوڑ دو) کیونکہ واللہ اگر تم نے ایسا کیا تو یہ دنیا و آخرت کی رسوائی ہے اور اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم کو جس طرف دعوت دی جا رہی ہے اس کو تم اپنے مال کی بربادی اور بڑے رتبے والوں کے قتل ہونے کے باوجود پورا کر سکو گے تو اس معاملے کو ہاتھ میں لو اور واللہ یہ دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ انھوں نے کہا ہم اس کو اپنے مال کی بربادی اور سربرآوردہ لوگوں کی جان کی تباہی کے باوجود قبول کرتے ہیں۔ لیکن یا رسول اللہؐ! اگر ہم نے اس میں وفاداری کی تو ہم کو اس کے بدلے میں کیا ملے گا۔ فرمایا جنت۔ انھوں نے کہا اچھا تو ہاتھ بڑھایئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دراز کیا اور انھوں نے آپ سے بیعت کی۔ عاصم بن عمر نے کہا کہ عباسؓ نے یہ جو کچھ کہا صرف اس لیے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا طوق ان کی گردنوں میں مستحکم ہو اور عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا عباسؓ نے یہ جو کچھ کہا صرف اس لیے کہا کہ لوگوں کو اس وقت تو (قبول اسلام سے) پسپا کر دے کہ شاید اس کے بعد عبداللہ بن ابی بن سلول بھی موجود ہو تو قوم کے لیے قوت کی کوئی نہ کوئی شکل پیدا ہو۔ ان میں سے کون سی بات واقعی تھی خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ سلول بنی خزاعہ کی ایک عورت کا نام ہے اور وہ ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف ابن الخزرج کی ماں تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی النجار اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ پہلا شخص جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت

کی وہ ابوامامہ اسعد بن زرارہؓ تھے اور بنی عبدالاشہل کہتے ہیں کہ وہ ابوالہیثم بن التیہانؓ تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے سعید بن کعب نے اپنے بھائی عبداللہ بن کعب سے اور انھوں نے اپنے والد کعب بن مالک سے یہ روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ پہلا شخص جس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ براء بن المعرور رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے بعد تمام لوگوں نے بیعت کی۔ پھر جب ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر لی تو عقبہ کی چوٹی پر سے شیطان نے ایسی آواز سے جو میری سنی ہوئی آوازوں میں سب سے زیادہ بلند تھی چیخ کر کہا۔ اے گھروں کے رہنے والو! مذمم (یعنی قابل مذمت شخص) اور اس کے ساتھ جو بے دین لوگ ہیں ان کے متعلق تمہیں کوئی دلچسپی ہے۔ یہ لوگ تم سے جنگ کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هٰذَا أَزَبُّ[1] الْعَقَبَةِ هٰذَا ابْنُ أَزْيَبَ قَالَ أبنُ هِشَامٍ وَيُقَالُ أُزَيْبُ اسْتَمِعْ[2] أَيْ عَدُوَّ اللّٰهِ أَمَا وَاللّٰهِ لَأَفْرُغَنَّ لَكَ.

''یہ اس گھاٹی کا ازب (نامی شیطان) ہے۔ یہ ازیب کا بیٹا ہے۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ازیب کہا ہے۔ اے دشمن خدا سن لے کہ واللہ! میں تیرے لیے (یعنی تیری سرکوبی کے لیے بھی) وقت فرصت نکالوں گا''۔

راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِرْفَضُّوْا إِلٰى رِحَالِكُمْ.

''اپنی اپنی سواریوں کی طرف متفرق ہو کر چلے جاؤ''۔

(راوی نے) کہا عباس بن عبادہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ روانہ فرمایا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو منیٰ میں جو لوگ ہیں ان پر کل ہی ہم لوگ اپنی تلواریں لے کر حملہ کر دیں۔

(راوی نے) کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَمْ نُؤْمَرْ بِذٰلِكَ وَلٰكِنِ ارْجِعُوْا إِلٰى رِحَالِكُمْ.

''ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا اور لیکن اپنی سواریوں کی جانب لوٹ جاؤ''۔

(راوی نے) کہا آخر ہم اپنی آرام گاہوں کی جانب لوٹ گئے اور صبح تک سوتے رہے۔

---

[1] ازب کے معنی کوتاہ قد یا بخیل کے ہیں۔ (احمد محمودی از سہیلی)

[2] (الف) میں اتسمع ہے یعنی اے دشمن خدا کیا تو سن رہا ہے۔ (احمد محمودی)

سویرے قریش کا انصار کے پاس پہنچنا اور بیعت کے متعلق گفتگو

(راوی نے کہا کہ جب صبح ہوئی تو قریش کے سر برآوردہ اصحاب سویرے ہی ہمارے پاس ہماری قیام گاہوں میں پہنچے اور کہا' اے گروہ خزرج! ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ہمارے اس آدمی کے پاس اس لیے آئے تھے کہ اس کو ہمارے درمیان سے لے کر نکل جاؤ اور اس لیے آئے تھے کہ ہم سے جنگ کرنے کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ واللہ! عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں ہے جس سے ہمارا جنگ میں الجھار ہنا بہ نسبت تمہارے (ساتھ جنگ میں الجھنے کے) ہمیں زیادہ ناپسند ہو۔ (راوی نے) کہا تو وہاں سے ہماری قوم کے چند مشرک اٹھے اور قسمیں کھانے لگے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہمیں ایسی کسی بات کا علم ہے۔

(راوی نے) کہا کہ انھوں نے سچ کہا کہ انہیں اس کا علم ہی نہ تھا۔

(راوی نے) کہا کہ ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھتے تھے۔

(راوی نے) کہا کہ پھر وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان میں حارث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی بھی تھا جونئی نعلیں (جوتی کا جوڑا) پہنے تھا۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے اس ارادے سے کہ گویا ان لوگوں کی باتوں میں (میں) خود بھی شریک ہوں اس سے ایک بات کہی۔ میں نے کہا اے جابر! تم تو ہماری قوم کے سردار ہو کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہوسکتا کہ قریش کے اس جوان مرد کی سی ایک نعلین بنوالو۔

(راوی نے) کہا حارث نے یہ بات سن لی اور اپنے پاؤں سے نعلین اتار کر میری جانب پھینک دی اور کہا بخدا تم اسے پہن لو۔

(راوی نے) کہا کہ ابو جابر نے کہا خاموش رہو واللہ! تم نے تو اس جوان کو غصے کر دیا۔ پس اس کی نعلین اسے پھیر دو۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے کہا واللہ اسے واپس نہ دوں گا واللہ یہ تو ایک نیک شگون ہے۔[1] واللہ اگر یہ شگون ٹھیک نکلا تو میں اس سے (سب کچھ) چھین لوں گا۔

---

[1] (ب ج د) میں فاءل واللہ صالح ہے اور (الف) میں قال واللہ صالح اس کے معنی یہ ہوں گے کہ انھوں نے کہا واللہ اچھی بات ہے۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ یہ لوگ عبداللہ بن ابی سلول کے پاس گئے اور اس سے ویسا ہی کہا جیسا کہ کعب نے ذکر کیا ہے تو اس نے ان سے کہا واللہ! یہ تو بڑی اہمیت رکھنے والی چیز ہے۔ میری قوم تو مجھ سے اس طرح سبقت کرنے والی نہ تھی اور میں نہیں سمجھتا کہ ایسا ہوا ہو۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ اس کے پاس سے واپس ہو گئے۔

قریش کا انصار کی تلاش میں نکلنا

(راوی نے) کہا کہ لوگ منیٰ سے واپس ہوئے تو یہ لوگ اسی خبر کی چھان بین میں لگ گئے تو انہیں معلوم ہوا کہ ضرور یہ بات ہوئی ہے اور ان لوگوں کی تلاش میں نکلے تو سعد بن عبادۃ اور بنی ساعدہ بن کعب ابن الخزرج والوں نے منذر بن عمرو کو مقام اذاخر میں جا ملایا اور یہ دونوں کے دونوں سرداران قوم تھے۔ منذر نے تو ان لوگوں کو تنگ کر دیا لیکن سعد کو ان لوگوں نے پکڑ لیا اور ان کی سواری کے تسمے سے ان کے ہاتھ ان کی گردن سے باندھ دئے اور انہیں لے کر مکہ آئے ان کو مارتے بھی جاتے تھے اور ان کے سر کے بال بھی پکڑ کر کھینچتے جاتے تھے اور وہ بہت بالوں والے تھے۔ سعد نے کہا کہ واللہ! میں ان کے ہاتھوں میں (پھنسا ہوا) تھا کہ ایکا ایکی ان کے پاس قریش کی ایک جماعت آئی جس میں ایک شخص پاک صاف گورا لمبا حسین لوگوں میں مقبول صورت بھی تھا۔ راوی نے کہا میں نے اپنے دل میں کہا اگر ان لوگوں میں سے کسی میں کوئی بھلائی ہو تو اسی شخص میں ہوگی۔ کہا کہ جب وہ میرے نزدیک ہوا تو اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور مجھے زور سے ایک تھپڑ مارا۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہہ لیا کہ نہیں واللہ اس کے بعد ان میں سے کسی میں بھی کوئی بھلائی نہیں ہے۔ کہا کہ واللہ میں ان کے ہاتھوں میں تھا وہ مجھے کھینچے لئے پھرتے تھے کہ ایکا ایکی انہیں میں سے ایک شخص نے مجھ پر ترس[1] کھایا اور کہا ارے تجھ پر افسوس! کیا تیرے اور قریش کے لوگوں میں سے کسی کے درمیان پناہ یا کوئی معاہدہ نہیں ہے۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے کہا کیوں نہیں واللہ میں جبیر بن معطم ابن عدی بن نوفل بن عبد مناف کو اس کی تجارت کے زمانے میں پناہ دیتا رہا ہوں اور میری بستیوں میں جو لوگ ان پر ظلم کرنا چاہتے تھے۔ ان سے انہیں بچاتا رہا ہوں اور حارث بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کو بھی بچاتا رہا ہوں تو اس نے کہا ارے

---

[1] (ب ج د) میں اوی لی ہے جس کے معنی رحم کرنے ترس کھانے کے ہیں۔ (الف) میں اوی الی ہے جس کے معنی آنے یا مائل ہونے کے لئے جاسکتے ہیں لیکن پہلا نسخہ مرجح ہے۔ (احمد محمودی)

کمبخت! تو پھر ان دونوں شخصوں کا نام لے کر انہیں پکار اور تیرے اور ان کے درمیان جو تعلقات ہیں انہیں یاد دلا۔

(راوی نے) کہا میں نے ویسا ہی کیا اور وہ شخص ان دونوں کی طرف چلا گیا اور انہیں مسجد میں کعبۃ اللہ کے پاس پایا تو اس نے ان سے کہا کہ بنی خزرج کا ایک شخص اس وقت مقام ابطح میں پٹ رہا ہے اور تم دونوں کا نام لے کر چلا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس کے اور تمہارے درمیان پناہ دہی کا عہد ہے۔ ان دونوں نے کہا۔ وہ ہے کون۔ اس نے کہا کہ سعد بن عبادۃ۔ ان دونوں نے کہا۔ اس نے سچ کہا ہے۔ واللہ! وہ ہماری تجارت کے زمانے میں ہمیں پناہ دیا کرتا تھا اور اپنی بستی میں ان لوگوں کو ظلم کرنے سے روکتا تھا۔

(راوی نے) کہا تو وہ دونوں آئے اور سعد کو ان کے ہاتھوں سے چھڑایا وہ چھوٹ کر چلے گئے اور سعد کو جس نے تماچہ مارا تھا وہ بنی عامر بن لوئ کا ایک شخص سہیل بن عمرو تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ جس شخص نے سعد پر ترس کھایا تھا وہ ابوالبختری بن ہشام تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پہلا شعر جو ہجرت کے متعلق کہا گیا ہے وہ دو بیتیں ہیں جو بنی محارب بن فہر کے ایک شخص ضرار بن الخطاب بن مرداس نے کہی ہیں۔

تَدَارَکْتُ سَعْدًا عَنْوَةً فَاَخَذْتُہٗ وَکَانَ شِفَاءً لَوْ تَدَارَکْتُ مُنْذِرًا

میں نے سعد پر غلبہ حاصل کر لیا اور اس کو پکڑ لیا اور (میرے دل کو) تشفی ہوتی اگر میں منذر کو جا ملاتا۔

وَلَوْ نِلْتُہٗ طُلَّتْ ھُنَاکَ جِرَاحُہٗ وَکَانَ جَرَاحًا[1] اَنْ تُھَانَ وَتُھْدَرَا

اور اگر میں اسے پاتا، تو وہاں اسے جس قدر بھی زخم لگائے جاتے، وہ بے بدل ہوتے (اس کا بدلہ کوئی مجھ سے نہ لے سکتا)۔ اور وہ زخم تھے بھی اسی قسم کے کہ ان کی ذلت کی جائے اور انہیں جائز کیا جائے (اور اس کا بدلہ نہ لیا جائے۔)

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں ''وکان حقیقاً ان تھان[2] ویھدرا'' ہے۔

---

[1] (ب ج د) میں وکان حریا ان یھان یھدرا۔ جس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ شخص ہے بھی اسی قابل کہ اس کو ذلیل کیا جائے اور اس کا خون مباح کر دیا جائے اور یہی نسخہ مرجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ زخموں کو ذلیل کرنا کوئی معقول بات نہیں بلکہ زخموں کو ذلیل کرنے کے الٹے معنی ہو سکتے ہیں کہ زخمی کرنے کو اہمیت نہ دی جائے۔ فلیتدبر (احمد محمودی)

[2] (ب ج د) میں یھان ویھدرا دونوں جگہ یائے تحتانی سے ہے (الف) میں تھان با حاء فوقانی اور یھدرا بایاء تحتانی ہے۔ جراحا کے ساتھ تھان باتاء فوقانی صحیح ہو سکتا تھا لیکن حقیقا کے ساتھ یہ کس طرح درست ہو سکے گا۔ میری سمجھ میں تو نہ آسکا۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد حسان بن ثابت نے اس کا جواب دیا اور کہا۔

لَسْتَ اِلٰی سَعْدٍ وَلَا الْمَرْءِ مُنْذِرٍ ۔۔۔ اِذَا مَا مَطَایَا الْقَوْمِ اَصْبَحْنَ ضُمَّرا

تو نہ تو سعد کی برابری کر سکتا ہے اور نہ منذر (جیسے) شخص کی خاص کر جب کہ ان لوگوں کی سواریاں خاص طریقے سے تیار کی ہوئی ہیں۔

فَلَوْلَا اَبُوْ وَهْبٍ لَمَرَّتْ قَصَائِدُ ۔۔۔ عَلٰی شَرَفِ الْبَرْقَاءِ یَهْوِیْنَ حُسَّرَا

پس اگر ابو ہب نہ ہوتا (جس نے تیرے شعر ہم تک پہنچائے) تو (تیرے) قصیدے پتھر مٹی اور کیچڑ کی مسافت تک پہنچ کر تھک کر گر جاتے۔ (یعنی تیرے اشعار اس قابل نہیں کہ وہ شہرت پا کر دور دور تک پہنچ سکیں)۔

اَتَفْخَرُ بِالْکَتَّانِ لَمَّا لَبِسْتَهٗ ۔۔۔ وَقَدْ تَلْبَسُ الْاَنْبَاطُ رِیْطًا مُقَصَّرا

کیا تو کتان۔ کا لباس پہن کر اتراتا ہے حالانکہ نبطی قوم کے لوگ بھی سفید دھوئی ہوئی چادروں کا استعمال کرتے ہیں (کیا وہ ایسے کپڑوں کے پہن لینے سے شرافت کا کوئی رتبہ حاصل کر سکتے ہیں)۔

فَلَا تَكُ کَالْوَسْنَانِ یَحْلُمُ اَنَّهٗ ۔۔۔ بِقَرْیَةِ کِسْرٰی اَوْبِقَرْیَةِ قَیْصَرَا

پس تو اونگھنے والے کی طرح نہ ہو جا جو خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ کسریٰ کی بستی میں یا قیصر کی بستی میں ہے۔

وَلَا تَكُ کَالثَّکْلٰی وَکَانَتْ بِمَعْزِلٍ ۔۔۔ عَنِ[1] الثَّکْلِ لَوْکَانَ الْفُؤَادُ تَفَکَّرَا

اور نہ اس عورت کی طرح ہو جا جس کا بچہ مر گیا ہو (اور وہ رات دن اسی کے خیال میں رنج وغم میں مبتلا رہتی ہو) اگر اس کے دل میں عقل و تفکر ہوتا تو وہ بچے کے مرنے پر غم واندوہ کرنے سے الگ ہو جاتی۔

وَلَا تَكُ کَالشَّاةِ الَّتِیْ کَانَ حَتْفُهَا ۔۔۔ بِحَفْرِ ذَرَا عَیْنَهَا فَلَمْ تَرْضَ مَحْفَرَا

اور تو اس بکری کا سا نہ ہو جا جس کی موت اس کے ہاتھوں سے کھودی ہوئی چیز[2] سے ہوئی اور وہ

---

[1] (الف میں عن کے بجائے علی ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے کیونکہ عزل کا صلہ علی سے نہیں آتا۔ (احمد محمودی)

[2] اس کا قصہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص کسی بکری کو پکڑ کر اس کے ذبح کرنے کے لئے کوئی چیز تلاش کر رہا تھا۔ اس حالت میں وہ بکری ہاتھ پاؤں مارنے لگی جس سے زمین کھدی تو وہاں سے ایک چھری نکل آئی اور وہی چھری اس کے ذبح کرنے میں کام آئی تو یہ قصہ ضرب المثل ہو گیا۔ (احمد محمودی)

(اپنے) کھودنے سے خوش نہ ہوئی۔

وَلَا تَكُ كَالْغَاوِیْ فَاَقْبَلَ نَحْرَهٗ وَلَمْ يَخْشَهُ سَهْمًا مِنَ النَّبْلِ مُضْمَرًا

اور اس چھپے ہونے بھونکنے والے کا سا نہ ہو جا جس سے تیروں میں سے کسی تیر نے خوف نہیں کیا بلکہ ایک تر آ کر اس کے حلق میں بیٹھ گیا۔

فَاِنَّا وَمَنْ يُّهْدِی الْقَصَائِدَ نَحْوَنَا كَمُسْتَبْضِعٍ تَمْرًا اِلَى اَرْضِ خَيْبَرًا

ہماری اور ہماری جانب قصائد بھیجنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سرزمین خیبر میں تجارت کے مال کے طور پر فروخت کے لئے کھجور لایا ہو (یعنی ہم لوگ تو شعروشاعری کا معدن ہیں ہمارے سامنے کوئی شخص شعر کس طرح پیش کر سکتا ہے)۔

عمرو بن الجموح کے بت کا قصہ

راوی نے کہا کہ پھر جب یہ لوگ مدینہ آئے تو وہاں اسلام کا اظہار کیا اور حالت یہ تھی کہ ان کی قوم کے بہت سے بڑے بوڑھے اپنے دین (شرک) پر باقی تھے جن میں سے عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب ابن مسلمہ بھی تھا جس کے لڑکے معاذ بن عمرو نے عقبہ کی حاضری کا اور وہاں رسول اللہ ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل کر لیا تھا اور عمرو بن الجموح بنی سلمہ کے سرداروں میں ایک سردار تھا اور ان کے سر برآوردہ لوگوں میں سے تھا اس نے اپنے گھر میں لکڑی کا ایک بت دوسرے سر برآوردہ افراد کی طرح بنا رکھا تھا جس کا نام مناۃ تھا۔ اس کو معبودانہ حیثیت میں رکھا تھا اس کی عظمت کرتا اور اس کو پاک صاف رکھتا تھا۔ پھر جب بنی مسلمہ کے نوجوان افراد معاذ بن جبل اور خود اس کا لڑکا معاذ بن عمرو ابن الجموح وغیرہ نے اسلام قبول کیا اور مقام عقبہ میں حاضر ہو کر آئے تو یہ لوگ رات کے وقت اندھیرے میں عمرو کے اس بت کے پاس پہنچے اور اسے اٹھا کر بنی مسلمہ کی بستی کے کسی گڑھے میں (جس میں لوگوں کی گندگیاں ہوتیں) اسے الٹا' سر کے بل ڈال دیتے اور جب عمرو صبح میں اٹھتا تو کہتا ارے کم بختو! ہمارے معبود پر آج کی رات کس نے دست درازی کی۔ پھر وہ سویرے ہی ڈھونڈنے نکلتا اور جب وہ اسے پالیتا تو اس کو دھوتا اور پاک صاف کرتا اور خوشبو لگاتا اور کہتا واللہ' اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کس نے تیرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے تو ضرور اسے ذلیل کروں اور پھر جب شام ہوتی اور عمرو سو جاتا تو اس پر دست درازی کرتے اور اس کے ساتھ وہی سلوک کرتے اور پھر جب وہ سویرے اٹھتا اور اس کو ویسی ہی گندگی میں پڑا پاتا جس طرح پہلے پایا تھا تو اس کو دھوتا اور پاک وصاف کرتا اور خوشبو لگاتا۔

پھر جب شام ہوتی تو اسی طرح اس پر دست درازی کرتے اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جاتا۔ پھر جب یہی سلوک انہوں نے اس کے ساتھ کئی بار کیا تو ایک روز جب اسے وہاں سے نکال لایا جہاں انہوں نے اسے ڈال دیا تھا تو اسے دھودھلا کر خوشبو لگا کر رکھا اور ایک تلوار لا کر اس کے گلے میں لٹکا دی اور اس سے کہا واللہ میں نہیں جانتا کہ یہ معاملہ جو تیرے ساتھ کر رہا ہے وہ کون ہے اور جس کو تو بھی دیکھ رہا ہے اور اگر تجھ میں کسی طرح کی بھلائی (قوت) ہے تو خود اپنی حفاظت کر لے۔ یہ تلوار بھی تیرے ساتھ ہے پھر جب شام ہوئی اور وہ سو گیا تو ان لوگوں نے اس پر چھاپہ مارا اور اس کے گلے میں سے تلوار بھی لے لی اور ایک مرا ہوا کتا لے کر اس کے ساتھ رسی سے باندھ دیا اور اس کو بنی سلمہ کے گڑھوں میں سے کسی گڑھے میں ڈال دیا جس میں لوگوں کی گندگیاں تھیں۔ پھر جب عمرو بن الجموح صبح اٹھا اور اس کو اس جگہ نہ پایا جس جگہ وہ رہا کرتا تھا تو اس کو ڈھونڈنے نکلا یہاں تک کہ اس کو اس گڑھے میں پایا کہ مردہ کتے کے ساتھ اوندھا پڑا ہے۔ جب اس نے اسے دیکھا اور اس کی حالت پر بھی غور کی نظر ڈالی اور اس کی قوم میں سے بعض ان لوگوں نے اس سے گفتگو بھی کی جنہوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب سے اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اسلام میں اچھی حالت حاصل کر لی اور جب اسلام اختیار کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے صفات کا بھی عرفان حاصل ہوا تو اپنے اس بت کا اور اس بت کے جو حالات گہری نظر سے دیکھے تھے۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا (جس نے اس کو اس اندھے پن اور گمراہی سے نکالا) شکر کرتے ہوئے کہا۔

وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتَ اِلٰهًا لَمْ تَكُنْ　　　اَنْتَ وَكَلْبٌ وَسْطَ بِئْرٍ فِيْ قَرَنْ

اللہ کی قسم! اگر تو معبود ہوتا تو تو ایک گڑھے میں کتے کے ساتھ نہ پڑا رہتا۔

اُفٍّ لِّمَلْقَاكَ اِلٰهًا مُسْتَدَنْ　　　اَلْاٰنَ فَتَّشْنَاكَ عَنْ سُوْءِ الْغَبَنْ

باوجود معبود ہونے کے تیرے اس طرح پڑے رہنے پر تف ہے۔ تیرے متعلق اب ہمیں اپنی رائے کی بدترین غلطی کی تحقیق ہوگئی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ ذِي الْمِنَنْ　　　اَلْوَاهِبِ الرَّزَّاقِ دَيَّانِ الدِّيَنْ

تمام تعریف تو اللہ تعالیٰ کی ہے جو احسانات والا اور صاحب عطا۔ روزی دینے والا اور دینداروں کو جزا دینے والا ہے۔

هُوَالَّذِيْ اَنْقَذَنِيْ مِنْ قَبْلِ اَنْ　　　اَكُوْنَ فِيْ ظُلْمَةِ قَبْرٍ مُرْتَهَنْ

وہی ذات ہے جس نے قبر کی اندھیری میں پھنسنے سے پہلے ہی مجھے (شرک و کفر سے) بچا لیا۔

عقبہ دوم کی بیعت کی شرطیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو جنگ کی اجازت دی تو اس جنگ کی بیعت کی شرطیں ان شرطوں سے علیحٰدہ تھیں جو عقبہ اولیٰ میں رکھی گئی تھیں۔ پہلی بیعت عورتوں کی بیت (کے الفاظ) پر تھی اور اس کا سبب یہ تھا کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسول ﷺ کو جنگ کی اجازت عطا نہیں فرمائی تھی اور جب اللہ نے آپ کو جنگ کی اجازت مرحمت فرمائی اور رسول اللہ ﷺ نے عقبہ دوم میں ان لوگوں سے سیاہ وسرخ (تمام) سے جنگ کرنے کی بیعت لی تو آپ نے اپنی ذات کے لئے بھی (عہد) لیا اور اپنے پروردگار کے متعلق بھی ان پر شرطیں لگائیں اور ان شرطوں کے پورا کرنے کے عوض میں ان کے لئے جنت کی قرارداد کی۔ مجھ سے عبادہ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت نے اپنے والد ولید اور اپنے دادا عبادۃ بن الصامت سے جو (عقبہ دوم کے منتخبہ) سرداروں میں سے تھے۔

حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہؐ سے جنگ کرنے پر بیعت کی اور عبادہ ان بارہ آدمیوں میں سے تھے جنہوں نے آپ سے عقبہ اولی میں عورتوں کی بیعت (کے الفاظ) پر بیعت کی تھی کہ ہم اپنی تنگ حالی اور تونگری اور خوشی اور مجبوری میں اور ہر ایک قطعی حکم میں جو ہمیں دیا جائے۔ اطاعت و فرمانبرداری کریں گے اور احکام میں حکام سے نہ جھگڑیں گے اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں حق بات کہیں گے اور اللہ (کے احکام) کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔

فصل۔ حاضرین عقبہ کے نام

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ نام ہیں ان لوگوں کے جو اوس وخزرج میں سے مقام عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور وہاں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور یہ تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں۔ اوس بن حارثہ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن عامر بن الاوس میں سے تین شخص اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امرء القیس بن زید بن عبدالاشہل جو منتخب سردار تھے۔

یہ جنگ بدر میں موجود نہ تھے اور سملۃ بن سلامہ بن وقش بن زغبۃ بن زعوراو بن عبدالاشہل۔ یہ بدر میں بھی موجود تھے۔

اور ابوالہیثم بن التیہان جن کا نام مالک تھا بدر میں بھی یہ موجود تھے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے زَغْوَرًا کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی حارثہ بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے تین آدمی ظہیر بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ۔

اور ابو بردۃ بن نیاز جن کا نام ہانی بن نیار بن عمرو بن عبید بن عمرو ابن کلاب بن دھمان بن غنم بن ذہل بن ہمیم بن کاہل بن ذہل ابن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ جوان کے حلیف اور بدر میں حاضر تھے۔

اور نہیر بن الہیثم جو بنی نابی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث ابن الخزرج بن عمرو بن مالک ابن اوس کی شاخ آل السواف بن قیس بن عامر بن نابی بن مجدعہ بن حارثہ میں سے تھے۔

اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس میں سے پانچ شخص سعدؓ ابن خثیمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ ابن غنم بن السلم بن امراء القیس بن مالک بن الاوس جو منتخب سردار اور بدر میں موجود تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہ کر شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے انہیں بنی عمرو بن عوف کی جانب منسوب کیا ہے حالانکہ یہ بنی غنم بن السلم کے تھے کیونکہ بعض وقت کوئی شخص کسی قوم میں متبنٰی ہوتا تھا تو وہ انہیں میں رہتا تھا اور انہیں کی جانب منسوب ہوتا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رفاعۃ عبد المنذر بن زنبر بن زید بن امیہ ابن زید بن مالک بن عوف بن عمرو جو منتخب سردار اور بدر میں موجود تھے۔ اور اُحد کے روز شہید ہوئے اور عبد اللہ بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن البرک اور برک کا نام امراء القیس تھا۔ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس بدر میں موجود تھے اور احد میں شہید ہوئے جبکہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے تیر اندازی کرنے والوں پر امیر تھے۔

ابن ہشام کے قول کے موافق بعضوں نے امیۃ بن البرک کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معن بن عدی بن الجد بن العجلان بن حارثہ بن صبیعۃ جو ان کے حلیف بنی بلّی میں سے تھے بدر و احد و خندق اور رسول اللہ ﷺ کے تمام مشاہد میں حاضر رہے اور ابوبکر الصدیق کے عہد خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اور عویم بن ساعدۃ بدر و احد و خندق میں موجود تھے۔ جملہ گیارہ آدمی عقبہ میں قبیلہ اوس کے تھے۔

اور خزرج بن الحارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی النجار میں سے جس کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ عمرو بن الخزرج تھا چھ شخص ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار جو بدر و احد و خندق تمام مشاہد میں موجود رہے اور زمانہ معاویہ میں سرزمین روم میں غازیانہ حالت میں انتقال کیا۔

اور معاذ بن الحارث بن رفاعۃ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار بدر و احد و خندق تمام مشاہد میں حاضر رہے اور یہ عفراء کے بیٹے تھے۔

اور ان کے بھائی عوف بن الحارث بھی بدر میں موجود تھے اور اسی میں شہید ہوئے اور یہ بھی عفراء کے فرزند تھے۔

اور ان کے (ایک دوسرے) بھائی معوذ بن الحارث تھے جو بدر میں موجود تھے اور اسی میں شہید بھی ہوئے اور یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے ابوجہل بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا اور یہ بھی عفراء ہی کے فرزند تھے۔

اور ابن ہشام کے قول کے مطابق بعضوں نے کہا کہ رفاعۃ بن الحارث ابن سواد تھے۔

اور عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار بدر و احد و خندق تمام مشاہد میں موجود رہے اور ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اور اسعد بن زرارۃ بن عدس بن عبید بن ثعلبۃ بن غنم بن مالک بن النجار جو منتخب سردار تھے بدر سے پہلے ہی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی انتقال کیا اور یہ ابوامامہ سے مشہور تھے۔

اور بنی عمرو بن مبذول بن عامر بن مالک بن النجاء میں سے۔

سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو جو بدر میں موجود تھے ایک ہی شخص۔

اور بنی عمرو بن مالک بن النجار میں سے جو بنو حدیلہ کہلاتے ہیں دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ حدیلہ مالک بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی بیٹی تھی۔

اوس بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار جو بدر میں موجود تھے۔

اور ابو طلحہ جن کا نام زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ ابن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار جو بدر میں بھی تھے۔

اور بنی مازن بن النجار میں سے دو شخص۔

قیس بن ابی صعصعہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن جو بدر میں بھی حاضر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز انہیں لشکر کے پچھلے حصے پر مامور فرمایا تھا۔

اور عمرو بن خزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن۔ جملہ گیارہ آدمی بنی النجار کے عقبہ میں حاضر تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن غزیہ بن عمرو بن ثعلبۃ بن عطیہ[1] بن خنساء جس کا ذکر ابن اسحٰق نے کیا ہے وہ عمرو[2] بن غزیہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء ہے اس کا ذکر ابن[3] خنساء نے کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بلحارث بن الخزرج میں سے سات شخص۔

سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امراء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث جو منتخب سردار اور حاضر بدر تھے اور احد میں شہید ہوئے۔

اور خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امراءلقیس بن مالک ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بدر میں حاضر تھے اور احد میں شہید ہوئے۔

اور عبداللہ بن رواحہ بن امرء القیس بن عمرو بن امرء القیس بن مالک ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث منتخب سردار بدر و احد و خندق اور رسول اللہ ﷺ کے تمام مشاہد میں بجز فتح مکہ اور اس کے بعد کی جنگوں میں موجود رہے اور جنگ موتہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے امیر بنے ہوئے شہید ہوئے۔

اور بشیر بن سعد بن ثعلبہ[4] بن جلاس بن زید بن مالک بن ثعلبۃ بن کعب ابن الخزرج بن الحارث ابی النعمان بن بشیر بدر میں حاضر تھے۔

اور عبداللہ بن زید بن ثعلبۃ بن عبدربہ بن زید مناۃ بن الحارث بن الخزرج بدر میں موجود تھے اور یہی صاحب ہیں جنہیں خواب میں اذان دینے کا طریقہ بتایا گیا تو رسول اللہ ﷺ سے اس خواب کو بیان کیا تو آپ نے اسی طرح اذان دینے کا حکم فرمایا۔

اور خلاد بن سوید بن ثعلبۃ بن عمرو بن حارثہ بن امرء القیس بن مالک بن ثعلبۃ بن کعب بن الخزرج بدر' احد اور خندق میں حاضر تھے اور بنی قریظہ کے روز شہید ہوئے۔ بنی قریظۃ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر سے

---

[1] اس جگہ پر (الف) میں ابن عطیہ نہیں ہے۔

[2] اس مقام پر (الف) میں عمرو بن کا لفظ نہیں ہے۔

[3] خط کشیدہ الفاظ صرف (الف) میں ہیں دوسرے نسخوں میں نہیں ہیں اور غلط معلوم ہوتے ہیں۔ اصل مقصد ابن ہشام کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن اسحٰق نے جو نسب نامہ بیان کیا ہے اس میں بن ثعلبہ کا لفظ زیادہ ہے لیکن نسخہ (الف) میں ''ابن عطیہ'' اور ''عمرو بن'' کے الفاظ کے حذف اور ''اس کا ذکر ابن خنساء نے کیا ہے'' کی زیادتی سے عبارت کچھ بے ربط سی ہوگئی ہے جس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا اور (ب ج د) کا نسخہ بالکل واضح ہے۔ (احمد محمودی)

[4] خط کشیدہ اسماء (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

ان پر چکی گرائی گئی جس سے ان کا سر پھٹ گیا تو لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ لَهُ لَاَجْرُ شَهِيْدَيْنِ.

''ان کے لئے دو شہیدوں کا اجر ہے''۔

اور عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرۃ بن عسیرۃ بن جدارۃ بن عوف بن الحارث بن الخزرج جن کی کنیت ابو مسعود تھی اور یہ حاضرین عقبہ میں سب سے کم عمر تھے۔ بدر میں حاضر نہ تھے۔

اور بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ میں سے تین شخص۔

زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ جو بدر میں بھی موجود تھے۔

اور فروہ بن عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ جو بدر میں بھی حاضر تھے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے وذفہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور خالد بن قیس بن مالک بن العجلان بن عامر ابن بیاضہ جو بدر میں بھی تھے۔

اور بنی زریق کی شاخ عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب ابن جشم بن الخزرج میں سے چار شخص۔

رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق منتخب سردار تھے۔

اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدۃ بن مخلد بن عامر بن زریق یہ صاحب (مدینہ سے) نکل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے تھے اور مکہ میں آپ کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے۔ اور مدینہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس ہجرت کر کے آ گئے تھے۔ اسی لئے انہیں مہاجر انصاری کہا جاتا تھا۔ بدر میں موجود رہے اور احد میں شہید ہوئے۔

اور عبادۃ بن قیس بن عامر بن خلدۃ بن مخلد بن عامر بن زریق نے بدر میں حاضری دی۔

اور الحارث بن قیس بن خالد بن عامر بن زریق۔ بدر میں بھی حاضر رہے۔

اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے گیارہ آدمی۔

البراء بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید۔ منتخب سردار جن کے متعلق بنوسلمہ کا دعویٰ ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور بیعت کے لئے شرط پیش کی اور ان سے بھی شرط منوائی گئی اور رسول اللہ ﷺ کے مدینہ کو تشریف لانے سے پہلے انتقال کر گئے۔

اور ان کے فرزند بشر بن البراء بدر، احد اور خندق میں حاضر رہے اور خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زہر آلود بکری کے گوشت کا ایک نوالہ کھانے کے سبب سے وہیں انتقال کر گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے بنی سلمہ

سے جب دریافت فرمایا۔ من سیدکم۔ تم میں سے سردار کون ہے تو انہوں نے عرض کی کہ ہمارا سردار الجد بن قیس ہے اگرچہ کہ وہ کنجوس ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کے متعلق فرمایا تھا۔

وَاَیُّ دَاءٍ اَکْبَرُ مِنَ الْبُخْلِ، سَیِّدُ بَنِی سَلْمَۃَ الْاَبْیَضُ اَلْجُعْدُ بِشْرُ ابْنُ الْبَرَاءِ.

''کنجوسی سے بڑھ کر کونسی بیماری ہے (نہیں) بنی سلمہ کا سردار گورا۔ گھونگر والے بال والا بشر بن البراء ہے''۔

اور سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں رہے اور خندق کے روز شہید ہوئے۔

اور الطفیل بن النعمان بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں موجود تھے اور خندق کے روز شہید ہوئے۔

اور معقل بن المنذر بن سرح بن عبید۔ بدر میں بھی رہے۔

اور ان کے بھائی یزید بن المنذر۔ بدر میں بھی تھے۔

اور مسعود بن یزید بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید۔

اور الضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبۃ بن عبید۔ بدر میں بھی رہے۔

اور یزید بن خذام بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید۔

اور جباء بن صخر بن امیہ بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں بھی موجود تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض جبار بن صخر بن امیہ بن خناس بھی کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الطفیل بن مالک بن خنساء بن سنان بن عبید بدر میں بھی تھے۔

اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی کعب بن سواد میں سے کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب (صرف) ایک شخص۔

اور بنی غنم بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے پانچ آدمی۔

سلیم بن عمرو بن حدیدج بن عمرو بن غنم بدر میں بھی موجود تھے۔

اور قطبۃ بن عامر بن حدیدۃ بن عمر بن غنم۔ بدر میں بھی تھے۔

اور ان کے بھائی یزید بن عامر بن حدیدۃ بن عمرو بن غنم جن کی کنیت ابوالمنذر تھی۔ بدر میں بھی حاضر تھے۔

اور ابوالیسر جن کا نام کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم تھا۔ بدر میں بھی تھے۔

اور صیفی بن سواد بن عباد بن عمرو بن غنم۔

ابن ہشام نے کہا صیفی بن اسود بن عباد بن عمرو بن سواد کا غنم نامی کوئی بیٹا نہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا بنی نابیٔ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے پانچ آدمی۔

ثعلبہ بن غنمۃ بن عدی بن نابیٔ۔ بدر میں موجود تھے اور خندق میں شہید ہوئے۔

اور عمرو بن غنمۃ بن عدی بن نابیٔ۔

اور عبس بن عامر بن عدی بن نابی۔ بدر میں موجود تھے۔

اور ان کے حلیف عبداللہ بن انیس جو قضاعہ میں سے تھے۔

اور خالد بن عمرو بن عدی بن نابی۔

اور بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے سات آدمی۔

عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام سردار منتخب۔ بدر میں موجود تھے۔ اور احد کے روز شہید ہوئے۔

اور ان کے فرزند جابر بن عبداللہ۔

اور معاذ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بدر میں بھی موجود تھے۔

اور ثابت بن الجذع اور جذع کا نام ثعلبۃ بن زید بن الحارث بن حرام۔ طائف میں شہید ہوئے۔

اور عمیر بن الحارث بن ثعلبۃ بن الحارث بن حرام بدر میں موجود تھے۔

ابن ہشام نے کہا عمیر بن الحارث بن لبدۃ بن ثعلبۃ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف خدیج بن سلامۃ بن اوس بن عمرو ابن الفرافر جو قبیلے بلی میں سے تھے۔

اور معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عایذ بن عدی بن کعب بن عمرو ابن اذن بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج جو بنی سلمہ میں رہا کرتے تھے۔ بدر اور تمام مشاہد میں حاضر رہے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جس سال شام میں طاعون ہوا اسی سال مقام عمواس میں (ان کا) انتقال ہوا۔ بنو سلمہ نے انہیں اپنا متبنّیٰ کر لیا تھا اور یہ سہیل بن محمد بن الجد بن قیس بن صخر بن خنساء ابن سنان بن عبید بن عدی ابن غنم بن کعب بن سلمہ کے مادری بھائی تھے۔

ابن ہشام نے کہا اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمر دین ادی ابن سعد۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج میں سے چار آدمی۔

عبادۃ بن الصامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبۃ بن غنم بن سالم ابن عوف سردار منتخب۔ بدر اور تمام مشاہد میں حاضر رہے۔

ابن ہشام نے کہا یہ غنم بن عوف سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کے بھائی تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عباس بن عبادۃ بن نضلۃ بن مالک بن العجلان ابن زید بن غنم سالم بن عوف۔ اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں رہنے کے زمانے میں آپ کی جانب نکل آئے تھے اور مکہ میں آپ کے ساتھ ہی مقیم ہو گئے تھے اسی لئے انہیں مہاجر انصاری کہتے تھے۔ احد کے روز شہید ہوئے۔

اور ان کے حلیف ابو عبدالرحمٰن یزید بن ثعلبۃ بن خزمۃ بن احرم ابن عمرو بن عمارۃ جو بنی عصنیہ کی شاخ بلی میں سے تھے۔

اور عمرو بن الحارث بن لبدہ بن عمرو بن ثعلبہ جو قواقل کہلاتے تھے اور بنی سلیم ابن غنم بن عوف بن الخزرج میں سے جو بنی الحبلی کہلاتے تھے دو آدمی۔

ابن ہشام نے کہا الحبلی کا نام سالم بن غنم بن عوف تھا اس کے پیٹ کے بڑے ہونے کے سبب سے الحبلی نام پڑ گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا رفاعۃ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبۃ بن مالک بن سالم بن غنم۔ بدر میں بھی حاضر تھے اور ان کی کنیت ابوالید تھی۔

ابن ہشام نے کہا بعض رفاعۃ بن مالک کہتے ہیں اور مالک الولید بن عبداللہ بن مالک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف عقبہ بن وہب بن کلدہ بن الجعد بن ہلال بن الحارث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن بہثہ ابن عبداللہ بن غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان۔ بدر میں موجود تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جو مدینہ سے ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ چلے آئے تھے اس لئے مہاجر انصاری کہلاتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ (بنی سلیم میں سے یہ) دو ہی شخص تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی ساعدۃ بن کعب بن الخزرج میں سے دو ہی شخص سعد بن عبادۃ بن ولیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ بن ثعلبۃ بن طریف بن الخزرج بن ساعدۃ جو سردار منتخب تھے۔

اور منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدۃ۔ سردار منتخب۔ بدر واحد میں حاضر رہے اور بیر معونہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امیر مقرر فرمایا تھا اسی امارت کی حالت میں شہید ہوئے اور یہ اَعْنَقُ لِیَمُوْتَ کہلاتے تھے یعنی موت کی جانب تیز چال سے جانے والے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض منذر بن عمرو بن خنفش کہتے ہیں۔

غرض جملہ اشخاص جو بیعۃ العقبہ میں اوس وخزرج میں سے حاضر تھے تہتر مرد تھے اور انہیں میں سے دو عورتیں بھی تھیں جن کے متعلق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ان دونوں نے بھی بیعت کی اور رسول اللہؐ (بیعت میں) عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتے تھے۔ صرف ان سے اقرار لے لیتے تھے جب وہ اقرار کر لیتیں تو آپ فرماتے۔

اِذْهَبْنَ قَدْ بَايَعْتُكُنَّ.

''جاؤ میں نے تم سے بیعت لے لی''۔

(یہ دو عورتیں) بنی مازن بن نجار میں سے (ایک) نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن جن کی کنیت ام عمارۃ تھی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ میں بھی حاضر ہوئی ہیں اور ان کے ساتھ ان کی بہن اور ان کے شوہر زید بن عاصم بن کعب اور ان کے دونوں بیٹے حبیب بن زید اور عبداللہ بن زید بھی حاضر رہے ہیں اور ان کے بیٹے حبیب کو یمامہ والے مسیلمہ الکذاب الحنفی نے گرفتار کر لیا تھا اور وہ ان سے کہتا تھا۔ کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محمد (ﷺ) اللہ کا رسول ہے۔ یہ کہتے ہاں۔ پھر وہ کہتا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو یہ کہتے میں نہیں سنتا۔ وہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا جاتا یہاں تک کہ اسی کے ہاتھوں ان کا انتقال ہو گیا اور وہ ان الفاظ سے کچھ زیادہ نہ کہتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کیا جاتا تو ایمان کا اظہار کرتے اور آپ پر درود پڑھتے اور جب مسیلمہ کا ذکر آتا تو کہتے میں نہیں سنتا۔ غرض نسیبۃ مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کی طرف نکلیں اور بذات خود جنگ میں شرکت کی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مسیلمہ کا قتل کر دیا اور وہ اس حالت سے وہاں سے واپس ہوئیں کہ تلواروں اور برچھوں کے بارہ زخم انہیں لگے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس حدیث کی روایت مجھے نسیبۃ ہی سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کی وساطت سے سنائی۔

اور بنی سلمہ میں سے (ایک عورت) ام منیع اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ (شریک بیعۃ العقبہ تھیں)۔

رسول اللہ ﷺ پر حکم جنگ کا نزول

محمد بن اسحٰق نے مذکورہ اسناد سے بیان کیا کہ بیعت عقبہ سے قبل رسول اللہ ﷺ کو جنگ کی اجازت نہ تھی اور خون ریزی آپ کے لئے حلال نہیں کی گئی تھی۔ آپ کو صرف اللہ تعالیٰ کی جانب بلانے اور تکلیفوں پر صبر کرنے اور جاہلوں سے روگردانی کرنے کا حکم تھا تو قریش آپ کی قوم کے مہاجروں اور آپ کے پیروؤں پر ظلم و زیادتی کرتے تھے حتیٰ کہ انہیں ان کے دین کے متعلق صبر آزما مصیبتیں پہنچاتے رہے اور انہیں بستیوں

سے نکالا۔ غرض آپ کے پیرووں میں سے بعض تو اپنے دین کے متعلق صبر آزما مصیبتوں میں مبتلا تھے اور بعض ان کے ہاتھوں میں پھنسے ہوئے تکلیفیں برداشت کررہے تھے اور بعض ان سے بچنے کے لئے دوسرے شہروں میں بھاگ گئے تھے ان میں سے بعض تو سرزمین حبشہ میں چلے گئے تھے اور بعض مدینہ چلے گئے تھے اور ہر طرف[1] (تتر بتر) تھے۔ غرض جب قریش نے اللہ تعالیٰ کے مقابل سرکشی کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو عظمت دینا چاہا تھا انہوں نے اس کو ٹھکرا دیا اور اس کے نبی ﷺ کو جھٹلایا اور اس کے پرستاروں اور اس کی توحید کو ماننے والوں اور اس کے نبی ﷺ کی تصدیق کرنے والوں اور اس کے دین کو تھامنے والوں کو تکلیفیں پہنچائیں اور انہیں جلا وطن کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو جنگ اور ان پر ظلم کرنے والوں اور ان پر ظلم کا ہاتھ بڑھانے والوں سے بدلہ لینے کی اجازت دیدی تو پہلی آیت جو آپ کو جنگ کی اجازت دینے اور آپ کے لئے خون ریزی حلال ٹھیرانے اور ان پر ظلم کرنے والوں سے لڑنے کے متعلق نازل ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کا حسب ذیل قول تھا۔

﴿ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ ﴾

''ان لوگوں کو (بھی جنگ کی) اجازت دی گئی جن سے (زبردستی) جنگ کی جارہی ہے اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بے شبہہ اللہ ان کی امداد پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے''۔

تو آپ نے (مذکورہ آیت) پڑھی حتیٰ کہ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ تک پہنچے (یعنی تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے) یعنی میں نے ان کے لئے جنگ صرف اس لئے حلال کردی ہے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور لوگوں کے ساتھ ان کے برتاؤ میں ان کی کوئی غلطی نہ تھی بجز اس کے کہ وہ اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور جب کبھی انہیں غلبہ حاصل ہوا تو انہوں نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور نیکی کرنے کا حکم دیا اور برائی سے روکا اس سے مراد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب ہیں۔ اس کے بعد آپ پر یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَ قَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ ﴾

''ان سے اس وقت تک جنگ کرو کہ فتنہ باقی نہ رہے''۔

یعنی ایمانداروں پر ان کے دین کے متعلق صبر آزما آفتیں نہ ڈھاسکیں۔

﴿ وَ یَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ ﴾

''اور دین صرف اللہ کے لئے رہے یعنی تاکہ قانون الٰہی بھاری ہو اور اللہ تعالیٰ ہی کی پرستش ہو اور اس کے ساتھ اس کے غیر کی پرستش باقی نہ رہے''۔

---

[1] (الف) میں فی کل وجہ کے بجائے فی کل وخہ لکھ دیا ہے جو نمایاں تحریف معلوم ہوتی ہے (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنگ کی اجازت دے دی اور انصار کے مذکورہ بالا قبیلوں نے فرماں برداری اور آپ کی اور آپ کے متبعین کی امداد پر آپ سے بیعت کی اور مسلمان ان کے پاس جا کر پناہ گزین ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کے مہاجروں اور ان مسلمانوں کو جو مکہ میں آپ کے ساتھ تھے مدینہ کی جانب نکل جانے اور ہجرت کرنے اور اپنے انصار بھائیوں سے جا ملنے کا حکم دیا اور فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ لَكُمْ اِخْوَانًا وَدَارًا تَاْمَنُوْنَ بِهَا.

''اللہ نے تمہارے لئے ایسے بھائی اور ایسا گھر فراہم کر دیا کہ تم وہاں بے خوف رہ سکو گے''۔

پھر تو ٹکڑیوں کی ٹکڑیاں نکلیں اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں ہی اس بات کا انتظار فرماتے رہے کہ آپ کو آپ کا پروردگار مکہ سے نکلنے اور مدینہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائے۔

مدینہ کی جانب ہجرت کرنے والوں کا ذکر

رسول اللہ ﷺ کے مہاجرین صحابہ میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے قریش کی شاخ بنی مخزوم کے ابوسلمہ بن عبدالاسد ابن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھے۔ جن کا نام عبداللہ تھا۔ اصحاب عقبہ کی بیعت سے ایک سال قبل انہوں نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور یہ سرزمین حبشہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ میں آ گئے تھے اور جب قریش نے ان کو تکلیفیں دیں اور انہیں انصار کے بعض افراد کے اسلام اختیار کرنے کی اطلاع ملی تو وہ مدینہ کی جانب ہجرت کے ارادے سے نکل گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے میرے والد اسحٰق بن یسار نے سلمہ بن عبداللہ بن عمر بن ابی سلمہ سے اور انہوں نے اپنی دادی ام سلمہ سے رسول اللہ ﷺ کے محل مبارک کی روایت بیان کی۔ ام سلمہ نے کہا کہ جب ابوسلمہ نے مدینہ کی جانب نکل جانے کا پکا ارادہ کر لیا تو اپنے اونٹ پر میرے لئے کجاوا کسا اور مجھے اس پر سوار کرا دیا اور میرے ساتھ میرے لڑکے سلمہ بن ابی سلمہ کو بھی میری گود میں بٹھا دیا اور مجھ کو لے کر اپنا اونٹ کھینچے ہوئے نکلے اور جب انہیں بنی مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے لوگوں نے دیکھا تو وہ ان کی طرف جھپٹے اور انہوں نے کہا کہ تم نے اپنی ذات کے متعلق تو (حجت میں) ہم پر غلبہ حاصل کر لیا (کہ تم اپنی ذات کے متعلق اختیار ہے کہ جو چاہو کرو جہاں چاہو رہو جو دین چاہو اختیار کر لو لیکن) یہ بتاؤ کہ اس تمہاری بی بی کو ہم کیوں چھوڑیں کہ تم اسے لے کر شہر بہ شہر پھرو۔ ام سلمہ نے کہا کہ انہوں نے اونٹ کی مہار[1] ابوسلمہ کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے ان سے

---

[1] (الف) میں خطام کے بجائے جطام جیم سے لکھا ہے جو تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)۔

لے لیا کہا کہ تب تو ابوسلمہ کی جماعت بنی عبدالاسد غصے میں آ گئی اور انہوں نے کہا جب تم نے ہمارے آدمی سے اس (کی عورت) کو چھین لیا ہے تو واللہ ہم بھی اپنے بچے کو اس (اس کی ماں) کے پاس نہ چھوڑیں گے۔ کہا کہ پھر تو میرے بچے سلمہ پر (ایسی) کشمکش ہونے لگی کہ اس کا ہاتھ جوڑ سے ہٹ گیا اور بنی عبدالاسد اس کو لے کر چلے گئے اور بنی مغیرہ نے مجھے اپنے پاس روک لیا اور میرے شوہر ابوسلمہ مدینہ چلے گئے۔ کہا کہ میرے اور میرے شوہر اور میرے بچے میں جدائی ڈال دی گئی یعنی ہر ایک دوسرے سے الگ ہو گیا کہا کہ پھر تو میری یہ حالت ہو گئی کہ ہر روز صبح نکلتی اور ندی کی ریت پر جا بیٹھتی اور شام تک روتی رہتی۔ ایک سال یا ایک سال کے قریب تک یہی حالت رہی یہاں تک کہ بنی مغیرہ کا ایک شخص جو میرے چچا زاد بھائیوں میں سے تھا۔ میرے پاس سے گزرا اور میری حالت دیکھی تو مجھ پر اس کو رحم آ گیا تو اس نے بنی مغیرہ سے کہا کیا تم لوگ اس مسکین عورت (کی اس حالت) سے تنگ دلی[1] محسوس نہیں کرتے (یا اس کو تم لوگ گناہ یا پاپ نہیں خیال کرتے) کہ تم نے اس کے اور اس کے شوہر اور اس کے لڑکے کے درمیان جدائی ڈال دی ہے ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تو چاہتی ہے تو اپنے شوہر کے پاس چلی جا۔ کہا کہ (جب مجھے اپنے شوہر کے پاس جانے کی اجازت مل گئی تو) اس وقت بنی عبدالاسد نے بھی میرے بچے کو میرے پاس لوٹا دیا کہا کہ پھر تو میں اپنا اونٹ لے کر چل نکلی اور اپنے بچے کو لے لیا۔ اور اپنی گود میں بٹھا لیا اور اپنے شوہر کے پاس مدینہ جانے کے لئے نکل کھڑی ہوئی۔ کہا اور میرے ساتھ اللہ کی مخلوق میں سے کوئی نہ تھا۔ کہا میں (اپنے دل میں) کہنے لگی کہ جو بھی مل جائے میں اس کو کافی سمجھوں گی کہ (کسی طرح) میں اپنے شوہر کے پاس پہنچ جاؤں یہاں تک کہ جب میں مقام تنعیم میں پہنچی تو بنی عبدالدار والے عثمان بن طلحۃ بن ابی طلحہ سے ملی۔ اس نے کہا۔ اے ابوامیہ کی بیٹی کہاں کا قصد ہے۔ میں نے کہا۔ میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جانا چاہتی ہوں۔ اس نے کہا۔ کیا تمہارے ساتھ کوئی نہیں۔ میں نے کہا۔ واللہ اللہ اور اس میرے بچے کے سوا کوئی نہیں۔ اس نے کہا واللہ تجھے (تنہا) چھوڑا بغیر کسی رہنما کے آیا جایا کرتے تھے اور شاعر تھے اور الفرعہ بنت ابی سفیان بن حرب انہیں کی زوجیت میں تھی۔ ان کی ماں کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔ بنی جحش کے ہجرت کر جانے کے بعد ان کا گھر بند پڑا رہا جس کی گری ہوئی دیواروں کے پاس آج ابان بن عثمان کا گھر ہے وہاں سے عتبہ بن ربیعہ اور العباس بن عبدالمطلب اور

---

[1] (ب) تحرجون من هذه المسكينة حانجائے حلی سے ہے جس کا ترجمہ میں نے لکھا ہے۔ (الف ج) میں تخرجون خاء معجمہ سے ہے اور (الف) میں تو رائے مہملہ کو مشدد بھی کر دیا ہے جس کے معنی بمشکل بنانا ہوں گے کہ اس مسکین عورت کے لئے تم کوئی شکل کیوں نہیں نکالتے لیکن اس کے من کا صلہ اس مشکل کو اور بڑھا دیتا ہے۔ فلیتدبر۔ (احمد محمودی)

ابوجہل بن ہشام بن مغیرہ مکہ کے بلند حصے کی جانب جاتے ہوئے گزرے تو اس کو عتبہ بن ربیعہ نے دیکھا کہ اس میں کوئی باشندہ نہیں اور کھنڈر ہونے کے سبب سے اس کے دروازے دھڑ دھڑ کر رہے ہیں جب اس نے اس کو اس حالت میں دیکھا تو ٹھنڈی سانس لی اور کہا۔

وَكُلُّ دَارٍ وَاِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهَا　　يَوْمًا سَتُدْرِكُهَا النَّكْبَاءُ وَالْحُوْبُ

ہر ایک گھر کو ایک نہ ایک مخالف ہوا اور دردناک حالت آ گھیرے گی اگرچہ کہ وہ بڑے زمانے تک سلامت رہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ حوب کے معنی تو جع (دردناک حالت) کے ہیں اور دوسرے مقامات پر اس کے معنی حاجت کے بھی آئے ہیں اور حوب گناہ کو بھی کہتے ہیں اور یہ شعر ابودؤاد الایادی کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ بنی جحش کا گھر اس کے رہنے والوں سے خالی ہو گیا تو ابوجہل نے کہا ایک[1] اکیلے شخص اور اکیلے باپ والے (کمزور اور غیر معروف) شخص پر کیا گریہ وزاری کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ قلّ کے معنی واحد کے ہیں۔ لبید بن ربیعہ نے کہا ہے۔

كُلُّ بَنِىْ حُرَّةٍ مَصِيْرُهُمْ　　قُلٌّ وَاِنْ اَكْثَرَتْ مِنَ الْعَدَدِ

ہر ایک شریف کی اولاد کا انجام اکیلا ہونا ہے اگرچہ کہ وہ شمار میں بہت ہوں۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر اس نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے بھائی کے بیٹے کا کام ہے اسی نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈالی ہمارے اتحاد کو منتشر کر دیا اور ہمارے درمیانی تعلقات کو توڑ دیا۔

غرض ابوسلمہ بن عبدالاسد عامر بن ربیعہ، عبداللہ بن جحش اور ان کے بھائی ابواحمد بن جحش (محلّہ) بنی عمرو بن عوف میں، مبشر بن عبدالمنذر بن زنبر کے پاس رہا کرتے تھے اس کے بعد مہاجرین جوق در جوق آنے لگے اور بنی غنم بن دودان جو اسلام اختیار کر چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب کے سب ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔ عبداللہ بن جحش اور ان کے بھائی اور احمد بن جحش۔ عکاشہ بن محصن۔ شجاع وعقبہ۔ وہب کے دونوں بیٹے اور اربد بن حمیرۃ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض حمیرۃ کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور منقذ بن نباتہ۔ سعید بن رقیش۔ محرز بن فضلۃ یزید بن رقیش۔ قیس بن خابر۔ عمرو بن محصن۔ مالک بن عمرو ثقیف بن عمرو۔ ربیعہ بن اکثم۔ زبیر بن عبیدہ۔ تمام بن عبیدہ۔ سنجرہ بن عبیدہ۔ محمد بن

---

[1] اصل میں قلّ بن قلّ ہے۔ (احمد محمودی)

عبداللہ بن جحش اوران کی عورتوں میں سے زینب بنت جحش۔ام حبیب بنت جحش۔ جدامہ بنت جندل۔ام قیس بنت محصن۔ام حبیب بنت ثمامہ۔آمنہ بنت رقیش۔سخبرۃ بنت تمیم حمنہ بنت جحش۔

ابواحمد بن جحش نے بنی اسد بن خزیمہ (کی) اپنی قوم کو چھوڑ کر اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرنے اور جب انہیں ہجرت کی دعوت دی گئی تو ان سب کے متفقہ طور پر قبول کرنے کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

وَلَوْ حَلَفَتْ بَيْنَ الصَّفَا ام احمدٍ   وَمَرْوَتِهَا بِاللّٰهِ بَرَّتْ يَمِيْنُهَا

اگرام احمد صفاومروہ کے درمیان اللہ کی قسم کھائے تو وہ اپنی قسم میں سچی نکلے گی۔

لَنَحْنُ الْاُوْلٰى كُنَّا بِهَا ثُمَّ لَمْ نَزَلْ   بِمَكَّةَ حَتّٰى عَادَ غَثًّا سَمِيْنُهَا

کہ ہم وہ تھے جو مکہ میں رہا کرتے تھے اور ہم نے اس کو اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ وہاں کے موٹے دُبلے نہیں ہو گئے (یا عزت دار ذلیل نہیں ہو گئے)۔

بِهَا خَيَّمَتْ غَنَمُ بْنُ[1] دُوْدَانَ وَابْتَنَتْ   وَمِنْهَا[2] غَدَتْ غَنْمٌ وَخَفَّ قَطِيْنُهَا[3]

غنم بن دودان نے وہیں ڈیرے ڈال دئے اور گھر بنا لئے اور پھر بنی غنم نے وہاں سے صبح سویرے کوچ کر دیا اور وہاں کے رہنے والوں کو سفر کرنا آسان ہو گیا۔

اِلَى اللّٰهِ تَغْدُوْ بَيْنَ مَثْنٰى وَ وَاحِدٍ   وَدِيْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالْحَقِّ دِيْنُهَا

ایک ایک دو دو اللہ کی طرف (ہجرت کر کے) چلے جا رہے ہیں اور اللہ کے رسول کا سچا دین ان کا دین بن گیا ہے۔

اورابواحمد بن جحش نے یہ بھی کہا ہے۔

لَمَّا رَاَتْنِيْ اُمُّ اَحْمَدَ غَادِيًا   بِذِمَّةِ مَنْ اَخْشٰى بِغَيْبٍ وَ اَرْهَبُ

جب ام احمد نے مجھے دیکھا کہ میں اس ذات کے بھروسے صبح سویرے سفر کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا جس سے میں بے دیکھے ڈرتا اور کانپتا ہوں۔

تَقُوْلُ فَاِمَّا كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلاً   فَيَمِّمْ بِنَا الْبُلْدَانَ وَلْتَنْاَ يَثْرِبُ

---

1 (الف) میں ابن کا لفظ غلطی سے چھوٹ گیا ہے۔(احمد محمودی)

2 (ب ج د) میں منہا کے بجائے ''وما ان'' ہے۔اس کے لحاظ سے معنی یوں ہوں گے کہ بنی غنم میں سے وہاں کوئی بھی نہ چھوٹا اور وہاں کے رہنے والوں کو سفر آسان ہو گیا۔(احمد محمودی)۔ 3 (الف) میں قطینہا کے بجائے قطیتہا لکھا گیا ہے جو کاتب کی تصحیف معلوم ہوتی ہے۔(احمد محمودی)

تو کہتی ہے کہ تمہیں سفر کرنا ہی ہے تو یثرب سے دور دوسرے ممالک میں ہمیں لے چلو۔

فَقُلْتُ لَهَا بَلْ يَثْرِبُ الْيَوْمَ[1] وَجْهُنَا وَمَا يَشَاِ الرَّحْمٰنُ فَالْعَبْد يَرْكَبُ

تو میں اس سے کہا (نہیں دوسرے ممالک کو ہم نہ جائیں گے) بلکہ یثرب ہی ہماری توجہ قبلہ کا ہے اور (حقیقت تو یہ ہے کہ) رحمٰن جو چاہتا ہے بندہ وہی کام کرتا ہے۔

اِلَى اللّٰهِ وَجْهِىْ وَالرَّسُوْلِ وَمَنْ يُقِمْ اِلَى اللّٰهِ يَوْمًا وَجْهَهٗ لَا يُخَيَّبُ

میری توجہ اللہ اور رسول کی جانب ہے اللہ کی جانب جو شخص بھی کبھی توجہ کرے وہ محروم نہیں ہوتا۔

وَكَمْ قَدْ تَرَكْنَا مِنْ حَمِيْمٍ مُنَاصِحٍ وَنَاصِحَةٍ تَبْكِىْ بِدَمْعٍ وَتَنْدُبُ

اور ہم نے کتنے خیر خواہ گاڑھے دوستوں کو اور خیر خواہ آنسو بہاتی اور چیختی چلاتی ہوئی عورتوں کو چھوڑ دیا۔

تَرٰى اَنَّ وَتْرًا نَأْيُنَا عَنْ بِلَادِنَا وَنَحْنُ نَرٰى اَنَّ الرَّغَائِبَ نَطْلُبُ

وہ خیال کرتی ہیں کہ ہمارا اپنی بستیوں سے دور ہونا اکیلے ہو جانا ہے اور ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم پسندیدہ چیزیں طلب کر رہے ہیں۔

دَعَوْتُ بَنِىْ غَنْمٍ لِحَقْنِ دِمَائِهِمْ وَلِلْحَقِّ لَمَّالَاحَ لِلنَّاسِ مَلْحَبُ

میں نے بنی غنم کو ان کی جانوں کی حفاظت کی جانب اور حق کی جانب دعوت دی جبکہ لوگوں کے لئے صاف راستہ ظاہر ہو گیا۔

اَجَابُوْا بِحَمْدِ اللّٰهِ لَمَّا دَعَاهُمْ اِلَى الْحَقِّ دَاعٍ وَالنَّجَاةِ فَاَوْعَبُوْا

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جب انہیں بلانے والے نے حق کی طرف اور نجات کی جانب دعوت دی تو سب کے سب نے اس دعوت کو قبول کیا۔

وَكُنَّا وَ اَصْحَابًا لَنَا فَارَقُوا الْهُدٰى اَعَانُوْا عَلَيْنَا بِالسِّلَاحِ وَ اَجْلَبُوْا

ہماری اور ہمارے ان ساتھیوں کی جنہوں نے حق سے علیحدگی اختیار کی اور ہمارے خلاف دوسروں کی اعانت کی اور ہتھیاروں سے مدد دی ایسی مثال تھی۔

كَفَوْجَيْنِ اَمَّا مِنْهَا فَمُوَفَّقٌ عَلَى الْحَقِّ مَهْدِىٌّ وَفَوْجٌ مُعَذَّبٌ

---

[1] ''بل يثرب اليوم وجهنا'' کے بجائے (الف) میں ''يثرب منامظنة'' ہے جس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہمارا خیال تو یثرب پہنچنے کا ہے اور ہوتا وہی ہے جو خدا چاہے۔ (احمد محمودی)

جیسے دو فوجیں ہیں کہ ان میں سے ایک حق کی توفیق سے ہدایت یافتہ ہے اور ایک سزاؤں میں گرفتار ہونے والی۔

طَغَوْا وَ تَمَنَّوْا كِذْبَةً وَاَزَلَّهُمْ ۔۔۔ عَنِ الْحَقِّ اِبْلِيْسٌ فَخَابُوْا وَخُيِّبُوْا

انہوں نے سرکشی کی اور جھوٹی تمناؤں میں رہ گئے اور ابلیس نے حق کی راہ سے ان کے قدم پھسلا دیئے تو وہ محروم رہے اور محروم کر دیئے گئے۔

وَرُعْنَا اِلٰى قَوْلِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ فَطَابَ وُلَاةَ الْحَقِّ مِنَّا وَطَيَّبُوْا

ہم پیغمبر (خدا) محمد (ﷺ) کی بات کی طرف لوٹے اور حق کی سرپرستی کرنے والے پاک و صاف ہو گئے اور پاک وصاف کر دیئے گئے۔

تَمُتُّ بِاَرْحَامٍ اِلَيْهِمْ قَرِيْبَةٍ ۔۔۔ وَلَا قُرْبَ بِالْاَرْحَامِ اِذْ لَا تُقَرَّبُ

ہم ان لوگوں سے قریب کرنے والے رشتوں سے تقرب حاصل کرتے ہیں اور ان رشتوں سے کوئی قربت حاصل نہیں ہوتی جو قریب کرنے والے ہی نہیں۔

فَاَيُّ ابْنُ اُخْتٍ بَعْدَنَا يَاْمَنَنَّكُمْ ۔۔۔ وَاَيَّةُ صِهْرٍ بَعْدَ صِهْرِيْ تُرْقَبُ

پھر اس کے بعد کون سا بھانجا تم پر بھروسہ کرے گا' اور میرے سمدھیانے کے (سے تعلقات کے) بعد کس سمدھیانے سے امید کی جا سکے گی۔

سَتَعْلَمُ يَوْمًا اَيُّنَا اِذْ تَزَايَلُوْا ۔۔۔ وَ زُيِّلَ اَمْرُ النَّاسِ لِلْحَقِّ اَصْوَبُ

جب لوگ متفرق ہو جائیں گے اور ان کے درمیانی تعلقات منقطع ہو جائیں گے تو اس روز تمہیں معلوم ہوگا کہ ہم میں سے کون حق کے راستے پر زیادہ سیدھا چلنے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے جن اشعار میں ''ولتنناء یثرب'' اور ''اذلا تقرب'' ہے وہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے مروی ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے شعر میں جو ''اذ'' ہے اس کے معنی ''اذا'' کے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ ﴾

''یعنی اس وقت جبکہ ظالموں کو کھڑا کیا جائے گا''۔

ابوالنجم العجلی نے کہا ہے۔

ثُمَّ جَزَاهُ اللّٰهُ عَنَّا اِذْ جَزٰى ۔۔۔ جَنَّاتِ عَدْنٍ فِي الْعَلَالِيْ وَالْعُلَا

پھر جب اللہ تعالیٰ جزا دے تو ہماری جانب سے اس کو بالا خانون میں سدا بہار باغ اور اعلیٰ درجہ عطاء فرمائے۔

(حضرت) عمر کی ہجرت اور آپ کے ساتھ مدینہ کی طرف عیاش کے جانے کے حالات

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد عمر بن الخطاب اور عیاش بن ابی ربیعۃ المخز ومی نکلے اور مدینہ پہنچ گئے۔
مجھ سے عبداللہ بن عمر کے آزاد کردہ غلام نافع نے عبداللہ بن عمر سے اور انہوں نے اپنے والد عمر بن الخطاب کی روایت بیان کی۔ آپ نے کہا کہ جب ہم نے یعنی میں اور عیاش بن ربیعہ اور ہشام بن العاص بن وائل السہمی نے مدینہ کی جانب ہجرت کا ارادہ کیا تو مقام سرف سے اوپر بنی غفار کے تالاب کے پاس مقام تناصب (میں ملنے) کا وعدہ کیا اور ہم نے کہا کہ ہم میں سے جو شخص صبح وہاں نہ پہنچا تو (سمجھ لینا چاہئے کہ) وہ گرفتار ہو گیا تو اس کے دونوں ساتھیوں کو چاہئے کہ چلے جائیں۔

آپ نے کہا کہ (دوسرے روز) صبح میں میں اور عیاش بن ربیعہ مقام تناصب پر پہنچ گئے اور ہشام ہم سے (ہمارے) پاس آنے سے روک لئے گئے اور بڑی آفتوں میں پھنس گئے اور کافروں کی باتیں قبول کر لیں اور ہم جب مدینہ پہنچے تو بنی عمرو بن عوف کے پاس قبا میں اترے اور ابوجہل بن ہشام اور حارث بن ہشام نکلے اور عیاش بن ابی ربیعہ کے پاس پہنچے اور یہ ان دونوں کے چچا زاد بھائی بھی ہوتے تھے اور مادری بھائی بھی۔ وہ دونوں ہمارے پاس مدینہ میں پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ ہی میں تھے۔ ان دونوں نے عیاش سے کہا کہ تمہاری ماں نے قسم کھالی ہے کہ وہ اپنے سر میں کنگھی نہ کرے گی جب تک کہ تمہیں نہ دیکھ لے اور دھوپ میں سے سایے میں نہ جائے گی جس تک کہ تم سے نہ مل لے تو عیاش کو اپنی والدہ پر رحم آیا۔ میں نے ان سے کہا اے عیاش! واللہ یہ لوگ صرف تم کو تمہارے دین سے روگردان کرنا چاہتے ہیں۔ خبردار ان سے بچتے رہنا۔ واللہ! اگر تمہاری ماں کو جوئیں تکلیف دیں گی تو وہ ضرور کنگھی کرے گی اور اگر مکہ کی دھوپ اس پر تیز ہو گی تو وہ ضرور سایے میں جائے گی۔

(حضرت) عمر نے کہا کہ عیاش نے کہا کہ میں اپنی ماں کی قسم پوری کر دوں گا اور میرا وہاں کچھ مال بھی ہے۔ اسے بھی لے لوں گا۔ (حضرت) عمر نے کہا کہ میں نے (ان سے) کہا تم جانتے ہو کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مال دار ہوں میں تمہیں اپنا آدھا مال دیے دیتا ہوں تم ان دونوں کے ساتھ نہ جاؤ (حضرت) عمر نے کہا کہ انہوں نے میری بات نہ مانی اور ان کے ساتھ جانے پر اصرار کیا اور جب انہوں نے جانے کے

سوا کوئی دوسری صورت نہ اختیار کی تو کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ اگر تم نے وہی کیا جو کرنا چاہتے ہو تو میری یہ اونٹنی لے لو کہ یہ منتخب اور مرضی کے موافق چلنے والی ہے تم اس کی پیٹھ پر سے نہ اترو اگر تمہیں ان لوگوں سے کسی طرح کا دھوکا معلوم ہو تو اس اونٹنی پر بچ نکلو۔

اس کے بعد عیاش اسی اونٹنی پر ان دونوں کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ جب یہ لوگ چلے تو راستے میں ایک مقام پر ان سے ابو جہل نے کہا بابا! واللہ! میں نے اپنے اس اونٹ پر بہت بوجھ لاد دیا ہے۔ کیا تم اپنی اونٹنی تھوڑی دیر کے لئے نہ بیٹھنے دو گے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں (ضرور بیٹھو)۔ راوی نے کہا کہ انہوں نے اونٹنی بٹھائی اور ان دونوں نے بھی اونٹ بٹھائے تا کہ ایک دوسرے کی سواری پر بیٹھ جائے اور جب تینوں زمین پر اتر آئے تو ان دونوں نے عیاش پر حملہ کر دیا اور دونوں نے مل کر انہیں رسی میں باندھ لیا اور انہیں لے کر مکہ میں داخل ہوئے اور انہیں بڑی تکلیفیں دیں تو انہوں نے ان کی باتیں مان لیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عیاش بن ابی ربیعہ کے گھر والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ وہ دونوں جب انہیں لئے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے اور دن کے وقت انہیں باندھے ہوئے لائے تو انہوں نے کہا کہ مکہ والو! اپنے بیہودہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرو جس طرح ہم نے اپنے اس بیہودہ شخص کے ساتھ کیا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ کا خط ہشام بن العاص کی طرف

ابن اسحٰق نے کہا کہ نافع نے عبداللہ بن عمر سے اور انہوں نے عمر سے ایک حدیث کی روایت میں کہا کہ (حضرت) عمر نے فرمایا۔ ہم کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے صبر آزما تکلیفوں میں کافروں کی باتیں قبول کر لیں اللہ اس کے نہ فرائض قبول کرتا ہے نہ نوافل اور نہ ایسے لوگوں کی توبہ اللہ قبول فرماتا ہے جو اللہ کو پہچاننے کے بعد کسی آفت میں مبتلا ہونے کے سبب سے کفر کی طرف لوٹ جائے۔ فرمایا کہ لوگ یہ باتیں اپنے متعلق کہا کرتے تھے لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ان کے متعلق اور ہماری اور ان کی ان باتوں کے متعلق جو اپنی نسبت کہا کرتے تھے اللہ عزوجل نے ذیل کی آیتیں نازل فرمائیں۔

﴿ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا[1] مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وَأَنِيبُوا إِلَى رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ

---

[1] خط کشیدہ حصہ کلام مجید (الف) میں نہیں ہے بلکہ اس کے بجائے ثم قرأحتي بلغ يأتيكم العذاب بغتة وانتم لا تشعرون ہے۔ (احمد محمودی)

لَا تُنْصَرُوْنَ وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿

''(اے نبی) ان لوگوں سے کہہ دے جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی کہ تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو ڈھانک لیتا ہے۔ بے شبہہ وہ بڑا خطا پوش اور بڑا رحم والا ہے۔ اور تم پر عذاب آنے سے پہلے تم لوگ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار بنو (ورنہ عذاب آنے کے بعد) پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔ اور جو بہترین چیز تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہاری طرف اتاری گئی ہیں اس کی پیروی اس (وقت) سے پہلے کرلو کہ تم پر اچانک عذاب آ جائے اور تمہیں اس کا شعور بھی نہ ہو''۔

(حضرت) عمر نے فرمایا کہ پھر میں نے اپنے ہاتھوں سے ایک خط میں یہ آیتیں لکھیں اور ہشام بن العاص کے پاس بھیج دیں۔ فرمایا کہ ہشام ابن العاص نے کہا کہ جب میرے پاس مذکورہ آیتیں آئیں تو میں انہیں مقام ذی طوی میں پڑھتا جاتا تھا اور (نشیب و فراز میں) چڑھتا اترتا چلا جاتا تھا اور ان کا کچھ مطلب میری سمجھ میں نہ آتا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے (دل میں) کہا یا اللہ! مجھے ان کا مطلب سمجھا دے۔ کہا کہ پھر تو اللہ نے میرے دل میں ڈال دیا کہ وہ آیتیں ہماری ہی نسبت اتری ہیں ہم جو باتیں اپنے دلوں میں کہا کرتے تھے اور ہماری نسبت جو کچھ لوگ کہا کرتے تھے اسی کے متعلق اتری ہیں تو میں اپنے اونٹ کے پاس گیا اور اس پر بیٹھ کر مدینہ میں رسول اللہ ﷺ سے آملا۔

ولید بن الولید کا عیاش و ہشام کے لئے نکلنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس پر میں بھروسہ رکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں فرمایا:

مَنْ لِيْ بِعَيَّاشِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَ هِشَامِ بْنِ الْعَاصِ.

''عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن العاص کو لانے کون میرے (یعنی میری امداد کے) لئے (تیار) ہے''۔

ولید بن ولید نے عرض کی میں آپ کے پاس انہیں لانے (کے لئے تیار) ہوں اور وہ اس کے بعد مکہ جانے نکل کھڑے ہوئے اور چھپ کر مکہ پہنچے اور ایک عورت سے ملے جو کھانا لے جا رہی تھی تو انہوں نے اس عورت سے کہا اے اللہ کی بندی! تو کہاں جاتی ہے۔ اس نے کہا میں ان دونوں قید میں گرفتار شخصوں کے پاس

جا رہی ہوں اور اس نے انہیں دونوں کے پاس جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو یہ بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور اس مقام کو پہچان لیا اور وہ دونوں ایک ایسے گھر میں قید تھے جس کے اوپر چھت نہ تھی۔ جب شام ہوئی تو دیوار پھاند کر ان کے پاس پہنچے اور ایک سفید سخت پتھر (مروۃ) لے کر ان کی بیڑیوں کے نیچے رکھا اور تلوار سے ان پر مار کر انہیں کاٹ دیا۔ اسی لئے ان کی تلوار کو ذوالمروۃ کہا جاتا تھا پھر ان دونوں کو اپنے اونٹ پر سوار کرالیا اور انہیں لئے ہوئے اونٹ کو ہانکتے چلے اور ٹھوکر کھائی تو ان کی انگلی خون آلود ہوگئی تو کہا۔

مَا اَنْتِ اِلَّآ اِصْبَعٌ دَمِيْتِ   وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

اے انگلی! تجھ سے تو صرف (ذرا سا) خوں بہہ گیا اور یہ جو تجھے (تکلیف) پہنچی اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچی ہے (اس لئے اس سے کوئی ناخوش نہ ہونا چاہئے)

پھر ان دونوں کو لئے ہوئے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ پہنچ گئے۔

مدینہ میں انصار کے پاس مہاجرین کی فرودگاہیں اللہ ان سب سے راضی رہے

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عمر بن الخطاب' اور آپ کے ساتھ آپ کے گھر والے آ ملے' اور آپ کے قبیلے کے لوگ' اور آپ کے بھائی زید بن الخطاب' اور سراقہ بن المعتمر کے دونوں بیٹے عمرو و عبداللہ' اور خنیس بن حذفۃ السہمی جو آپ کے داماد اور حفصہ بنت عمر کے شوہر تھے' جن کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی زوجیت میں لیا' اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل' اور ان کے حلیف واقد بن عبداللہ تمیمی اور ان کے دونوں حلیف خولی بن ابی خولی' اور مالک بن ابی خولی۔ ابن ہشام نے کہا کہ ابوخولی بنی عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر ابن وائل میں سے تھے۔ ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف بکیر کے چاروں بیٹے ایاس ابن بکیر اور عاقل بن بکیر اور عامر بن بکیر اور خالد بن بکیر' جو بنی سعد بن لیث میں سے تھے' یہ سب کے سب جب مدینہ آئے تو بنی عمرو بن عوف میں بمقام قباء رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنبر کے پاس اترے اور عیاش بن ابی ربیعہ بھی جب مدینہ آئے تو (حضرت) عمر کے ساتھ ہی رفاعہ ہی کے گھر اترے۔ اس کے بعد مہاجرین کا تانتا بندھ گیا تو طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان اور صہیب بن سنان۔ بلحارث بن الخزرج والے حبیب بن اساف کے پاس مقام سنح میں اترے۔

ابن[1] ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ابن اسحٰق کی روایت جو مجھے سنائی اس میں یساف[2] بتایا۔

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔ [2] (ب) میں یساف ہے اور (ج د) میں ساف ہے۔ (احمد محمودی)

بعض کہتے ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہ بنونجار والے اسعد بن زرارہ کے پاس اترے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوعثمان النہدی سے مجھے روایت پہنچی انہوں نے کہا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ صہیب نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو کفار قریش نے ان سے کہا کہ تم ہمارے پاس بھیک منگوں (کی سی) حالت میں آئے تھے اور ہمارے پاس رہ کر تم مال دار بنے اور اس حالت تک پہنچے جو اس وقت تمہاری حیثیت ہے۔ اب تم اپنے مال کے ساتھ یہاں سے نکل جانا چاہتے ہو۔ واللہ یہ تو نہ ہو سکے گا صہیب نے ان سے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ اگر میں اپنا تمام مال تمہیں دے دوں پھر تو تم میری راہ میں حائل نہ ہو گے۔ انہوں نے کہا ہاں (یہ ہوسکتا ہے) تو انہوں نے کہا کہ میں نے اپنا مال سب تمہیں دے دیا۔

راوی نے کہا کہ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا:

رَبِحَ صُهَيْبٌ، رَبِحَ صُهَيْبٌ. ''صہیب فائدے میں رہے۔ صہیب فائدے میں رہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حمزۃ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ اور حمزۃ ابن عبدالمطلب کے دونوں حلیف ابومرثد کناز بن حصین غنوی۔ ابن ہشام نے کہا بعض ابن حصین کہتے ہیں۔

اور ان کے بیٹے مرثد غنوی اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ انسہ اور ابوکبشہ بنی عمر بن عوف والے کلثوم بن ہدم کے پاس قبا میں اترے۔ بعض کہتے ہیں کہ (یہ صحیح نہیں ہے) بلکہ یہ لوگ سعد بن خثیمہ کے پاس اترے۔ بعض کہتے ہیں (یہ بھی صحیح نہیں) بلکہ حمزۃ بن عبدالمطلب بنی نجار والے اسعد بن زرارۃ کے پاس اترے۔ غرض یہ مختلف روایتیں ہیں اور عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب اور ان کے دونوں بھائی طفیل بن الحارث اور حصین بن الحارث اور مسطح بن اثاثہ بن عبد ابن المطلب اور بنی عبدالدار والے سویبط بن سعد بن حریملۃ اور بنی عبد بن قصی والے طلیب بن عمیر اور عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ خباب بلعجلان والے عبداللہ بن سلمہ کے پاس قبا میں اترے۔

اور عبدالرحمٰن بن عوف دوسرے مہاجرین کے ساتھ۔ بلحارث بن الخزرج والے سعد بن الربیع کے پاس بلحارث ہی کے احاطے میں اترے اور زبیر ب العوام اور ابوسبرہ بن ابی[1] رہم بن عبدالعزی۔ منذر بن عقبہ بن احیحہ بن الجلاح کے پاس مقام عصبہ میں بنی حجبی کے احاطے میں اترے اور بنی عبدالدار والے مصعب بن عمیر بن ہاشم۔ بنی عبدالاشہل والے سعد بن معاذ بن النعمان کے پاس بنی عبدالاشہل کے احاطے میں اترے۔ اور ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور ابی[2] حذیفہ کے آزاد کردہ سالم۔

---

[1] (الف) میں ابوسبرۃ بن ابن رہم لکھا ہے (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں ابن حذیفہ غلط لکھا ہے کیونکہ اس کے بعد پھر ابی حذیفہ آ رہا ہے (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ سالم بن ابی حذیفہ ثبیتہ بنت یعار بن زید بن عبید ابن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کے آزاد کردہ تھے۔ جب اس نے انہیں آزاد کیا تو اس سے الگ ہو کر ابو حذیفہ بن عتبہ کے پاس آ گئے اور انہوں نے ان کو اپنا متبنی بنا لیا اسی لئے ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم کہلانے لگے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ ثبیتہ بنت یعار ابو حذیفہ بن عتبہ کی زوجیت میں تھی اس نے سالم کو آزاد کیا اس لئے سالم ابو حذیفہ کے آزاد کردہ کہلانے لگے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عتبہ بن غزوان بن جابر بنی عبدالاشہل والے عباد ابن بشر بن وقش کے پاس بنی عبدالاشہل کے احاطے میں اترے اور عثمان بن عفان۔ حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت بن المنذر کے پاس بنی النجار کے احاطے میں اترے۔ حسان سے محبت رکھتے تھے اور جب آپ کو شہید کیا گیا تو حسان نے آپ کا مرثیہ کہا۔ اور کہا جاتا ہے کہ مہاجروں میں بن بیاہے افراد خثیمہ کے پاس اترے اس لئے کہ وہ خود بھی بن بیاہے تھے۔ اللہ (ہی) کو علم ہے کہ کونسی بات صحیح ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی ہجرت

رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ہجرت کر جانے کے بعد مکہ ہی میں اپنی ہجرت کی اجازت ملنے کا انتظام فرماتے رہے اور مہاجروں میں سے کوئی مکہ میں آپ کے ساتھ نہ رہا بجز ان لوگوں کے جو گرفتار کر لئے گئے یا صبر آزما تکلیفوں میں مبتلا کئے گئے مگر علی بن ابی طالب اور ابو بکر بن ابی قحافۃ الصدیق رضوان اللہ علیہما۔ ابو بکر بار بار رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ فرماتے:

لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ لَكَ صَاحِبًا.

''جلدی نہ کرو شاید اللہ تمہارے لئے کوئی ساتھی پیدا کر دے''۔

تو ابو بکر کو امید ہوتی تھی کہ آپ ہی ہوں گے۔

قریش کے سر برآوردہ لوگوں کا جمع ہونا اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق آپس میں مشورہ کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت میں ایک جماعت فراہم ہو گئی اور غیروں اور ان کے شہر کے علاوہ دوسرے شہروں کے بہت سے (لوگ) آپ کے ہمراہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ آپ کے صحابہ ہجرت کر کے ان لوگوں سے جا ملے تو انہوں نے جان لیا کہ ان لوگوں

نے کسی محفوظ مقام کو اپنی قیام گاہ بنایا ہے اور ان (انصار) کے پاس محفوظ جگہ حاصل کر لی ہے تو انہیں رسول اللہ ﷺ کی چڑھائی کا خوف ہوا اور وہ سمجھ گئے کہ آپ نے ان سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا ہے تو سب کے سب دارالندوہ میں آپ کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوئے اور یہ دارالندوہ قصی ابن کلاب کا گھر تھا جس میں مشورہ کئے بغیر قریش کسی معاملے کا فیصلہ نہ کرتے تھے جب انہیں آپ سے خوف ہوا تو اسی میں مشورہ کرنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق کیا کریں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہمارے دوستوں میں سے ایسے افراد نے جنہیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا عبداللہ بن ابی نجیح سے اور انہوں نے ابوالحجاج مجاہد بن[1] جبیر وغیرہ سے جن پر میں جھوٹ کا الزام نہیں لگا سکتا اور انہوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت سن کر مجھ سے بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ کفار قریش نے جب اس بات کا عزم کیا اور دارالندوہ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے مشورہ کرنے کی قرارداد کر لی اور وہ دن آیا جس کی آپ کے لئے قرارداد ہو چکی تھی تو اس دن کا نام یوم الزحمۃ رکھا گیا تھا اور ان لوگوں سے ابلیس ایک شاندار بوڑھے کی شکل میں آملا جو ایک موٹی چادر اوڑھے تھا اور دارالندوہ کے دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا جب ان لوگوں نے اس کو اس کے دروازے پر کھڑا دیکھا تو اس سے کہا بڑے میاں تم کون ہو۔ اس نے کہا میں نجد والوں میں کا ایک بڑا بوڑھا ہوں جس نے وہ خبر سن لی ہے جس کے لئے تم نے قرداداد کی ہے اس لئے وہ بھی تمہارے ساتھ شریک ہو گیا ہے تاکہ جو کچھ تم کہو (وہ) سنے اور امید ہے کہ وہ بھی تمہارے ساتھ رائے دہی اور خیر خواہی میں کوتاہی نہ کرے گا۔

انہوں نے کہا اچھی بات ہے آؤ۔ آخر وہ بھی ان کے ساتھ اندر داخل ہو گیا وہاں قریش کے پورے سرغنے جمع ہو گئے تھے۔

بنی عبد شمس میں عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوسفیان بن حرب اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے طعیمہ بن عدی اور جبیر بن معطم اور حارث بن عامر بن نوفل اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے نضر بن الحارث بن کلدۃ اور بنی اسد بن عبدالعزی میں سے ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن الاسود بن المطلب اور حکیم بن حزام اور بنی مخزوم میں سے ابوجہل بن ہشام اور بنی سہم میں سے حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور بنی جمح میں سے امیہ بن خلف اور دوسرے وہ لوگ جو انہیں میں سے تھے اور ان کے علاوہ قریش میں سے

---

[1] (الف) میں عن مجاہد ین بن جبیر ابی الحجاج عن عبداللہ بن عباس وغیرہ ممن لا اتھم عن عبداللہ ابن عباس ہے یعنی عبداللہ بن عباس کا نام غلطی سے مکرر ہو گیا۔

دوسرے جن کی تعداد کا شمار نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس شخص کا معاملہ تو تم لوگ دیکھ چلے ہو واللہ! اب ہمارے علاوہ دوسرے لوگ اس کے پیرو ہو چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ہو کر ہم پر اس کے حملہ کرنے سے اب ہمیں بے خوفی نہیں رہی ہے اس لئے سب مل کر رائے سوچو! راوی نے کہا کہ سب نے مشورہ کیا اور ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اسے لوہے (کی ہتکڑیوں اور بیڑیوں) میں جکڑ کر کہیں بند رکھو اور اس کی موت کا انتظار کرو کہ جس طرح اس کے سے شاعروں پر جو اس سے پہلے (زہیر و نابغہ وغیرہ) گزر چکے ہیں موت آئی اس کو بھی موت آئے تو شیخ نجدی نے کہا۔ نہیں واللہ! یہ تمہاری کوئی ٹھیک رائے نہیں ہے۔ واللہ اگر تم نے اس کو قید رکھا۔ جس طرح تم کہہ رہے ہو تو جس کو تم نے بند رکھا ہے اس کا حکم اس بند دروازے کے باہر اس کے ساتھیوں کی طرف جائے گا۔ اور قرین قیاس ہے کہ وہ تم پر حملہ کریں اور اس کو تمہارے ہاتھوں سے چھین لے جائیں اور اس کے ذریعے وہ اپنی تعداد کو تمہارے مقابلے میں بڑھائیں اور تمہاری حکومت پر غلبہ حاصل کرلیں یہ تمہارے لئے کوئی ٹھیک رائے نہیں ہے۔ اس کے سوا دوسری کوئی رائے سوچو۔ پھر انہوں نے مشورہ کیا اور ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس کو اپنے پاس سے نکال دیں اور اپنی بستیوں میں سے اس کو جلاوطن کردیں اور جب وہ ہمارے پاس سے نکل جائے گا تو واللہ ہمیں کوئی پروا نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا یا کہاں جا بسا اور جب وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو جائے گا اور ہمیں اس سے کوئی کام نہ رہے گا تو ہم اپنے معاملات اور محبت کے تعلقات کی اسی طرح درستی کرلیں گے جیسی پہلے تھی تو شیخ نجدی نے کہا نہیں! واللہ! تمہاری یہ رائے (بھی) کوئی ٹھیک رائے نہیں کیا تم نے اس کی شیرینی گفتار اور خوبی کلام اور لوگوں کے دلوں پر اس کی پیش کردہ چیز کے غلبے کو نہیں دیکھا۔ واللہ! اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ وہ عرب کے جس قبیلے میں ٹھہرے گا اُن پر اپنے اس کلام و گفتار سے ایسا غلبہ حاصل کرلے گا کہ وہ اس کے پیرو ہو جائیں گے اور وہ انہیں لے کر تم پر چڑھ آئے گا اور اس کے ذریعہ تمہیں پامال کرے گا اور تمہاری حکومت تمہارے ہاتھوں سے چھین لے گا اور پھر وہ تمہارے ساتھ جو چاہے گا سلوک کرے گا اس کے متعلق اس کے سوا کوئی اور رائے سوچو راوی نے کہا تو ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ واللہ! میری اس کے متعلق ایک رائے ہے میں نہیں سمجھتا کہ اب تک تم میں سے کسی نے اس کا خیال کیا ہو۔ سب نے کہا۔

اے ابوالحکم آخر وہ کیا رائے ہے۔ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے میں سے ایک جوان مرد۔ نوعمر قوی۔ شریف النسب ہم سب میں بہترین لے لیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک تلوار دے دیں اور یہ سب اس کے پاس پہنچیں اور اس کو ان تلواروں سے اس طرح (ایک ساتھ) ماریں گویا ایک شخص کا وار ہے اور (اس طرح) اس کو قتل کردیں۔ تب ہم اس سے (بے فکر ہوسکیں گے اور) چین پاسکیں گے۔

کیونکہ جب یہ سب اس طرح کریں گے اس کا خون تمام قبیلوں پر بٹ جائے گا اور بنی عبد مناف اپنی قوم کے تمام افراد سے جنگ نہ کرسکیں گے اور ہم سے خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم انہیں اس کا خون بہا دے دیں گے۔

(راوی نے) کہا تو شیخ نجدی نے کہا بات تو بس یہی ہے جو اس شخص نے کہی۔ یہ ایسی رائے ہے جس کے سوا اور کوئی رائے (ٹھیک) نہیں۔ اس کے بعد سب لوگ اسی پر اتفاق کر کے ادھر ادھر چلے گئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے گھر سے نکلنا اور علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر چھوڑ جانا

(راوی نے) کہا کہ مذکورہ مشورے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل آئے اور کہا کہ آج کی رات آپ اس بستر پر آرام نہ فرمائیں جس پر آپ روزانہ آرام فرمایا کرتے تھے۔

(راوی نے) کہا کہ جب رات کا اندھیرا ہوا تو وہ سب کے سب آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ آپ سو جائیں تو آپ پر حملہ کریں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو ان کے مقامات پر ملاحظہ فرمایا تو علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ سے فرمایا تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری یہ سبز حضرمی چادر اوڑھ لو اور اس (چادر) میں سو جاؤ ان لوگوں کی طرف سے تم تک کوئی ایسی چیز پہنچ نہ سکے گی جو تمہیں ناپسند ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آرام فرمایا کرتے تو اسی چادر میں آرام فرمایا کرتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی کی (روایت بیان کی) انہوں نے کہا کہ جب وہ سب کے سب آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے جن میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا تو اس نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دعوی ہے کہ اگر تم اس کے اصول پر اس کی پیروی کرو تو تم عرب و عجم کے بادشاہ ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر تم اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لئے اوروں کے باغوں کے سے باغ ہوں گے اور اگر تم نے اس کی پیروی نہ کی تو تمہیں قتل اور ذبح کرنا اسے جائز ہو جائے گا اور پھر جب تم اپنے مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لئے آگ ہوگی جس میں تم جلائے جاؤ گے۔

(راوی نے) کہا کہ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے باہر نکلے اور ایک مٹھی بھر خاک لی اور فرمایا:

نَعَمْ اَنَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ اَنْتَ اَحَدُهُمْ.

''ہاں میں یہ باتیں کہتا ہوں (اور) تو بھی انہیں میں سے ایک ہے (جو آگ میں جلائے جائیں گے)''۔

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دیکھنے سے ان کی بینائیوں کو روک لیا اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکتے تھے اور آپ ان کے سروں پر وہ خاک ڈالتے جاتے تھے۔ اور سورہ یٰسین کی یہ آیتیں پڑھتے جاتے تھے۔

﴿ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (اِلٰی قَوْلِہٖ) وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ وَمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ﴾

''یٰسین (اے انسان کامل) حکمت والے قرآن کی قسم تو (اللہ کی طرف سے) بھیجے ہوؤں میں سے ہے (اور) سیدھے راستے پر ہے۔ ان آیتوں تک آپ نے تلاوت فرمائی۔ اور ہم نے ان کے آگے اور ان پیچھے ایک قسم کی روک بنا دی ہے اور ان (کی آنکھوں) پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ دیکھتے (ہی) نہیں''۔

یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان آیتوں کی تلاوت سے فارغ ہوئے اور ان میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا جس کے سر پر آپ نے خاک نہ ڈالی ہو اس کے بعد پلٹ کر آپ جہاں جانا چاہتے تھے چلے گئے۔ پھر ان کے پاس ایک شخص آیا جو ان میں سے نہیں تھا اور کہا تم لوگ یہاں کس چیز کا انتظار کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا محمد (ﷺ) کا۔ اس نے کہا اللہ نے تمہیں محروم کر دیا۔ واللہ محمد (ﷺ) تمہارے سامنے نکل گیا اور تم میں سے کسی کو نہ چھوڑا جس کے سر پر خاک نہ ڈالی ہو اور پھر وہ اپنے کام کو چلا گیا۔ کیا تم لوگ اپنی حالتوں کو نہیں دیکھ رہے ہو۔

(راوی نے) کہا تو ان میں سے ہر شخص نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا تو دیکھا کہ اس پر خاک پڑی ہوئی ہے پھر وہ لوگ (دیواروں پر) چڑھ کر جھانکنے لگے اور بستر پر رسول اللہ ﷺ کی چادر اوڑھے ہوئے علی کو دیکھا اور کہنے لگے واللہ! بے شبہہ یہ محمد (ﷺ) سو رہا ہے اور اس پر خود اسی کی چادر ہے غرض صبح تک وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو علی بستر پر سے اٹھے تو انہوں نے کہا واللہ ہم سے بیان کرنے والے نے سچ کہا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ لوگ جو آپ (کے قتل) کے لئے جمع ہو گئے تھے ان کے اور اس روز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو قرآنی آیتیں نازل فرمائیں ان میں سے یہ بھی ہے۔

﴿ وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الآیہ ﴾

''(وہ دن یاد کر) جبکہ تیرے متعلق کافر چالبازیاں کر رہے تھے۔ آخر آیت تک''۔

اور اللہ عزوجل کا یہ قول بھی ہے:

﴿ اَمْ یَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِہٖ رَیْبَ الْمَنُوْنِ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِیْنَ ﴾

''بلکہ یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے ہم اس کی موت کے حادثے کے منتظر رہیں گے (اے

نبی) تو کہہ دے کہ تم بھی انتظار کرو اور بے شبہہ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں (کہ تمہاری موت کا وقت آ جائے) ''۔

ابن ہشام نے کہا کہ منون کے معنی موت کے ہیں اور ریب المنون کے معنی موت کا نزول اور حادثہ موت ہے۔ ابوذویب ہذلی نے کہا ہے۔

اَمِنَ الْمَنُوْنِ وَرَيْبِهَا تَتَوَجَّعُ وَالدَّهْرُ لَيْسَ بِمُعْتِبٍ مَنْ يَجْزَعُ

کیا تو موت اور موت کے نزول سے دردمند ہے حالانکہ زمانہ گھبرانے والوں یا دردمندوں سے اپنا عتاب دور نہیں کر دیتا۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ہجرت کی اجازت دی اور ابوبکر مال دار شخص تھے اور جب آپ نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ لَكَ صَاحِبًا.

'' جلدی نہ کرو شاید اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی ساتھی پیدا کر دے ''۔

تو آپ کو امید بندھ گئی کہ اس ساتھی سے رسول اللہ ﷺ کی مراد خود اپنی ذات مبارک ہی ہوگی۔ جب آپ نے ایسا فرمایا تو ابوبکر نے دو اونٹنیاں خرید لیں اور انہیں اپنے گھر میں چارہ ڈالتے ہوئے اسی ہجرت کے سامان کے طور پر روکے رکھا۔

رسول اللہ ﷺ کی مدینہ کی جانب ہجرت کے واقعات

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا عروۃ بن الزبیر سے اور انہوں نے ام المومنین عائشہ سے روایت سن کر بیان کی کہ ام المومنین نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ابوبکر کے گھر آنے میں کبھی تامل نہ فرماتے تھے دن کے دونوں وقتوں میں سے کسی ایک وقت یا تو صبح تشریف لاتے یا شام یہاں تک کہ جب وہ دن آیا جس میں اللہ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو ہجرت اور مکہ سے اپنی قوم کے درمیان سے نکل جانے کی اجازت مرحمت فرمائی تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس دوپہر میں ایسے وقت تشریف لائے کہ اس وقت آپ تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔

ام المومنین نے کہا کہ جب آپ کو ابوبکر نے دیکھا تو کہا کہ اس وقت رسول اللہ کسی نئی بات کے بغیر تشریف نہیں لائے ہیں کہا کہ جب آپ اندر داخل ہوئے تو ابوبکر آپ کے لئے اپنے تخت سے ہٹ گئے اور

رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور ابوبکر کے پاس میں اور میری بہن اسماء بنت ابی بکر کے سوا کوئی نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَخْرِجْ عَنِّیْ مَنْ عِنْدَكَ.

''جولوگ تمہارے پاس ہوں انہیں میرے پاس سے ہٹادو''۔

تو ابوبکر نے عرض کی صرف یہ میری دونوں لڑکیاں ہیں آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ ان کے رہنے میں کیا حرج ہے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ لِیْ فِی الْخُرُوْجِ وَالْهِجْرَةِ.

''اللہ تعالیٰ نے نکل جانے اور ہجرت کر جانے کی مجھ اجازت دے دی ہے''۔

کہا کہ ابوبکر نے عرض کی:

اَلصُّحْبَةُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

''اے اللہ کے رسول (کیا میں بھی آپ کے) ساتھ رہ سکتا ہوں۔

فرمایا:

اَلصُّحْبَةُ. ''(ہاں تم بھی) ساتھ رہوگے''۔

ام المومنین نے کہا کہ مجھے اس سے پہلے کبھی یہ بات معلوم نہیں ہوئی تھی کہ کوئی شخص خوشی سے بھی روتا ہے حتیٰ کہ میں نے اس روز (اپنے والد) ابوبکر کو دیکھا کہ وہ رو رہے تھے۔ پھر عرض کی اے اللہ کے نبی! یہ دونوں اونٹنیاں ہیں جن کو میں نے اسی روز کے لئے لے رکھا تھا اس کے بعد آپ دونوں نے عبداللہ بن ارقط کو جو بنی وائل بن بکر کا ایک شخص تھا اور اس کی ماں بنی سہم بن عمرو کی ایک عورت تھی اور وہ مشرک تھا راستہ بتلانے کے لئے اجرت پر ٹھہرالیا اور دونوں نے اپنی دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں اور وہ اسی کے پاس رہنے لگیں کہ وہ انہیں ایک وقت مقررہ تک کے لئے چرائے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے اس بات کی خبر ملی ہے کہ رسول ﷺ کے نکلنے کی خبر آپ کے نکلنے تک بجز علی بن ابی طالب اور ابوبکر الصدیق اور آل ابوبکر کے سوا کسی اور کو نہیں ہوئی۔ علی کو تو۔ جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے نکلنے کی خبر دی اور انہیں حکم دیا کہ آپ کے (جانے کے) بعد مکہ میں رہیں تا کہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے لوگوں کی وہ امانتیں جو آپ کے پاس رہا کرتی تھیں ادا کر دیں اور رسول اللہ ﷺ کی حالت تھی کہ مکہ کا ہر ایک شخص جس کو اپنی کسی چیز کے (تلف ہونے کا) خوف ہوتا وہ اس کو آپ پاس رکھ دیتا اس لئے کہ آپ کی دیانت اور سچائی کو سب جانتے تھے ﷺ۔

رسول اللہ ﷺ کے حالات غار میں ابو بکر کے ساتھ

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے نکلنے کا عزم فرمالیا تو ابوبکر بن ابی قحافہ کے پاس تشریف لائے اور ابوبکر کے گھر کے پیچھے کی ایک کھڑکی سے دونوں نکل گئے اور پھر دونوں نے کوہ ثور کے ایک غار کا قصہ فرمایا جو مکہ کے نشیبی جانب ہے اور دونوں اس میں داخل ہو گئے اور ابوبکر نے اپنے فرزند عبداللہ بن ابی بکر کو حکم دے دیا تھا کہ دن میں لوگوں کی وہ باتیں سنتے رہیں۔ جو ان دونوں کے فائدے کی ہوں کہ لوگ ان دونوں کے متعلق کیا کہتے ہیں اور جو کچھ دن بھر میں ہو اس کی خبر شام میں ان کے پاس لا دیں اور آپ نے اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو حکم دے دیا تھا کہ آپ کی بکریاں دن میں چراتا رہے اور شام میں ان کے پاس غار میں لائے اور جب شام ہوتی تو اسماء بنت ابی بکر کھانے میں سے جو چیز ان دونوں کے قابل ہوتی ان کے پاس لاتیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ حسن بن ابی الحسن نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر غار کے پاس رات کے وقت پہنچے تو رسول اللہ ﷺ سے پہلے ابوبکر اندر گئے اور غار کو یہ دیکھنے کے لئے (ادھر ادھر) ٹٹولا کہ اس میں کوئی درندہ یا سانپ ہو تو معلوم ہو جائے اور خود خطرے میں پڑ کر رسول اللہ ﷺ کو بچا لیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ ابوبکر غار میں تین روز رہے اور قریش نے جب آپ کو نہ پایا تو آپ کے متعلق سو اونٹ اس شخص کے لئے مقرر کئے جو آپ کو ان کے پاس لوٹا لائے اور عبداللہ بن ابی بکر دن میں قریش کے ساتھ انہیں میں رہا کرتے تھے اور جو کچھ مشورے وہ کرتے اور رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کے متعلق جو کچھ وہ کہتے سب سنتے اور جب شام ہوتی تو دونوں کے پاس آتے اور ساری خبریں دونوں کو پہنچا دیتے۔ اور ابوبکر کے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ مکہ والوں کے چرواہوں میں بکریاں چراتے اور جب شام ہوتی تو ابوبکر کی بکریاں ان دونوں کے پاس لاتے اور آپ دونوں ان کا دودھ دوہتے اور انہیں ذبح کرتے اور جب عبداللہ بن ابی بکر صبح ان کے پاس سے مکہ جاتے تو عامر بن فہیرہ بھی بکریاں لے کر ان کے پیچھے پیچھے ہو جاتے تا کہ ان کے نشان قدم مٹ جائیں۔ یہاں تک کہ جب تین روز گزر گئے اور لوگوں کی بے چینی آپ دونوں کے متعلق جاتی رہی تو آپ کے پاس آپ کا وہ ساتھی جس کو اجرت پر مقرر کر لیا تھا آپ کے دونوں اونٹ اور اپنا اونٹ لے کر آیا اور اسماء بنت ابی بکر آپ دونوں کے چمڑے کا توشہ دان لے کر آئیں لیکن ان کا بندھن (یعنی رسی جس کو پکڑ کر اٹھایا جاتا ہے اور کسی چیز سے لٹکایا جاتا ہے) اس کو باندھنا بھول گئیں اور جب

دونوں نے قصد سفر کیا تو توشہ دان لٹکانے گئیں تو دیکھا کہ اس کا بندھن نہیں ہے تو اپنا نطاق (یعنی کمر کو باندھنے کا کپڑا یا دوپٹہ) کھولا اور اسے توشہ دان کے بندھن کے بجائے استعمال کیا اور اس سے اسے باندھ دیا اسی لئے اسماء بنت ابی بکر کو ذات النطاق کہا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے متعدد اہل علم سے سنا ہے کہ وہ ذات النطاقین کہتے ہیں جس کی توجیہ یہ ہے کہ جب انہوں نے چاہا کہ توشہ دان کو لٹکائیں تو انہوں نے اپنے دوپٹے کو پھاڑ کر دو حصے کو ڈالے اور ایک حصے سے توشہ دان لٹکا دیا اور دوسرے حصے کو کمر سے باندھ لیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابوبکر نے دونوں اونٹنیاں رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیں تو ان دونوں میں جو بہتر تھی اس کو آگے رکھا اور عرض کی آپ پر میرے ماں باپ فدا۔ سواری پر تشریف فرما ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنِّیْ لَا اَرْکَبُ بَعِیْرًا لَیْسَ لِیْ.

''میں ایسے اونٹ پر نہیں بیٹھتا جو میرا نہ ہو''۔

تو عرض کی۔ اے اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ فدا یہ آپ کی نذر ہے فرمایا:

لَا وَلٰكِنْ مَا الثَّمَنُ الَّذِیْ ابْتَعْتَهَا بِهٖ.

''نہیں (ایسا نہیں) لیکن تم نے اسے کتنے میں خریدا ہے عرض کی اتنے میں فرمایا:

قَدْ اَخَذْتُهَا بِذٰلِكَ. ''میں نے اسے اسی قیمت میں لے لیا''۔

عرض کی۔ اے اللہ کے رسول وہ آپ کی ہوگئی۔ اس کے بعد دونوں سوار ہوئے اور چلے اور ابوبکر نے اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا کہ راستے میں وہ آپ دونوں کی خدمت کرسکیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے اسماء بنت ابی بکر سے (یہ) روایت پہنچی کہ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر نکل گئے۔ ہمارے پاس قریش کی ایک ٹولی آئی جس میں ابوجہل بھی تھا اور وہ آ کر ابوبکر کے دروازے پر کھڑے ہوگئے تو میں ان کی طرف چلی تو انہوں نے کہا اے ابوبکر کی بیٹی تیرا باپ کہاں ہے۔ میں نے کہا۔ واللہ میں نہیں جانتی کہ میرا باپ کہاں ہے۔ تو ابوجہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور وہ بدمعاش خبیث تھا اور اس نے میرے گال پر ایک ایسا تھپڑ مارا جس سے میرے کان کا بالا گر پڑا۔

رسول اللہ ﷺ کے سفر کی سمت کے متعلق ایک جن کی غیبی آواز کی خبریں

(اسماء نے) کہا کہ پھر وہ لوگ لوٹ گئے اور ہم تین روز تک ایسی حالت میں رہے کہ رسول اللہ ﷺ

کس طرف تشریف لے گئے ہمیں اس کا علم ہی نہ تھا یہاں تک کہ جنوں کا ایک شخص[۱] مکہ کی نشیبی جانب سے عربوں کے گانے کی طرح چند اشعار گاتا ہوا آیا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جارہے ہیں اس کی آواز سن رہے ہیں لیکن وہ دکھائی نہ دیتا تھا یہاں تک کہ وہ مکہ کی بلند جانب سے یہ کہتا ہوا نکل گیا۔

جَزَا اللّٰهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَاءِهٖ　　　رَفِيْقَيْنِ حَلاَّ خَيْمَتَيْ اُمِّ مَعْبَدِ

اللہ لوگوں کا پروردگار ان دونوں رفیقوں کو اپنے پاس کی بہترین جزادے جو ام معبد کے دونوں خیموں میں اترے ہیں۔

هُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَوَّحَا　　　فَاَفْلَحَ مَنْ اَمْسٰى رَفِيْقَ مُحَمَّدِ

وہ اترے تو نیکی کو اپنے ساتھ لئے ہوئے اور پھر شام ہوتے ہوتے چلے گئے۔ ترقی اسی نے پائی (اور) وہی پھلا پھولا جو محمد (ﷺ) کا رفیق ہوگیا۔

لِيَعْضِيْ بَنِيْ كَعْبٍ مَكَانَ فَتَاتِهِمْ　　　وَمَقْعَدَهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ بِمَرْصَدِ

بنی کعب کو اپنے زنان خانے اور دیوان خانے سے خوش ہونا چاہئے کہ وہ ایمانداروں کے انتظار کرنے (یا ٹھہرنے) کے مقام ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ام معبد بنت کعب بنی کعب کی شاخ خزاعہ کی عورت تھی اور شاعر کا قول ''حَلاَّ خَيْمَتَيْ اُمِّ مَعْبَدِ'' اور ''هُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَوَّحَا'' ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسماء بنت ابی بکر نے کہا کہ جب ہم نے اس (جن) کا قول سنا تو ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے کس سمت کا رخ کیا ہے اور معلوم ہوا کہ آپ کی توجہ مدینہ کی جانب ہے اور وہ چار شخص یہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ۔ ابوبکر۔ ابوبکر کے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن ارقط آپ دونوں کو راہ بتانے والا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ عبداللہ بن اریقط کہتے ہیں۔

ابو قحافہ کا اسماء کے پاس آنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے بیان کیا کہ ان سے ان کے والد عباد نے ان کی دادی اسماء بنت ابی بکر کی روایت سنائی کہ اسماء نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نکلے اور آپ کے ساتھ ابوبکر بھی نکل گئے تو ابوبکر اپنا تمام مال اٹھا لے گئے۔ آپ کے ساتھ ابوبکر بھی نکل گئے تو ابوبکر اپنا تمام مال

---

[۱] دوسرے نسخوں میں ''رجل من الجن'' ہے۔ (الف) میں نقطہ غائب ہوگیا ہے اور ''رحل من الجن'' لکھا ہے (احمد محمودی)

اٹھا لے گئے۔آپ کے پانچ یا چھ ہزار درہم تھے آپ انہیں اپنے ساتھ لے کر چلے گئے۔اسماء نے کہا کہ میرا دادا ابو قحافہ جب ہمارے گھر آیا اس وقت اس کی بینائی جاتی رہی تھی اس نے کہا واللہ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے اپنا مال اپنے ساتھ لے جا کر تمہیں دکھ دیا کہا کہ میں نے کہا ابا جان ایسا نہیں ہے وہ ہمارے لئے بہت سا مال چھوڑ گئے ہیں۔کہا کہ میں نے بہت سے پتھر لئے اور انہیں گھر کے ایک روشندان میں رکھا جس میں میرے والد اپنا مال رکھا کرتے تھے اور میں نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا ابا جان! آپ اپنا ہاتھ اس مال پر رکھئے۔کہا آخر انہوں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور کہا جب وہ تمہارے لئے یہ چھوڑ گیا ہے تو پھر کچھ ڈر کی بات نہیں اس نے اچھا کیا۔بس یہ تمہارے لئے کافی ہے حالانکہ انہوں نے ہمارے لئے بخدا کچھ بھی نہ چھوڑا تھا لیکن میں نے چاہا کہ اس طریقے سے بوڑھے[1] کو تسکین دے دوں۔

سراقہ کی حالت اور اس کا سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے جانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ ان سے عبدالرحمٰن ابن مالک بن جعشم نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے چچا سراقہ بن مالک بن جعشم سے روایت کی۔سراقہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تو قریش نے آپ کے متعلق سو اونٹ (انعام) اس شخص کے لئے مقرر کئے جو آپ کو ان کے پاس لوٹا لائے کہا کہ میں اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ ہم میں سے ایک شخص آیا اور ہمارے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا واللہ میں نے تین مسافروں کو ابھی ابھی گزرتے دیکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھی تھے۔میں نے اس کو اپنے آنکھ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہ اور میں نے کہا کہ وہ تو فلاں قبیلے کے لوگ تھے جو اپنے گم شدہ جانور ڈھونڈ رہے تھے۔اس نے کہا شاید (ایسا ہی ہو) پھر وہ خاموش[2] ہو گیا۔کہا کہ اس وقت تو میں تھوڑی دیر ٹھیرا رہا اور پھر اٹھا اور اپنے گھر گیا۔اور اپنے گھوڑے کو لانے کا حکم دیا اور وہ بطن وادی میں لا کر باندھ دیا گیا اور اپنا ہتھیار نکالنے کا حکم دیا اور وہ حجرے کے پیچھے سے نکال کر لایا گیا۔پھر میں نے اپنے وہ تیر لئے جن سے میں اپنی قسمت دیکھا کرتا تھا (یا استخارہ کیا کرتا تھا یا فال دیکھا کرتا تھا) پھر میں نے جا کر اپنی زرہ پہن لی اور تیر نکال کر ان سے فال دیکھی تو وہ

---

[1] (الف) میں الشیخ کے بجائے الشیح لکھا ہے یعنی خاء منقوطہ کا نقطہ غائب ہے۔(احمد محمودی)

[2] (الف) میں ثم ساکت ہے لیکن دوسرے نسخوں میں ثم سکت ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے جس کے معنی ہیں وہ خاموش ہو گیا۔(احمد محمودی)

تیر نکلا جس کو ناپسند کرتا تھا اور وہ آپ کو (رسول اللہ ﷺ کو) کوئی ضرر نہ دیتا تھا۔ کہا کہ مجھے امید تھی کہ میں آپ کو قریش کے پاس واپس لاؤں گا اور قریش سے سو اونٹنیاں لوں گا کہا کہ پھر میں سوار ہو کر آپ کے نشان قدم پر چلا اور میرا گھوڑا دوڑ رہا تھا کہ اس نے ٹھوکر کھائی اور میں اس پر سے گر پڑا۔ کہا کہ میں نے (دل میں) کہا آخر یہ کیا بات ہے۔ کہا کہ پھر میں نے اپنے تیر نکالے اور ان سے فال دیکھی تو پھر وہی تیر نکلا جس کو میں ناپسند کرتا تھا اور وہ آپ کو کوئی ضرر دینے والا نہ تھا۔ کہا کہ پھر میں نے آپ کا پیچھا کرنے کے سوا دوسری کسی حالت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور آپ کے نشان قدم پر چلا۔ میرا گھوڑا دوڑ رہا تھا کہ پھر اس نے ٹھوکر کھائی اور میں اس پر سے گر پڑا۔ کہا میں نے (دل میں) کہا آخر یہ کیا بات ہے۔

پھر میں نے اپنے تیر نکالے اور فال دیکھی تو پھر بھی وہی تیر نکلا جس کو میں پسند نہ کرتا تھا اور وہ آپ کو کوئی ضرر دینے والا نہ تھا کہا کہ پھر میں نے آپ کا پیچھا کرنے کے سوا دوسری کسی حالت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

اور سوار ہو کر آپ کا پیچھا کیا اور جب وہ لوگ نمایاں ہوئے اور میں نے انہیں دیکھ لیا تو میرے گھوڑے نے پھر ٹھوکر کھائی اور اس کے اگلے پیر زمین میں دھنس گئے اور میں اس پر سے گر پڑا۔

پھر گھوڑے نے اپنے پیر زمین سے نکالے تو اس کے ساتھ ہی بگولے کی طرح دھواں نکلا۔ کہا کہ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو جان گیا کہ آپ مجھ سے محفوظ رکھے گئے ہیں اور یہ بات بالکل صاف ہے۔ کہا کہ پھر تو میں نے ان لوگوں کو پکارا کہ لوگو! میں سراقہ ابن جعشم ہوں مجھے اتنی مہلت دو کہ میں تم سے بات کروں واللہ میں تم سے کوئی دغا نہ کروں گا اور نہ میری جانب سے تمہیں کوئی ایسی بات پہنچے گی جس کو تم پسند نہ کرو کہا تو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر سے فرمایا:

قُلْ لَهُ مَا تَبْتَغِيْ مِنَّا.

''اس سے کہو کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے''۔

کہا تو ابوبکر نے مجھ سے وہی کہا۔ تو میں نے کہا کہ مجھے آپ ایک تحریر لکھ دیں کہ وہ میرے پاس آپ کی ایک نشانی ہو۔ فرمایا:

اُكْتُبْ لَهُ يَا اَبَابَكْرٍ.

''اے ابوبکر اس کو لکھ دو''۔

کہا آخر ابوبکر نے کسی ہڈی یا کسی چٹھی یا کسی ٹھیکری پر ایک تحریر لکھی اور میری طرف پھینک دی۔ میں نے اس کو لے لیا اور اپنے ترکش میں رکھ کر واپس ہو گیا۔ پھر جو کچھ ہوا تھا اس کا میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا اور

خاموش رہا یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح فرمایا اور حنین و طائف (کی جنگوں) سے فارغ ہوئے تو اس تحریر کو لے کر نکلا کہ آپ سے ملوں اور مقام جعرانہ میں میں آپ سے ملا اور آپ کے لشکر میں انصار کے رسالے میں داخل ہو (نے) گیا تو وہ لوگ مجھے برچھوں سے مارنے لگے اور ہٹ جا ہٹ جا کہا (آخر) تو چاہتا کیا ہے۔ کہا میں رسول اللہ ﷺ کے قریب گیا اور آپ اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے۔ واللہ! (مجھے اس وقت ایسا معلوم ہو رہا تھا) گویا میں آپ کے پنڈلی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ رکاب میں کھجور کے درخت کے گابھے کی سی (سفید اور نرم) ہے کہا میں نے اس تحریر کو لئے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کیا اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ میری نسبت آپ کی تحریر ہے میں سراقہ بن جعشم ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یَوْمُ وَفَاءٍ وَبِرٍّ.

''(آج کا دن) وعدوں کے پورا کرنے اور نیکی کرنے کا ہے''۔

اس کو میرے قریب لاؤ۔ کہا تو میں آپ کے قریب گیا اور اسلام اختیار کیا۔ پھر میں نے ایک بات یاد کی کہ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کروں لیکن وہ بات مجھے یاد نہ آتی تھی مگر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! بھولے بھٹکے اونٹ میرے حوض پر آتے ہیں اور میں نے اسے اپنے اونٹوں کے لئے بھر رکھا ہے کیا اگر میں انہیں پانی پلاؤں تو مجھے کوئی اجر ملے گا۔ فرمایا:

نَعَمْ فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ حَرّٰی[1] اَجْرٌ.

''ہاں۔ ہر پیاسے جگر والی چیز کے متعلق اجر ہے''۔

کہا کہ پھر میں اپنی قوم کی جانب واپس ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس زکوٰۃ کے اونٹ روانہ کئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عبدالرحمٰن۔ حارث بن مالک بن جعشم کے فرزند تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے وقت کی منزلیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب آپ کو راہ بتانے والا عبداللہ بن ارقط آپ کو مکہ کے نشیبی حصے سے لے کر چلا تو آپ کو لئے ہوئے (سمندر کے) کنارے کنارے عسفان کے نیچے سے چلا۔

پھر امج کے نیچے سے ہوتے ہوئے لے گیا پھر قدید سے گزرنے کے بعد وہاں سے راہ کاٹ کے آپ کو لے نکلا اور خرار میں لایا پھر ثنیۃ المرۃ سے ہوتے ہوئے لقفا کو لے گیا۔

---

[1] (الف) میں جرا جیم رائے مہملہ مشددہ اور ہمزہ سے لکھا ہے جس کے کوئی مناسب معنی نہیں۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا لفتا۔ معقل بن خویلد الہذلی نے کہا ہے۔

نَزِيْعًا مُحْلِبًا مِنْ اَهْلِ لِفْتٍ لِحَيٍّ بَيْنَ اَثْلَةَ وَالنِّحَامِ

(میں مدح وستائش کرتا ہوں) اس پردیسی کی جس کو اس کی قوم میں سے نکال لایا گیا ہے جو دوسروں کی امداد کرنے والا اور مقام لفت کے رہنے والوں میں سے اس قبیلے کا ہے جو مقام اثلۃ اور نحام کے درمیان رہنے والے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ آپ دونوں کو لئے ہوئے لقف کے وحشی جانوروں کے رہنے کے جنگل سے گزرا اور پھر مجاج کے وحشی جانوروں کے جنگل کے درمیان سے چلا ابن ہشام کے قول کے موافق بعض لوگ مجاح کہتے ہیں۔

پھر مجاح کے مقام مرجح سے ہوتے ہوئے مرجح کے مقام ذی الغضوین کے وسط میں لے گیا۔

ابن ہشام نے کہا بعض الغضوین کہتے ہیں۔

پھر ذی کشد[1] کے بطن میں پہنچا۔ پھر مقام جداجد پر لے گیا پھر الاجرد پر پھر انہیں بطن اعداد کے مقام ذی سلم میں لے گیا جو تعہین کے جنگلی جانوروں کا جنگل ہے۔ پھر عبابید پر۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر انہیں لئے ہوئے الفاجۃ پر سے گزرا اور ابن ہشام کے قول کے موافق بعض القاحۃ کہتے ہیں۔

پھر انہیں لئے ہوئے العرج کی طرف اترا اور آپ کے ساتھ کے سواریوں میں سے کسی نے دیر کی تو رسول اللہ ﷺ نے بنی اسلم کے ایک شخص کو جس کا نام اوس بن حجر تھا اپنے ایک اونٹ پر سوار کرالیا جس کا نام ابن الرداء تھا اور اسے مدینہ تک لے گئے اور اس کے ساتھ اس کے (یا اپنے) ایک چھوکرے کو بھیجا جس کا نام مسعود بن ہنیدہ تھا۔ پھر آپ کا راہ بتلانے والا آپ کو لئے ہوئے عرج سے نکل کر عائر نامی پہاڑی پر لے گیا۔

ابن ہشام کے قول کے موافق بعضوں نے غائر کہا ہے جو رکوبہ نامی پہاڑی کے سیدھی جانب ہے حتیٰ کہ آپ کو بطن رئم میں اتارا۔

پھر آپ کو بنی عمرو بن عوف کے پاس قباء میں لایا۔

ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں۔ پیر کا دن تھا دن کی گرمی بہت بڑھ گئی تھی اور سورج معتدل ہونے (یعنی نصف النہار) کے قریب ہو گیا تھا۔

---

[1] (ب) میں ذی کشر ہے۔ (احمد محمودی)

رسول اللہ ﷺ کا مدینہ میں قیام اور وہاں آپ کے نزول کے مقامات اور مسجد کی تعمیر

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروۃ بن الزبیر سے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن عویم بن ساعدہ سے روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے میرے قبیلے کے چند لوگوں نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کے مکہ سے نکلنے کی خبر سنی اور آپ کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔ تو ہم صبح (کی نماز) پڑھ کر اپنے پہاڑی مقام سے باہر رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں نکل جایا کرتے اور وہیں ٹھہرے رہتے یہاں تک کہ دھوپ ہمارے سایہ دار مقامات پر پھیل جاتی اور جب ہم کہیں سایہ نہ پاتے تو پھر شہر میں چلے آتے اور یہ واقعہ گرمی کے دنوں کا تھا حتیٰ کہ جب وہ دن آیا جس دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہم اس روز بھی اسی طرح (انتظار کرتے) بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ جب سایہ نہ رہا تو ہم اپنے گھروں میں آ گئے اور جیسے ہی ہم گھروں میں داخل ہوئے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور پہلا شخص جس نے آپ کو دیکھا وہ ایک یہودی تھا اور ہم جو کچھ کیا کرتے تھے اس نے دیکھ لیا تھا کہ ہم اپنے پاس رسول اللہ ﷺ کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں (اس لئے)۔ وہ اپنی بلند آواز سے پکارا اے بنی قیلہ! یہ تمہاری (منتظرہ) ذی شان ہستی آ گئی۔

راوی نے کہا پھر تو ہم رسول اللہ ﷺ کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور آپ ایک کھجور کے درخت کے سایے میں تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر بھی جو آپ ہی کے ہم عمر تھے اور ہم میں سے اکثر لوگوں نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا نہ تھا۔ لوگوں کی آپ کے پاس بھیڑ لگ گئی حالانکہ وہ آپ میں اور ابوبکر میں امتیاز نہ کر سکتے تھے۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سے سایہ ہٹا۔ تو ابوبکر اٹھے اور آپ پر اپنی چادر سے سایہ کیا تو اس وقت ہم نے آپ کو پہچانا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ لوگوں کے بیان کے لحاظ سے۔ بنی عمرو بن عوف والے کلثوم بن ہدم کے پاس اترے اور اس کے بعد بنی عبید کے ایک شخص کے پاس بعض کہتے ہیں (نہیں) بلکہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔ اور جو لوگ کلثوم بن ہدم کے پاس اترنے کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کلثوم بن ہدم کے گھر سے باہر تشریف فرما ہوتے تو سعد بن خیثمہ کے گھر میں لوگوں (سے ملنے)

کے لئے تشریف فرما ہوا کرتے تھے اس لئے کہ وہ مجرد تھے اور ان کے بی بی بچے نہ تھے اور رسول اللہ ﷺ کے مہاجرین صحابہ میں بن بیاہوں کی قیام گاہ انہیں کا گھر تھا اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ آپ سعد بن خثیمہ کے گھر اترے تھے اور سعد بن خیثمہ کے گھر کو لوگ ''بیت العزاب''یعنی کنواروں کا گھر کہا کرتے تھے۔ واللہ عالم کہ ان میں سے کون سی بات واقعی ہے۔ ہم نے تو یہ بھی سنا ہے ابو بکر الصدیق۔ بنی الحارث بنی الخزرج میں کے ایک شخص خبیب بن اساف کے پاس مقام سخ میں اترے اور ایک کہنے والا یہ بھی کہتا ہے کہ (نہیں) بلکہ آپ کی فرودگاہ بنی الحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس تھی۔

اور علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ مکہ میں تین دن اور تین رات رہے تا کہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے لوگوں کی جو جو امانتیں آپ کے پاس تھیں انہیں واپس دے دیں۔ یہاں تک کہ جب آپ ان کی واپسی سے فارغ ہو گئے تو آپ بھی رسول اللہؐ سے آ ملے اور آپ کے ساتھ ہی کلثوم بن ہدم کے پاس اترے۔

اور علی بن ابی طالب فرمایا[1] کرتے تھے کہ آپ کی اقامت قبا میں ایک[1] مسلمہ عورت کے گھر جس کا شوہر نہ تھا ایک رات یا دو راتیں رہی۔ اور[1] آپ فرمایا کرتے تھے کہ قباء میں ایک مسلمہ عورت تھی جس کا شوہر نہ تھا۔ فرمایا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آدھی رات کے اوقات میں اس کے پاس آتا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا اور وہ نکل کر اس کے پاس جاتی اور وہ شخص اس عورت کو اپنے پاس سے کچھ نہ کچھ دیتا اور یہ اس کو لے لیتی۔

فرمایا کہ مجھے اس کی حالت پر شبہہ ہوا تو میں نے اس سے کہا اے اللہ کی بندی! یہ کون شخص ہے جو ہر رات تیرے لئے تیرا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور تو نکل کر اس کے پاس جاتی ہے اور وہ تجھے کچھ نہ کچھ دے جاتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا (دیتا) ہے۔ حالانکہ تو ایک مسلمہ عورت ہے۔ تیرا کوئی شوہر بھی نہیں۔ اس نے کہا یہ سہل بن حنیف بن واہب ہیں انہیں معلوم ہے کہ میں ایسی عورت ہوں جس کا کوئی نہیں ہے۔ جب شام ہوتی ہے تو اپنی قوم کے بتوں پر چھاپہ مارتے ہیں اور انہیں توڑ کر اس میں سے کچھ مجھے لا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہیں ایندھن بنالو اور جب سہل بن حنیف نے عراق میں وفات پائی تو علی رضی اللہ عنہ ان کے یہ حالات بیان فرماتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ علی (رضی اللہ عنہ) کے اس بیان کا مجھ سے ہند بن سعد بن سہل بن حنیف نے ذکر کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا رسول اللہ ﷺ قباء میں بنی عمرو بن عوف (کی بستی) میں دوشنبہ سہ شنبہ چہار شنبہ اور

---

[1] خط کشیدہ الفاظ طبری کی روایت کے ہیں جو انہوں نے ابن اسحٰق سے کی ہے۔ اس کی تصریح (ب) کے حاشیے پر کی گئی ہے اور (ب) کے متن میں یہ الفاظ قوسین میں لکھے گئے ہیں۔ (احمد محمودی)

پنجشنبہ تشریف فرما رہے اور ان کی مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان سے جمعہ کے روز آپ کو نکالا اور بنی عمرو بن عوف کا ادعا تو یہ ہے کہ آپ ان میں اس سے زیادہ تشریف فرما رہے۔ واللہ اعلم۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کا جمعہ بنی سالم بن عوف میں ہوا اور جمعہ کی نماز آپ نے اس مسجد میں ادا فرمائی جو وادی رانوناء کے درمیان ہے اور جمعہ کی یہ پہلی نماز تھی جو مدینہ میں آپ نے ادا فرمائی۔ اس کے بعد آپ کے پاس عتبان ابن مالک اور عباس بن عبادہ بن نضلہ بنی سالم بن عوف کے چند لوگوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے پاس زیادہ تعداد والوں۔ ساز و سامان والوں اور عزت والوں میں تشریف فرما ہوں۔ آپ نے اونٹنی کے متعلق فرمایا:

خَلُّوْا سَبِيْلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ.

''اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے''۔

ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ بنی بیاضہ کے احاطے کے برابر آئی تو آپ سے زیاد بن لبید اور فروہ بن عمرو بنی بیاضہ کے چند لوگ آ کر ملے اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس زیادہ تعداد والوں۔ ساز و سامان والوں اور عزت والوں میں تشریف لائیے۔ آپ نے فرمایا:

خَلُّوْا سَبِيْلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ.

''اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے''۔

ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ بنی ساعدہ کے احاطے سے گزری تو سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو بنی ساعدۃ چند لوگوں کو لئے ہوئے آپ کے راستے میں حائل ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارے پاس زیادہ تعداد والوں ساز و سامان والوں اور عزت والوں میں تشریف لائیے آپ نے فرمایا:

خَلُّوْا سَبِيْلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ.

''اس کی راہ چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے''۔

انہوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ بنی عدی بن نجار کے احاطے سے گزری جو آپ کے قریب کے رشتے کے ماموں ہوتے تھے کہ عبدالمطلب کی والدہ سلمی بنت عمرو انہیں کے خاندان کی تھیں تو سلیط بن قیس اور ابو سلیط۔ اسیرہ بن ابی خارجہ بنی عدی ابن نکار چند لوگوں کے ساتھ آ کر آپ کے راستے میں حائل ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! اپنے ماموں کے پاس تشریف لائیے جو

زیادہ تعداد والے سامان والے اور عزت والے ہیں تو آپؐ نے فرمایا:

خَلُّوْا سَبِیْلَهَا فَاِنَّهَا مَاْمُوْرَةٌ.

''اس کی راہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللّٰہ) ہے''۔

تو ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب بنی نجار کے احاطے میں آئی تو آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس بیٹھ گئی جہاں ان دنوں بنی نجار کی شاخ بنی مالک بن نجار کے دو یتیم لڑکوں سہل و سہیل کی کھجوریں سکھانے کی جگہ تھی جو معاذ بن عفراء کے زیر پرورش تھے اور جب وہ اونٹنی اسی حالت میں کہ رسول اللہ ﷺ اس پر تشریف فرما ہیں بیٹھ گئی تو آپ (اس پر سے) اترے نہیں' پھر اس نے چھلانگ ماری اور کچھ دور نہیں گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نکیل اسی پر رکھ دی اس کو اس کی نکیل کے ذریعہ (کسی جانب) موڑا بھی نہیں آخر وہ اپنے پیچھے کی جانب پلٹی اور لوٹ کر وہیں آئی جہاں وہ پہلی بار بیٹھی تھی۔ اس کے بعد پھر اس نے حرکت[1] کی اور جم کر بیٹھ گئی اور اپنی گردن نیچے رکھ دی کہ رسول اللہ ﷺ اس سے اتریں[2]۔ اور ابوایوب خالد بن زید نے آپ کا پالان اٹھالیا اور اس کو اپنے گھر میں رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کے پاس نزول فرمایا اور مذکورہ بالا کھجور سکھانے کی جگہ کے متعلق آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کس کی ہے تو معاذ بن عفراء نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ وہ مقام عمرو کے دونوں بیٹوں سہل و سہیل کا ہے جو میرے (زیر پرورش) یتیم ہیں میں اس کے متعلق ان دونوں کو راضی کرلوں گا۔ آپ اس مقام کو مسجد بنالیجئے۔

مسجد کی تعمیر

رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم فرمایا کہ مسجد بنائی جائے اور آپ کی مسجد اور آپ کے رہنے کی جگہیں بننے تک رسول اللہ ﷺ ابوایوب کے پاس ہی اقامت پزیر رہے اور اس کے بنانے میں رسول اللہ ﷺ نے (خود بنفس نفیس) کام کیا کہ مسلمانوں کو اس کے بنانے میں ترغیب دلائیں۔ چنانچہ مہاجرین اور انصار (دونوں) نے اس میں کام کیا اور محنت اٹھائی تو مسلمانوں میں سے ایک کہنے والے نے کہا۔

---

[1] چاروں نسخوں میں اس مقام پر ''تحلحت'' کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں حرکت کی لیکن سہیل نے ابن قتیبہ کی روایت لکھی ہے جس میں ''تلحلت'' ہے جس کے معنی ہیں اپنے مقام پر جم کر بیٹھ گئی۔ اگر چہ معنی کے لحاظ سے موخر الذکر ہی زیادہ موزوں ہے لیکن ابن اسحٰق کی روایت مقدم الذکر ہی ہے (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں ینزل عنها ہے جس کا میں نے ترجمہ کیا (ب) میں فنزل ہے یعنی آپ اتر پڑے۔ (احمد محمودی)

لَئِنْ قَعَدْنَا وَالنَّبِیُّ یَعْمَلُ لَذَاكَ مِنَّا الْعَمَلُ الْمُضَلَّلُ

ایسی حالت میں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کام میں لگے ہوئے ہیں ہم بیٹھے رہیں تو ہمارا یہ کام گمراہ کن ہوگا۔

اور مسلمان اس کی تعمیر کا کام کرتے وقت یہ رجز پڑھتے جاتے تھے وہ کہتے تھے:

لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃ اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَہْ.

زندگی تو صرف آخرۃ ہی کی زندگی ہے۔ یا اللہ انصار و مہاجرین پر رحم فرما۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ کلام (نثر) ہے رجز نہیں ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے۔

لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃ اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ.

مسجد کی تعمیر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی[1] کہ عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی

راوی نے کہا کہ (بناء مسجد کے اثناء میں) عمار بن یاسر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) اس حالت سے آئے کہ لوگوں نے ان کو اینٹوں سے گراں بار کر دیا تھا اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول لوگوں نے مجھے مار ڈالا۔ مجھ پر اس قدر بوجھ لاد دیتے ہیں جو وہ خود نہیں اٹھاتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ام سلمہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان کے سر کے بالوں کو اپنے دست مبارک سے جھٹکتے تھے اور وہ گھونگر والے بال والے تھے۔ اور آپ فرماتے جاتے تھے:

وَیْحَ ابْنِ اُمِّ سُمَیَّۃَ لَیْسُوْا بِالَّذِیْنَ یَقْتُلُوْنَكَ اِنَّمَا تَقْتُلُكَ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ.

''ابن ام سمیہ (کی سمجھ) پر افسوس ہے یہ لوگ وہ نہیں ہیں جو تمہیں قتل کر دیں گے۔ تمہیں تو صرف باغی جماعت ہی قتل کرے گی''۔

اور علی بن ابی طالب اس روز یہ رجز پڑھ رہے تھے:

لَا یَسْتَوِیْ مَنْ یَعْمُرُ الْمَسَاجِدَا یَدْاَبُ فِیْھَا قَائِمًا وَقَاعِدًا
وَمَنْ یُرٰی عَنِ الْغُبَارِ حَائِدًا

---

[1] اصل کتاب میں ''شھادتہ'' ہے جس کا ترجمہ میں نے پیشین گوئی کیا ہے حالانکہ لفظ کے لحاظ سے گواہی ہونا چاہئے لیکن چونکہ اس موقع پر اردو میں گواہی نہیں کہی جاتی اس لئے پیشین گوئی ترجمہ کیا گیا ہے۔ (احمد محمودی)

جو شخص مسجدوں کی تعمیر کرتا ہے ان میں قیام وقعود کرتا ہے اور وہ شخص جو گرد وغبار سے کتراتا نظر آتا ہے دونوں برابر نہیں ہوں گے۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے اس رجز کے متعلق متعدد اہل علم سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں (بھی) اس کی اطلاع ملی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہ رجز پڑھا ہے۔ لیکن ہمیں اس بات کی خبر نہیں کہ یہ شعر آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں یا آپ کے سوا کسی اور کے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمار بن یاسر نے بھی وہی الفاظ لے لئے اور بطور رجز انہیں پڑھنے لگے۔

ابن ہشام نے کہا کہ جب یہی الفاظ انہوں نے بار بار کہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب کو خیال ہوا کہ وہ طعن سے وہ (رجز) پڑھ رہے ہیں۔ جیسا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ نے ابن اسحٰق کی روایت بیان کی۔ اور ابن اسحٰق نے ان صاحب کا نام بھی بتایا۔

ابن اسحٰق نے کہا تو اُس صاحب نے کہا کہ اے ابن سمیہ تم آج (صبح) سے جو کچھ کہہ رہے ہو میں نے (وہ) سن لیا ہے واللہ! میں سمجھتا ہوں کہ اس لاٹھی سے تمہاری ناک کی خبر لوں گا اور اُس صاحب کے ہاتھ میں لاٹھی بھی تھی۔ راوی نے کہا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آ گیا اور فرمایا:

مَالَهُمْ وَ لِعَمَّارٍ يَدْعُوْهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَ يَدْعُوْنَهٗ اِلَى النَّارِ اِنَّ عَمَّارًا جِلْدَةٌ مَا بَيْنَ عَيْنِىْ وَاَنْفِىْ.

''ان لوگوں کو عمار سے کیوں (پرخاش) ہے وہ تو انہیں جنت کی جانب بلاتا ہے اور یہ لوگ اسے آگ کی جانب بلاتے ہیں۔ سن لو کہ عمار میری آنکھوں اور ناک کے درمیان کا چمڑا ہے (یعنی وہ مجھے اس قدر عزیز ہے)''۔

اور جب انہیں (عمار کو) اُس صاحب کے متعلق (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) فرمان کی خبر پہنچی پھر تو انہوں نے (اپنا رجز) ترک نہیں کیا اور لوگوں نے ان سے کنارہ کشی کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ سفیان بن عیینہ نے زکریا سے اور انہوں نے شعبی سے روایت کی کہ پہلے پہل جس نے مسجد کی تعمیر کی ابتدا کی وہ عمار ابن یاسر تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوایوب کے گھر ہی میں (تشریف فرما) رہے یہاں تک کہ آپ کے لئے مسجد اور آپ کے رہنے کے مقامات بن گئے اس کے بعد ابوایوب رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر سے آپ اپنے مقامات کی طرف منتقل ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے انہوں نے ابورہم

السماعی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوایوب نے بیان کیا۔ اور کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں میرے پاس نزول فرمایا تو آپ نیچے کی منزل میں تشریف فرما ہوئے اور میں اورام ایوب اوپر کی منزل میں (رہنے لگے) تو میں نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے نبی! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں اور بڑی (بے ادبی) خیال کرتا ہوں کہ میں آپ سے اوپر رہوں اور آپ نیچے اس لئے آپ اوپر تشریف فرما ہوں اور ہم اتر آئیں گے اور نیچے رہیں گے تو آپ نے فرمایا:

اِنَّ اَرْفَقَ بِنَا وَ بِمَنْ یَغْشَانَا اَنْ نَکُوْنَ فِیْ سُفْلِ الْبَیْتِ.

''ہمارے اور ان لوگوں کے لئے جو ہمارے پاس آتے جاتے ہیں یہی بات آرام دہ ہے کہ ہم گھر کے نیچے کے حصے میں رہیں''۔

کہا اس لئے رسول اللہ ﷺ گھر کے نیچے کے حصے میں اور ہم اس کے اوپر کے حصے میں رہا کرتے تھے۔ ایک وقت ہمارا ایک بڑا گھر جس میں پانی تھا ٹوٹ گیا تو میں اورام ایوب نے اپنی ایک چادر لی اور اس کے سوا ہمارے پاس اوڑھنے کے لئے کوئی لحاف بھی نہ تھا۔ ہم اسی سے پانی خشک کرنے لگے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ پر اس میں سے کچھ پانی نہ ٹپک جائے جس سے آپ کو تکلیف پہنچے۔ انہوں نے کہا ہم آپ کے لئے رات کا کھانا تیار کر کے آپ کے پاس بھیجا کرتے تھے اور جب آپ اپنا بچا ہوا کھانا واپس فرماتے تو (برتن میں) جس مقام پر آپ کا دست مبارک پڑتا میں اورام ایوب اس مقام کو تلاش کرتے اور برکت حاصل کرنے کے لئے اسی مقام سے کھاتے۔ ایک رات آپ کا رات کا کھانا ہم نے آپ کے پاس بھیجا اور ہم نے آپ کے لئے اس میں پیاز یا لہسن ڈالا تھا۔ انہوں نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو واپس فرما دیا اور میں نے اس میں آپ کے دست مبارک کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا اس لئے میں ڈر کے مارے آپ کے پاس پہنچا اور عرض کی اے اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں آپ نے شب کا خاصہ واپس فرما دیا اور میں نے اس میں آپ کے دست مبارک کا کوئی اثر نہیں دیکھا اور میں اورام ایوب برکت حاصل کرنے کے لئے اس مقام کو تلاش کیا کرتے تھے جہاں آپ کا دست مبارک پڑا کرتا تھا۔ فرمایا:

اِنِّیْ وَجَدْتُ فِیْهِ رِیْحَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ وَاَنَا رَجُلٌ اُنَاجِیْ.

''میں نے اس میں اس درخت کو بو پائی اور میں ایسا شخص ہوں جس سے سرگوشی کی جاتی ہے۔ (یعنی مجھ سے رب العزت یا فرشتے سرگوشی کیا کرتے ہیں)''۔

فَاَمَّا اَنْتُمْ فَکُلُوْهُ.

''لیکن تم (لوگوں کی یہ حالت نہیں ہے اس لئے تم) اس کو کھاؤ''۔

انہوں نے کہا تو ہم نے اس کو کھالیا اور اس کے بعد ہم نے آپ کے لئے درخت کا کوئی خاصہ تیار نہیں کیا۔

مہاجرین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں آ ملنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ ملنے اور بجز فتنے میں مبتلا یا مقید افراد کے ان میں سے کوئی شخص مکہ میں باقی نہ رہا لیکن اپنے اہل وعیال اور اپنے مال کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجرت کرنے والے مکہ سے سب کے سب نہیں نکل گئے بجز ان گھر والوں کے جو بنی مظعون کہلاتے تھے اور بنی جمح میں سے تھے اور بنو جحش بن رئاب کے جو بنی امیہ کے حلیف تھے۔

اور بنی بکیر کے، جو بنی سعد بن لیث میں سے تھے اور بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے کہ ان کی ہجرت کے سبب سے ان لوگوں کے مکے کے گھر بند پڑے تھے جن میں کوئی نہ رہتا تھا اور جب بنی جحش بن رئاب اپنے گھر سے نکل گئے تو ابوسفیان ابن حرب نے ان پر دست درازی کی اور انہیں بنی عامر بن لوی والے عمرو ابن علقمہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اور جب بنی جحش کو ان کے گھروں کے متعلق ابوسفیان کی اس کارگزاری کی خبر پہنچی تو عبداللہ بن جحش نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

اَلَا تَرْضٰى يَا عَبْدَاللّٰهِ اَنْ يُعْطِيَكَ اللّٰهُ بِهَا دَارًا خَيْرًا مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكَ لَكَ.

"اے عبداللہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو گے کہ اللہ تمہیں اس کے عوض میں اس سے بہتر گھر جنت میں دے۔ عرض کی کیوں نہیں (ضرور مجھے خوشی ہوگی) فرمایا بس وہ تمہارے لئے ہے"۔

اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمالیا تو ابواحمد نے ان کے گھر کے متعلق آپ سے عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں تاخیر فرمائی تو لوگوں نے ابواحمد سے کہا اے ابواحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ناپسند فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں تمہارا جو مال تمہارے ہاتھ سے نکل گیا اس میں (سے) کچھ حصہ بھی تم واپس لو اس لئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کے متعلق) عرض کرنے سے باز رہے اور ابوسفیان سے کہا:

اَبْلِغْ اَبَا سُفْيَانَ عَنْ ... اَمْـرٍ عَوَاقِبُـهُ نَدَامَـهْ
دَارُ ابْنِ عَمِّكَ بِعْتَهَا ... تَقْضِيْ بِهَا عَنْكَ الْغَرَامَةْ
وَحَلِيْفُـكُمْ بِاللّٰهِ رَ ... بِّ النَّاسِ مُجْتَهِدُ الْقَسَامَهْ
اِذْهَبْ بِهَا اِذْهَبْ بِهَا ... طُوِّقْتَهَا طَوْقَ الْحَمَامَهْ

ابوسفیان کو اس معاملے کے متعلق پیام پہنچا دو جس کا انجام ندامت ہے کہ تو نے اپنے چچا زاد

بھائی کا گھر اس لئے بیچ ڈالا کہ اس سے اپنے قرضے ادا کرے حالانکہ قسم بخدائے پروردگار عالم!
کہ تمہارا حلیف (یعنی خود شاعر) مصالحت میں کوشش کرنے والا ہے اس گھر کی قیمت لیجا لیجا تو
نے تو اس کو کبوتر کی طرح اپنے گلے کا طوق بنالیا ہے۔

غرض رسول اللہ ﷺ جب ماہ ربیع الاول میں مدینہ تشریف لائے تو آنے والے سنہ کے ماہ صفر تک (وہاں) تشریف فرما رہے یہاں تک کہ آپ کے لئے وہاں مسجد اور آپ کے رہنے کے مقامات بن گئے اور قبیلہ انصار پوری طرح آپ کا فرمانبردار بن گیا اور انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی نہ رہا جس کے رہنے والوں نے اسلام اختیار نہ کرلیا ہو بجز (بنی) خطمہ اور (بنی) واقف اور (بنی) وائل اور (بنی) امیہ اور اوس اللہ کے جو قبیلہ اوس کی شاخیں تھیں یہ اپنے شرک پر قائم رہے۔

رسول اللہ ﷺ کا پہلا خطبہ

راوی نے کہا کہ پہلا خطبہ رسول اللہؐ نے دیا اور جو مجھے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے پہنچا ہے۔ اور ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایسی بات کہیں جو آپ نے نہ کہی ہو۔ یہ ہے کہ آپ ان لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا ایسے الفاظ سے فرمائی جن کا وہ مستحق ہے اس کے بعد فرمایا:

اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ فَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ تَعْلَمُنَّ وَاللّٰهِ لَيُصْعَقَنَّ اَحَدُكُمْ.

''حمد وثناء کے بعد لوگو! اپنی ذات کے لئے (مرنے سے) پہلے (کچھ اچھے کام) کرالو۔ تمہیں اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ بخدا! تم میں سے ایک (ایک شخص) بیہوش ہو جائے گا''۔

((ثُمَّ لَيَدَعَنَّ غَنَمَهٗ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ لَهٗ رَبُّهٗ وَلَيْسَ لَهٗ تَرْجُمَانٌ وَلَا حَاجِبٌ يَحْجُبُهٗ دُوْنَهٗ اَلَمْ يَاْتِكَ رَسُوْلِيْ فَبَلَّغَكَ وَآتَيْتُكَ مَالًا وَ اَفْضَلْتُ عَلَيْكَ فَمَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ فَلْيَنْظُرَنَّ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَلَا يَرٰى شَيْئًا ثُمَّ لَيَنْظُرَنَّ قُدَّامَهٗ فَلَا يَرٰى غَيْرَ جَهَنَّمَ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَقِيَ وَجْهَهٗ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقٍّ[1] مِنْ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ لَمْ تَجِدْهُ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَاِنَّ بِهَا تُجْزَى الْحَسَنَةُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى[2] رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ))

''(اور) پھر وہ اپنی بکریوں کو اس حالت میں چھوڑ جائے گا کہ ان کا کوئی چرواہا نہیں۔ پھر اس سے اس کا پروردگار اس طرح گفتگو فرمائے گا کہ نہ کوئی ترجمان (درمیان میں) ہوگا اور نہ اس

---

[1] (الف) میں بشقۃ لکھا ہے۔ (احمد محمودی)۔ [2] خط کشیدہ الفاظ الف میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

کے سامنے کوئی پردہ ہوگا کہ اس کو اس سے چھپائے (وہ فرمائے گا کے بندے) کیا تیرے پاس میرا رسول نہیں آیا تھا اور اس نے تجھے تبلیغ نہیں کی تھی اور میں نے تجھ کو مال دیا اور تجھ کو (تیری ضرورت سے) زیادہ دیا تھا تو تو نے اپنی ذات کے لئے (موت سے) پہلے کیا کیا تو وہ دائیں بائیں دیکھے گا لہٰذا جس سے ہو سکے کہ اپنا چہرہ آگ سے بچائے اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے کے ذریعہ سے ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ ایسا کرے اور جو شخص (کھجور کا ایک ٹکڑا بھی) نہ پائے تو ایک نیک بات ہی کے ذریعہ (سہی) کیونکہ اس کا بھی بدلہ اس کو دیا جائے گا اور ایک نیکی کا عوض دس گنے سے سات سو گنے تک (دیا جائے گا) اور تم پر اور اللہ کے رسول پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں''۔

رسول اللہ ﷺ کا دوسرا خطبہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ خطبہ دیا تو فرمایا:

((اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَيَّنَهُ اللّٰهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَاَدْخَلَهٗ فِي الْاِسْلَامِ بَعْدَ الْكُفْرِ وَاخْتَارَهٗ عَلٰى مَا سِوَاهُ مِنْ اَحَادِيْثِ النَّاسِ اِنَّهٗ اَحْسَنُ الْحَدِيْثِ وَاَبْلَغُهٗ اَحِبُّوْا مَا اَحَبَّ اللّٰهُ اَحِبُّوا اللّٰهَ مِنْ كُلِّ قُلُوْبِكُمْ وَلَا تَمَلُّوْا كَلَامَ اللّٰهِ وَذِكْرَهٗ وَلَا تَقْسُ عَنْهُ قُلُوْبُكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْ كُلِّ مَا يَخْلُقُ اللّٰهُ يَخْتَارُ وَ يَصْطَفِيْ فَقَدْ سَمَّاهُ خِيَرَتَهٗ مِنَ الْاَعْمَالِ وَمُصْطَفَاهُ مِنَ الْعِبَادِ وَالصَّالِحَ مِنَ الْحَدِيْثِ وَمِنْ كُلِّ مَا اُوْتِيَ النَّاسُ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَاتَّقُوْهُ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَاصْدُقُوا اللّٰهَ صَالِحَ مَا تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ وَ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ بَيْنَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يَغْضَبُ اَنْ يُّنْكَثَ عَهْدُهٗ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ))

''کوئی شبہہ نہیں کہ تعریف تو ساری اللہ ہی کی ہے۔ میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اس سے امداد کا طالب ہوں اور ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ نے ہدایت کی اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور جس کو اس نے گمراہ کر دیا تو اس کے لئے کوئی رہنما نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سن لو کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے۔ اللہ نے اس

(کتاب) کی خوبی جس کے دل نشیں کر دی اور اس کو کفر کے بعد اسلام میں داخل کر دیا اور اس شخص نے اس کتاب کے سوا دوسرے تمام لوگوں کی باتوں پر اس کتاب کو ترجیح دی۔ بے شبہ وہ پھلا پھولا اور اس نے ترقی حاصل کر لی۔ بے شبہ وہ بہترین اور نہایت بلیغ کلام ہے جس چیز سے اللہ کو محبت ہے۔ تم بھی اس سے محبت رکھو اپنے پورے دل سے اللہ کو چاہو اور اللہ کے کلام اور اس کی یاد سے بیزار نہ ہو جاؤ تمہارے دل اس سے سخت نہ ہو جائیں۔ کیونکہ وہ جن جن چیزوں کو پیدا فرماتا ہے ان میں سے (بعض کو) برگزیدہ اور منتخب بنا لیتا ہے اس نے اس کا نام ''اعمال میں سے اپنا برگزیدہ'' اور'' بندوں میں سے اپنا منتخب'' اور'' کلام میں سے'' اچھا'' رکھا ہے ان چیزوں میں سے جو لوگوں کو دی گئی ہیں حلال و حرام بھی ہے اس لئے اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور اس سے جیسا ڈرنا چاہئے ویسا ڈرو اور اللہ کے متعلق سچ کہو کہ یہ جو کچھ تم اپنے منہ سے کہتے ہو اس میں بہترین ہے۔ اللہ کی رحمت کے سبب تم آپس میں محبت رکھو۔ اللہ کے عہد کو توڑنے سے اللہ غضب ناک ہوتا ہے۔ اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو''۔

(رسول اللہ ﷺ کی وہ تحریر جو آپ نے مہاجرین و انصار کے (باہمی تعلقات کی نسبت) اور یہود سے مصالحت (کے طور پر) لکھ دی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین و انصار کے درمیان ایک تحریر لکھ دی جس میں یہود سے مصالحت و عہد تھا اور انہیں ان کے دین اور مال پر برقرار رکھا اور ان پر بعض شرطیں عاید فرمائیں اور بعض شرطیں ان کے مفید رکھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قُرَيْشٍ وَ يَثْرِبَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ وَجَاهَدَ مَعَهُمْ اِنَّهُمْ اُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ الْمُهَاجِرُوْنَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ بَيْنَهُمْ وَهُمْ يَفْدُوْنَ عَانِيَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَنُوْ عَوْفٍ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى.

وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِىْ عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَنُوْ الْحَارِثِ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِىْ عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَنُوْ جُشَمٍ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِىْ،

عَانِيهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَنُو النَّجَّارِ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِىْ عَانِيهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِىْ عَانِيهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِىْ عَانِيهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ بَنُو النَّبِيْتِ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِىْ عَانِيهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَنُو الْاَوْسِ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِىْ عَانِيهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا يَتْرُكُوْنَ مُفْرَحًا بَيْنَهُمْ اَنْ يُعْطُوْهُ بِالْمَعْرُوْفِ فِيْ فِدَاءٍ اَوْعَقْلٍ

''ابتداء رحمٰن و رحیم اللہ کے نام سے ہے یہ تحریر نبی محمد کی جانب سے ہے۔ ایمان داروں اور قریش اور یثرب کے اطاعت گزاروں کے درمیان اور ان کے پیرووں کے درمیان جو ان سے مل گئے اور جنہوں نے ان کے ساتھ (رہ کر) جہاد کیا۔ غرض دوسروں کو چھوڑ کر یہ لوگ ایک (الگ) گروہ ہیں۔ قریش کے مہاجر اپنی اگلی حالت پر اپنے آپس کے خون بہا کا لین دین کیا کریں گے اور ایمانداروں (کے معاملات) میں اپنے اسیروں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق دیا کریں گے اور بنوعوف اپنی اگلی حالت پر اپنے آپس کے خون بہا کا لین دین حسب سابق کیا کریں گے اور (عام) مومنین کے درمیان ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق دیا کرے گا اور بنوالحارث اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق دیا کرے گا۔ اور بنوساعدہ اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنوجشم اپنی اگلی حالت پر دیتوں کا حسب سابق لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے لحاظ سے ادا کیا کرے گا اور بنوالنجار اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں حسب سابق لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنوعمرو بن عوف اپنی اگلی

حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو النبیت اپنی گزشتہ حالت کے لحاظ سے اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو الاوس اپنی گزشتہ حالت کے لحاظ سے اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر ایک جتھا اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور مومنین اپنے درمیان کسی مفلس اور زیر بار شخص کو اس کا فدیہ یا خون بہا رواج کے موافق دینا (کبھی) نہ چھوڑیں گے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مفرح اس شخص کو کہتے ہیں جو قرض وعیال میں زیر بار ہو۔ شاعر نے کہا ہے۔

اِذَا اَنْتَ لَمْ تَبْرَحْ تُوَدِّیْ اَمَانَۃً وَتَحْمِلُ اُخْرٰی اَفْرَحْتُكَ الْوَدَائِعُ

جب تو ہمیشہ امانتیں ادا کرتا اور پھر دوسری امانت کا بوجھ اٹھاتا رہے گا تو امانتیں تجھے بوجھل کر دیں گی۔

وَاَنْ لَّا یُحَالِفُ[1] مُؤْمِنٌ مَوْلٰی مُؤْمِنٍ دُوْنَهٗ وَاِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُتَّقِیْنَ عَلٰی مَنْ بَغٰی مِنْهُمْ اَوِ ابْتَغٰی دَسِیْعَةَ ظُلْمٍ اَوْ اِثْمٍ اَوْ عُدْوَانٍ اَوْ فَسَادٍ بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّ اَیْدِیْهِمْ عَلَیْهِ جَمِیْعًا وَلَوْ كَانَ وَلَدَ اَحَدِهِمْ وَلَا یَقْتُلُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنًا فِیْ كَافِرٍ وَلَا یَنْصُرُ كَافِرًا عَلٰی مُؤْمِنٍ وَاِنَّ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَاحِدَةٌ یُجِیْرُ عَلَیْهِمْ اَدْنَاهُمْ وَاِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ بَعْضُهُمْ مَوَالِیْ بَعْضٍ دُوْنَ النَّاسِ وَاِنَّهٗ مَنْ تَبِعَنَا مِنْ یَهُوْدَ فَاِنَّ لَهُ النَّصْرُ وَالْاُسْوَةُ غَیْرَ مَظْلُوْمِیْنَ وَلَا مُتَنَاصِرِیْنَ عَلَیْهِمْ وَاِنَّهٗ سِلْمُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاحِدَةٌ لَا یُسَالِمُ مُؤْمِنٌ دُوْنَ مُؤْمِنٍ فِیْ قِتَالٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا عَلٰی سَوَاءٍ وَعَدْلٍ وَاِنَّ كُلَّ غَازِیَةٍ غَزَتْ مَعَنَا یَعْقِبُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَاِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ یُبِیْئُ[2] بَعْضُهُمْ عَنْ[3] بَعْضٍ بِمَانَالَ دِمَاءَ هُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ

---

۱ (الف) میں یخالف خائے معجمہ سے لکھا ہے جو اس مقام پر مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ (احمد محمودی)۔

۲ سہیلی نے یبئ کے معنی یساوی کے لئے ہیں اور (ب) کے حاشیہ پر یمنع و یکف کے پہلے اعتبار سے وہ معنی ہوں گے جو میں نے ترجمے میں اختیار کئے ہیں اور دوسرے لحاظ سے معنی یوں ہونگے کہ راہ خدا (یعنی جنگ) میں ان کو قتل کرنے کی قدرت حاصل ہونے کے وقت بھی ایماندار ایک دوسرے کی حفاظت کرے گا اور ایماندار کے قتل سے خود کو باز رکھے گا۔ (احمد محمودی)۔

۳ (ب ج د) میں عن کے بجائے علی ہے۔ (احمد محمودی)

الْمُتَّقِیْنَ عَلٰی اَحْسَنِ هُدًی وَاَقْوَمِهٖ وَاِنَّهٗ لَا یُجِیْرُ مُشْرِكٌ مَالًا لِقُرَیْشٍ وَلَا نَفْسًا وَلَا یَحُوْلُ دُوْنَهٗ عَلٰی مُؤْمِنٍ وَاِنَّهٗ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا عَنْ بَیِّنَةٍ فَاِنَّهٗ قَوْدٌ بِهٖ اِلَّا اَنْ یَرْضٰی وَلِیُّ الْمَقْتُوْلِ. وَاِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ كَافَّةً وَلَا یَحِلُّ لَهُمْ اِلَّا قِیَامٌ عَلَیْهِ وَاِنَّهٗ لَا یَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَقَرَّ بِمَا فِیْ هٰذَالصَّحِیْفَةِ وَآمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ اَنْ یَنْصُرَ مُحْدِثًا وَلَا یُؤْوِیْهِ وَاِنَّهٗ مَنْ نَصَرَهٗ اَوْآوَاهُ فَاِنَّ عَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَغَضَبَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُؤْخَذُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَاِنَّكُمْ مَهْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ مَرَدَّهٗ اِلَی اللّٰهِ وَاِلٰی مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاِنَّ الْیَهُوْدَ یُنْفِقُوْنَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا دَامُوْا مُحَارِبِیْنَ وَاِنَّ یَهُوْدَ بَنِیْ عَوْفٍ اُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ لِلْیَهُوْدِ دِیْنُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ دِیْنُهُمْ مَوَالِیْهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ اَوْ اَثِمَ فَاِنَّهٗ لَا یُوْتِغُ اِلَّا نَفْسَهٗ وَاَهْلَ بَیْتِهٖ.

''اور کوئی ایماندار کسی اور ایماندار کے غلام کا حلیف بغیر اس (کی اجازت) کے نہ بنے اور متقی ایماندار اپنے میں سے اس شخص کی مخالفت پر (مستعد اور کمر بستہ رہیں گے) جو بغاوت کرے یا ظلم ۔ زیادتی ۔ گناہ یا ایمانداروں میں فساد پیدا کر کے کوئی چیز حاصل کرنا چاہئے ۔ ان سب کے ہاتھ ایک ساتھ ایسے شخص کو مخالفت پر (اٹھیں گے) چاہے وہ کسی کا بیٹا (ہی کیوں نہ) ہو اور کوئی ایماندار کسی ایماندار کو کافر کے عوض میں قتل نہیں کرے گا اور نہ ایماندار کے خلاف کسی کافر کی مدد کرے گا اور اللہ کی ذمہ داری (پناہ دہی) ایک ہے ایمانداروں میں ادنیٰ شخص کی پناہ دہی بھی تمام ایمانداروں پر عائد ہوگی دوسرے لوگوں کے برعکس ایمانداروں میں ایک کو دوسرے پر تولیت حاصل رہے گی اور یہودیوں میں سے جو شخص ہمارا تابع ہو (ہماری جانب سے اس کی) مدد و معاونت اس کا حق ہوگا کہ وہ مظلوم نہ رہے اور نہ ان کے خلاف کوئی شخص مدد حاصل کرے اور ایمانداروں کی صلح ایک ہی ہوگی بجز آپس کی برابری اور مساوات کے ایک ایماندار دوسرے ایماندار کے بغیر جنگ راہ خدا میں صلح نہ کرے گا اور ہر ایک جنگ کرنے والی جماعت جو ہمارے ساتھ ہو کر جنگ کرے وہ ایک دوسرے کے پیچھے ہوگی اور ایماندار راہ خدا میں خون کے معاملات میں ایک کو دوسرے کے برابر سمجھیں گے اور پرہیز گار ایماندار ہدایت کی بہترین حالت اور زیادہ سیدھی راہ پر رہیں گے اور کسی ایماندار کے خلاف کوئی مشرک قریش کو مال یا جان کی پناہ نہ دے گا اور نہ اس کے متعلق کوئی رکاوٹ ڈالے گا اور جو شخص کسی ایماندار کو بے سبب (ناحق) قتل کرے (اور) گواہوں سے (اس کا) ثبوت (بھی بہم) ہو تو اس کو اس کے بدلے میں قتل کیا

جائے گا بجز ایسی صورت کے کہ مقتول کا ولی راضی ہو جائے۔ اور ایماندار سب کے سب اس (کی مخالفت) پر (کمر بستہ رہیں گے) اور انہیں بجز اس (کی مخالفت) پر (رہنے) کے کوئی اور شکل جائز نہ ہوگی اور جس ایماندار نے اس مکتوب میں جو کچھ (لکھا) ہے اس کا اقرار کیا اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اسے جائز نہیں کہ وہ کسی نئی (رسم و راہ مذہب) کے ایجاد کرنے والے کی مدد کرے اور نہ (اس کو جائز ہے کہ) اس کو پناہ دے اور حقیقت یہ ہے کہ جس نے اس کو مدد دی یا اس کو پناہ دی تو اس پر قیامت کے روز اللہ کی لعنت وغضب ہوگا اور نہ اس کا کوئی فریضہ قبول ہوگا اور نہ کوئی نفل۔ اور تم میں جس کسی چیز کے متعلق آپس میں اختلاف ہو تو اس کا مرجع اللہ اور محمد علیہ السلام کی جانب (ہونا چاہئے) اور یہود بھی جب تک جنگ میں شریک رہیں تو ایمانداروں کے ساتھ اخراجات (جنگ میں) شریک رہیں گے اور بنی عوف کے یہود بھی ایمانداروں کا ہمراہی گروہ ہوگا۔ یہودیوں کے لئے ان کا دین اور مسلموں کے لئے ان کا دین ۔ان کی ذاتوں اور ان کے آزاد کردہ لونڈی غلام (دونوں کا ایک ہی حکم ہوگا) بجز ان لوگوں کے جنہوں نے ظلم وزیادتی کی کسی جرم کا ارتکاب کیا تو (اس کے خمیازے میں) وہ صرف اپنے آپ کو گھر والوں کو برباد کریں گے''۔

وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِي النَّجَّارِ مِثْلَ مَا يَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِي الْحَارِثِ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِي سَاعِدَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِيْ جُشَمَ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِي اَوْسٍ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِي ثَعْلَبَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ اِلاَّ مَنْ ظَلَمَ وَاَثِمَ فَاِنَّهُ لَا يُوْتِغُ اِلاَّ نَفْسَهُ وَ اَهْلَ بَيْتِهٖ وَاِنَّ جَفْنَةَ بَطْنٍ مِنْ ثَعْلَبَةَ كَاَنْفُسِهِمْ.

''اور بنی نجار کے یہودیوں کے لئے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لئے ہیں اور بنی حارث کے یہودیوں کے لئے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لئے ہیں اور بنی ساعدۃ کے یہودیوں کے لئے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لئے ہیں اور بنی جشم کے یہودیوں کے لئے (بھی) اسی طرح (کے حقوف ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لئے ہیں اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کے لئے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لئے ہیں اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کے

لئے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لئے ہیں بجز ان لوگوں کے جنہوں نے ظلم وزیادتی کی یا کسی جرم کا ارتکاب کیا تو (اس کے عوض میں) وہ صرف اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو برباد کریں گے اور بنی ثعلبہ کی کسی شاخ کا سردار بنی ثعلبہ کے افراد کے مثل (سمجھا جائے گا)''۔

وَاِنَّ لِبَنِی الشُّطَیْبَۃَ مِثْلَ مَا لِیَھُوْدِ بَنِیْ عَوْفٍ وَاِنَّ الْبِرَّ دُوْنَ الْاِثْمِ وَاِنَّ مَوَالِیَ ثَعْلَبَۃَ کَاَنْفُسِھِمْ۔ وَاِنَّ بِطَانَۃَ یَھُوْدَ کَاَنْفُسِھِمْ اِنَّہٗ لَا یَخْرُجُ مِنْھُمْ اَحَدٌ اِلَّا بِاِذْنِ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاِنَّ لَا یَنْحَجِزُ عَلٰی ثَارِ جَرْحٍ وَاِنَّہٗ مَنْ فَتَکَ فَبِنَفْسِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی اَبَرِّ ھٰذَا.

''اور بنی شطیبۃ کے لئے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لئے ہیں اور وفائے عہد ارتکاب جرم کے لئے مانع ہوگا[1] اور بنی ثعلبہ کے آزاد کردہ لونڈی غلام خود انہیں کے مثل (سمجھے جائیں گے) اور یہودیوں کے احباب اور مددگار انہیں کی طرح (سمجھے جائیں گے) اور محمد (رسول اللہ) علیہ السلام کی اجازت کے بغیر ان کا کوئی شخص باہر نہ جائے اور کوئی شخص کسی جرم کا خمیازہ بھگتنے سے پہلو تہی نہ کرے۔ اور جو شخص (کسی سے بدلہ لینے کے لئے اس کی) غفلت کی حالت میں اچانک حملہ کردے یا جرأت بیجا کا مرتکب ہو تو (اس کی ذمہ داری) اس کی ذات اور اس کے گھر والوں پر (ہوگی) بجز اس شخص کے جس پر ظلم کیا گیا ہو (کہ مظلوم کی مدد کی جائے گی) اور اللہ (اپنے عہود و ذمہ داریوں میں) اس سے بھی زیادہ با وفا ہے''۔

وَاِنَّ عَلَی الْیَھُوْدِ نَفْقَتَھُمْ وَعَلَی الْمُسْلِمِیْنَ نَفْقَتَھُمْ وَاِنَّ بَیْنَھُمُ النَّصْرَ عَلٰی مَنْ حَارَبَ اَھْلَ ھٰذِہِ الصَّحِیْفَۃِ وَاِنَّ بَیْنَھُمُ النُّصْحَ وَالنَّصِیْحَۃَ وَالْبِرَّ دُوْنَ الْاِثْمِ.

''اور یہود کے اخراجات (جنگ) کا بار یہود پر اور مسلمانوں کا مسلمانوں پر۔ یہود اور مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے معین اور مددگار رہ کر ان لوگوں کا مقابلہ کریں گے جو اس نوشتے کے موافق رہنے والوں کے مخالف ہوں گے۔ اور ان میں آپس میں خلوص اور خیر خواہی رہے گی اور وفاداری بے وفائی سے روکے گی''۔

---

[1] یعنی وہ باوفا لوگ جنہیں اپنے عہد و اقرار کا لحاظ ہو وہ بدعہدی نہ کریں۔ (احمد محمودی)

وَاِنَّهٗ لَمْ يَاْثَمِ امْرَءٌ بِحَلِيْفِهٖ وَاِنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُوْمِ.

''اور کسی شخص نے اپنے حلیف کے ساتھ بدعہدی نہیں کی ہے اور امداد مظلوم کا حق ہے''۔

وَاِنَّ الْيَهُوْدَ يُنْفِقُوْنَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا دَامُوْا مُحَارِبِيْنَ وَاِنَّ يَثْرِبَ حَرَامٌ جَوْفُهَا لِاَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَاِنَّ الْجَارَ كَالنَّفْسِ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَلَا آثِمٍ.

''اور یہودی جب تک مومنین کے ساتھ رہ کر جنگ کرتے رہیں اخراجات (جنگ) بھی مومنین کے ساتھ ادا کریں گے اور یثرب کے اندر (جنگ) اس نوشتے والوں کے لئے حرام ہے۔ اور پڑوسی (کی حفاظت) اپنی ذات کی طرح ہوگی۔ نہ اس کو (کوئی) نقصان پہنچایا جا سکتے گا اور نہ (اس کے خلاف) (کوئی) جرم کیا جا سکتے گا''۔

وَاِنَّهٗ لَا تُجَارُ حُرْمَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اَهْلِهَا وَاِنَّهٗ مَا كَانَ بَيْنَ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ مِنْ حَدَثٍ اَوِاشْتِجَارٍ يُخَافُ فَسَادُهٗ فَاِنَّ مَرَدَّهٗ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى اَتْقٰى مَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَ اَبَرِّهٖ.

''اور کسی عورت کو اس کے لوگوں کی اجازت کے بغیر پناہ نہ دی جائے گی اور اس نوشتے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے درمیان کوئی حادثہ یا (ایسا) اختلاف ہو جس سے فساد کا خوف ہو تو اس کا فیصلہ اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ (ہی) کی جانب (سے) ہوگا۔ اور اس نوشتے میں جو کچھ ہے اللہ اس (عہد کو توڑنے) سے زیادہ پرہیز کرنے والا اور (اس کو پورا کرنے میں) زیادہ سچا ہے۔ یا اللہ اس کی امداد پر رہے گا جو اس کو توڑنے سے بہت بچنے والا اور (اس کو پورا کرنے میں) بڑا سچا ہو''۔

وَاِنَّهٗ لَا تُجَارُ قُرَيْشٌ وَلَا مَنْ نَصَرَهَا وَاِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلٰى مَنْ دَهَمَ يَثْرِبَ وَاِذَا دُعُوْا اِلٰى صُلْحٍ يُصَالِحُوْنَهٗ وَيَلْبَسُوْنَهٗ فَاِنَّهُمْ يُصَالِحُوْنَهٗ وَيَلْبَسُوْنَهٗ وَاِنَّهُمْ اِذَا دُعُوْا اِلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ فَاِنَّهٗ لَهُمْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِلَّا مَنْ حَارَبَ فِى الدِّيْنِ۔ عَلٰى كُلِّ اِنْسَانٍ حِصَّتُهُمْ مِنْ جَانِبِ الَّذِيْ قِبَلَهُمْ۔ وَاِنَّ يَهُوْدَ الْاَوْسِ مَوَالِيَهُمْ وَاَنْفُسَهُمْ عَلٰى مِثْلِ مَا لِاَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ مَعَ الْبِرِّ الْمَحْضِ مِنْ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ.

''اور نہ قریش کو پناہ دی جائے گی اور نہ (قریش) کے معاونوں کو۔ اور یثرب پر جو (دشمن) چھا جائے اس کے مقابلے میں ان (سب) میں امداد (باہمی) ہوگی اور جب کسی صلح کے لئے انہیں بلایا جائے کہ (یہ) صلح کریں اور اس میں شریک ہوں تو یہ لوگ اس سے صلح کریں گے اور صلح

میں شرکت کریں گے اور جب یہ لوگ اسی طرح کسی کو صلح کی خاطر بلائیں تو یہ بھی ان کو حق ہوگا ایمانداروں پر بھی (یہ صلح لازمی ہوگی) بجز ان لوگوں (کی موافقت) کے جنہوں نے دین کے متعلق کوئی جنگ کی ہو۔ (اور) ہر شخص پر اس (آفت) کی ذمہ داری ہوگی جو خود اس کی جانب سے (اس پر نازل ہوئی) ہو۔ اور اس نوشتے کے شریکوں کے ساتھ مخلصانہ اچھا برتاؤ ہو تو (بنی) اوس والوں اور ان کے آزاد کردہ لونڈیوں اور غلاموں کے ساتھ (بھی) وہی (رعایتیں) ہوں گی جو اس نوشتے والوں کے ساتھ ہوں گی''۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ''مَعَ الْبِرِّ الْمُحْسَنِ مِنْ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ'' بھی کہا ہے۔ یعنی اس نوشتے کے شریکوں کے ساتھ اچھا برتاو اور احسان ہو تو۔

ابن اسحٰق نے کہا:۔

(یعنی بعض روایتوں کے الفاظ حسب ذیل ہیں)

وَاِنَّ الْبِرَّ دُوْنَ الْاِثْمِ لَا يَكْسِبُ كَاسِبٌ اِلَّا عَلٰى نَفْسِهٖ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى اَصْدَقِ مَا فِىْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَاَبَرِّهٖ.

''اور وفاداری عہد شکنی سے مانع ہوگی۔ ہر شخص کے گئے دھرے کا نقصان اسی پر ہوگا۔ اور اللہ اس شخص کی حمایت) پر ہوگا جو اس نوشتے کے مشمولات پر زیادہ سچائی اور زیادہ وفاداری سے (قائم) ہو''۔

وَاِنَّ اللّٰهَ جَارٌ لِّمَنْ بَرَّ وَاتَّقٰى وَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

''اور اللہ حامی ہے اس شخص کا جو (عہد و اقرار میں) باوفا اور پرہیزگار رہا اور اللہ کے رسول محمد ﷺ بھی (اس کے حامی ہیں)''۔

ابن ہشام نے کہا کہ یوتغ کے معنی يُهْلِكُ یا يُفْسِدُ کے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا مہاجر اور انصار میں بھائی چارہ قائم کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم فرمایا۔ اور مجھے جو خبر ملی ہے اس کے لحاظ سے آپ نے فرمایا:

اور آپ کی جانب ایسی بات کی نسبت کرنے سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جس کو آپ نے نہ فرمایا ہو۔

(آپ نے فرمایا):

تَاٰخَوْا[1] فِی اللّٰہِ اَخَوَیْنِ اَخَوَیْنِ.

''اللہ کی راہ میں دو دو شخص بھائی بھائی بن جاؤ''۔

پھر آپ نے علی بن ابی طالب رضوان[2] اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا۔ هٰذَا اَخِیْ۔ یہ میرا بھائی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین، امام المتقین، رسول رب العالمین جن کا اللہ کے بندوں میں کوئی مثل[3] و نظیر نہیں تھا اور علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ بھائی بھائی بن گئے۔

اور حمزہ بن عبدالمطلب شیر خدا اور شیر رسول خدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ بھائی بھائی قرار پائے اور جنگ اُحد کے روز جب لڑائی ہونے لگی تو حمزہ نے انہیں کو وصیت کی کہ اگر ان کو موت کا حادثہ پیش آئے (تو ان کی وصیت کے مطابق عمل کریں)

اور جعفر بن ابی طالب ذوالجناحین الطیار فی الجنۃ (جنت میں اڑتے پھرنے والے) کا بنی سلمہ والے معاذ بن جبل سے بھائی چارہ ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ جعفر بن ابی طالب اس وقت (مدینہ منورہ میں) موجود نہ تھے (بلکہ) سرزمین حبشہ میں تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی[4] اللہ عنہ بن ابی قحافہ اور بلحارث بن خزرج والے خارجہ بن زید بن ابی زہیر بھائی بھائی ٹھہرائے گئے۔

اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج والے عتبان بن مالک بھائی بھائی بنے۔

اور ابوعبیدہ بن الجراح جن کا نام عامر بن عبداللہ تھا اور بنی عبدالاشہل والے سعد بن معاذ بن النعمان بھائی بھائی ٹھہرے۔

اور عبدالرحمٰن بن عوف اور بلحارث بن الخزرج والے سعد بن الربیع بھائی بھائی ہوئے۔

اور زبیر بن العوام اور بنی عبدالاشہل والے سلمہ بن سلامۃ بن وقش بھائی بھائی بنے۔ بعض کہتے ہیں کہ زبیر کا بنی زہرہ کے حلیف عبداللہ بن مسعود سے بھائی چارہ ہوا تھا۔

---

[1] (ب ج د ث میں تآخوا ہے۔ [2] (ب ج د) میں نہیں ہے۔

[3] (الف) میں خطر والا نظیر ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے نسخوں میں خطیر ولا نظیر ہے۔ (احمد محمودی)

[4] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اور عثمان بن عفان اور بنی نجار والے ثابت بن المنذر بھائی بھائی قرار پائے۔

اور طلحہ بن عبید اللہ اور بنی سلمہ والے کعب بن مالک میں برادری قائم ہوئی۔

اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور بنی النجار والے ابی بن کعب میں بھائی چارہ ہوا۔

اور مصعب بن عمیر بن ہاشم اور بنی النجار والے ابوایوب خالد ابن زبیر بھائی بھائی ٹھہرے۔

اور ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور بنی عبدالاشہل والے عباد ابن بشر بن وقش میں برادری قرار دی گئی۔

اور بنی مخزوم کے حلیف عمار بن یاسر اور بنی عبدالاشہل کے حلیف بنی عبس والے حذیفہ بن الیمان میں بھائی چارہ ٹھہرا۔ بعض کہتے ہیں عمار بن شاسر کا بھائی چارہ بلحارث بن الخزرج والے ثابت بن قیس سے ہوا تھا جو رسول اللہ ﷺ کے خطیب تھے۔

اور ابوذر بریر بن جنادۃ الغفاری کا بھائی چارہ بنی ساعدہ بن کعب ابن الخزرج والے منذر بن عمرو المعنق لیموت (موت کی جانب تیزی سے جانے والے) سے ہوا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے متعدد علماء کو ابوذر جندب بن جنادہ کہتے سنا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی اسد بن عبدالعزی کے حلیف حاطب بن ابی بلتعہ کا بنی عمرو بن عوف والے عویم بن ساعدہ سے بھائی چارہ ہوا۔

اور سلمان فارسی کا بلحارث بن الخزرج والے ابوالدرداء عویمر بن ثعلبہ سے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عویمر بن عامر اور بعض عویمر بن زید کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوبکر کے آزاد کردہ بلال[1] رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے موذن کا ابورویحہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الخثعمی ثم الفرعی[2] سے۔

غرض رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے جن کے درمیان بھائی چارے کی قرارداد فرمائی اور ان کے نام ہمیں معلوم ہوئے یہ تھے۔

عمر بن الخطاب نے جب شام کے وظائف کی ترتیب دی۔ اور بلال نے بھی شام کی جانب سفر کر کے جہاد کے لئے وہیں اقامت اختیار کر لی تھی۔ تو بلال سے دریافت فرمایا کہ اے بلال تمہارا وظیفہ کس کے ساتھ

---

1. (الف) میں نہیں ہے۔

2. (الف) میں رائے قرشت سے اور (ب ج د) میں زائے ہوز سے لکھا ہے اور (ب) کے حاشیہ پر فا اور زائے کی تقیید کی روایت ابوذر سے لکھی ہے اور بعض روایت میں بجائے فا قاف کی بھی روایت آئی ہے۔ (احمد محمودی)

رکھیں تو بلال نے کہا ابورویحہ کے ساتھ کیونکہ اس برادری کے سبب سے جس کی قرارداد رسول اللہ ﷺ نے اس کے اور میرے درمیان فرمادی ہے میں ان سے کبھی الگ نہ ہوں گا۔

راوی نے کہا تو ان کا وظیفہ ابورویحہ ہی کے ساتھ ملا دیا گیا اور حبشہ کے تمام وظیفے خثعم ہی کے ساتھ ملا دے گئے۔ کیونکہ بلال خثعم ہی میں سے تھے اور اب تک بھی شام میں اس کا انضمام خثعم ہی کے ساتھ ہے۔

ابوامامہ اسعد بن زرارۃ کی موت اور بنی النجار کی سرداری کے متعلق رسول ﷺ کا فرمان

ابن اسحٰق نے کہا کہ انہیں مہینوں میں ابوامامہ اسعد بن زرارہ کا انتقال ہوا جبکہ مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی وہ ذبحہ[1] یا شہیقہ[2] میں مبتلا تھے۔

ابن[3] اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن خرم نے یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بِئْسَ الْمَيِّتُ اَبُوْ اُمَامَةَ لِيَهُوْدَ وَ مُنَافِقِي الْعَرَبِ يَقُوْلُوْنَ لَوْكَانَ نَبِيًّا لَمْ يَمُتْ صَاحِبُهُ وَلَا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ وَلَا لِصَاحِبِيْ مِنَ اللهِ شَيْئًا.

''ابوامامہ یہودیوں اور عرب کے منافقوں کے لئے بری میت ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو اس کا دوست مر نہ جاتا حالانکہ اللہ (کی مشیت) کے خلاف میں نہ اپنی ذات کے لئے کچھ قدرت رکھتا ہوں اور نہ اپنے دوست کے لئے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری نے بیان کیا کہ جب ابوامامہ اسعد بن زرارۃ کا انتقال ہوا تو بنی النجار رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوئے۔ اور ابوامامہ ان کے نقیب یا سردار تھے۔ اور آپ سے عرض کی اے اللہ کے رسول یہ (متوفی) شخص ہم میں جو حیثیت رکھتا تھا اس سے تو آپ واقف ہیں اس لئے ہم میں سے کسی کو ان کا قائم مقام کیجئے کہ جن امور کی اصلاح وہ کیا کرتے تھے وہ کیا کرے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

اَنْتُمْ اَخْوَالِيْ وَاَنَا بِمَا فِيْكُمْ وَاَنَا نَقِيْبُكُمْ.

''تم لوگ (رشتے میں) میرے ماموں ہو اور میں (ان امور کی اصلاح کے لئے موجود)

---

[1] ذبحہ خناق کی ایک قسم ہے۔ [2] شہیقہ کالی کھانسی۔ [3] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ہوں۔ جوتم میں (رونما) ہوں اور میں تمہارا نقیب (ذمہ دار انتظام واصلاح) ہوں''۔

اور رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ ان میں بعض کو بعض کے مقابلے میں کوئی خصوصیت دی جائے۔ اور یہ بنی نجار کے لئے ایک ایسی فضیلت تھی جس کو وہ اپنی قوم کے مقابلے میں (خصوصی فضائل میں) شمار کیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ ان کے نقیب تھے۔

نمازوں کے لئے اذاں کی ابتدا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں جب اطمینان حاصل ہوا اور آپ کے مہاجرین بھائی بند جمع ہو گئے اور انصار کے معاملات میں بھی جمعیت حاصل ہوگئی اور اسلام کا معاملہ مستحکم ہو گیا اور نماز اچھی طرح ہونے لگی اور زکوٰۃ اور روزے فرض ہو گئے اور سزائیں مقرر ہوئیں اور حلال وحرام چیزیں مقرر کر دی گئیں اور ان میں اسلام نے گھر کرلیا اور اس قبیلہ انصار نے اَلَّذِیْنَ تَبَوَّ ءُو الدَّارَ وَالْاِ یْمَانَ۔ کی صفت حاصل کر لی یعنی دار ہجرۃ اور ایمان میں استحکام حاصل کرلیا اور رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ کے پاس لوگ نماز کے اوقات پر (اس کے ادا کرنے کے) لئے بے بلائے۔ جمع ہو جایا کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ یہود کے سنکھ کی طرح کوئی سنکھ بنایا جائے جس سے انہیں ان کی نمازوں کے لئے بلایا جائے۔ پھر آپ نے اس کو ناپسند فرمایا۔ (اور) آپ نے گھنٹہ بنانے کا حکم فرمایا اور ایک گھنٹہ بنایا بھی گیا تا کہ نماز کے واسطے مسلمانوں کو (جمع کرنے کے لئے) بجایا جائے۔ غرض یہ لوگ اسی (سوچ) میں تھے کہ بلحارث ابن الخزرج والے عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ نے (خواب میں کسی کو) اذان دیتے دیکھا وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کی یا رسول اللہ آج رات میرے پاس ایک چکر لگانے والے نے چکر لگایا۔ میرے پاس سے ایک (ایسا) شخص گزرا جس (کے جسم) پر دو سبز چادریں تھیں اور اپنے ہاتھ میں (وہ) ایک گھنٹہ لئے ہوئے تھا میں نے کہا اے اللہ کے بندے کیا تو یہ گھنٹہ فروخت کرے گا۔ اس نے کہا تم اس کو لے کر کیا کرو گے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کہا ہم اس سے (لوگوں کو) نماز کے لئے بلائیں گے۔ اس نے کہا تو کیا میں تمہیں اس سے اچھی چیز نہ بتا دوں۔ میں نے کہا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا تم یہ کہو۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدا رسُوْلُ اللّٰہِ،حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ،حَیَّ عَلَی الصلاۃ،حَیَّ عَلَی الْفَلاحِ،حَیَّ عَلَی الْفَلاحِ،اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ۔

جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی تو فرمایا:

اِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاَلْقِهَا عَلَيْهِ فَلْيُؤَذِّنْ بِهَا فَاِنَّهٗ اَنْدٰى صَوْتًا مِنْكَ.

''اللہ نے چاہا تو یہ خواب حق ہے۔ بلال کے ساتھ تم کھڑے ہو جاؤ۔ اور یہ الفاظ انہیں بتاتے جاؤ۔ اور انہیں چاہئے کہ ان الفاظ کے ذریعہ اعلان کریں کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں''۔

اور جب بلال نے ان الفاظ سے اذان دی عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اس کو اس حالت میں سنا کہ وہ اپنے گھر میں تھے تو (گھر سے) نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی چادر کھینچتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے نبی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی دے کر مبعوث فرمایا ہے میں نے بھی ایسا ہی (خواب میں) دیکھا ہے جیسا کہ انہوں نے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

''پھر تو اللہ کا شکر ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے اس حدیث کی روایت محمد بن ابراہیم ابن الحارث نے محمد بن عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن جریج نے بیان کیا کہ ان سے عطاء نے کہا کہ میں نے عبید بن عمیر اللیثی سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے نماز کے لئے جمع ہونے کے واسطے گھنٹے کے متعلق مشورہ فرمایا اور عمر بن الخطاب گھنٹے کے لئے دو لکڑیاں خریدنا چاہتے تھے کہ یکا یک عمر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خواب میں دیکھا کہ (کوئی کہتا ہے) گھنٹہ نہ بناؤ بلکہ نماز کے لئے اذان کہو تو عمر (رضی اللہ عنہ) کو اس بات کی اطلاع بلال کی اذان ہی سے ہوئی اور جب آپ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات اطلاعاً عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَدْ سَبَقَكَ بِذٰلِكَ وَحْيٌ.

''اس بات کے متعلق وحی نے تم سے سبقت کی''۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر سے اور انہوں نے بنی النجار کی ایک عورت سے روایت کی اس عورت نے کہا کہ میرا گھر مسجد کے آس پاس کے گھروں میں سب سے زیادہ لمبا تھا اور بلال اسی پر ہر صبح فجر کی اذان دیا کرتے تھے وہ سحر کے وقت آتے اور فجر کا انتظار کرتے ہوئے گھر پر بیٹھ جاتے اور جب اس (طلوع فجر کی روشنی) کو دیکھتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے اور کہتے یا اللہ میں تیری تعریف کرتا ہوں اور قریش کے مقابلے میں تیری مدد کا خواہاں ہوں کہ وہ تیرے دین پر سیدھے قائم ہو جائیں اس

عورت نے کہا۔ اس کے بعد اذان دیتے۔ اس عورت نے کہا کہ اللہ کی قسم ایک رات بھی اس (عمل) کو چھوڑتے ہوئے میں نے انہیں نہیں پایا۔

ابو قیس بن ابی انس کا حال

ابن اسحٰق نے کہا جب رسول اللہ ﷺ کو آپ کے دار (الہجرت) میں اطمینان نصیب ہوا اور اللہ نے وہاں اپنا دین غالب کر دیا اور مہاجرین وانصار کو آپ کی سرپرستی میں اللہ نے آپ کے لئے جمع فرما دیا تو عدی بن نجار والے ابو قیس صرمہ بن ابی انس نے کہا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو قیس (کا سلسلہ نسب یوں ہے) صرمہ بن ابی انس بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ انہوں نے جاہلیت کے زمانے میں رہبانیت اختیار کر لی تھی اور موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے اور بتوں (کی پوجا) چھوڑ دی تھی اور جنابت کے موقع پر غسل کیا کرتے تھے اور حیض والی عورتوں سے دامن بچائے رکھتے تھے اور نصرانی ہو جانے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن پھر اس سے رک گئے اور اپنے ایک گھر میں جا بیٹھے اور اس کو مسجد بنا لیا تھا کہ ان کے پاس نہ کوئی ناپاک عورت جائے اور نہ ناپاک مرد۔

انہوں نے جب بتوں سے علیحدگی اختیار کر لی اور انہیں ناپسند کرنے لگے تو وہ کہا کرتے تھے کہ میں رب ابراہیم کی پرستش کرتا ہوں یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انہوں نے اسلام اختیار کیا اور ان کا اسلام بھی خوب رہا۔ وہ ایک بڑے بوڑھے آدمی تھے۔ سچی بات کہنے میں ماہر تھے۔ جاہلیت کے زمانے میں بھی عظمت الٰہی کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اس (حقانیت اور عظمت الٰہی) میں اچھے اچھے شعر کہا کرتے تھے۔ ان اشعار کے کہنے والے یہی حضرت ہیں۔

يَقُوْلُ اَبُوْقَيْسٍ وَاَصْبَحَ غَادِيًا　　اَلَا مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ وَصَاتِيْ فَافْعَلُوْا

صبح سویرے ابو قیس کہہ رہا ہے سنو اور میری نصیحتوں میں سے جس قدر تم سے ہو سکے اس پر عمل کرو۔

وَاُوْصِيْكُمْ بِاللّٰهِ وَالْبِرِّ وَالتُّقٰى　　وَاَعْرَاضِكُمْ وَالْبِرُّ بِاللّٰهِ اَوَّلُ

اللہ کے ساتھ (جو عہود ہوں ان میں) سچے رہنے اور پرہیزگاری اور اپنی عزت کا خیال رکھنے کی میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کے ساتھ سچائی سب سے مقدم چیز ہے۔

وَاِنْ قَوْمُكُمْ سَادُوْا فَلَا تَحْسُدَنَّهُمْ　　وَاِنْ كُنْتُمْ اَهْلَ الرِّيَاسَةِ فَاعْدِلُوْا

اور اگر تمہاری قوم (کے بعض افراد) سردار بن جائیں تو ان پر تم حسد نہ کرو اور اگر سرداری تمہیں

نصیب ہوتو تو انصاف سے کام لیا کرو۔

وَاِنْ نَزَلَتْ اِحْدَی الدَّوَاھِیَ بِقَوْمِکُمْ فَاَنْفُسَکُمْ دُوْنَ الْعَشِیْرَۃِ فَاجْعَلُوْا

اور اگر تمہاری قوم پر کوئی آفت نازل ہوتو اپنی جانوں کو اپنے خاندان پر (قربان) کر دو۔

وَاِنْ نَابَ غُرْمٌ فَادِحٌ فَارْفُقُوْھُمْ وَمَا حَمَّلُوْکُمْ فِی الْمُلِمَّاتِ فَاحْمِلُوْا

اور اگر کسی ڈنڈ کا بھاری بوجھ آ پڑے تو ان کے ساتھ نرمی کرو اور آفتوں میں وہ تم پر بار ڈالیں تو تم اس کو برداشت کرو۔

وَاِنْ اَنْتُمْ اَمْعَـرْتُمْ فَتَعَفَّفُوْا وَاِنْ کَانَ فَضْلُ الْخَیْرِ فِیْکُمْ فَاَفْضِلُوْا

اور اگر تنگ دست ہوتو ان سے کسی چیز کی طلب کرنے سے بچو اور اگر ضرورت سے زیادہ مال ہو تو۔زیادہ مال کو ان پر خرچ کرو۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں وَاِنْ نَابَ غُرْمٌ فَادِحٌ فَارْدِفُوْھُمْ ہے۔یعنی اگر کسی ڈنڈ کا بار ان پر آ پڑے تو تم بھی ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوقیس نے یہ بھی کہا ہے۔

سَبِّحُوْا لِلّٰہِ شَرْقَ کُلِّ صَبَاحٍ طَلَعَتْ شَمْسُہٗ وَکُلَّ ھِلَالِ

اللہ تعالیٰ کی تنزیہ ہر ایک صبح کے اجالے کے وقت کرو جب اس کا سورج نکلے اور جب چاند نکلے۔

عَالِمِ السِّرِّ وَالْبَیَانِ لَدَیْنَا لَیْسَ مَا قَالَ رَبُّنَا بِضَلَالِ

ہمارے عقیدے میں وہ ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے (اس لئے) ہمارے پروردگار نے جو کچھ فرمایا۔وہ (کبھی) گمراہی نہیں ہوسکتی۔

وَلَہُ الطَّیْرُ تَسْتَرِیْدُ وَ تَاوِیْ فِیْ وُکُوْرٍ مِنْ آمِنَاتِ الْجِبَالِ

وہ پرند جو امن والے پہاڑوں کے گھونسلوں میں رہتے اور آتے جاتے ہیں وہ سب اسی کی ملک ہیں۔

وَلَہُ الْوَحْشُ بِالْفَلَاۃِ تَرَاھَا وَحِقَافٍ وَفِیْ ظِلَالِ الرِّمَالِ

جنگلوں اور ٹیلوں کے دامنوں اور ٹیلوں کے سایے میں جن جنگلی جانوروں کو تو دیکھتا ہے وہ سب اسی کی ملک ہیں۔

وَلَہُ ھَوَّدَتْ یَھُوْدُ وَ دَانَتْ کُلَّ دِیْنٍ اِذَا ذَکَرْتَ عُضَالِ

یہود نے اسی کی جانب رجوع کیا ہے اور اسی کی اطاعت کی ہے اس کے مقابلے میں جس دین کا بھی تو ذکر کرے وہ ایک ایسی بیماری ہے جو لا دوا ہے۔

وَلَهٗ شَمَّسُ النَّصَارٰی وَقَامُوْا كُلَّ عِيْدٍ لِرَبِّهِمْ وَاحْتِفَالِ

اسی کے لئے نصاری (کڑی) دھوپ میں تپتے رہے اور اپنے پروردگار کے لئے عیدوں اور مجلسوں میں (عبادت کرتے ہوئے) کھڑے رہے۔

وَلَهُ الرَّاهِبُ الْحَبِيْسُ تَرَاهُ رَهْنَ بُؤْسٍ وَكَانَ نَاعِمَ بَالِ

اسی کے لئے تارک الدنیا راہب تکلیف میں مبتلا ہے حالانکہ وہ بےفکر سکھ چین میں تھا۔

يَا بَنِي الْاَرْحَامِ لَا تَقْطَعُوْهَا وَصِلُوْهَا قَصِيْرَةً مِنْ طِوَالِ

بچو رشتے داروں سے قطع تعلق نہ کرو ان سے میل ملاپ رکھو۔ ان کے کوتاہ (دستوں) پر تم اپنا (دست) کرم دراز کرو۔ یا۔ وہ بڑے خاندان کے شریف ترین ہیں۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ ضِعَافِ الْيَتَامٰى رُبَّمَا يُسْتَحَلُّ غَيْرُ الْحَلَالِ

اور کمزور یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ بعض ناجائز بات جائز سمجھ لی جاتی ہے۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ لِلْيَتِيْمِ وَلِيًّا عَالِمًا يَهْتَدِيْ بِغَيْرِ السُّؤَالِ

اور یہ بات جان لو کہ یتیم کا بھی ایک سرپرست ہے جو خوب جاننے والا ہے اور بے پوچھے ہر بات سے واقف ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ مَالَ الْيَتِيْمِ لَا تَاْكُلُوْهَا اِنَّ مَالَ الْيَتِيْمِ يَرْعَاهُ وَالِيْ

اور یتیم کا مال نہ کھاؤ۔ کیونکہ یتیم کے مال کی بھی ایک حاکم نگرانی کرتا ہے۔

يَا بَنِي التُّخُوْمَ لَا تَخْزُلُوْهَا اِنَّ خَزْلَ التُّخُوْمِ ذُوْعَقَّالِ

بچو زمین کی حدوں میں بددیانتی نہ کرو کیونکہ حدوں میں بددیانتی ترقیوں سے روکنے والی ہے۔

يَا بَنِيَّ الْاَيَّامَ لَا تَاْمَنُوْهَا وَاحْذَرُوْا مَكْرَهَا وَمَرَّ اللَّيَالِيْ

بچو زمانے اور دن رات کے گزرنے سے بےفکر نہ رہو۔ اس کی چالبازیوں سے ڈرتے رہو۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ مَرَّهَا لِنَفَاذِ الْخَلْقِ مَا كَانَ مِنْ جَدِيْدٍ وَبَالِيْ

اور یاد رکھو کہ اس کا گزرنا مخلوق کو ختم کرنے کے لئے ہے خواہ وہ نئی پود ہو یا پرانی۔

وَاجْمَعُوْا اَمْرَكُمْ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَ تَرْكِ الْخَنَا وَ اَخْذِ الْحَلَالِ

اور اپنے نیک ارادے، پرہیزگاری اختیار کرنے، فحش کو چھوڑنے اور کسب حلال پر مضبوط رکھو۔

اور ابوقیس صرمہ نے اس اعزاز کا ذکر کرتے ہوئے جو انہیں اسلام کے سبب سے حاصل ہوا اور اس خصوصیت کا تذکرہ کرتے ہوئے جو رسول اللہ کی تشریف آوری کے سبب سے انہیں حاصل ہوئی تھی کہا ہے۔

ثَوَى فِيْ قُرَيْشٍ بِضْعَ عَشْرَةَ حِجَّةً يُذَكِّرُ لَوْ يَلْقٰى صَدِيْقًا مُوَاتِيَا

رسول اللہ ﷺ دس سال سے کچھ زائد قریش میں اس امید پر نصیحت فرماتے رہے کہ کوئی موافق دوست مل جائے۔

وَ يَعْرِضُ فِيْ اَهْلِ الْمَوَاسِمِ نَفْسَهٗ فَلَمْ يَرَ مَنْ يُّؤْوِيْ وَلَمْ يَرَ دَاعِيَا

اور حج کے موقعوں پر اپنی ذات کو پیش کرتے رہے تو کسی ایسے کو نہ دیکھا جو آپ کو پناہ دیتا نہ کوئی ایسا نظر آیا جو (دین الٰہی کی طرف لوگوں کو) بلانے والا ہوتا۔

فَلَمَّا اَتَانَا اَظْهَرَ اللّٰهُ دِيْنَهٗ فَاَصْبَحَ مَسْرُوْرًا بِطَيْبَةَ رَاضِيًا

جب آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو اللہ نے اپنے دین کو غلبہ عنایت فرمایا اور آپ طیبہ سے خوش اور راضی ہو گئے۔

وَاَلْفٰى صَدِيْقًا وَاطْمَاَنَّتْ بِهِ النَّوٰى وَكَانَ لَنَا عَوْنًا مِنَ اللّٰهِ بَادِيَا

اور آپ نے ایسا دوست پا لیا جس میں آپ کی غریب الوطنی کو اطمینان حاصل ہوا اور آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے معاون تھے کہ آپ کی مدد بالکل ظاہر تھی۔

يَقُصُّ لَنَا مَا قَالَ نُوْحٌ لِقَوْمِهٖ وَمَا قَالَ مُوْسٰى اِذَا جَابَ الْمُنَادِيَا

نوح نے اپنی قوم سے جو کچھ کہا وہ آپ ہم سے بیان فرماتے ہیں اور موسیٰ نے (ایک غیب سے) پکارنے والے کو جو جواب دیا اس کی تفصیل فرماتے ہیں۔

وَاَصْبَحَ لَا يَخْشٰى مِنَ النَّاسِ وَاحِدًا قَرِيْبًا وَلَا يَخْشٰى مِنَ النَّاسِ نَائِيَا

اور آپ نے اس حالت میں صبح کی کہ لوگوں میں سے کسی سے آپ نہیں ڈرتے چاہے وہ نزدیک والا ہو یا دور والا۔

بَذَلْنَا لَهُ الْاَمْوَالَ مِنْ جُلِّ مَالِنَا وَ اَنْفُسَنَا عِنْدَ الْوَغَا وَالتَّاَسِّيَا

ہم نے آپ کے لئے اپنی جانیں اور اپنے مال کا بڑا حصہ جنگوں اور ہمدردیوں میں صرف کیا۔

وَ نَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ لَا شَيْءَ غَيْرُهٗ وَ نَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ اَفْضَلُ هَادِيَا

اور ہم جاننے لگے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز ہے ہی نہیں اور جان رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بہترین رہنما ہے۔

نُعَادِي الَّذِيْ عَادٰى مِنَ النَّاسِ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا وَاِنْ كَانَ الْحَبِيْبُ الْمُصَافِيَا

سب لوگوں میں سے جس سے آپ دشمنی کا اظہار فرماتے ہیں ہم بھی اس کے دشمن ہو جاتے ہیں

اگر چہ وہ مخلص دوست ہو۔

اَقُوْلُ اِذَا اَدْعُوْكَ فِیْ كُلِّ بَیْعَةٍ ۔۔۔ تَبَارَكْتَ قَدْ اَكْثَرْتُ لِاِسْمِكَ دَاعِیًا

اے بابرکت ہر وقت جب میں عبادت گاہ میں جا کر تجھ سے دعا کرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ میں نے دعا کرتے ہوئے تیرا نام بہت لیا ہے۔

اَقُوْلُ اِذَا جَاوَزْتُ اَرْضًا مَخُوْفَةً ۔۔۔ حَنَانَیْكَ لَا تُظْهِرْ عَلَیَّ الْاَعَادِیَا

جب میں کسی خطرناک سرزمین سے گزرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ تو اپنی مہربانیوں سے مجھ پر میرے دشمنوں کو غلبہ نہ دے۔

فَطَأْ مُعْرِضًا اِنَّ الْحُتُوْفَ كَثِیْرَةٌ ۔۔۔ وَ اِنَّكَ لَا تُبْقِیْ بِنَفْسِكَ بَاقِیًا

منہ پھیرے ہوئے (اس سرزمین پر سے) چلا جا کیونکہ موتیں بہت سی ہیں (یعنی موت کے اسباب بہت سے ہیں) اور تو اپنے نفس کے متعلق باقی رہنے کی امید بھی نہیں کر سکتا۔

فَوَاللّٰهِ مَا یَدْرِی الْفَتٰی كَیْفَ یَتَّقِیْ ۔۔۔ اِذَا هُوَ لَمْ یَجْعَلْ لَهُ اللّٰهُ وَاقِیًا

خدا کی قسم کوئی جوان مرد اس بات کو نہیں جانتا کہ وہ (آفتوں سے) کیسے بچے جبکہ اللہ تعالیٰ کوئی بچانے والا (سبب) اس کے لئے نہ فراہم کر دے۔

وَلَا تَحِفْلُ النَّخْلُ الْمُقِیْمَةُ رَبَّهَا ۔۔۔ اِذَا اَصْبَحَتْ رِیًّا وَّ اَصْبَحَ ثَاوِیًا

کھجور کا کھڑا ہوا سیراب درخت اپنے مالک کو کوئی فائدہ نہیں دیتا جبکہ وہ ہلاک ہو رہا ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ جس بیت کو ابتدا ''فَطَأْ مُعْرِضًا'' ہے اور اس کے بعد کی بیت جس کی ابتدا فَوَاللّٰهِ مَا یَدْرِیْ الْفَتٰی ہے۔ یہ دونوں شعر افنون التغلبی کے ہیں جس کا نام صریم بن معشر تھا اور یہ اس کے اشعار میں موجود ہیں۔

یہودیوں میں سے دشمنوں کے نام

ابن اسحٰق نے کہا چونکہ اللہ نے عرب میں سے رسول کو انتخاب فرما کر انہیں خصوصیت عطا فرمائی اس لئے یہودیوں کے علما نے مخالفت حسد اور کینے کے سبب سے رسول اللہ ﷺ کی دشمنی کو اپنا نصب العین بنا لیا اور اوس و خزرج کے کچھ ایسے لوگ جو منافق تھے اور اپنی جاہلیت اور اپنے باپ دادا کے دین شرک پر اور موت کے بعد کی زندگی کو جھٹلانے پر سختی سے جمے ہوئے تھے لیکن اسلام نے اپنے غلبے اور خود ان کی قوم کے افراد کے اسلام کی جانب جمع ہو جانے کے سبب سے ان کو مجبور کر دیا تھا۔ ایسے لوگوں نے بظاہر تو اسلام اختیار کر لیا اور قتل سے

بچنے کے لئے اس کو ایک سپر بنا لیا تھا۔لیکن وہ باطن میں نفاق رکھتے تھے اور ان کی خواہشیں یہود کے ساتھ تھیں کیونکہ وہ اسلام کے منکر اور نبی ﷺ کو جھٹلاتے تھے یہود کے علماء کی یہ حالت تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے (مختلف قسم کے ایسے) سوالات کرتے کہ آپ پر گراں ہوں اور طرح طرح کے شبہات پیش کرتے کہ حق کو باطل سے مشتبہ کر دیں تو قرآنی آیتیں بھی ان کے حالات اور ان کے سوالوں کے متعلق نازل ہوتی رہتیں حلال وحرام کے چند مسائل کے سوا جن کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔

ایسے ہی لوگوں میں سے حیی بن اخطب اور اس کے دونوں بھائی ابو یاسر بن اخطب اور جدی بن اخطب اور سلام بن مشکم اور کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق اور اس کا بھائی سلام بن الربیع تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہی ابو رافع الاعور کہلاتا تھا جس کو رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں نے خیبر میں قتل کیا۔

اور الربیع بن الربیع بن ابی الحقیق اور عمرو بن جحاش اور کعب ابن اشرف جو بنی طئی کی شاخ بنی نبہان کا ایک شخص تھا اور اس کی ماں بنی نضیر کی تھی اور کعب بن اشرف کا حلیف حجاج بن عمرو اور کعب بن اشرف کا حلیف کردم بن قیس۔ بنی نضیر کے یہی لوگ تھے۔

اور بنی ثعلبہ بن الفطیون میں سے عبداللہ بن صوری الاعور جس کی حالت یہ تھی کہ حجاز میں توریت کا جاننے والا اس کے زمانے میں اس سے بڑھ کر کوئی نہ تھا۔

اور ابن سلوبا اور مخیرّق ۔اور ان میں سے ایک عالم نے اسلام اختیار کیا ہے۔(یعنی عبداللہ بن صوری الاعور)۔

اور بنی قینقاع میں سے زید بن اللصیت ۔اور بعض ابن اللصیب کہتے ہیں اور ابن ہشام نے یہی کہا ہے۔

اور سعد بن حنیف، محمود بن سیحان، عزیز بن ابی عزیر اور عبداللہ ابن صیف ۔ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن ضیف کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا سوید بن الحارث، رفاعۃ بن قیس، فنحاص، اشیع، نعمان بن اضاء، بحری بن عمرو، شاس بن عدی، شاس[1] بن قیس، زید بن الحارث، نعمان بن عمرو، سکین بن ابی سکین، عدی بن زید، نعمان بن ابی اوفی ابوانس، محمود بن دحیہ اور مالک بن صیف۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن ضیف بھی کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور کعب بن راشد اور عازر اور رافع بن ابی رافع اور خالد اور ازار بن ابی ازار۔

---

[1] (ب) کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ ایک نسخہ میں شاش شین معجمہ سے ہے۔(احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ بعض آرز بن ابی آرز کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رافع بن حارثہ اور رافع بن حریملہ اور رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف اور رفاعۃ بن زید بن التابوت اور عبداللہ بن سلام بن الحارث جوان کا عالم اور ان سب میں زیادہ جاننے والا تھا اور اس کا نام الحصین تھا۔ انہوں نے اسلام اختیار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور بنی قینقاع میں یہی لوگ تھے۔

بنی قریظہ میں سے الزبیر باطا بن وہب اور عزال بن شمویل اور کعب بن اسد اور اسی نے بنی قریظہ کی جانب سے معاہدہ کیا تھا اور جنگ احزاب کے روز اس نے معاہدہ توڑ دیا اور شمویل بن زید اور جبل ابن عمرو بن سکینہ اور نحام بن زید اور فردم بن کعب اور وہب بن زید اور نافع بن ابی نافع اور ابونافع اور عدی بن زید اور الحارث بن عوف اور کردم بن زید اور اسامہ بن حبیب اور رافع بن رمیلہ اور جبل بن ابی قشیر اور وہب بن یہوذا۔ یہ لوگ بنی قریظہ میں کے تھے۔

اور بنی زریق کے یہود میں سے لبید بن اعصم اور اسی نے رسول اللہ ﷺ پر بی بیوں کے پاس جانے سے روکنے کے لئے جادو کیا تھا۔

اور بنی عمرو بن عوف کے یہود میں سے فردم بن عمرو۔

اور بنی النجار کے یہود میں سے سلسلہ بن برہام۔

غرض یہ لوگ یہود کے علماء اور فتنہ انگیز اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب سے دشمنی رکھنے والے اور سوالات کرنے والے[1] اور اسلام (کی مخالفت) میں سخت تھے کہ اس (کی روشنی) کو بجھا دیں بجز عبداللہ بن سلام اور مخیریق کے (جن کا ذکر آگے آرہا ہے)۔

عبداللہ بن سلام کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے اسلام اختیار کرنے کے واقعات جن کی انہیں سے ان کے بعض گھر والوں نے روایت کی ہے یہ ہیں کہ وہ ایک ماہر عالم تھے۔ انہوں نے کہا کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق سنا اور آپ کی صفت اور آپ کا نام اور آپ کا وہ زمانہ جس کے ہم (لوگ) منتظر تھے مجھے

---

[1] (ب ج د) میں اصحاب المسئلہ اور اصحاب المساءلہ ہے جس کے معنی میں نے لکھے۔ اور (الف) میں اصحاب المسلہ بغیر ہمزہ کے ہے جس کے مناسب مقام کوئی معنی میرے خیال میں نہیں آئے۔ (احمد محمودی)

معلوم ہو گیا تو میں نے اس معاملے کو خاموشی کے ساتھ یہاں تک راز میں رکھا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور جب آپ بنی عمرو بن عوف (کے محلہ) قباء میں تشریف فرما ہوئے تو ایک شخص آیا اور آپ کی تشریف آوری کی خبر ایسی حالت میں دی کہ میں اپنے ایک کھجور کے درخت کے اوپر کام کر رہا تھا اور میری پھپھی خالدۃ بنت الحارث میرے نیچے بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو میں نے تکبیر کہی میری پھپّی نے جب میری تکبیر سنی تو مجھ سے کہا کہ اللہ تجھے ناکام رکھے۔ واللہ اگر تو موسیٰ بن عمران کی تشریف آوری کی خبر سنتا تو (اس سے کچھ) زیادہ نہ کرتا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ان سے کہا پھپّی جان! اللہ کی قسم وہ موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے اور انہیں کے دین پر ہے اور اسی چیز کے ساتھ بھیجا گیا ہے جس چیز کے ساتھ وہ بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ پھر تو میری پھپّی نے کہا کہ بابا! کیا یہ وہی نبی ہے جس کی خبر ہمیں دی جاتی رہی ہے کہ وہ عین قیامت کے وقت بھیجا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کہا ہاں۔ ان کی پھپّی نے کہا جب ہی تو (تمہاری) یہ حالت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی جانب چلا اور اسلام اختیار کر لیا۔ پھر میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹا اور انہیں حکم دیا تو انہوں نے بھی اسلام اختیار کر لیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے اسلام کو یہود سے پوشیدہ رکھا اور پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ یہود جھوٹی باتیں بنانے والے لوگ ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے کسی حجرے میں ان لوگوں کی نظروں سے چھپا دیجئے اور پھر میرے اسلام کا انہیں علم ہونے سے پہلے ان سے میرے متعلق دریافت فرمائیے تا کہ وہ آپ کو بتلائیں کہ میں ان میں کس حیثیت کا شخص ہوں۔ کیونکہ اگر انہیں میرے اسلام کا علم ہو جائے گا تو وہ مجھ پر افترا پردازی کریں گے اور مجھے عیب دار بتائیں گے۔ انہوں نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے حجروں میں سے کسی حجرے میں چلے جانے کا حکم فرمایا اور وہ لوگ آپ کے پاس آئے اور آپ سے گفتگو کرنے لگے اور آپ سے (مختلف قسم کے) سوالات کرنے لگے پھر آپ نے ان سے فرمایا:

اَیُّ رَجُلٍ الْحُصَیْنُ بْنُ سَلَامٍ فِیْکُمْ.

''الحصین بن سلام تم میں کیسا شخص ہے''۔

انہوں نے کہا وہ تو ہمارا سردار اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے اور ہم میں ماہر اور ہم میں عالم ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب وہ اپنی باتیں ختم کر چکے تو میں ان کے سامنے نکل آیا اور میں نے ان سے کہا اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو اور جو چیز لے کر آپ تشریف لائے ہیں اس کو قبول کرو۔ واللہ تم لوگ اس بات کو خوب جانتے ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں کہ تم لوگ اپنے پاس تورات میں آپ کا ذکر آپ کا نام (مبارک) اور آپ کی صفت لکھی ہوئی پاتے ہو۔ میں تو گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپ کو جانتا ہوں اور آپ کی

تصدیق کرتا ہوں اور آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ انہوں نے کہا تم جھوٹے ہو اور مجھ میں عیوب نکالنے اور مجھے گالیاں دینے لگے۔ انہوں نے کہا پھر تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی اے اللہ کے نبی کیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی اے اللہ کے نبی کیا میں نے آپ سے عرض نہیں کیا تھا کہ یہ لوگ دروغ باف۔ بے وفا۔ جھوٹے اور نافرمان ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں نے اپنے اور اپنے گھر والوں کے اسلام کا اظہار کیا اور میری پھپی خالدہ بنت الحارث نے بھی اسلام قبول کرلیا اور سچی مسلمہ بن گئیں۔

مخیّریق کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ مخیّریق کے واقعات یہ ہیں کہ وہ ایک ماہر عالم مال دار اور نخلستان کی بڑی آمدنی والے تھے اور اپنے علم کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو (اور) آپ کی صفات کو جانتے تھے۔ ان پر ان کے دین کی محبت غالب تھی اور وہ اسی پر ایسے جمے رہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا اور جنگ احد شنبہ کے دن ہوئی۔ انہوں نے کہا اے گروہ یہود! واللہ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ تمہارے خلاف محمد (ﷺ) کی امداد بالکل حقیقی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج شنبہ کا روز ہے۔ انہوں نے کہا تمہارے لئے شنبہ کا روز کچھ نہیں پھر اپنے ہتھیار لئے اور نکل پڑے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے پاس مقام احد میں پہنچے اور اپنے پیچھے رہنے والوں کو وصیت کر دی کہ اگر آج میں مار ڈالا جاؤں تو میری (ہر طرح کی) ملکیت محمد (ﷺ) کے لئے ہے۔ وہ ان میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے موافق تصرف کریں۔ پھر جب لوگوں میں جنگ ہوئی تو انہوں نے بھی جنگ کی اور مارے گئے مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

مُخِیْرِقٌ خَیْرُ یَھُوْدٍ۔ یہود میں بہترین فرد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی (ہر طرح کی) ملکیت پر قبضہ فرمایا اور مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے عام صدقات اسی مال میں سے ہوا کرتے تھے۔

صفیہ کی گواہی

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے صفیہ بنت حُیّی بن اخطب سے روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں اپنے باپ اور اپنے چچا ابو یاسر کے بچوں میں سے زیادہ لاڈلی تھی۔ جب کبھی ان کے اور بچوں کو چھوڑ کر مجھے لے لیتے جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف (کے محلّہ) میں نزول فرمایا تو دوسرے روز سویرے اندھیرے سے میرے والد حیی بن اخطب اور میرے چچا ابو یاسر بن اخطب آپ کے پاس پہنچے۔ اور وہ سورج ڈوبنے تک واپس نہ

آئے۔ کہا کہ جب وہ آئے تو دونوں تھکے ماندے ایسی سست رفتار سے چل رہے تھے کہ گویا وہ گرے پڑتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ہشاش بشاش ان کی طرف اسی طرح گئی جس طرح ہمیشہ جایا کرتی تھی تو اللہ کی قسم ان دونوں میں سے کسی نے (بھی) میری جانب توجہ نہیں کی اور وہ دونوں غم میں مبتلا تھے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے اپنے چچا ابو یاسر کو اپنے باپ حیی بن اخطب سے کہتے سنا کہ کیا یہ وہی ہے۔ میرے باپ نے کہا بخدا! ہاں۔ کہا کیا تم اس کو جانتے ہو اور تحقیق کر لی ہے۔ کہا ہاں۔ کہا پھر تمہارے دل میں اس کے متعلق کیا ہے۔ کہا واللہ جب تک زندہ رہوں گا اس سے دشمنی رہے گی۔

یہود کے ساتھ انصار میں سے ملنے جلنے والے منافق

ابن اسحٰق نے کہا کہ اوس وخزرج کے وہ منافقین جو یہود کے جانب منسوب تھے ان میں سے جن کے نام ہمیں بتائے گئے ہیں۔ اور اللہ (ہی) بہتر جاننے والا ہے۔ (یہ ہیں) اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف ابن مالک بن الاوس کی شاخ بنی لوذان بن عمرو بن عوف میں سے زوی بن الحارث اور شاخ بنی حبیب بن عمرو بن عوف میں سے جلاس بن سوید بن صامت اور اس کا بھائی الحارث بن سوید۔ اور جلاس ہی وہ شخص ہے جو غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ جا کر رہ گیا تھا اور کہا تھا کہ اگر یہ شخص (یعنی رسول اللہ ﷺ) سچا ہوتا تو ہم گدھوں سے بھی بدترین ہوتے تو عمیر بن سعد نے جو انہیں کے خاندان کے ایک شخص تھے اور جلاس نے عمیر کے والد کے بعد ان کی والدہ سے نکاح کر لیا تھا اور یہ اس کی گود میں (پلے) تھے۔ اس بات کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دی۔ عمیر بن سعد نے اس سے کہا اے جلاس واللہ تمام لوگوں میں تم مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو اور مجھ پر احسان کرنے کے لحاظ سے میرے لئے سب میں تم بہتر ہو اور ایسے شخص کے لئے کوئی ایسا واقعہ پیش آنا جس کو وہ ناپسند کرے مجھ پر بہت گراں ہے لیکن تم نے ایک ایسی بات کہہ دی کہ اگر تمہارے خلاف اس بات کو اوپر تک پہنچا دوں یعنی اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو کر دوں تو میری جانب سے تمہاری بدنامی ہو گی اور اگر اس کی اطلاع سے پہلوتہی کر کے خاموش ہو جاؤں تو میرا دین برباد ہو جائے گا اور بے شبہ ان دونوں حالتوں میں سے ایک دوسرے کی بہ نسبت میرے لئے زیادہ آسان ہے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے وہ بات عرض کر دی جو جلاس نے کہی تھی تو جلاس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اللہ کی قسم کھائی کہ عمیر نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ عمیر بن سعد نے جو بات کہی ہے وہ میں نے نہیں کہی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی۔

﴿ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَالَمْ يَنَالُوْا

وَمَا نَقَمُوا اِلَّا اَنْ اَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿

''وہ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے (وہ بات) نہیں کہی۔ حالانکہ انہوں نے کفر کی بات کہی اور اپنے اسلام کے بعد کافر (بھی) ہو گئے۔ اور انہوں نے ایک ایسی بات کا قصد کیا جس کو انہوں نے حاصل نہیں کیا۔ اور انہوں نے دشمنی نہیں کی مگر (اس بات کے عوض میں) کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے انہیں غنی بنا دیا۔ پھر اگر انہوں نے توبہ کر لی تو ان کے لئے بھلائی ہوگی اور اگر انہوں نے روگردانی کی تو اللہ انہیں دنیا اور آخرۃ میں دردناک عذاب دے گا اور زمین میں ان کا کوئی سرپرست اور حمایت کرنے والا نہ ہوگا''۔

ابن ہشام نے کہا کہ الیم کے معنی موجع یعنی دردناک کے ہیں ذوالرمۃ نے اونٹوں کی صفت میں (اس لفظ کا استعمال کیا اور) کہا ہے۔

وَنَرْفَعُ مِنْ صُدُوْرِ شَمَرْدَلَاتٍ يَصُكُّ وُجُوْهَهَا وَهَجٌ اَلِيْمُ

ہم لمبی لمبی گردنوں والے اونٹوں کے سینوں پر سے چڑھ جاتے ہیں جو سخت گرمازدہ دردناک حالت میں اپنے منہ مارتے رہتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے بعد اس نے توبہ کر لی اور اس کی توبہ (ایسی) اچھی رہی کہ اسلام اور بھلائی میں وہ مشہور ہو گیا۔ اور اس کا بھائی الحارث بن سوید وہ شخص ہے جس نے المجذر بن زیاد البلوی اور قیس بن زید ضبعی کو جنگ احد کے روز قتل کیا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ جنگ اُحد کے دن نکلا اور تھا منافق جب لوگ ایک دوسرے سے بھڑ گئے تو اس نے ان دونوں پر حملہ کر دیا اور ان دونوں کو قتل کر ڈالا اور پھر قریش سے (جا کر) مل گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ المجذر بن زیاد نے سوید بن صامت کو کسی جنگ میں جو اوس وخزرج کے درمیان ہوئی تھی مار ڈالا تھا۔ پھر جب جنگ کا دن آیا تو الحارث بن سوید۔ المجذر بن زیاد کی غفلت کا طالب تھا کہ اس کو اپنے باپ کے عوض میں قتل کر دے اور اس نے اس کو قتل کیا اور صرف اسی ایک کو قتل کیا اور یہ بات میں نے متعدد اہل علم سے سنی ہے اور اس کے قیس بن زید کے قتل نہ کرنے پر دلیل یہ ہے کہ ابن اسحٰق نے جنگ احد میں مارے جانے والوں میں قیس کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سوید بن صامت کو معاذ بن عفرا نے یوم بعاث سے پہلے بغیر کسی جنگ کے تیر مار کر

دھوکے سے مار ڈالا۔

ابن اسحٰق نے کہا لوگ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ اس پر قابو پالیں تو اس کو قتل کر دیں۔لیکن وہ آپ سے بچ کر نکل گیا اور مکہ ہی میں رہا کرتا تھا۔اور پھر اس نے اپنے بھائی جلاس کے پاس توبہ کی استدعا کے لئے کہلا بھیجا تا کہ وہ اپنی قوم کی جانب لوٹ آئے تو ابن عباس سے مجھے روایت پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَ جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ ﴾

''ایسے لوگوں کو اللہ کیسے ہدایت دے جنہوں نے اپنے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا حالانکہ انہوں نے گواہی دی تھی کہ رسول سچا ہے اور ان کے پاس کھلی (نشانیاں) آ چکی تھیں۔اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔آخر بیان تک''۔

بنی ضبیعۃ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے بجاد بن عثمان بن عامر۔

اور بنی لوذان بن عمرو بن عوف میں سے نبتل بن الحارث اور یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَى الشَّيْطَانِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى نَبْتَلِ بْنِ الْحٰرِثِ.

''جس کو اس بات کی خواہش ہو کہ شیطان کو دیکھتے تو اس کو چاہئے کو نبتل بن الحارث کو دیکھ لے''۔

اور یہ شخص جسیم۔لمبا' سیاہ' ہونٹ لٹکا ہوا اور سر کے بال پریشان لال آنکھوں اور پچکے ہوئے گالوں والا تھا۔اور یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا اور آپ سے بات چیت کرتا اور آپ کی گفتگو سنتا اور اس کے بعد آپ کی گفتگو منافقوں کے پاس پہنچاتا۔یہی وہ شخص ہے جس نے کہا تھا کہ محمد تو (سرتاپا) کان ہے۔جس نے اس سے کچھ بیان کر دیا وہ اس کو سچا سمجھ لیتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَ مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾

''ان (لوگوں) میں بعض ایسے بھی ہیں جو نبی (ﷺ) کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ (تو سرتاپا) کان ہے (اے نبی) تو کہہ دے کہ (وہ تو) بھلائی کا کان ہے (کہ) اللہ کو (بھی) مانتا ہے اور ایمان داروں کو (بھی سچا) مانتا ہے اور تم میں سے جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے۔ان کے لئے تو (سرتاپا) رحمت ہے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لئے

دردناک سزا ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بلعجلان والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ کسی نے اس سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو آپ سے کہا کہ آپ کے پاس ایک شخص بیٹھا کرتا ہے جو لمبا' سیاہ ہونٹ لٹکا ہوا۔ پریشان بال پچکے ہوئے گالوں والا ہے اور دونوں آنکھیں ایسی سرخ گویا پیتل کی دو ہانڈیاں ہیں۔ اس کا جگر گدھے کے جگر سے بھی زیادہ سخت ہے وہ آپ کی باتیں منافقوں کے پاس پہنچاتا ہے۔ اس سے آپ احتیاط فرمائیں اور لوگوں کے بیان کے لحاظ سے یہ حالت نبتل بن الحارث ہی کی تھی۔

اور بنی ضبیعہ میں سے ابوحبیبہ بن الازعر اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن قشیر اور یہ دونوں وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے کچھ دے تو ہم ضرور صدقہ دیں گے اور ضرور نیکوکاروں میں سے ہوں گے (وغیرہ) آخر بیان تک۔

اور معتب جس نے جنگ احد کے روز کہا تھا کہ حکومت میں ہمارا کچھ بھی حصہ ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کئے جاتے تو اللہ عزوجل نے اس کے متعلق اپنا یہ قول نازل فرمایا:

﴿ وَ طَائِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هٰهُنَا اِلٰى آخِرِ الْقِصَّةِ ﴾

''اور ایک گروہ ہے جس کو ان کی جانوں نے فکر میں ڈال دیا ہے۔ اللہ کے متعلق غیر حقیقی جاہلیت کے سے خیال کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اگر حکومت میں ہمارا کچھ بھی حصہ ہوتا تو ہم یہاں مارے نہ جاتے (وغیرہ) آخر بیان تک''۔

اور اسی نے جنگ احزاب کے روز کہا تھا کہ محمد تو ہم سے وعدے کیا کرتا تھا کہ ہم قیصر و کسریٰ کے خزانے کھائیں گے اور (اب تو) حالت یہ ہے کہ ہم میں کوئی شخص بےفکری کے ساتھ جھاڑی تک بھی نہیں جا سکتا تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اِلَّا غُرُوْرًا ﴾

''اور (وہ وقت یاد کرو) جب کہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں ایک قسم کی بیماری ہے۔ کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو کچھ ہم سے وعدہ کیا وہ صرف ایک دھوکا تھا''۔

اور الحارث بن حاطب۔

ابن ہشام نے کہا کہ اہل علم میں سے جن پر مجھے بھروسہ ہے انہوں نے بیان کیا کہ معتب بن قشیر اور حاطب کے دونوں بیٹے ثعلبہ اور الحارث بنی امیہ بن زید کی اولاد میں سے اور اصحاب بدر میں سے ہیں منافقوں میں

سے نہیں اور خود ابن اسحٰق نے بھی ثعلبہ اور الحارث کو بدریوں کے ناموں میں امیہ بن زید کی اولاد میں شمار کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سہیل بن حنیف کا بھائی عباد بن حنیف اور نجزج اور یہ ان لوگوں میں تھا جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور عمرو بن حذام اور عبداللہ بن نبتل۔

اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے جاریۃ بن عامر بن العطاف اور اس کے دونوں بیٹے زید بن جاریہ اور مجمع بن جاریہ اور یہ سب مسجد بنانے والوں ہی میں سے تھے۔ اور مجمع کم سن نوجوان تھا۔ قرآن کا بہت کچھ حصہ یاد کر لیا تھا اور اس مسجد میں ان کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔ اور جب وہ مسجد برباد کر دی گئی اور عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں بنی عمرو بن عوف اپنی مسجد میں جو بنی عمرو بن عوف کے محلّہ میں تھی نماز پڑھنے گئے تو مجمع کے متعلق کہا گیا کہ وہ انہیں نماز پڑھا دیا کرے تو (عمر رضی اللہ عنہ نے) فرمایا نہیں۔ (ایسا نہیں ہوسکتا) کیا یہ شخص مسجد ضرار میں منافقوں کا امام نہیں رہا ہے۔ تو مجمع نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) سے کہا اے امیر المومنین اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ان لوگوں کے معاملات سے میں بالکل بے خبر تھا لیکن کم سن قاری قرآن تھا اور ان میں کسی کو قرآن یاد نہ تھا تو انہوں نے مجھے (آگے) بڑھا دیا کہ میں انہیں نماز پڑھا دیا کروں اور جو اچھی باتیں انہوں نے بیان کیں میں انہیں اسی حالت پر سمجھتا تھا۔ تو لوگوں کا بیان ہے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔

اور بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے ودیعہ بن بن ثابت اور یہ بھی مسجد ضرار بنانے والوں میں سے تھا اور اسی نے کہا تھا کہ ہم تو صرف دل لگی کر رہے اور دل بہلا رہے تھے تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُوْنَ اِلٰى آخِرِ الْقِصَّةِ ﴾

''اور بے شبہ اگر تو ان سے سوال کرے گا تو کہ دین گے کہ ہم تو صرف دل لگی کر رہے اور دل بہلا رہے تھے۔ (اے نبی) کہ دے کہ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے ہو''۔ وغیرہ آخر بیان تک۔

اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے خذام بن خالد ہی وہ شخص ہے جس کے گھر سے مسجد ضرار برآمد ہوئی اور بشر اور رافع بن زید۔ اور بنی النبیت میں سے۔

ابن ہشام نے کہا النبیت (کا نام) عمرو بن مالک بن الاوس ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کی شاخ بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج ابن عمرو بن مالک بن الاوس میں

سے مربع بن قیظی ۔

رسول اللہ ﷺ نے احد کو جانے کے ارادے کے وقت اس کے باغ میں (سے) جانے کی اجازت چاہی تو اسی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ اے محمد اگر تم نبی ہو تو میں تو تمہیں اپنے باغ میں (سے) گزرنے کی اجازت نہیں دیتا اور اپنے ہاتھ میں مٹھی بھر مٹی لی اور کہا واللہ اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ یہ مٹی تمہارے سوا (کسی) دوسرے پر نہ پڑ جائے گی تو اسے تم پر پھینک مارتا تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑے کہ اس کو مار ڈالیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دَعُوْهُ فَهٰذَا الْاَعْمٰى اَعْمَى الْقَلْبِ اَعْمَى الْبَصَرِ.

''اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ اندھا دل کا (بھی) اندھا ہے (اور) بینائی کا بھی اندھا ہے''۔

پھر بنی اشہل والے سعد بن زید نے اسے کمان سے مار کر زخمی کر ڈالا۔ اور اس کا بھائی اوس بن قیظی یہی وہ شخص ہے جس سے رسول اللہ ﷺ سے خندق کے روز کہا تھا کہ ہمارے گھر عریاں (یعنی بے سہارا غیر محفوظ) ہیں اس لئے ہمیں (جنگ میں شریک نہ ہونے کی) اجازت دیجئے کہ ہم گھروں کو چلے جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴾

''(یہ لوگ) کہتے ہیں کہ ہمارے گھر عریاں (غیر محفوظ) ہیں حالانکہ وہ عریاں (غیر محفوظ) نہیں ہیں (یہ لوگ) صرف (جنگ میں سے) بھاگ جانا چاہتے ہیں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ عورۃ کے معنی **معمورة للعدو وضائعة**. دشمن کو موقع دینے والے اور برسر بربادی ہیں اور اس کی جمع عورات ہے نابغہ الذبیانی نے کہا ہے۔

مَتٰى تَلْقَهُمْ لَا تَلْقَ لِلْبَيْتِ عَوْرَةً ۞ وَلَا الْجَارَ مَحْرُوْمًا وَلَا الْاَمْرَ ضَائِعًا

جب تو ان سے مقابلہ کرے تو ایسی حالت میں مقابلہ نہ کر کہ گھر عریاں (غیر محفوظ) پڑوسی محروم اور معاملہ برسر بربادی ہو۔

یہ بیت اس کی بیتوں میں سے ہے اور عورۃ کے معنی مرد کی گھر والی کے بھی ہیں اور عورۃ کے معنی شرم گاہ کے بھی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی ظفر میں سے' جس کا نام کعب بن الحارث بن الخزرج تھا' حاطب بن امیہ بن رافع یہ بوڑھا موٹا تازہ تھا اور اپنی جاہلیت ہی میں عمر بسر کر دی اور اس کا ایک لڑکا تھا جو بہترین مسلمانوں میں سے تھا اور اس کو یزید بن حاطب کہتے تھے۔ جنگ بدر کے روز وہ (ایسا) زخمی ہو گیا کہ زخموں کی وجہ سے وہ

(اپنی) جگہ سے نہ ہل سکا تو اسے اٹھا کر بنی ظفر کے گھر لایا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ اس کے پاس اس گھر کے مسلمان مرد اور عورتیں جمع ہوئیں جبکہ وہ موت کے قریب تھا وہ لوگ اس سے کہنے لگے اے ابن حاطب! تمہیں جنت کی خوشخبری ہو۔ راوی نے کہا کہ اس وقت اس کے پاس کا نفاق ظاہر ہو گیا اور وہ کہنے لگا ہاں باغ کالے دانے کا !!!واللہ تم ہی لوگوں نے ورغلا کر اس مسکین کی جان لے لی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابوطلحہ بشیر بن ابیرق زرہوں کا چور جس کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا﴾

''(اے نبی) ان لوگوں کی جانب داری کر کے جھگڑا نہ کرو جو (خود) اپنی جانوں سے خیانت کرتے ہیں۔ بے شبہ اللہ ایسے شخص سے محبت نہیں کرتا جو بڑا بددیانت اور بہت گنہگار ہو''۔

اور انہیں (بنی ظفر) کا حلیف قزمان۔ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ وہ بے شبہ آگ والوں میں سے ہے اور جب احد کا دن ہوا تو اس نے خوب جنگ کی یہاں تک کہ مشرکوں میں سے نو آدمیوں کو اس نے قتل کیا اور زخمی ہو کر پڑ گیا اور بنی ظفر کے گھر اٹھا لایا گیا تو مسلمانوں میں سے ایک نے اس سے کہا کہ اے قزمان تیرے لئے خوشخبری ہے کہ تو نے آج (خوب) داد شجاعت دی اور راہ خدا میں مجھے ایسی مصیبتیں پہنچیں جو تو دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا میرے لئے کس بات کی خوش خبری ہے واللہ میں نے تو صرف اپنی قوم کی حمایت میں جنگ کی ہے اور جب اس کے زخم اس کو تکلیف دینے لگے اور ان کی تکلیف بڑھ گئی تو اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر لیا اور اس سے اپنے ہاتھ کی رگیں کاٹ لیں اور خودکشی کر لی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی عبدالاشہل میں کوئی ایسا منافق مرد یا منافقہ عورت نہ تھی جو شہرت رکھتا ہو ضحاک بن ثابت کے سوا جو سعد بن زید کی جماعت بنی کعب میں سے ایک شخص تھا جس پر کبھی کبھی نفاق اور یہود کی محبت کا الزام لگایا جاتا تھا۔ حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

مَنْ مُبْلِغُ الضَّحَّاكِ اَنَّ عُرُوْقَهُ　　اَعْيَتْ عَلَى الْاِسْلَامِ اَنْ تَتَمَجَّدَا

ضحاک کو (یہ پیام) پہنچانے والا کون ہے کہ اسلام کی مخالفت کر کے عزت حاصل کرنے میں اس کی رگیں تھک کر رہ گئیں۔

اَتُحِبُّ يُهْدَانَ الْحِجَازِ وَدِيْنَهُمْ　　كَبِدَ الْحِمَارِ وَلَا تُحِبُّ مُحَمَّدَا

کیا تو گدھے کے کلیجے والے (کمبخت) حجاز کے یہود اور ان کے دین سے محبت رکھتا ہے اور محمد (ﷺ) سے محبت نہیں رکھتا۔

دِيْنًا لِعَمْرِيْ لَا يُوَافِقُ دِيْنَنَا مَا اُسْتَنَّ آلٌ فِي الْفَضَاءِ وَخَوَّدَا

اپنی جان کی قسم وہ ایسے دین سے محبت رکھتا ہے جو ہمارے دین سے (کبھی) موافقت نہیں کرے گا جب تک کہ فضا میں سراب تیزی سے حرکت کرتا رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ جلاس بن سوید بن صامت اپنی توبہ سے پہلے اور معتب بن قشیر اور رافع بن زید اور بشر جو مسلمان سمجھے جاتے تھے۔ انہیں انہیں کی قوم کے چند مسلمانوں نے ان کے آپس کے ایک جھگڑے کے فیصلے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی طرف چلنے کی دعوت دی تو ان لوگوں نے انہیں جاہلیت کے لوگوں کے حاکم کاہنوں کی جانب چلنے کی دعوت دی تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ آمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا۔ الخ ﴾

''(اے نبی) کیا تو نے انہیں نہیں دیکھا جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ہیں اس چیز پر جو تجھ پر اتاری گئی ہے اور اس چیز پر جو تجھ سے پہلے اتاری گئی وہ چاہتے ہیں سرکشوں (یا گمراہ سرداروں) کے پاس اپنا مقدمہ پیش کریں حالانکہ انہیں حکم دیا جا چکا ہے کہ وہ سرکشوں کو نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے انہیں خوب بھٹکا کر (مطلوب حقیقی سے) دور ڈال دے''۔ واقعات کے آخر تک۔

اور خزرج کی شاخ بنی النجار میں سے رافع بن ودیعہ اور زید بن عمرو اور عمرو بن قیس اور قیس بن عمرو بن سہل۔

اور بنی جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سلمہ میں سے الجد بن قیس اور یہی وہ شخص ہے جو کہتا ہے۔ اے محمد (ﷺ) مجھے (جنگ تبوک میں نہ چلنے اور گھر میں بیٹھ رہنے کی) اجازت دے دیجئے اور مجھے فتنے میں نہ پھنسا دیجئے۔ اس کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا۔ الخ ﴾

''ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ مجھے اجازت دیجئے اور مجھے فتنے میں نہ ڈال دیجئے وہ (واقعی) فتنے میں نہیں گر پڑے؟ ہیں (یعنی جنگ سے ڈر کر گھر بیٹھے رہنا حقیقت میں ایک

فتنے میں گر پڑنا ہے)''۔

اور بنی عوف بن الخزرج میں سے عبداللہ بن ابی بن سلول۔ اور یہ شخص تمام منافقوں کا سرغنہ تھا۔ اور اسی کے پاس سب جمع ہوا کرتے تھے۔ اور اسی نے غزوۂ بنی المطلق میں کہا تھا:

﴿لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ﴾

''بے شک اگر ہم مدینہ کی جانب لوٹیں گے تو بڑی عزت والا اس میں سے بڑے ذلیل شخص کو ضرور نکال دے گا''۔

اور اسی کے اس قول کے متعلق سورہ منافقین پوری کی پوری نازل ہوئی۔ اس کے متعلق اور ودیعہ کے متعلق جو بنی عوف میں سے ایک شخص تھا اور مالک بن ابی قوتل اور سوید اور داعس کے متعلق جو عبداللہ بن ابی بن سلول کی جماعت کے لوگ تھے۔

اور جب بنی النضیر کا رسول اللہ ﷺ نے محاصرہ فرمایا تو عبداللہ بن ابی اور[1] اس کی قوم کے یہی وہ لوگ تھے جو ان کو خیر خواہانہ مشورے[2] (یا خفیہ خبریں) دیا کرتے تھے کہ تم لوگ ڈٹے رہو۔ واللہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکل چلیں گے اور تمہارے متعلق ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے کوئی جنگ کرے گا تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق وہیں اسی سورۃ میں پورے واقعات نازل فرمائے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ ﴾

''(اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کی (حالت کی) طرف (غور کی) نظر نہیں ڈالی جنہوں نے ظاہر داری سے اسلام اختیار کیا ہے کہ وہ اہل کتاب میں سے اپنے ان بھائیوں سے جنہوں نے کفر اختیار کر رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ بے شبہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور

---

[1] (الف) میں فھؤلاء ہے اور (ب ج د) میں وھولاء ہے۔ موخر الذکر نسخے صحیح معلوم ہوتے ہیں اور میں نے اسی کے موافق ترجمہ کیا ہے۔ اس مقام پر فا والا نسخہ غلط معلوم ہوتا ہے (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں یسدون ہے جس کے معنی رہنمائی کرنے یا خیر خواہانہ مشورہ دینے کے ہو سکتے ہیں (ب ج د) میں یدسون ہے۔ جس کے معنی خفیہ خبریں دینے اور جاسوسی کرنے کے ہیں (احمد محمودی)

نکل چلیں گے اور تمہارے متعلق ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی جائے گی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ (تعالیٰ) گواہی دیتا ہے کہ بے شبہہ وہ جھوٹے ہیں''۔

حتی کہ (اللہ تعالیٰ) اپنے اس قول تک پہنچا:

﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِىْءٌ مِّنْكَ اِنِّىْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ﴾

''شیطان کی اس حالت کی طرح جبکہ اس نے انسان سے کہا کہ تو کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو گیا تو کہا کہ میں تجھ سے الگ ہوں۔ میں تمام جہاں کی پرورش کرنے والے اللہ سے ڈرتا ہوں''۔

یہود کے عالموں میں سے صرف ظاہر داری سے اسلام اختیار کرنے والے

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہود کے علماء میں سے وہ لوگ جنہوں نے اسلام کی پناہ لی اور اس میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ داخل ہو گئے اور صرف نفاق سے اظہار اسلام کیا۔ بنی قینقاع میں سے سعد بن حنیف اور زید بن اللصیت اور نعمان بن اوفی بن عمرو اور عثمان بن اوفی تھے زید بن اللصیت وہ شخص ہے جس نے عمر بن الخطاب سے (رضی اللہ عنہ) سوق بنی قینقاع میں جنگ کی اور جب رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کھو گئی تو یہی وہ شخص ہے جس نے آپ کے متعلق کہا تھا کہ محمد (ﷺ) دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان کی خبر آیا کرتی ہے اور وہ (اتنا بھی) نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس (اللہ کی طرف سے) اس بات کی خبر پہنچ گئی جو اللہ کے دشمن نے اپنی سواری میں کہا تھا اور رسول اللہ ﷺ کو آپ کی اونٹنی کی جانب رہنمائی کی گئی اور آپ نے فرمایا:

اِنَّ قَائِلاً قَالَ يَزْعُمُ مُحَمَّدٌ اَنَّهٗ يَاْتِيْهِ خَبَرُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْرِىْ اَيْنَ نَاقَتُهٗ.

''بے شک ایک کہنے والے نے کہا ہے کہ محمد دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے اور وہ (یہ بھی) نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے''۔

وَاِنِّىْ وَاللّٰهِ لَا اَعْلَمُ اِلَّا مَا عَلَّمَنِىَ اللّٰهُ وَقَدْ دَلَّنِىَ اللّٰهُ عَلَيْهَا فَهِىَ فِىْ هٰذَا الشِّعْبِ قَدْ اَحَبَسَتْهَا شَجَرَةٌ بِزِمَامِهَا.

''اور خدا کی قسم بے شک میں نہیں جانتا مگر وہی چیز جس کا اللہ نے مجھے علم دیا ہے اور اب اللہ نے اس کی جانب میری رہنمائی کر دی ہے اور وہ اس گھاٹی میں ہے۔ ایک درخت نے اس کی نکیل کو روک رکھا ہے''۔

تو مسلمانوں میں سے چند آدمی گئے اور اس کو وہاں اسی طرح پایا جس طرح اور جہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

اور مجھے' خبر ملی ہے کہ راقع بن حریملۃ جب مرا تو اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافقوں کے سرغنوں میں سے ایک بڑا سرغنہ آج مر گیا۔

اور رفاعہ بن زید بن التابوت وہ شخص ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بنی المصطلق سے واپس ہوتے ہوئے جب آپ کے پاس ایسی زور کی ہوا چلی کہ مسلمان اس سے خوف زدہ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے اس شخص کے متعلق فرمایا:

لَا تَخَافُوْا فَاِنَّمَا هِیَ هَبَّتْ لِمَوْتِ عَظِیْمٍ مِنْ عُظَمَاءِ الْكُفَّارِ.

''تم لوگ نہ ڈرو یہ (ہوا) تو کافروں کے سرغنوں میں سے ایک بڑے شخص کی موت کے لئے چلی ہے''۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو رفاعۃ ابن زید بن التابوت کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ اسی روز مرا جس روز وہ ہوا چلی تھی۔

اور سلسلہ بن برہام اور کنانۃ بن صوریاء یہ منافقین مسجد میں آتے تھے اور مسلمانوں کی باتیں سنتے اور ان کا مذاق اڑاتے اور ان کے دین کے ساتھ مسخرہ پن کرتے تھے۔

منافقوں کی اہانت و ذلت اور ان کا مسجد سے نکالا جانا

ایک روز ان لوگوں میں سے چند لوگ مسجد میں جمع ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے آپس میں کانا پھوسی کر رہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا تو وہ لوگ مسجد سے سختی کے ساتھ نکال دئے گئے اور ابوایوب خالد بن زید بن کلیب اٹھے اور بنی غنم بن مالک بن نجار والے عمرو بن قیس کا جو جاہلیت میں ان کے بتوں کا پجاری تھا پاؤں پکڑا کر گھسیٹتے ہوئے یہاں تک لے گئے کہ اس کو مسجد سے باہر نکال دیا اور وہ کہتا رہا کہ اے ابوایوب تو مجھے بنی ثعلبہ کے اونٹ اور بکریاں باندھنے کی جگہ سے نکالتا ہے۔ پھر ابوایوب بنی النجار کے ایک شخص رافع بن ودیعہ کی طرف بھی بڑھے اور اس کی چادر سینے کے پاس سے پکڑ لی اور اس کو زور سے جھنجھوڑ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور ابوایوب کہہ رہے تھے۔ اے خبیث منافق تجھ پر تف ہے۔ اے منافق رسول اللہ ﷺ کی مسجد سے دور ہو اور اپنے راستے چلا جا۔ اور عمارہ بن حزم زید بن عمرو کی جانب بڑھے اور یہ شخص لمبی ڈاڑھی والا تھا۔ انہوں نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور ڈاڑھی کو

زور سے کھینچتے ہوئے اس کو مسجد سے نکال دیا اور عمارۃ نے اس کے سینے پر ایسا دوہتڑ مارا (لدم) کہ وہ گر پڑا۔ راوی نے کہا کہ وہ کہ رہا تھا۔ اے عمارہ تم نے مجھے (خوب) گھسے دیے۔ عمارہ نے کہا اے منافق اللہ تجھے دور کرے اور اللہ نے جو عذاب تیرے لئے معین کر رکھا ہے وہ اس سے زیادہ سخت ہے۔ خبر دار پھر رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے پاس نہ پھٹکنا۔

ابن ہشام نے کہا کہ لدم کے معنی ہتھیلیوں سے مارنے کے ہیں تمیم بن ابی بن مقیل نے کہا۔

وَلِلْفُؤَادِ وَجِيْبٌ تَحْتَ اَبْهَرِهٖ لَدْمَ الْوَلِيْدِ وَرَاءَ الْغَيْبِ بِالْحَجَرِ

اپنی ابھر نامی رگ کے نیچے دل دھڑک رہا ہے اور نشیبی زمین کے پیچھے سے ولید کے پتھر بارنے کی طرح دھڑا دھڑ مار رہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ غیب کے معنی نشیبی زمین کے ہیں اور ابہر دل کی رگ کا نام ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی النجار میں سے ایک صاحب ابو محمد نامی بدری تھے اور ابو محمد کا نام مسعود بن اوس بن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم ابن مالک بن النجار۔ قیس بن عمرو بن عمرو بن سہل کی طرف بڑھے اور قیس کم سن جوان تھا اور جوانوں میں اس کے سوا کسی منافق کی خبر نہیں ملی اور اس کی گردن میں ہاتھ دیکر دھکیلتے ہوئے (اسے) مسجد سے باہر کر دیا اور جب رسول اللہ ﷺ نے مسجد سے منافقوں کے نکالنے کا حکم فرمایا تو ابو سعید الخدری کی جماعت کا ایک شخص جو بلخدرۃ بن الخزرج میں سے تھا اور اس کا نام عبد اللہ بن الحارث تھا۔ الحارث بن عمرو کی طرف بڑھا اور یہ شخص پٹوں والا تھا۔ اس نے اس کے پٹے پکڑ لئے اور اس کو سختی سے اسی طرح زمین پر کھینچتے ہوئے جس طرح اوپر ذکر ہو چکا ہے مسجد سے باہر کر دیا۔ یہ منافق اس شخص سے کہتا چلا جا رہا تھا کہ اے ابن الحارث تم نے بہت سختی کی تو اس شخص نے اس سے کہا اے اللہ کے دشمن بے شک تو اسی قابل ہے کیونکہ اللہ نے تیرے متعلق (احکام) نازل فرمائے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے قریب نہ آنا کیونکہ تو پلید ہے۔

اور بنی عمرو بن عوف میں سے ایک شخص اپنے بھائی زوی بن الحارث کی طرف بڑھا اور اس کو سختی سے مسجد کے باہر کر دیا اور اس سے بیزاری ظاہر کی اور کہا کہ تجھ پر شیطان اور شیطانی باتوں کا غلبہ ہے۔ غرض یہ وہ منافقین تھے جو اس روز مسجد میں موجود تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے نکالنے کا حکم فرمایا۔

سورہ بقرہ میں منافقوں اور یہودیوں کے متعلق جو نازل ہوا

غرض مجھے جو خبر ملی ہے وہ یہ ہے کہ انہیں یہود کے علماء اور اوس وخزرج میں سے منافقوں کے بارے

بں ابتدائے سورۂ بقرہ کی سو آیتیں نازل ہوئیں۔ واللہ اعلم۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے:

﴿ الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ﴾

''الم (اس کتاب میں) کسی قسم کا شک نہیں ہے''۔

ابن ہشام نے کہا ساعدہ بن جویۃ الہذلی نے کہا ہے۔

فَقَالُوْا عَهِدْنَا الْقَوْمَ قَدْ حَصِرُوْا بِهٖ فَلَا رَيْبَ اَنْ قَدْ كَانَ ثُمَّ لَحِيْمُ

ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے ان لوگوں کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ انہوں نے اس کو گھیر لیا تھا اور اس میں کسی قسم کا شک وشبہہ نہیں کہ وہاں ایک مقتول شخص بھی تھا۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور ریب کے معنی بدگمانی کے بھی ہیں۔ خالد بن زہیر الہذلی نے کہا ہے۔

كَاَنَّنِيْ اُرِيْبُهٗ بِرَيْبٍ.

گویا میں اسے کسی بدگمانی میں ڈال رہا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اربتہ[1] بھی کہا جاتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ابیات میں سے ہے اور وہ ابوذویب الہذلی کا بھتیجا ہے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ.

''متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔ یعنی ان لوگوں کے لئے جو ہدایت کی جن باتوں جو جانتے ہیں ان کو چھوڑنے میں اللہ کی سزا سے ڈرتے اور اس میں جو باتیں مذکور ہیں ان کی تصدیق میں اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں''۔

﴿ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ[2] بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴾

''جو لوگ نہ دیکھی (ہوئی) چیزوں پر ایمان لاتے اور نماز جس طرح ادا کرنا چاہئے اس طرح ادا کرتے اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے صرف کرتے ہیں۔ یعنی فرض نماز کو جس طرح ادا کرنا چاہئے اس طرح ادا کرتے اور ثواب سمجھ کر زکوٰۃ دیتے ہیں''۔

﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ﴾

---

۱ (ب ج د) میں ہے ومنهم من يرويه كانني اربته بريب یعنی گویا میں نے اسے بدگمانی میں ڈال دیا تھا۔ (احمد محمودی)

۲ خط کشیدہ الفاظ الف میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

''اور جو مانتے ہیں اس چیز کو جو تیری طرف اتاری گئی ہے اور جو تجھ سے پہلے اتاری گئی''۔

یعنی جو چیزیں اللہ عزوجل کے پاس سے آپ لائے ہیں ان میں وہ آپ کو سچا جانتے ہیں اور آپ سے پہلے کے رسول جو کچھ لائے تھے اس کو بھی سچا جانتے ہیں۔ ان کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور وہ اپنے پروردگار کے پاس سے جو کچھ لائے ہیں اس کا انکار نہیں کرتے۔

﴿ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ﴾

''اور آخرت پر یہی لوگ یقین رکھتے ہیں''۔

یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور قیامت' جنت' دوزخ' حساب اور میزان پر۔

یعنی یہی وہ لوگ ہیں جو اس بات کے دعوے دار ہیں کہ وہ ان چیزوں پر جو آپ سے پہلے ہوئی ہیں اور ان چیزوں پر جو آپ کے رب کے پاس سے آپ کے پاس آئی ہیں ایمان لا چکے ہیں (یہی لوگ اس کا یقین رکھتے ہیں)۔

﴿ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ﴾

''یہی لوگ اپنے پروردگار کی جانب سے ہدایت پر ہیں''۔

یعنی انہیں ان کے پروردگار کی جانب سے ایک روشنی حاصل ہے اور جو کچھ ان کے پاس آیا ہے اس پر انہیں استقامت ہے۔

﴿ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾

''یہی لوگ فلاح پانے والے (کامیاب' پھولنے پھلنے والے) ہیں''۔

یعنی ان لوگوں نے جو چیز طلب کی اس کو انہوں نے حاصل کر لیا اور جس برائی سے وہ بھاگے اس سے انہیں نجات مل گئی۔

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ﴾

''بے شک جن لوگوں نے انکار کیا''۔

یعنی اس چیز کا جو آپ کی جانب اتاری گئی ہے اگرچہ وہ کہیں کہ ہم اس چیز پر ایمان لا چکے جو آپ سے پہلے ہمارے پاس آئی ہے۔

﴿ سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴾

''ان کے لئے برابر ہے چاہے تو انہیں ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایمان نہیں لائیں گے''۔

یعنی انہوں نے اس یادداشت کا انکار کیا جو آپ کے متعلق ان کے پاس موجود ہے۔ اور انہوں نے

اس عہد کا انکار کر دیا جو آپ کے متعلق ان سے لیا گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے اس چیز کا بھی انکار کر دیا جو آپ کے پاس آئی ہے۔ اور اس کا بھی انکار کر دیا جو ان کے پاس ہے اور اسے ان کے پاس آپ کے سوا دوسرے لائے ہیں۔ اس لئے وہ آپ کے ڈرانے اور دھمکانے کو کسی طرح نہیں سنیں گے حالانکہ اس علم کا انکار کر دیا ہے جو آپ کے متعلق ان کے پاس موجود ہے۔

﴿ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ﴾

''اللہ نے ان کے دلوں اور ان کی سماعت پر مہر کر دی ہے اور ان کی بصارتوں پر ایک قسم کا پردہ (ڈال دیا گیا) ہے''۔

یعنی ہدایت کے حاصل کرنے سے (انہیں روک دیا گیا ہے) کہ وہ اس کو کبھی نہیں پا سکتے۔ یعنی آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی جانب سے جو حق بات آئی اس کے جھٹلانے کے سبب سے حتیٰ کہ وہ اس کو مانیں (اس کو نہ مان کر) اگرچہ وہ ان تمام چیزوں کو مان لیں جو آپ سے پہلے تھیں (انہیں ہدایت حاصل نہ ہوگی)۔

﴿ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾

''اور ان کے لئے (اس سبب سے کہ وہ آپ کی مخالفت پر اڑے ہوئے ہیں) بڑا عذاب ہے''۔

غرض یہ کہ یہ تمام بیان یہود کے علماء کے متعلق ہے کہ انہوں نے حق بات کو جان لینے اور پہچان لینے کے بعد جھٹلایا ہے۔

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴾

''اور لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لا چکے ہیں حالانکہ وہ ایمان والے نہیں ہیں''۔

یعنی اوس وخزرج کے منافقین اور وہ لوگ جو انہیں کے قدم بقدم تھے۔

﴿ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ﴾

''وہ اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے دھوکا بازی کرتے ہیں حالانکہ وہ خود اپنے نفسوں کے سوا کسی اور کو دھوکا نہیں دے رہے ہیں کیونکہ وہ (اس کا) احساس نہیں رکھتے ان کے دلوں میں (شک کی) بیماری ہے''۔

﴿ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴾

''تو اللہ نے ان کی (اس) بیماری کو اور بڑھا دیا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے اس سبب

سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے اور جب ان سے کہا گیا کہ زمین میں فساد نہ کرو تو انہوں نے کہا کہ ہم تو صرف اصلاح کرنا چاہتے ہیں ہم مومنین اور اہل کتاب کے درمیان اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴾

''خبردار ان کی حالت یہ ہے کہ یہ فسادی ہیں لیکن (انہیں اپنے فسادی ہونے کا شعور (بھی) نہیں''۔

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ﴾

''اور جب ان سے کہا گیا کہ تم (بھی) ایمان لے آؤ جس طرح (اور) لوگوں نے ایمان قبول کیا ہے تو انہوں نے کہا کیا (یہ) ناسمجھ (یا کم درجے کے) لوگوں نے جس طرح ایمان قبول کر لیا ہے اسی طرح ہم بھی ایمان قبول کر لیں۔ سن لو ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ ہیں تو ناسمجھ (یا کم درجے کے) لیکن وہ (اس بات کو) جانتے نہیں۔ اور جب ان لوگوں نے ایسے لوگوں سے ملاقات کی جو ایمان اختیار کر چکے ہیں تو ان لوگوں نے کہہ دیا کہ ہم نے بھی ایمان اختیار کر لیا ہے۔ اور جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں پہنچے''۔

یعنی یہود میں سے ان لوگوں کے پاس جو انہیں حق کے جھٹلانے اور رسول جس چیز کو لے کر آئے ہیں اس کے خلاف حکم دیتے ہیں۔

﴿ قَالُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ ﴾

''کہہ دیا کہ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں یعنی ہم انہیں عقیدوں کے سے (عقائد) پر ہیں جن پر تم ہو''۔

﴿ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴾

''ہم تو صرف ہنسی اڑانے والے ہیں''۔

یعنی ہم صرف ان لوگوں کا مذاق اڑاتے اور ان کے ساتھ دل لگی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴾

''اللہ (بھی) ان کا مذاق اڑاتا ہے۔ اور انہیں ان کی سرکشی میں ڈھیل دیتا جاتا ہے کہ حیران پھرتے رہیں''۔

ابن ہشام نے کہا يَعْمَهُوْنَ کے معنی یحارون یعنی حیران پھریں عرب کہتے ہیں **رجل عمه و عامه**

یعنی حیران ۔ رؤبۃ بن العجاج ایک شہر کا بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

اَعْمَی الْھُدٰی بِالْجَاھِلِیْنَ الْعُمَّہِ.

''ناواقف حیران پھرنے والوں کو راہ یابی سے اندھا کردیا''۔

اور یہ بیت اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔اور عمه عامه کی جمع ہے اور عمه کی جمع عمهون ہے اور عورت کو عمهة اور عمهیٰ کہا جاتا ہے۔

﴿ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی ﴾

''یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے عوض میں گمراہی خریدی ہے''۔

یعنی ایمان کے بدلے کفر مول لیا ہے۔

﴿ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ ﴾

''پس ان کی تجارت سودمند نہ ہوئی اور وہ سیدھی راہ پر آنے والے ہی نہ تھے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک مثال دی اور فرمایا:

﴿ مَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا ﴾

''ان کی مثال اس شخص کی سی مثال ہے جس نے آگ روشن کی''۔

﴿ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَہٗ ذَھَبَ اللّٰہُ بِنُوْرِھِمْ وَتَرَکَھُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ﴾

''پھر جب اس آگ نے اس شخص کے ماحول کو روشن کردیا تو اللہ ان کا نور لے کر چلا گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ وہ دیکھتے ہی نہیں''۔

یعنی نہ حق کو دیکھتے ہیں اور نہ حق کہتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ اس (روشنی) کی وجہ سے کفر کی اندھیری سے نکلے تو انہوں نے اس سے کفر اور اس میں نفاق کر کے اس کو بجھا ڈالا تو اللہ نے بھی انہیں کفر کی اندھیری میں چھوڑ دیا۔اس لئے وہ سیدھی راہ کو دیکھتے نہیں اور حق پر سیدھے چلتے نہیں۔

﴿ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴾

''بہرے، گونگے، اندھے ہیں اس لئے وہ (اپنی گمراہی سے) نہیں لوٹتے''۔

یعنی سیدھی راہ کی طرف نہیں لوٹتے۔ بھلائی (کے سننے بولنے دیکھنے) سے بہرے گونگے۔ اندھے ہیں۔ بھلائی کی طرف لوٹتے نہیں اور نہ وہ نجات (کی کوئی راہ) پاتے ہیں جب تک کہ وہ جس حال پر ہیں اسی پر رہیں۔

﴿ اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْہِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ یَّجْعَلُوْنَ اَصَابِعَھُمْ فِیْٓ اٰذَانِھِمْ مِّنَ

الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللّٰهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ﴾

''یا آسمان سے اترنے والی بارش کی مثال ہے جس میں اندھیریاں (بھی) ہیں اور کڑک (بھی) اور چمک (بھی) بجلیوں کے کڑاکوں کے سبب موت سے ڈر کر وہ اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیتے ہیں حالانکہ اللہ کافروں کو (ہر طرف سے) گھیرے ہوئے ہے (وہ اس سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ الصیب کے معنی المطر یعنی بارش کے ہیں اور یہ صاب یصوب سے ہے (جس کے معنی اترنے کے ہیں)۔ جس طرح عرب ساد یسود سے سید اور مات یموت سے میت کہتے ہیں اس کی جمع صبائب ہے۔ بنی ربیعہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں سے ایک شخص علقمہ بن عبدہ نے کہا ہے۔

كَأَنَّهُمْ صَابَتْ عَلَيْهِمْ سَحَابَةٌ صَوَاعِقُهَا لِطَيْرِهِنَّ دَبِيبُ

ان کی حالت یہ ہے کہ گویا ان پر ابر کی بجلیاں گری ہیں کہ ان میں سے اڑنے والوں کے لئے بھی رینگنا ہے۔ (یعنی ان کے لشکر پر تلواروں کی بجلیاں ایسی گریں کہ ان میں قوت والے بھی جان بچانے کے لئے اڑ نہ سکے یعنی بھاگ نہ سکے بلکہ ان کو بھی رینگنا پڑا)۔ اور اسی میں ہے۔

فَلَا تَعْدِلِي[1] بَيْنِي وَ بَيْنَ مُغَمَّرٍ سَقَتْكِ[2] رَوَايَا الْمُزْنِ حِينَ قَصُوبُ

اس لئے (اے محبوبہ) مجھ میں اور نادان ناتجربہ کاروں میں برابری کا خیال نہ کر جب پانی سے بھرے ہوئے ابر اتریں (تو خدا کرے کہ) وہ تجھے سیراب کریں۔

اور یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا یعنی وہ ظلمت کفر کی جس حالت اور تمہاری مخالفت اور تم سے ڈرنے کے سبب سے قتل کے جس خطرے میں ہیں وہ اس حالت کے مثل ہے جو بارش کی تاریکی سے بیان کی گئی ہے کہ وہ کڑک، گرج کے سبب موت سے ڈر کر اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیتے ہیں۔ وہ فرماتا ہے کہ اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ یعنی ان پر وہ عذاب نازل کرنے والا ہے۔

﴿ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ﴾

---

[1] (الف ج د) میں لا تعذلی ذال معجمہ سے ہے لیکن (ب) کے حاشئے پر لکھا ہے کہ یہ تصحیف معلوم ہوتی ہے۔ میں بھی اسے غلط سمجھتا ہوں کیونکہ عذل کے ساتھ بینی و بین مغمر کو کوئی مناسبت نہیں (احمد محمودی)۔ [2] (ب ج د) میں سقیت ہے دونوں صورتوں میں جملہ دعائیہ ہی ہوگا۔ (احمد محمودی)

''چمک ان کی بینائیوں کو اچک لینے کے قریب ہو جاتی ہے (ان کی بینائیوں کو چندھیا دیتی ہے) یعنی حق کی روشنی کی تیزی''۔

﴿ كُلَّمَا اَضَاءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ وَاِذَا اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ﴾

''جب کبھی اس چمک نے انہیں روشنی دی وہ اس میں چلنے لگے اور جب ان پر اندھیرا چھا گیا (تو ٹھٹک کر) کھڑے ہو گئے''۔

یعنی حق کو پہچانتے ہیں اور سچی بات کہنے لگتے ہیں اور وہ سچ بول کر سیدھی راہ پر آ بھی جاتے ہیں اور جب حق سے پلٹ کر کفر میں چلے جاتے ہیں تو (وہ) حیران کھڑے رہ جاتے ہیں۔

﴿ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

''اور اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور ان کی بینائیاں لے جاتا یعنی اس لئے کہ انہوں نے حق کے پہچاننے کے بعد اس کو چھوڑ دیا بے شبہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے''۔

پھر فرمایا:

﴿ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ ﴾

''لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ کافروں اور منافقوں دونوں کی جانب خطاب ہے یعنی اپنے پروردگار کو یکتا مانو''۔

﴿ اَلَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاءَ بِنَاءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

''جس نے تم کو اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی (اور محتاط) بن جاؤ۔ (اس کی عبادت کرو اس کو یکتا مانو) جس نے تمہارے لئے رزق اتارا۔ پس (کسی کو) اللہ کا ہمسر نہ بناؤ حالانکہ تم (اس بات کو) جانتے ہو (کہ اس کا کوئی ہمسر نہیں)''۔

ابن ہشام نے کہا کہ انداد کے معنی امثال کے ہیں اور اس کا واحد ''ند'' ہے لبید بن ربیعہ نے کہا ہے۔

اَحْمَدُ اللّٰهَ فَلَا نِدَّ لَهٗ بِيَدَيْهِ الْخَيْرُ مَا شَاءَ فَعَلْ

میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اسی کے ہاتھوں میں بھلائی ہے اس نے جو چاہا کر دیا۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا یعنی اللہ کے ساتھ اس کے غیروں کو جن کو تم اس کا ہمسر خیال کرتے ہو اس کا شریک نہ بناؤ جو نہ فائدہ دیتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور تم جانتے ہو کہ اس کے سوا تمہارے لئے کوئی پروردگار نہیں ہے جو تمہیں رزق دیتا ہو اور تم اس بات کو بھی جانتے ہو کہ ربوبیت کی جس توحید کی جانب رسول تمہیں بلا رہا ہے وہ حق ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں ہے۔

﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا ﴾

''اگر تم اس چیز کے متعلق جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے شک میں ہو''۔

یعنی اس چیز کے متعلق جسے لے کر وہ تمہارے پاس آیا ہے شک میں ہو۔

﴿ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾

''تو اس کی سی ایک سورۃ (بنا) لاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر تمہارے پاس جو لوگ حاضر ہوں ان (سب) کو بلا لو''۔

﴿ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا ﴾

''اگر تم سچے ہو پھر اگر تم نے (ایسا) نہیں کیا اور ہرگز نہیں کر سکو گے۔ تو تم پر سچائی صاف طور پر ظاہر ہو چکی''۔

﴿ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِیْنَ ﴾

''تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے''۔

یعنی ان لوگوں کے لئے جو تمہاری طرح کفر پر ہیں۔ انہیں ترغیب دی اور اس عہد کے توڑنے سے ڈرایا جو نبی ﷺ کے متعلق ان سے لیا گیا تھا کہ جب آپ ان کے پاس تشریف لائیں (تو انہیں کیا معاملہ کرنا ہوگا) پھر ان سے ان کی پیدائش کی ابتداء کا ذکر فرمایا کہ جب انہیں پیدا کیا تھا (تو ان کی کیا حالت تھی) اور ان کے باپ آدم کی کیا حالت تھی اور انہیں کیا واقعات پیش آئے۔ اور جب انہوں نے اس کی اطاعت کے خلاف کیا تو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا۔ پھر فرمایا:

﴿ یَا بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ ﴾

''اے اسرائیل کی اولاد۔ یہود کے علماء سے خطاب ہے''۔

﴿ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ ﴾

''یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تمہیں دی (تھی) یعنی میرے اس انتخاب کو یاد کرو (جس کی یادداشت) تمہارے پاس (بھی ہے) اور تمہارے بزرگوں کے پاس بھی تھی جس کے سبب

سے انہیں فرعون اور اس کی قوم سے چھڑا لیا تھا''۔

﴿ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ ﴾

''اور میرے عہد کو پورا کرو۔ جو میں نے اپنے نبی احمد کے لئے لیا تھا کہ جب وہ تمہارے پاس آئیں (تو تمہیں کیا کرنا ہوگا) اور تمہاری گردنوں میں (اس عہد کو ڈال کر تمہارے لئے لازمی) کر دیا تھا''۔

﴿ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ﴾

''کہ میں تمہارے عہد کو پورا کروں۔ کہ آپ کی تصدیق اور پیروی کرنے پر جو وعدہ تم سے کیا گیا تھا اس کو پورا کروں اور وہ بوجھ اور بندشیں جو تمہارے ان گناہوں کی وجہ سے تمہاری گردنوں میں پڑ گئی تھی جو تمہاری بدعتوں کی وجہ سے تھیں ان کو ہلکا کر دوں''۔

﴿ وَ اِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ﴾

''اور مجھی سے ڈرو۔ کہ کہیں تم پر وہ آفتیں نہ نازل کی جائیں جو تم سے پہلے تمہارے بزرگوں پر مسخ وغیرہ کی سزائیں نازل ہوئی تھیں جن کو تم جانتے ہو''۔

﴿ وَ آمِنُوْا بِمَا اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ ﴾

''اور اس چیز پر ایمان لاؤ جو میں نے اتاری ہے اور تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے اور اس کے انکار کرنے میں سب سے پہلے تم نہ ہو جاؤ کیونکہ تمہارے پاس وہ علمی باتیں ہیں جو تمہارے سوا دوسروں کے پاس نہیں''۔

﴿ وَ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

''اور مجھی سے ڈرو اور حق کو باطل کا لباس نہ پہناؤ اور سچی بات کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو''۔

یعنی میرے رسول اور اس کی لائی ہوئی چیز کے متعلق جو کچھ پہچان تمہارے پاس ہے اس کو نہ چھپاؤ اور تمہارے ہاتھوں میں جو کتابیں ہیں اور اس کے ذریعے سے جو کچھ تمہیں علم ہے اس میں آپ کے حالات بھی موجود ہیں۔

﴿ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾

''کیا تم (اور) لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب (سماوی) پڑھتے (بھی) ہو تو کیا تمہیں (ایسے برے کام سے روکنے کے لئے) عقل نہیں''۔

یعنی تم لوگوں کو تو نبوت اور عہد تورات کے انکار سے منع کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو چھوڑ دیتے ہو اور

اس میں میرا جو عہد میرے رسول کی تصدیق کے متعلق تم سے ہے اس کا انکار کرتے ہو اور اس میثاق کو توڑ دیتے ہو جو میں نے لیا تھا اور میری کتاب سے جو معلومات تمہیں ہوئی ہیں اس کا انکار کرتے ہو۔

اس کے بعد ان کی بدعتوں اور اختراعوں کا شمار فرمایا اور ان سے بچھڑے کا اور بچھڑے کے ساتھ ان کے جو معاملات ہوئے اس کا ذکر فرمایا اور ان کی توبہ کو قبول فرمانے اور پھر توبہ سے ان کے برگشتہ ہونے اور ان کے اس قول کا ذکر فرمایا جو انہوں نے کہا تھا:

﴿ اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً ﴾

''(اے موسیٰ) تم ہمیں اللہ کو نمایاں طور پر دکھا دو''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہمارے لئے کوئی چیز ظاہر ہو (اور) ہم سے اسے چھپانے والی نہ ہو۔

ابوالاخزر قتیبۃ الحمانی نے کہا ہے۔

يَجْهَرُ اَجْوَافَ الْمِيَاهِ السُّدَّمِ

وہ پرانی باؤلیوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے بہت سے ابیات میں سے ہے یجہر۔ شاعر کہتا ہے کہ وہ پانی کو ظاہر کر دیتا ہے اور ریت وغیرہ جو اس کو چھپائے ہوئے ہوتی ہے اس کو ہٹا کر کھول دیتا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کی نادانی کے سبب سے اس وقت ان پر بجلی گرانے' ان کے مر جانے کے بعد پھر انہیں خود زندہ کرنے ان پر ابر کو سایہ افگن بنانے اور من وسلویٰ اتارنے کا ذکر فرمایا اور ان سے اپنے اس ارشاد فرمانے کا بیان فرمایا:

﴿ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ ﴾

''دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور حطہ کہو (یعنی بوجھ اتار دے)''۔

یعنی میں تمہیں جو حکم دے رہا ہوں وہی کہو اس کے سبب سے میں تم سے تمہارے گناہ کا بوجھ اتار دوں گا۔

اور اپنے اس قول کو ان کے بدل دینے اپنے حکم کو مذاق میں اڑانے اور ان کے اس کو مذاق اڑانے کے بعد ان سے اپنے اس عہد کو واپس لے لینے کا تذکرہ فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ منّ ایک چیز تھی جو سویرے ان کے درختوں پر گرتی اور شہد کی سی میٹھی ہوتی تھی۔ وہ اس کو اکھٹا کر لاتے اور اس کو پیتے اور کھاتے تھے۔ بنی قیس بن ثعلبہ میں سے اعشی کہتا ہے۔

لَوْ اُطْعِمُوا الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی مَكَانَهُمْ   مَا اَبْصَرَ النَّاسُ طُعْمًا فِيْهِمْ نَجَعَا

اگر لوگوں کو ان کی اپنی جگہ پر (گھر بیٹھے) من و سلویٰ بھی کھلایا جائے تو لوگ ایسے کھانے کو اپنے لئے

کچھ اچھا نہ سمجھیں گے۔

اور یہ بیت اس کے قصدے کی ہے۔

سلویٰ ایک قسم کے پرند ہیں۔اس کا واحد سلواۃ ہے۔اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یہی لوا تھا اور شہد بھی سلویٰ کہلاتا ہے۔خالد ابن زہیر الہذلی نے کہا۔

وَ قَاسَمَهَا بِاللّٰهِ حَقًّا لَاَنْتُمْ اَلَذُّ مِنَ السَّلْوٰى اِذَا مَا نُشُوْرُهَا

اور اس نے ان لوگوں کے آگے قسم کھائی کہ حقیقت میں تم لوگ شہد سے بھی زیادہ لذیذ (یا پیارے) ہو جبکہ ہم اسے (اس کے چھتوں میں سے) نکالتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور حطة کے معنی ''حَطِّ عَنَّا ذُنُوْبَنَا۔یعنی ہمارے گناہ ہم سے اتار دے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ان کے اس لفظ کو بدل دینے کے متعلق مجھ سے صالح بن کیسان نے التوءمۃ بنت امیہ بن خلف کے آزاد کردہ صالح سے اور انہوں نے ابو ہریرہ سے اور دوسرے ایک اور شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں جانتا ابن عباس سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا:

((دَخَلُوا الْبَابَ الَّذِیْ اُمِرُوْا اَنْ یَدْخُلُوْا مِنْهُ سُجَّدًا یَزْحَفُوْنَ وَهُمْ یَقُوْلُوْنَ حِنْطٌ فِیْ شَعِیْرٍ))

''ان لوگوں کو جس دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا وہ رینگتے اور یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے ''حِنْطٌ فِیْ شَعِیْرٍ جو میں گیھوں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور موسیٰ (علیہ السلام) کا اپنی قوم کے لئے پانی طلب کرنے اور انہیں اپنے اس حکم دینے کا ذکر فرمایا کہ وہ عصا سے پتھر کو ماریں۔

﴿ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا ﴾

''تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ہر قبیلے کے لئے ایک چشمہ جس سے وہ پانی پئیں۔ہر قبیلے نے اپنا وہ چشمہ جس سے وہ پانی پیا کرے معلوم کرلیا''۔

اور اس نے ان کے اس قول کا بھی ذکر فرمایا جو انہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا تھا کہ:

﴿ لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَ قِثَّائِهَا وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ﴾

''ہم ایک ہی غذا پر ہرگز صبر نہیں کرسکتے اس لئے ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کیجئے کہ وہ ان چیزوں میں سے جنہیں زمین اگایا کرتی ہے اس کی ترکاری اور اس کی لکڑی اور اس کے

گیہوں اور اس کی مسور اور اس کی پیاز میں سے ہمارے لئے کچھ پیدا کر دے''۔

فَوْقَ ثِيْزَى مِثْلِ الْجَوَابِیْ عَلَيْهَا قِطَعٌ كَالْوَذِيْلِ فِیْ نِقِیْ فُوْمٍ

حوضوں کے سے لکڑی کے پیالوں میں گیہوں کے گودے میں چاندی کے سے ٹکڑے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ وذیل کے معنی چاندی کے ٹکڑوں کے ہیں اور فوم کا واحد فومہ ہے۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے:

﴿ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ﴾

''فرمایا کیا تم لوگ بدلے میں طلب کرتے ہو اس چیز کو جو ادنیٰ ہے بجائے اس چیز کے جو (اس سے) بہتر ہے تم کسی شہر میں (جا) اترو۔ پس بے شبہ تمہارے لئے وہ چیز (وہاں موجود) ہے جس کو تم نے طلب کیا ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا تو انہوں نے (ایسا) نہیں کیا (یعنی وہ کسی شہر میں نہیں گئے)۔

اور ان پر اپنے طور کے بلند فرمانے کا ذکر فرمایا تا کہ وہ اس چیز کو لیں جو انہیں دی گئی اور ان کی صورتوں کے مسخ کئے جانے کا ذکر فرمایا جو ان میں واقع ہوا تھا کہ انہیں ان کی بدعتوں کے سبب لنگور بنا دیا اور اس گائے کا تذکرہ فرمایا جس کے ذریعے انہیں ایک عبرتناک حالت ایک مقتول کے متعلق بتائی جس کے بارے میں وہ لوگ اختلاف رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کی حقیقت موسیٰ (علیہ السلام) سے سوالات و جوابات کے بعد اللہ (تعالیٰ) نے ان پر ظاہر فرما دی۔ اور اس کے بعد ان کے دلوں کے سخت ہو جانے کا بیان فرمایا حتیٰ کہ وہ پتھر کے سے یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے تھے پھر فرمایا:

﴿ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءَ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ﴾

''اور پتھروں میں بعض ایسے بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے۔ اور ان میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں یعنی پتھروں میں بعض ایسے بھی ہیں جو تمہارے ان دلوں سے نرم ہیں جنہیں حق کی جانب بلایا جاتا ہے (لیکن اس کو قبول نہیں کرتے)''۔

﴿ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾

''اور تم جو کچھ کرتے ہو اس سے اللہ غافل نہیں ہے پھر محمد ﷺ کو اور ان لوگوں کو جو ایمانداروں میں سے آپ کے ساتھ ہیں ان سے ناامید بناتا ہے (فرماتا ہے)۔

﴿ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَ قَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴾

''کیا تم لوگ (اس بات کی) امید رکھتے ہو کہ وہ تمہاری مانیں گے حالانکہ ان میں ایک جتھا ایسا بھی تھا (جس کے لوگ) اللہ کا کلام سنتے تھے اور پھر سمجھنے کے بعد اس کو بدل دیتے تھے حالانکہ وہ علم بھی رکھتے تھے''۔

اللہ تعالیٰ کے کلام کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ان سبھوں نے اللہ کے کلام تو راۃ کو سنا۔ بلکہ وہ فرماتا ہے۔ فریق منہم یعنی خاص طور پر ان کا ایک گروہ۔ بعض اہل علم سے مجھے خبر ملی ہے کہ انہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا کہ اے موسیٰ! اللہ کے دیدار میں اور ہم میں تو روک پیدا کر دی گئی (کم از کم) جب وہ آپ سے باتیں کرے تو ہمیں اس کا کلام ہی سنا دو۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے پروردگار سے اس کی استدعا کی تو اس نے آپ سے فرمایا ۔ اچھا انہیں حکم دو کہ وہ اپنا لباس پاک صاف کر لیں اور روزے رکھیں۔ تو انہوں نے ویسا ہی کیا اور آپ انہیں لے کر چلے یہاں تک کہ انہیں لے کر طور پر پہنچے اور جب ان پر ابر چھا گیا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے انہیں حکم دیا تو سجدے میں گر پڑے اور آپ کے پروردگار نے آپ سے کلام کیا تو انہوں نے بھی اس کا کلام سنا۔ اس کی قدرت بڑی ہے۔ کہ وہ انہیں اوامر اور نواہی سنا رہا ہے حتیٰ کہ انہوں نے جو کچھ اس سے سنا اس کو سمجھ بھی لیا۔ پھر آپ انہیں لے کر بنی اسرائیل کی جانب لوٹ آئے اور جب ان کے پاس آئے تو ان میں سے ایک جماعت نے ان باتوں کو بدل ڈالا جن کا اس نے انہیں حکم فرمایا تھا۔ اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اللہ نے ایسا ایسا حکم دیا ہے تو اس جماعت نے جس کا ذکر اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہا کہ اللہ نے تو صرف ایسا ایسا فرمایا ہے اور اس کے برعکس کہا جو اللہ نے ان کے متعلق فرمایا تھا۔ پس یہی ہیں جن کا ارادہ اللہ نے فرمایا ہے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم (کو خبر دینے) کے لئے۔ پھر فرمایا:

﴿ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ﴾

''اور جب انہوں نے ملاقات کی ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں تو کہا کہ ہم (بھی) ایمان لا چکے ہیں''۔

یعنی تمہارے دوست اللہ کے رسول ہیں لیکن خاص طور پر تمہاری ہی جانب (بھیجے گئے ہیں) اور جب وہ ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتے تو کہتے کہ عرب سے یہ بات نہ کہنا کیونکہ تم لوگ ان کے مقابلے میں فتح طلب کیا کرتے تھے اسی ذات کے وسیلے سے' اور وہ انہیں میں (مبعوث) ہوئے۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے انہیں کے متعلق (یہ آیت) اتاری۔

﴿ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ

عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾

''اور جب انہوں نے ملاقات کی ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں تو کہا کہ ہم ایمان لا چکے ہیں اور جب ان میں سے ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتے تو وہ کہتے کیا تم لوگ ان سے وہ بات بیان کر دیتے ہو جو اللہ نے تم پر کھول دی ہے تا کہ وہ اس سے تمہارے رب کے پاس تم حجت قائم کریں (تمہیں قائل کر دیں) تو کیا تم عقل نہیں رکھتے ہو''۔

یعنی تم لوگ اقرار کر لیتے ہو کہ وہ نبی ہے اور تمہیں یہ بات معلوم ہے کہ ان کے متعلق تم سے ان کی پیروی کرنے کا مضبوط عہد لیا گیا ہے۔ اور وہ تمہیں یہ بات بتائے گا کہ جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے اور جس کا ذکر ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں وہ وہی ہے (اس لئے سرے سے) اس بات ہی کا انکار کر دو اور ان کے سامنے اس کا اقرار ہی نہ کرو تو اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتَابَ اِلَّا اَمَانِيَّ ﴾

''اور کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے ان (باتوں) کو جنہیں وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں اور ان میں سے بعض تو بے علم ہیں بجز تلاوت کے کتاب کا وہ علم ہی نہیں رکھتے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوعبیدہ سے روایت ہے کہ الا امانی کے معنی الاقرأۃ کے ہیں کیونکہ امی وہ شخص (کہلاتا ہے جو پڑھتا ہے اور لکھتا نہیں۔ فرماتا ہے کہ وہ کتاب کا علم نہیں رکھتے مگر وہ اسے پڑھتے (ضرور) ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوعبیدۃ اور یونس سے روایت ہے کہ ان دونوں نے اللہ عزوجل کے اس قول میں اس سے مراد عرب لی ہے اور یہ مجھ سے ابوعبید نے بیان کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے یونس بن حبیب نحوی اور ابوعبیدہ نے بیان کیا کہ عرب تمنی بمنی قرأ کہتے ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب میں ہے:

﴿ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ اُمْنِيَّتِهٖ ﴾

''اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں بھیجا مگر جب اس نے تلاوت کی تو شیطان نے اس کی تلاوت میں (کوئی بات) ڈال دی''۔

کہا کہ ابوعبیدہ نے مجھے یہ شعر بھی سنایا۔

تَمَنّٰى كِتَابَ اللّٰهِ اَوَّلَ لَيْلَةٍ وَآخِرَهٗ وَافٰى حِمَامُ الْمَقَادِرِ

اس نے رات کے ابتدائی حصے میں اللہ کی کتاب پڑھی اور رات کے آخری حصے میں مقدر شدہ موت نے پورا پورا حق ادا کر دیا۔

اوراس نے مجھے یہ شعر بھی سنایا۔

تَمَنّٰی کِتَابَ اللّٰهِ فِی اللَّیْلِ خَالِیًا تَمَنّٰی دَاوٗدُ الزَّبُوْرَ عَلٰی رِسْلِ

رات میں اس نے اللہ کی کتاب تنہائی میں پڑھی جیسے داؤد (علیہ السلام) زبور کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔

اور امانی کا واحد امنیۃ ہے اور امانی کے معنی آدمی کا مال وغیرہ کی تمنا کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا۔

﴿ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ﴾

''اور وہ تو صرف گمان کر رہے ہیں''۔

یعنی نہ وہ کتاب کا علم رکھتے ہیں اور نہ جو باتیں اس میں ہیں ان کو جانتے ہیں وہ آپ کی نبوت کا انکار صرف ظن وتخمین سے کر رہے ہیں۔

﴿ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَاللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

''ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں چند دنوں کے سوا آگ ہرگز نہ چھوے گی (اے نبی) تو کہہ کیا تم نے اللہ کے پاس (سے) کوئی عہد لیا ہے کہ اللہ ہرگز اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا یا تم لوگ اللہ پر ایسی بات (کے لازم ہونے) کا دعویٰ کر رہے ہو جس کو تم جانتے ہی نہیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زید بن ثابت کے آزاد کردہ ایک صاحب نے عکرمہ یا سعید بن جبیر سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہود کہا کرتے تھے کہ دنیا کی مدت سات ہزار سال ہے اور اللہ لوگوں کو سزا کے طور پر دنیا کے ہر ایک ہزار سال کے عوض آخرت کے دنوں میں سے ایک دن آگ میں رکھے گا اور یہ عذاب صرف سات روز ہوگا۔ اس کے بعد عذاب روک دیا جائے گا۔ تو اللہ نے اس کے متعلق ان کا یہ قول ''وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً''۔ اور اپنا یہ قول نازل فرمایا:

﴿ بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓـَٔتُهٗ ﴾

''کیوں نہیں جس نے برائی کی اور اس کی خطا نے اسے گھیر لیا''۔

یعنی جس نے تمہارے کاموں کے سے کام اور ایسی چیز کا انکار کیا جس کا تم نے انکار کیا ہے حتیٰ کہ اس کے کفر نے اس کی نیکیوں کو گھیر لیا۔ تو ایسے لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یعنی ابدی۔ ہمیشگی:

﴿ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾

''اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا اور اچھے کام کئے یہ جنت والے ہیں یہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے''۔

یعنی جن لوگوں نے اس چیز کو مان لیا جس کا تم نے انکار کیا ہے اور اس دین پر عمل کیا جس کو تم نے چھوڑ دیا ہے تو ان کے لئے جنت ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ انہیں اس بات سے مطلع فرماتا ہے کہ نیکی بدی کی جزا نیکوں اور بدیوں کے لئے دائمی اور ابدی ہوگی جو (کبھی) منقطع نہ ہوگی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر انہیں ملامت کرنے کے لئے فرمایا:

﴿ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلاً مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴾

''اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے (یہ) مضبوط عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہیں کرو گے اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیکی (کرو گے اور تمہیں حکم دیا کہ) لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز پوری طرح ادا کرو اور زکوٰۃ دو۔ پھر (اس اقرار کے بعد) تم میں سے چند افراد کے سوا سب نے روگردانی کی اور تم (عادۃً) روگرداں ہی ہو''۔

یعنی تم نے ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیا اور کسی عیب ونقص کی وجہ سے ترک نہیں کیا (بلکہ تم اس بات کے عادی ہو):

﴿ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ ﴾

''اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا کہ تم ایک دوسرے کے خون نہ بہاؤ گے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ تَسْفِكُوْنَ کے معنی تَصُبُّوْنَ کے ہیں۔ عرب کہتے ہیں سَفَكَ دَمَعَهٗ اے صَبَّهٗ یعنی اس نے اس کا خون بہایا وَسَفَكَ الزِّقَّ اے هَرَاقَهٗ۔ یعنی مشک کا پانی بہا دیا۔ شاعر نے کہا ہے۔

وَكُنَّا اِذَا مَا الضَّيْفُ حَلَّ بِاَرْضِنَا   سَفَكْنَا دِمَاءَ الْبُدْنِ فِيْ تُرْبَةِ الْحَالِ

ہماری یہ حالت رہی ہے کہ جب کبھی مہمان ہماری سرزمین میں اترا تو ہم نے اونٹوں کے (سرخ) خون ریت ملی ہوئی سیاہ مٹی میں بہادیئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ الحال سے شاعر نے ایسی کیچڑ مراد لی ہے جس میں ریت ملی ہوئی ہو جس کو سَهْلَه بھی کہا جاتا ہے حدیث میں آیا ہے:

لَمَّا قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ آمَنَتْ بِهٖ بَنُوْ اِسْرَآئِیْلَ اَخَذَ جِبْرِیْلُ مِنْ حَالِ الْبَحْرِ وَحَمَاتِهٖ فَضَرَبَ بِهٖ وَجْهَهٗ.

''جب فرعون نے کہا کہ میں ایمان لایا کہ اس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں تو جبریل نے سمندر کی ریت ملی ہوئی سیاہ کیچڑ لی اور وہ اس کے منہ پر ماردی''۔

ابن اسحٰق نے کہا۔

﴿ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴾

''اور اپنے (لوگوں) کو اپنے گھروں سے نہ نکالو گے۔ پھر تم نے (اس بات کا) اقرار بھی کیا ہے اور تم گواہی دیتے ہو''۔

یعنی اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ حقیقت میں میں نے تم سے یہ عہد لیا تھا۔

﴿ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾

''آخر تم (وہی) لوگ ہو کہ اپنے (لوگوں) کو قتل کرتے ہو اور تم خود اپنے (میں کی ایک جماعت) کو ان کے گھروں سے نکال دیتے ہو ظلم و زیادتی اور گناہ سے ان کے خلاف (دوسروں کی) مدد کرتے ہو''۔

یعنی مشرکوں کی مدد کرتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ مل کر ان لوگوں کے خون بہائیں اور تمہارے ساتھ مل کر مشرک ان لوگوں کو ان کے گھروں سے نکال دیں۔

﴿ وَاِنْ یَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ ﴾

''اور اگر وہ تمہارے پاس قید ہو کر آتے ہیں تو فدیہ دے کر انہیں چھڑاتے (بھی) ہو۔ اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارے دین کے لحاظ سے یہ بات تمہارے لئے نقصان رساں ہے''۔

﴿ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْكُمْ (فِیْ كِتَابِكُمْ) اِخْرَاجُهُمْ ﴾

''حالانکہ ان کو (ان کے گھروں سے) نکال دینا تم پر حرام ہے۔ یہ حکم تمہاری کتاب میں موجود ہے''۔

﴿ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ﴾

''تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور ایک حصے کا انکار کرتے ہو۔ کیا تم اس پر ایمان لا کر ان کا فدیہ دیتے ہو اور اس کے منکر بن کر انہیں گھروں سے نکال دیتے ہو''۔

﴿ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾

''لہٰذا تم میں سے جو شخص ایسا کرے اس کا بدلہ یہی ہوگا کہ دنیا میں ذلت و رسوائی اور قیامت کے دن (وہ) سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ تم کرتے ہو ان کاموں سے اللہ غافل نہیں ہے''۔

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ[1] فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴾

''یہی لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیوی زندگی مول لی ہے اس لئے ان کے عذاب میں کمی نہیں کی جائے گی اور نہ ان کی مدد کی جائے گی''۔

غرض انہیں ان کے ان کاموں پر خوب ملامت کی حالانکہ ان پر توریت (ہی) میں ان کی آپس کی خون ریزیوں کو حرام کر دیا تھا اور قیدیوں کا فدیہ ادا کرنا ان پر فرض ٹھہرا دیا تھا۔ اور یہ لوگ دو گروہ ہو گئے تھے۔ ایک جماعت بنی قینقاع کی تھی اور خزرج کے حلیف انہیں میں شمار ہوتے تھے۔ اور دوسری جماعت نضیر اور قریظہ کی تھی اور اوس کے حلیف انہیں میں شمار ہوتے تھے۔ ان لوگوں کی حالت یہ تھی کہ جب اوس وخزرج میں جنگ ہوتی بنو قینقاع خزرج کے ساتھ نکلتے اور نضیر وقریظہ اوس کے ساتھ۔ دونوں میں سے ہر ایک فریق کے حلیف اپنے بھائیوں کے خلاف اپنے حلیفوں کی مدد کرتے حتیٰ کہ وہ آپس میں اپنے خون آپ بہاتے۔ حالانکہ ان کے ہاتھوں میں توریت تھی وہ جانتے تھے کہ ان پر کیا کیا ذمہ داریاں ہیں اور ان پر کیا کیا حقوق ہیں۔ اوس و خزرج مشرک تھے۔ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے نہ ان کے پاس جنت کا کوئی خیال تھا نہ دوزخ کا۔ نہ مرنے کے بعد اٹھنے کا۔ نہ قیامت کا۔ نہ کسی کتاب کا نہ حلال کا نہ حرام کا۔ جب جنگ ختم ہو جاتی تو اپنے قیدیوں کا فدیہ دے کر توریت کے حکم کے موافق چھڑا لیتے اور ایک دوسرے کا فدیہ لے لیتے۔ بنی قینقاع کے جو قیدی اوس کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے ان کا فدیہ بنی قینقاع (اوس کو) ادا کرتے اور نضیر وقریظہ کے جو قیدی خزرج کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے ان کا فدیہ وہ (خزرج کو) ادا کرتے۔ یہود کے خلاف مشرکوں کی مدد میں جو خون ریزیاں کرتے اور ان میں سے جن لوگوں کو آپس کی لڑائی میں وہ مار ڈالتے ان مقتولوں کے خون مباح ہوتے اور ان کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا اللہ تعالیٰ جب ان کو اس بات پر ملامت کرتا ہے تو فرماتا ہے:

﴿ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ﴾

---

[1] بالآخرۃ نسخہ (الف) میں چھوٹ گیا ہے۔ (احمد محمودی)

''تو کیا تم کتاب کے بعض حصے پر تو ایمان لاتے ہو اور بعض حصے کا انکار کرتے ہو''۔

یعنی تو توریت کے حکم کے موافق اس کا فدیہ بھی دیتا ہے اور قتل بھی کرتا ہے اور توریت کا حکم تو یہ ہے کہ تو ایسا نہ کر۔ تو اسے قتل بھی کرتا ہے۔ (اور) اس کو اس کے گھر سے بھی نکالتا ہے۔ اور اس کے خلاف ایسے کی مدد کرتا ہے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ اور دینوی مال و متاع کی خاطر اس کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتا ہے۔

غرض مجھ جو خبر ملی ہے اس کے لحاظ سے اوس و خزرج کے ساتھ ان کے اس معاملے ہی کے متعلق مذکورہ آیتیں نازل ہوئیں۔ پھر فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ ﴾

''اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد اس کے پیچھے متعدد رسول بھیجے اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے متعدد نشانیاں دیں''۔

یعنی وہ نشانیاں جو ان کے ہاتھوں میں دے دی گئی تھیں۔ مثلاً مردوں کو زندہ کرنا۔ اور آپ کا کیچڑ سے پرند کی شکل بنانا پھر اس میں (آپ کا) پھونکنا تو اللہ کے حکم سے اس کا پرندہ بن جانا اور بیماریوں کا دور کرنا اور غیب کی بہت سی خبریں دینا جن کو وہ اپنے گھروں میں جمع رکھتے تھے۔ اور توریت کو جو ان کے پاس دوبارہ روانہ فرمائی باوجود اس انجیل کے جو اللہ نے ان کے پاس نئی بھیجی پھر ان تمام چیزوں سے ان کے انکار کا ذکر فرمایا۔

اور فرمایا:

﴿ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَى أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴾

''تو کیا جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسی چیز لے کر آیا جسے تمہارے نفس نہ چاہتے تھے تو تم نے تکبر کیا پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلا دیا اور ایک جماعت کو تم قتل کر رہے ہو''۔

پھر فرمایا:

﴿ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ﴾

''اور انہوں نے کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں یعنی محفوظ ہیں''۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴾

''(ان کے دل غلافوں میں نہیں ہیں) بلکہ ان کے کفر کے سبب سے اللہ کی ان پر پھٹکار ہے اس لئے وہ بہت کم ایمان لاتے ہیں اور جب ان کے ہاں اللہ کے پاس سے کتاب آئی جو تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ ان لوگوں پر فتح طلب کرتے تھے جنہوں نے کفر کیا۔ پھر جب ان کے پاس وہ چیز آ گئی جس کو انہوں نے پہچان (بھی) لیا تو اس سے انکار کر دیا۔ پس کافروں پر اللہ کی پھٹکار ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہا کہ وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم یہ قصہ ہمارے اور ان کے متعلق نازل ہوا ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں ہم نے ان پر غلبہ پا لیا تھا اور ہم مشرک تھے اور وہ اہل کتاب تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اب ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے جس کی ہم پیروی کریں گے۔ اس کا زمانہ قریب آ چکا ہے ہم اس کے ساتھ ہو کر تمہیں عاد وارم کی طرح قتل کریں گے اور جب اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو قریش میں سے مبعوث فرمایا اور ہم نے اس کی پیروی کی اور انہوں نے اس سے انکار کیا تو اللہ فرماتا ہے:

﴿ فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ﴾

''پھر جب ان کے پاس وہ چیز آئی جسے انہوں نے پہچان (بھی) لیا تو اس سے انکار کر دیا۔ پس کافروں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔ کیا بری ہے وہ چیز جس کے بدلے میں انہوں نے اپنے نفسوں کو بیچ ڈالا کہ وہ اس چیز کا انکار کر رہے ہیں جسے اللہ نے اتارا ہے (اور صرف اس) ضد سے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل نازل فرماتا ہے''۔

یعنی اس وجہ سے کہ اس نے وہ (اپنا فضل یعنی وحی) ان کے غیروں کو عنایت فرما دیا:

﴿ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَّ لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾

''پس وہ ایک غضب پر دوسرے غضب کے سزاوار ہو گئے اور کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ بَآؤُا بِغَضَبٍ کے معنی اِعْتَرَفُوْا بِه وَاحْتَمَلُوْه کے ہیں یعنی اس کو برداشت کر لیا۔ بنی قیس بن ثعلبہ کا اعشیٰ کہتا ہے۔

اُصَالِحُكُمْ حَتّٰى تَبُوْءُوْا بِمِثْلِهَا كَصَرْخَةِ حُبْلٰى يَسَّرَتْهَا قَبِيْلُهَا

میں تم سے صلح کر لیتا ہوں تا کہ تم میں اس کی سی (آفتوں) کی برداشت پیدا ہو جائے۔ جیسے کسی

حاملہ کی چیخ پکار کو اس کی قابلہ نے اس کے لئے آسان بنا دیا ہو۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ غضب پر غضب کے معنی یہ ہیں کہ ان کے ساتھ توریت ہونے کے باوجود اس کو انہوں نے ضائع کر دیا تھا (یعنی اس پر عامل نہ تھے) اور دوسرا غضب یہ ہوا کہ انہوں نے اس نئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا جنہیں اللہ نے ان کی جانب روانہ فرمایا تھا۔

پھر کوہ طور کے ان کے اوپر لائے جانے اور اپنے پروردگار کو چھوڑ کر بچھڑے کو معبود بنا لینے کے متعلق اللہ ان پر ملامت فرماتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔

﴿ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ﴾

''(اے نبی) کہہ دے کہ اگر آخرت کا گھر اللہ کے پاس دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر خالص تمہارے ہی لئے ہے تو مرنے کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو''۔

یعنی دونوں جماعتوں میں جو زیادہ جھوٹی ہو اس کے لئے موت کی دعا کرو تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ایسا کرنے سے انکار کیا تو اللہ (تعالیٰ) اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے فرماتا ہے:

﴿ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ﴾

''اور ان کے ہاتھوں نے جو کچھ پہلے کیا ہے اس کے سبب سے وہ ہرگز اور کبھی بھی ایسی آرزو نہ کریں گے''۔

یعنی ان کے ان معلومات کے سبب سے جو آپ کے متعلق ان کے پاس موجود ہیں۔ اور ان کا انکار کر رہے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اگر وہ اس دن جب ان سے یہ بات کہی گئی موت کی آرزو کرتے تو روئے زمین پر کوئی یہودی (بھی) نہ رہتا (اور) سب کے سب مر جاتے پھر دنیوی زندگی اور درازی عمر کے متعلق ان کی محبت کا ذکر کیا اور فرمایا:

﴿ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيَاةٍ ﴾

''اور بے شبہ تمام لوگوں سے زیادہ زندگی کی حرص کرنے والے انہیں کو تو پائے گا''۔

یعنی یہود کو۔

﴿ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ ﴾

''اور (وہ) مشرکوں سے[1] بھی (زیادہ حریص ہیں) ان میں سے ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کاش اسے ہزار سال کی عمر دی جائے (اور ہزار سال کی عمر بھی دی گئی تو) یہ اسے عذاب سے دور رکھنے والی نہیں''۔

﴿ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ اِلٰى آخِرِهٖ ﴾

''اور مشرکوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کاش''۔ الخ۔

یعنی یہ (ہزار سال کی عمر) اسے عذاب سے نجات دینے والی نہیں۔ اس لئے کہ مشرک موت کے بعد پھر زندہ ہونے کی امید نہیں رکھتا اس لئے وہ درازی عمر سے محبت رکھتا ہے۔ اور یہودی چونکہ یہ بات جانتا ہے کہ اس نے اپنے پاس کے علم کو جو ضائع کر دیا ہے اس کی وجہ سے اس کے لے آخرت میں ذلت ورسوائی ہے (اس لئے وہ درازی عمر سے محبت رکھتا ہے)۔ اس کے بعد فرمایا:

﴿ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾

''جو شخص جبریل کا دشمن ہو (تو اس کی یہ دشمنی بے جا ہے) کیونکہ اس نے اس (قرآن) کو ترے دل پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین المکی نے شہر بن حوشب الاشعری کی روایت سے حدیث بیان کی کہ یہود کے علماء میں سے چند لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے محمد! ہمیں چار باتیں بتاؤ جو ہم تم سے دریافت کرتے ہیں اگر تم نے (وہ باتیں) بتا دیں تو ہم تمہاری پیروی کر لیں گے اور تمہیں سچا جانیں گے اور تم پر ایمان لائیں گے۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِذٰلِكَ عَهْدُاللّٰهِ وَ مِيْثَاقُهٗ لَئِنْ اَنَا اَخْبَرْتُكُمْ بِذٰلِكَ لَتُصَدِّقُنَّنِيْ.

''(اچھا) یہ تم پر اللہ کا عہد و میثاق ہے اگر میں نے تم کو اس کی خبر دے دی پھر تو تم ضرور میری تصدیق کرو گے نا انہوں نے کہا ہاں''۔

فرمایا:

---

[1] اس آیت شریفہ کے معنی دو طرح سے ہو سکتے ہیں۔ صاحب کتاب نے جن معنی کو اختیار کیا ہے ان کو ہم نے موخر کیا ہے اور اس کے ساتھ صاحب کتاب کی تفسیر بھی لکھ دی ہے اور میرے خیال میں جو معنی مرجح تھے اس کو پہلے لکھا اور ان معنی کی وجہ ترجیح یہ ہے کہ ان سب آیتوں کا خطاب یہود سے ہے اس لئے انہیں یہود کی حالتوں سے متعلق کرنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ مشرکوں سے یہاں بحث نہیں۔ (احمد محمودی)

فَاسْأَلُوا عَمَّا بَدَالَكُمْ.

''جس چیز کے متعلق تمہیں مناسب معلوم ہو پوچھو''۔

انہوں نے کہا ہمیں بتائیے کہ لڑکا اپنی ماں سے کیسے مشابہ ہو جاتا ہے حالانکہ نطفہ تو باپ کا ہوتا ہے۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِاَيَّامِهٖ عِنْدَ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ نُطْفَةَ الرَّجُلِ بَيْضَاءُ غَلِيْظَةٌ وَنُطْفَةَ الْمَرْاَةِ صَفْرَاءُ رَقِيْقَةٌ فَاَيَّتُهُمَا غَلَبَتْ صَاحِبَتَهَا كَانَ لَهَا الشَّبَهُ.

''میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اور بنی اسرائیل پر اس کی جو نعمتیں تھیں ان کی قسم دیتا ہوں (سچ سچ بتاؤ کہ) کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ مرد کا نطفہ سفید اور گاڑھا ہوتا ہے اور عورت کا نطفہ زرد اور پتلا ہوتا ہے اور ان دونوں میں سے جو بھی دوسرے پر غالب آ جاتا ہے (تو اولاد) اسی سے مشابہ ہوتی ہے''۔

انہوں نے کہا خدایا سچی بات ہے۔ پھر انہوں نے کہا اچھا یہ بتائیے کہ آپ کی نیند کیسی ہے۔ راوی نے کہا تو آپ نے فرمایا:

اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِاَيَّامِهٖ عِنْدَ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ نَوْمَ الَّذِیْ تَزْعُمُوْنَ اَنِّیْ لَسْتُ بِهٖ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَ قَلْبُهٗ يَقْظَانُ.

''میں تمہیں اللہ کی اور بنی اسرائیل پر اس کی جو نعمتیں تھیں ان کی قسم دیتا ہوں (سچ بتاؤ کہ) کیا اس بات کو جانتے ہو کہ اس شخص کی نیند جس کے متعلق تم خیال کرتے ہو کہ میں وہ نہیں ہوں (ایسی ہوتی ہے) کہ اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل بیدار رہتا ہے''۔

راوی نے کہا کہ وہ کہنے لگے خدایا سچی بات ہے۔ فرمایا:

فَكَذٰلِكَ نَوْمِیْ تَنَامُ عَيْنِیْ وَ قَلْبِیْ يَقْظَانُ.

''پس میری نیند بھی ایسی ہی ہے میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل بیدار رہتا ہے''۔

انہوں نے کہا اچھا ہمیں وہ چیزیں بتائیے جن کو اسرائیل نے اپنی ذات پر حرام ٹھہرالیا تھا۔

فرمایا:

اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَ بِاَيَّامِهٖ عِنْدَ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ كَانَ اَحَبُّ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اِلَيْهِ اَلْبَانَ الْاِبِلِ وَلُحُوْمَهَا وَاَنَّهٗ اشْتَكٰی شَكْوٰی فَعَافَاهُ اللّٰهُ مِنْهَا فَحَرَّمَ عَلٰی نَفْسِهٖ اَحَبَّ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اِلَيْهِ شُكْرًا لِّلّٰهِ فَحَرَّمَ عَلٰی نَفْسِهٖ لُحُوْمَ الْاِبِلِ وَاَلْبَانَهَا.

''میں تمہیں اللہ کی اور اس کی ان نعمتوں کی قسم دیتا ہوں جو بنی اسرائیل پر ہوئی تھیں (سچ بتاؤ کہ) کیا اس بات کو جانتے ہو کہ ان کو کھانے پینے کی چیزوں میں اونٹوں کا دودھ اور ان کا گوشت سب سے زیادہ پسند تھا اور وہ ایک بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ پھر اللہ نے انہیں اس سے صحت دی تو انہوں نے اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں سے انتہائی پسندیدہ چیزوں کو اللہ کے شکر کے طور پر اپنی ذات پر حرام کر لیا تو اونٹوں کے گوشت اور (اونٹنیوں کے) دودھ کو اپنے نفس پر حرام ٹھہرالیا''۔

تو انہوں نے کہا یا اللہ سچ بات ہے۔ پھر انہوں نے کہا اچھا ہمیں روح کے متعلق کچھ خبر دیجئے۔

فرمایا:

اَنْشُدُکُمْ بِاللّٰهِ وَ بِاَیَّامِهٖ عِنْدَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ هَلْ تَعْلَمُوْنَهٗ جِبْرِیْلَ وَهُوَالَّذِیْ یَاْتِیْنِیْ.

''میں تمہیں قسم دیتا ہوں اللہ کی اور اس کی ان نعمتوں کی جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں۔ کیا تم اس کو جانتے ہو کہ وہ جبریل ہے اور وہی ہے جو میرے پاس آتا ہے''۔

انہوں نے کہا یا اللہ سچ ہے لیکن اے محمد! وہ ہمارا دشمن ہے اور وہ فرشتہ ہے جو صرف سختیاں اور خوں ریزیاں لاتا ہے اور اگر ایسی بات نہ ہوتی تو ضرور ہم آپ کی پیروی کرتے۔ راوی نے کہا تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ﴾

''(اے نبی) کہہ دے کہ جو شخص جبریل کا دشمن ہو (تو اس کی یہ دشمنی بے جا ہے) کیونکہ اس نے اس (قرآن) کو اللہ کے حکم سے اس طرح تیرے دل پر اتارا ہے کہ وہ تصدیق کرنے والا ہے اس چیز کی جو اس سے پہلے ہے اور ایمان داروں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا۔ اور کیا جب کبھی انہوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک جماعت نے اس کو پھینک دیا بلکہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں رکھتے۔ اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے ایسا رسول آیا جو تصدیق کرنے والا ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے تو جن لوگوں کو کتاب دی

گئی تھی انہوں نے اللہ کی کتاب کو اپنے پیٹھ پیچھے اس طرح ڈال دیا۔ گویا وہ اسے جانتے ہی نہیں اور وہ ان باتوں کے پیچھے ہو لئے جو سلیمان کی حکومت (کے زمانے) میں شیاطین پڑھا کرتے تھے یعنی جادو''۔

﴿ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ﴾

''حالانکہ سلیمان نے کفر اختیار نہیں کیا تھا بلکہ شیطانوں نے کفر اختیار کیا تھا (کہ) وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کی تفصیل جو مجھے معلوم ہوئی ہے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب رسولوں میں سلیمان (علیہ السلام) کا ذکر فرمایا تو ان میں سے بعض عالموں نے کہا کہ کیا تم لوگ محمد کے حالات پر تعجب نہیں کرتے وہ تو اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ سلیمان بن داؤد نبی تھے حالانکہ وہ صرف ایک جادوگر تھے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا ﴾

''یعنی سلیمان کافر نہیں تھے بلکہ شیاطین (جادو کے پیچھے پڑ کر اور اس پر عمل کر کے) کافر ہوئے''۔

﴿ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ ﴾

''اور وہ چیز (سکھاتے تھے) جو ہاروت ماروت دو فرشتوں (یعنی فرشتہ صفت انسانوں یا دو بادشاہوں) پر بابل میں اتاری گئی۔ اور وہ تعلیم نہیں دیتے تھے کسی کو (حتیٰ کہ وغیرہ)''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ کو بعض ایسے لوگوں نے جن کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا حدیث سنائی اور عکرمہ سے روایت کی اور عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی وہ کہا کرتے تھے کہ اسرائیل نے اپنی ذات پر جو چیز حرام ٹھہرالی تھی وہ جگر کے دو کلے ہوئے ٹکڑے اور دونوں گردے اور چربی تھی بجز اس چربی کے جو پیٹھ پر ہو۔ کیونکہ یہ چیزیں قربانی میں رکھی جاتی تھیں اور انہیں آگ کھالیا کرتی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے آل زید بن ثابت کے مولی نے عکرمہ یا سعید بن جبیر سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہود کو لکھ بھیجا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَاحِبِ مُوْسٰى وَ اَخِيْهِ وَالْمُصَدِّقِ لِمَا جَاءَ بِهٖ مُوْسٰى اَلَا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَالَ لَكُمْ يَا مَعْشَرَ اَهْلِ التَّوْرَاةِ وَاِنَّكُمْ تَجِدُوْنَ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِكُمْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ

رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارُ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا وَاِنِّيْ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَ اَنْشُدُكُمْ بِمَا اُنْزِلَ عَلَيْكُمْ وَاَنْشُدُكُمْ بِالَّذِيْ اَطْعَمَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ اَسْبَاطِكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى وَاَنْشُدُكُمْ بِالَّذِيْ اَيْبَسَ الْبَحْرَ لِاٰبَائِكُمْ حَتّٰى اَنْجَاهُمْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ اِلاَّ اَخْبَرْتُمُوْنِيْ هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِمُحَمَّدٍ.

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اللہ کے رسول محمد کی جانب سے جو موسیٰ کا دوست اور ان کا بھائی ہے اور اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہے جس کو موسیٰ لائے تھے ۔ اے گروہ اہل تورات ! سن لو کہ بے شبہ اللہ نے تم سے فرمایا ہے اور یہ بات تم اپنی کتاب میں بھی پاؤ گے کہ محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں نرم مہربان ہیں (اے مخاطب) تو انہیں رکوع کرتا سجدے کرتا اللہ کے فضل اور رضا مندی کا طالب دیکھے گا ۔ سجدے کے اثر سے ان کی نشانی خود ان کے چہروں میں (نظر آئے گی) یہ ان کی مثال توریت میں (بھی) ہے اور ان کی مثال انجیل میں (بھی) ہے ۔ ایک کھیتی کی طرح جس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اس کو مضبوط کر دیا تو وہ موٹا ہو گیا اور اپنی نال پر سیدھا کھڑا ہو گیا ۔ کسانوں کو حیرت میں ڈالتا ہے تا کہ ایمان لائے اور (انہوں نے) نیک کام کئے ان سے اللہ نے بخشش اور ایک بڑے بدلے کا وعدہ فرمایا ہے اور میں تمہیں قسم دیتا ہوں اللہ کی' اور قسم دیتا ہوں اس چیز کی جو تم پر اتاری گئی ہے تمہیں قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے من وسلویٰ تمہارے ان قبیلوں کو کھلایا جو تم سے پہلے تھے اور تمہیں قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے تمہارے بزرگوں کے لئے سمندر کو یہاں تک سکھا دیا کہ انہیں فرعون اور اس کے کاموں سے چھڑا لیا کہ تم مجھے خبر دو کہ جو چیز اللہ نے تم پر اتاری ہے ۔ کیا تم اس میں یہ (لکھا ہوا) پاتے ہو کہ تم محمد پر ایمان لاؤ '' ۔

فَاِنْ كُنْتُمْ لَا تَجِدُوْنَ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِكُمْ فَلَا كُرْهَ عَلَيْكُمْ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَادْعُوْكُمْ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى نَبِيِّهٖ.

'' پھر اگر تم یہ (بات) اپنی کتاب میں نہیں پاتے تو تم پر کوئی مجبوری نہیں ۔ راہ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی ۔ پس میں تم کو اللہ اور اس کے نبی کی طرف بلاتا ہوں '' ۔

ابن ہشام نے کہا کہ شَطْأَہٗ کے معنی فَرَاخَہ کے یعنی کھیتی کے پٹھے کے ہیں اور واحد شطاۃ ہے۔ جب کھیتی اپنے پٹھے نکالے تو عرب کہتے ہیں قَدْ اَشْطَاَ الزَّرْعُ۔ اور آزرہ کے معنی عَاوَنَہ کے ہیں یعنی اس کو قوت دی قوی کر دیا کہ وہ اپنی ماؤں کا سا ہو گیا۔ امرؤالقیس نے کہا ہے۔

بِمَحْنِيَّةٍ قَدْ آزَرَ الضَّللَ نَبْتُهَا مَجَرَّجُيُوْشٍ غَانِمِيْنَ خُيَّبِ

(یہ واقعہ) ایسے ٹکڑ کا ہے جہاں روئیدگی کی قوت نے بیری کے درختوں کو قوی بنا دیا تھا اور وہ فتح مند وں اور شکست خوردہ لشکروں کے ٹھہرنے کا مقام تھا''۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

بنی ربیعہ بن مالک بن زید مناۃ میں سے ایک شخص حمید بن مالک الارقط نے کہا:

زَرْعًا وَقَضْيًا مُؤْزَرَالنَّبَاتِ

ایسی زراعت اور ایسا چارہ ہے جس کی روئیدگی کو قوت دی گئی ہے۔

اور یہ بیت اس کے بحر رجز کے قصیدے کی ہے اور سُوْقٌ مھموز نہیں ہے بلکہ یہ سَاقٌ کی جمع ہے جیسے ساق الشجر۔ درخت کا تنا۔ یا گھاس پات کی نال۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہود کے کافروں اور عالموں میں سے جو لوگ آپ سے سوالات کیا کرتے اور دشواریاں ڈالتے تھے تاکہ حق کو باطل کے ساتھ مشتبہ کر دیں اور ان کے متعلق خاص طور پر قرآن نازل ہوا ایک ابو یاسر ابن اخطب تھا۔ عبداللہ بن عباس اور جابر بن عبداللہ بن رئاب کی روایت سے جو باتیں مجھ سے کہی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ابو یاسر بن اخطب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایسی حالت میں گزرا کہ آپ ابتدائے سورہ بقرہ الم ذالك الكتاب لا ريب فيه تلاوت فرما رہے تھے تو ابو یاسر بن اخطب چند یہودیوں کے ساتھ اپنے بھائی حیی بن اخطب کے پاس آیا اور کہا سنو واللہ میں نے محمد کو الم ذلك الكتاب پڑھتے سنا ہے جو اس پر اترا ہے تو ان لوگوں نے کہا تو نے سنا ہے۔ کہا ہاں تو حیی بن اخطب ان یہودیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے ان لوگوں نے کہا اے محمد! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم پر جو کچھ اتارا گیا ہے اس میں تم آلم بھی پڑھتے ہو۔ فرمایا ہاں تو انہوں نے کہا انہیں جبریل تمہارے پاس اللہ کے پاس سے لائے ہیں فرمایا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے تم سے پہلے بھی انبیاء کو مبعوث فرمایا ہے لیکن ہمیں اس کی خبر نہیں کہ ان میں سے کسی نبی سے بجز تمہارے یہ بیان کیا ہو کہ اس کی حکومت کا زمانہ اور اس کی امت کا دنیوی حصہ کیا ہوگا۔ تو حیی بن اخطب اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا الف ایک اور لام تیس اور میم

چالیس یہ (جملہ) اکہتر سال کیا تم لوگ ایسے دین میں داخل ہوتے ہو جس کی حکومت کی مدت اور اس کی امت کا دنیوی حصہ اکہتر سال ہو پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے محمد کیا اِس کے ساتھ اور بھی کچھ ہے فرمایا ہاں اس نے کہا وہ کیا ہے۔ فرمایا۔ المصٓ ۔ اس نے کہا یہ بڑا بھاری اور بہت لمبا ہے الف ایک اور لام تیس اور میم چالیس اور صاد نوے[1] یہ (جملہ) اکسٹھ سال ہوئے۔ اے محمد کیا اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔ فرمایا۔ ہاں آلر ۔ کہا یہ اور زیادہ بوجھل اور زیادہ لمبا ہے۔ الف ایک اور لام تیں اور رے دوسو اکتیس ہوئے۔ اے محمد کیا اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔ فرمایا ہاں آلمرٓ ۔ کہا واللہ یہ تو اور زیادہ بھاری اور درزہ ہے۔ الف ایک لام تیں میم چالیس اور رے دوسو یہ تو دوسو اکہتر سال ہو گئے۔ پھر اس نے کہا۔ اے محمد اب تو تمہارا معاملہ ہمارے لئے یہاں تک مشتبہ ہو گیا کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا تمہیں تھوڑا دیا گیا ہے یا بہت۔ پھر آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو ابو یاسر نے اپنے بھائی حیی بن اخطب اور ان لوگوں سے جو اس کے ساتھ یہود کے علماء میں سے تھے کہا تمہیں کیا خبر شائد محمد کے لئے یہ سب کے سب جمع کر دیئے گئے ہوں اکہتر اور ایک[2] سو اکسٹھ اور دوسو اکتیس اور دوسو اکہتر اور یہ سات سو چونتیس[3] سال ہوئے پھر انہوں نے کہا اس کا معاملہ ہمارے لئے مشتبہ ہو گیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آیتیں انہیں کے متعلق نازل ہوئی ہیں:

﴿ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَ أُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ﴾

''اس (قرآن) کی بعض آیتیں محکم ہیں اور وہی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری مشتبہ المعنی ہیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ میں نے اہل علم میں سے بعض ایسے لوگوں سے سنا ہے جن کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا وہ بیان کرتے تھے کہ یہ آیتیں نجران والوں کے متعلق اس وقت نازل ہوئیں جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے متعلق آپ سے دریافت کرنے آئے تھے۔

محمد ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے بیان کیا کہ انہوں نے سنا ہے کہ

---

[1] نسخہ (الف) میں دوسرے نسخوں اور اعداد ابجد کے خلاف و الصاد تسعون کے بجائے ستون لکھا ہے اور جملہ اعداد میں بھی بجائے احدی و ستون و مائۃ کے احدی و ثلاثون و مائۃ لکھا ہے جو بالکل غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) میں یہاں بھی احدی و ثلاثون و مائۃ یعنی ایک سو اکتیس لکھا ہے۔

[3] (الف) صاد کے ساتھ کے حساب سے یہاں بھی جملے میں سبعمائۃ و اربع سنین لکھے ہیں۔ یعنی بجائے سات سو چونتیس کے سات سو چار لکھے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

یہ آیتیں یہود ہی کی ایک جماعت کے متعلق نازل ہوئیں لیکن انہوں نے مجھ سے اس کی کوئی تفسیر نہیں بیان کی۔ پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کونسی بات واقع تھی۔

ابن عباس کے مولی عکرمہ سے یا سعید بن جبیر سے جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں اور انہوں نے ابن عباس کی روایت سے بتایا ہے یہ ہے کہ یہود رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلے سے اوس وخزرج پر فتح طلب کیا کرتے تھے اور جب اللہ نے آپ کو عرب میں سے مبعوث فرمایا تو انہوں نے آپ کا بھی انکار کر دیا اور آپ کے متعلق جو کچھ کہا کرتے تھے اس کا بھی انکار کر دیا تو ان سے معاذ بن جبل نے اور بنی سلمہ والے بشر بن البراء بن معرور نے کہا کہ اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو کیونکہ تم ہم پر محمد کے وسیلے سے اس وقت فتح طلب کرتے تھے جب ہم مشرک تھے اور تم ہمیں خبر دیا کرتے تھے کہ آپ مبعوث ہونے والے ہیں اور تم لوگ آپ کے صفات ہم سے بیان کیا کرتے تھے تو بنی نضیر والے سلام بن مشکم نے کہا کہ وہ کوئی ایسی چیز نہیں لایا جس کو ہم پہچانیں اور یہ وہ نہیں جس کا ذکر ہم تم سے کیا کرتے تھے تو اللہ نے اس کے متعلق اپنا قول نازل فرمایا:

﴿ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِاللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾

''اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے وہ کتاب آئی جو تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ ان لوگوں پر فتح طلب کیا کرتے تھے جنہوں نے کفر اختیار کر رکھا تھا''۔

﴿ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴾

''پھر جب ان کے پاس وہ چیز آ گئی جس کو انہوں نے پہچان لیا تو اس سے انکار کر دیا۔ پس منکروں پر اللہ کی پھٹکار ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور آپ کے متعلق ان سے عہد لیے جانے اور آپ کے بارے میں اللہ نے انہیں جو حکم دیا تھا اس کا ذکر ان لوگوں سے کیا گیا تو مالک بن الصیف نے کہا کہ واللہ ہمیں محمد کے بارے میں نہ کوئی حکم دیا گیا اور نہ ہم سے ان کے متعلق کوئی عہد لیا گیا تو اللہ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾

''اور کیا جب کبھی انہوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک جماعت نے اس کو پھینک دیا بلکہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں لاتے''۔

اور ابوصلوبا الفطیونی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اے محمد! تم ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں لائے جس کو ہم جانتے ہوں اور نہ اللہ نے تم پر کوئی ایسی کھلی نشانی اتاری کہ اس کے سبب سے ہم تمہاری پیروی کریں تو اللہ نے اس کے متعلق اپنا یہ قول نازل فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا اِلَّا الْفَاسِقُوْنَ ﴾

''اور بے شک ہم نے تیری جانب (بہت سی) کھلی نشانیاں اتاری ہیں اور ان کا انکار نافرمان لوگ ہی کیا کرتے ہیں''۔

اور رافع بن حریملہ اور وہب بن زید نے رسول اللہ ﷺ سے کہا۔ اے محمد ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب لاؤ جسے آسمان سے تم ہم پر اتارو کہ ہم اسے پڑھیں اور ہمارے لئے نہریں بہا دو کہ ہم تمہاری پیروی کریں اور تمہیں سچا جانیں تو اللہ نے ان کے ان اقوال کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْاَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ وَ مَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴾

''یا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ایسے سوالات کرو جیسے اس سے پہلے (بھی) موسیٰ سے سوالات کئے گئے تھے اور جو شخص کفر کو ایمان کے عوض میں بدل لے تو بے شبہ اس نے وسط راہ (یا راستے کی ہمواری یا بھلائی) کو کھو دیا''۔

ابن ہشام نے کہا کہ سَوَاءَ السَّبِيْلِ کے معنی وَسْطَ السَّبِيْلِ کے ہیں۔ حسان بن ثابت نے کہا ہے:

يَاوَيْحَ اَنْصَارِ النَّبِيِّ وَرَهْطِهٖ ۔۔۔ بَعْدَ الْمُغَيَّبِ فِيْ سَوَاءِ الْمُلْحَدِ

نبی ﷺ کے انصار اور آپ کی جماعت کے لئے لحد کے بیچ میں جسد شریف کے چھپا دینے کے بعد کا وقت کس قدر افسوس ناک تھا۔

اور یہ بیت ان کے ایک قصیدے کی ہے جس کا ذکر انشاء اللہ میں اس کے مقام پر کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عربوں کو اللہ نے اپنی رسالت کی خصوصیت عنایت فرمائی تو ان پر حسد کرنے والے یہود میں سب سے زیادہ سخت حیی بن اخطب اور ابو یاسر بن اخطب تھے۔ یہ دونوں' لوگوں کو اسلام سے پھیرنے کی جس قدر ان سے ہو سکتی کوشش کرتے رہتے تھے انہیں دونوں کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

''اہل کتاب میں بہتوں نے ان پر حق ظاہر ہو جانے کے بعد اپنے نفسانی حسد کے سبب سے یہ

خواہش کی کہ کاش تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں لوٹا کر کافر بنا دیں۔ پس انہیں چھوڑ دو اور ان سے منہ پھیر لو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے''۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس یہود اور نصاریٰ کا جھگڑا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب نجران کے نصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو ان کے پاس یہودی علماء بھی پہنچے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ان میں جھگڑا ہوا تو رافع بن حریملہ نے کہا تم کسی ٹھیک بات پر نہیں ہو اور اس نے عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر دیا تو نجران کے نصرانیوں میں سے ایک شخص نے یہود سے کہا تم کسی صحیح بات پر نہیں ہو اور اس نے موسیٰ (علیہ السلام) کی نبوت اور توریت کا انکار کر دیا تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق ان دونوں کے اقوال (بطور نقل) نازل فرمائے:

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَىْءٍ وَّ قَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَىْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتَابَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴾

''اور یہود نے کہا کہ نصاری کسی (صحیح) چیز پر نہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود کسی (صحیح) چیز پر نہیں حالانکہ وہ (دونوں گروہ اپنی اپنی) کتاب پڑھتے ہیں اسی طرح ان لوگوں نے بھی انہیں کی سی بات کہ دی جو (کچھ بھی) نہیں جانتے۔ پس اللہ قیامت کے روز ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ جس میں وہ آپس میں اختلاف کیا کرتے تھے''۔

یعنی ہر ایک گروہ اپنی کتاب میں اس بات کی سچائی کے متعلق پڑھتا رہتا ہے جس کا وہ انکار کرتا ہے یعنی یہود عیسیٰ (علیہ السلام) کا انکار کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں وہ (معاہدہ) جو موسیٰ (علیہ السلام) کی زبانی عیسیٰ (علیہ السلام) کی تصدیق کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے ان سے لیا تھا موجود ہے اور انجیل میں موسیٰ (علیہ السلام) اور اس توریت کی تصدیق کا وہ (معاہدہ بھی) موجود ہے جو وہ اللہ کے پاس سے لائے تھے اور ہر گروہ اس چیز سے انکار کرتا ہے جو اس کے (مخالف) ساتھی کے ہاتھ میں ہے۔

اور رافع بن حریملہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اے محمد اگر تم اللہ کی جانب سے بھیجے ہوئے ہو جس کا تم دعویٰ کرتے ہو تو اللہ سے کہو کہ وہ ہم سے خوب باتیں کرے کہ ہم اس کی باتیں سنیں۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق اپنا قول نازل فرمایا:

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ

قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُّوقِنُونَ ﴾

''اور جولوگ علم نہیں رکھتے انہوں نے کہا کہ اللہ ہم سے باتیں کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی (کیوں نہیں آئی جولوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی انہیں کی سی باتیں کیں ان کے دل ایک دوسرے کے سے ہو گئے ہیں۔ ہم نے تو یقین رکھنے والوں کے لئے کھلی کھلی نشانیاں پیش کر دی ہیں''۔

اور عبداللہ بن صوری الاعور الفطیونی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ سیدھی راہ تو وہی ہے جس پر ہم ہیں۔ اے محمد ہماری پیروی کرو تو تم سیدھی راہ پر لگ جاؤ گے۔

اور نصاریٰ نے بھی اسی طرح کہا تو اللہ (تعالیٰ) نے عبداللہ بن صوری اور نصاریٰ کی باتوں کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَ قَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارٰى تَهْتَدُوا ﴾

''اور انہوں نے کہا کہ یہودی ہو جاؤ یا نصاریٰ تو سیدھی راہ پر لگ جاؤ گے''۔

﴿ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴾

''(اے نبی) تو کہہ دے بلکہ (ہم نے تو) ملت ابراہیم (اختیار کر لی ہے جو) ایک سو (تھے) اور مشرکوں میں سے نہ تھے''۔

پھر اللہ (تعالیٰ) نے پورا قصہ اپنے اس قول تک بیان فرمایا:

﴿ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾

''وہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی۔ اس کو وہ (ملے گا) جو اس نے کمایا اور تمہیں وہ (ملے گا) جو تم نے کمایا اور جو کچھ وہ کرتے تھے اس کے متعلق تم سے سوال نہ کیا جائے گا''۔

کعبے کی جانب تحویل قبلہ کے وقت یہود کی باتیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ شام کی سمت سے کعبے کی سمت قبلہ کی تحویل رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے سترھویں مہینے کی ابتدا میں ماہ رجب میں ہوئی تو رفاعہ بن قیس اور فردم بن عمرو اور کعب بن اشرف اور رافع بن ابی رافع اور کعب بن اشرف کا حلیف الحجاج بن عمرو اور الربیع ابن الربیع بن ابی الحقیق اور کنانۃ بن الربیع بن ابی الحقیق رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ اے محمد تمہیں اِس قبلے سے جس کی جانب تم تھے کس چیز نے پھیر دیا حالانکہ تمہیں تو اس بات کا دعویٰ ہے کہ تم ملت ابراہیمی اور دین ابراہیمی پر ہو۔ تم جس قبلے

کی جانب تھے اس کی جانب لوٹ آ ؤ تو ہم تمہاری پیروی کریں گے اور تم کو سچا مانیں گے اور وہ صرف آپ کو آپ کے دین سے برگشتہ کرنا چاہتے تھے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ﴾

''عنقریب لوگوں میں سے بے وقوف کہیں گے کہ کس چیز نے انہیں ان کے اس قبلے سے پھیر دیا جس پر وہ تھے کہہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں وہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ بتا دیتا ہے اور اسی طرح ہم نے تم کو بہترین جماعت بنایا کہ تم لوگوں کے لئے گواہ بنو اور رسول تمہارے لئے گواہ بنے۔ اور جس قبلے پر تو تھا وہ تیرے لئے ہم نے صرف اس لئے مقرر کیا تھا کہ جو رسول کی پیروی کرتا ہے اس کو اس شخص سے ممتاز کریں جو اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ جاتا ہے''۔

یعنی آزمائش اور امتحان کے طور پر ایسا کیا:

﴿ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ﴾

''اور اگر چہ یہ بڑی (بھاری) بات تھی مگر ان لوگوں پر (کوئی بھاری بات نہ تھی) جنہیں اللہ نے سیدھی راہ دکھادی ہے''۔

یعنی (جنہیں) آزمائش سے (گزرنے اور امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کی راہ بتادی) یعنی جنہیں اللہ نے ثابت قدم رکھا۔

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ﴾

''اور اللہ ایسا نہیں کہ تمہارا ایمان برباد کرے''۔

یعنی تمہارا جو ایمان پہلے قبلے کے متعلق تھا اور تم نے اپنے نبی کی تصدیق کی تھی اور تحویل قبلہ تک جو پیروی تم نے اس کی کی اور دونوں قبلوں کے متعلق تم نے جو اپنے نبی کی اطاعت کی (ان نیکیوں کو برباد نہیں کرے گا) یعنی وہ تمہیں ان دونوں کا اجر عنایت فرمائے گا۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾

''بے شبہ اللہ لوگوں پر مہربانی اور رحم کرنے والا ہے''۔

پھر فرمایا:

﴿ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ﴾

''تیرے چہرے کے آسمان میں (یعنی آسمان کی جانب بار بار) پھرنے کو ہم دیکھ رہے ہیں پس بے شبہ ہم تجھے اسی قبلے کے جانب پھیر دیں گے جس کو تو پسند کرتا ہے۔ پس (اب تو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر دے اور (اے محمدؐ کی امت والو) تم جہاں کہیں رہو اپنے چہرے اسی کی جانب کر دو''۔

ابن ہشام نے کہا کہ شَطْرَهٗ کے معنی نحوہ وقصدہ کے ہیں یعنی اس کی جانب۔ عمرو بن احمر الباہلی نے ایک اونٹنی کا بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ اور باہلۃ یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا۔

تَعْدُوْ بِنَا شَطْرَ جَمْعٍ وَهْيَ عَاقِدَةٌ قَدْ كَارَبَ الْعَقْدُ مِنْ اِيْفَادِهَا الْحَقَبَا

وہ (اونٹنی) ہمیں لئے ہوئے مزدلفے کی جانب تیز چلی جارہی ہے حالانکہ دم دبائے ہوئے ہے اور اس کی گرم رفتاری کے سبب سے دبی ہوئی دم تنگ کے نیچے تک پہنچنے کے قریب ہوگئی ہے۔ (ابتدائے حمل میں اونٹنیاں دم دبائے رکھتی ہیں اور ایسی اونٹنیاں تیز نہیں چلا کرتیں۔ شاعر اسی بات کی تعریف کر رہا ہے کہ وہ حمل کے ابتدائی زمانے کے باوجود تیز دوڑ رہی تھی)۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور قیس بن خویلد الہذلی نے اونٹنی کے وصف میں کہا ہے۔

اِنَّ النَّعُوْسَ بِهَا دَآءٌ مُخَامِرُهَا فَشَطْرُ هَا نَظَرَ الْعَيْنَيْنِ مَحْسُوْرُ

نعوس (اونٹنی کا نام ہے) کو اس (کورگ رگ) میں پھیل جانے والی بیماری ہے۔ اس لئے اس کی جانب آنکھوں کا دیکھنا تھکا دینے والا ہے۔ (یعنی سفر کے طے کرنے کی امید نہ کرنا چاہیے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ نعوس اس کی اونٹنی کا نام ہے اس لئے اس نے اس کو تھکی نظروں سے دیکھا۔ محسور بمعنی حسیر قرآن مجید میں مذکور ہے وَهُوَ حَسِيْرٌ۔

﴿ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴾

''اور بے شک جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ یقیناً جانتے ہیں کہ وہ (قرآن) حق ہے۔ ان کے پروردگار کی جانب سے ہے اور جو کام وہ کر رہے ہیں اللہ اس سے غافل نہیں ہے''۔

﴿ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَّلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

''اور اگر تو ان لوگوں کے پاس جنہیں کتاب دی گئی ہے ہر طرح کی نشانی لائے تو وہ تیرے قبلے کی پیروی نہ کریں گے اور تو بھی ان کے قبلے کی پیروی کرنے والا نہیں اور ان میں سے بعض افراد بھی دوسرے بعض افراد کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں اور تیرے پاس جو علم آ چکا ہے اس کے بعد بھی اگر تو نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو بے شبہہ تو ظالموں میں سے ہوگا''۔

ابن اسحٰق نے کہا اللہ کے اس قول تک:

﴿ وَ اِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴾

''اور بے شبہہ وہ حق ہے تیرے پروردگار کی جانب سے اس لئے تو شک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ ہو''۔

یہود کا توریت کی سچی باتوں کو چھپانا

بنی سلمہ والے معاذ بن جبل اور بنی اشہل والے سعد بن معاذ اور بلحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید نے علماء یہود میں سے ایک جماعت سے بعض ایسے مسائل کے متعلق پوچھا جو توریت میں ہیں تو انہوں نے ان مسائل کو چھپایا اور اس کے متعلق کچھ بتانے سے انکار کیا تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴾

''بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں ان کھلی باتوں اور (ایسی) ہدایت کو جس کو ہم نے اتارا ہے بعد اس کے کہ ہم نے اسے لوگوں کے لئے کتاب میں بیان (بھی) کر دیا ہے یہ وہی ہیں جن پر اللہ ملامت فرماتا ہے اور جو لوگ ملامت کرنے والے ہیں وہ (سب) ان پر ملامت کرتے ہیں''۔

نبی ﷺ کی دعوت اسلام پر ان کا جواب

کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل کتاب میں سے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور انہیں اس کی رغبت دلائی اور انہیں اللہ کے عذاب وسزا سے ڈرایا تو رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف نے کہا کہ اے محمد (ہم تمہاری بات نہ مانیں گے) بلکہ ہم تو اسی (روش) کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے کیونکہ وہ زیادہ جاننے والے اور ہم سے بہتر تھے تو اللہ عزوجل نے ان کے اقوال کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ

لَايَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴾

''اور جب ان سے کہا گیا کہ اللہ نے جو (کلام) نازل فرمایا ہے اس کی پیروی کرو تو انہوں نے کہا (نہیں) بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے اور کہا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پائے (ہوئے) ہوں''۔

بنی قینقاع کے بازار میں یہودیوں کا جمگھٹا

اور جب جنگ بدر کے روز اللہ (تعالیٰ) نے قریش پر مصیبت ڈھائی اور رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو سوق بنی قینقاع میں جمع کیا اور فرمایا:

يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ اَسْلِمُوْا قَبْلَ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِمِثْلِ مَا اَصَابَ بِهٖ قُرَيْشًا.

''اے گروہ یہود اسلام اختیار کرلو اس سے پہلے کہ اللہ تم پر بھی ویسی (ہی) مصیبت ڈالے جیسی قریش پر ڈالی''۔

تو انہوں نے آپ سے کہا اے محمد تم اس بھلاوے میں نہ رہنا کہ تم نے قریش کی ایک (ایسی) جماعت کو قتل کر ڈالا جو ناتجربہ کار تھی اور جنگ کرنا نہ جانتی تھی۔ واللہ اگر تم ہم سے جنگ کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ہم خاص قسم کے لوگ ہیں اور تمہیں کوئی ہمارا سا نہیں ملا۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے اس قول کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں۔

﴿ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ﴾

''(اے نبی) جن لوگوں نے کفر کیا ان سے کہہ دے کہ بہت جلد تم لوگ مغلوب کئے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور وہ (بہت) برا فرش ہے''۔

﴿ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ.[1]

---

[1] (الف۔ب) میں ترونهم تاء فوقانیه سے ہے اور (ج د) میں یاء تحتانیه سے ہے اور کلام مجید میں بھی دونوں قراءتوں کی روایتیں موجود ہیں۔ یرونهم یاء تحتانیه سے ہو تو اس کے معنی وہ انہیں ان کا دونا یا اپنا دونا دیکھتے ہیں معنی ہوں گے اور یہاں کی ضمیروں کے مرجعوں میں بہت کچھ اختلافات ہیں اس لئے میں نے ضمیروں کے مرجعوں کو ترجمے میں ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کی۔ مرجعوں کے اختلاف سے مختلف معانی پیدا ہوتے ہیں جنہیں مرجعوں کی تفصیل مطلوب ہو وہ کتب تفسیر کی جانب رجوع فرمائیں۔ (احمد محمودی)

مِثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴾

''بے شبہ تمہارے لئے ایک نشانی تھی دو جماعتوں میں جو ایک دوسرے سے مقابل ہوئیں۔ ایک جماعت اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی ہے اور دوسری کافر ہے۔ تم انہیں ان کا دونا دیکھ رہے تھے (اور یہ کچھ خیالی بات نہ تھی بلکہ) آنکھوں دیکھا (معاملہ تھا) اور اللہ اپنی مدد سے جس کی تائید چاہتا ہے کرتا ہے بے شبہ اس میں بصیرت والوں (یا دیکھنے والوں) کے لئے عبرت ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود کی عبادت گاہ میں تشریف لے جانا

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کی عبادت گاہ میں یہود کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے (اور) انہیں اللہ کی طرف بلایا تو النعمان بن عمرو اور الحارث بن زید نے آپ سے پوچھا اے محمد تم کس دین پر ہو تو آپ نے فرمایا:

عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ وَ دِيْنِهٖ.

''ملت ابراہیم اور دین ابراہیم پر (ہوں)''۔

ان دونوں نے کہا کہ ابراہیم تو یہودی تھے تو آپ نے ان سے فرمایا:

فَهَلُمَّ اِلَى التَّوْرَاةِ فَهِيَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ.

''اچھا توریت میرے سامنے لاؤ وہ ہمارے اور تمہارے درمیان (فیصلہ کرے گی)''۔

انہوں نے اس سے انکار کیا تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴾

''کیا تو نے ان لوگوں کی حالت نہیں دیکھی جنہیں کتاب میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ اللہ کی کتاب کی جانب بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ پھر (بھی) ان میں سے ایک جماعت روگردانی کرتی ہے اور وہ ہیں ہی روگردان۔ یہ حالت اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کہہ دیا کہ بجز چند دنوں کے ہمیں آگ ہرگز نہ چھوئے گی اور جو جھوٹے الزام وہ دیا کرتے تھے اس نے انہیں ان کے دین کے متعلق دھوکے میں ڈال دیا''۔

یہود کے علماء اور نجران کے نصاری جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپس میں جھگڑنے

لگے تو یہود کے علماء نے کہا کہ ابراہیم تو یہودی ہی تھے اور نجران کے نصاری نے کہا کہ نہیں ابراہیم نصرانی تھے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنجِيلُ إِلَّا مِن بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُم بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ﴾

''(اے نبی) کہہ دے اے اہل کتاب تم ابراہیم کے متعلق کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ توریت و انجیل نہیں اتاری گئی مگر اس کے بعد تو کیا تم عقل نہیں رکھتے (دیکھو) یہ تم لوگ (وہی تو) ہو (کہ) جس میں تمہیں (کچھ) علم تھا اس میں جھگڑ ہی چکے۔ پھر ایسی چیز میں تم کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں اور (حقیقت تو) اللہ (ہی) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ابراہیم نہ (تو) یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ یکسوئی رکھنے والے فرماں بردار (بندے) تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے بے شک لوگوں میں ابراہیم سے زیادہ قریب وہ لوگ (تھے) جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی اور وہ لوگ جو (ان پر) ایمان لائے ہیں اور اللہ (تو) ایمانداروں (ہی) کا مربی ہے''۔

اور عبداللہ بن ضیف اور عدی بن زید اور الحارث بن عوف نے ایک دوسرے سے کہا کہ آؤ محمد اور اس کے ساتھیوں پر جو چیز اتری ہے اس پر صبح کا ایمان لائیں اور شام میں اس کا انکار کردیں تاکہ ان کے لئے ان کے دین میں شبہے ڈال دیں (یہ اس لئے) کہ وہ بھی ایسا ہی کریں جیسا ہم کر رہے ہیں اور وہ اپنے دین سے پلٹ جائیں تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے بارے میں (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾

''اے کتاب والو تم حق کو باطل سے کیوں گڈمڈ کرتے ہو تم جان بوجھ کر حق کو (کیوں) چھپاتے ہو''۔

﴿ وَقَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ وَلَا تُؤْمِنُوا إِلَّا لِمَن تَبِعَ دِينَكُمْ قُلْ إِنَّ الْهُدَىٰ هُدَى اللَّهِ أَن يُؤْتَىٰ أَحَدٌ مِّثْلَ مَا أُوتِيتُمْ أَوْ يُحَاجُّوكُمْ عِندَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴾

''اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان پر جو چیز اتاری گئی ہے اس کو دن کے ابتدائی حصے میں مان لو اور آخری حصے میں انکار کر دو شاید کہ وہ (اپنے دین سے) پلٹ جائیں اور (حقیقت میں) اس شخص کے سوا جو تمہارے دین کی پیروی کرے (کسی اور کو) نہ مانو (اے نبی) کہہ دے کہ بے شک ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے (اور اس بات کو بھی نہ مانو) کہ کسی کو ویسی چیز دی گئی ہے جو تم کو دی گئی ہے یا وہ تمہارے پروردگار کے پاس تم پر حجت میں غالب ہو جائیں گے۔ (اے نبی) کہہ دے کہ فضل اللہ (ہی) کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسعت والا اور (ہر شخص کی قابلیتوں کو) جاننے والا ہے''۔

جب یہود کے علماء اور نجران کے نصاریٰ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو ابونافع القرظی نے کہا اے محمد کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس طرح نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی پرستش کرتے ہیں ہم بھی تمہاری پرستش کریں اور نجران والے نصرانیوں میں سے ایک شخص الربیس نامی نے کہا اور بعض روایتوں میں الریس اور الرئیس بھی ہے۔ اے محمد کیا تم یہی چاہتے ہو اور اسی (اعتقاد) کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو۔ یا جس[1] طرح اس نے کہا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مُعَاذَ اللّٰهِ اَنْ اَعْبُدَ غَيْرَ اللّٰهِ اَوْ آمُرَ بِعِبَادَةِ غَيْرِهٖ فَمَا بِذٰلِكَ بَعَثَنِيَ اللّٰهُ وَلَا اَمَرَنِيْ.

''(میں) اللہ کی پناہ (مانگتا ہوں) اس بات سے کہ غیر اللہ کی عبادت کروں یا اس کے غیر کی عبادت کا حکم دوں۔ نہ اللہ نے مجھے اس (عقیدے) کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے (اور) نہ اس نے مجھے اس کا حکم فرمایا ہے۔ یا آپ[1] نے جس طرح فرمایا''۔

تو اللہ نے ان دونوں کے اقوال کے متعلق (یہ ارشاد فرمایا):

﴿ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبَّانِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴾

''(یہ بات) کسی بشر کو (زیبا) نہیں کہ اللہ کتاب اور حکمت اور نبوت عنایت فرمائے (اور) پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے پرستار بن جاؤ۔ لیکن (اس کا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ) تم لوگ علماء فقہاء اور سادات بن جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے اور تعلیم حاصل کرتے

---

[1] یہ الفاظ راوی نے اپنے حافظے پر بھروسہ نہ کرنے کی وجہ سے کہے ہیں کہ روایت بالفاظ صحیح ہونے کا راوی کو یقین نہیں۔ لیکن مطلب یہی تھا۔ (احمد محمودی)

رہتے ہو''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ربانیین کے معنی عالموں فقیہوں اور سرداروں کے ہیں اس کا واحد ربانی ہے۔ شاعر نے کہا ہے۔

لَوْكُنْتُ مُرْتَهِنًا فِي الْقُوْسِ اَفْتَنَنِيْ مِنْهَا الْكَلَامُ وَ رَبَّانِيَّ اَحْبَارِ

اگر میں کسی (تارک الدنیا) راہب کی خانقاہ میں مقیم ہوتا (تو بھی) اس محبوبہ کی باتیں مجھ اور اس راہب فقیہ و عالم (دونوں) کو بھی دین سے بھٹکا دیتیں۔ ابن ہشام نے کہا کہ قوس کے معنی راہب کی خانقاہ کے ہیں اور افتننی بنی تمیم کی زبان ہے اور بن قیس فتننی کہتے ہیں۔ جریر[1] نے کہا ہے۔

لَا وَصْلَ اِذْ صَرَمَتْ هِنْدٌ وَلَوْ وَقَفَتْ لَا سْتَنْزَلَتْنِيْ وَذَا الْمِسْحَيْنِ فِي الْقُوْسِ

جب ہند جدا ہو گئی تو (اس سے) ملنے کا (کوئی موقع) نہ رہا اور اگر (وہ) ٹھہرتی تو مجھے اور موٹے کپڑے پہن کر خانقاہ میں رہنے والے کو بھی (اپنے مقام سے) اتار لیتی (یعنی زہد و تقوی چھڑا دیتی)۔

(قوس) یعنی راہب کی خانقاہ۔ اور ربانی رب سے مشتق ہے جو سید کے معنی میں ہے اللہ کی کتاب میں ہے۔

﴿ فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ﴾

''وہ اپنے سردار کو شراب پلائے گا''۔

جس میں رب سے مراد سید و سردار ہے۔ فرمایا:

﴿ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾

''اور وہ تمہیں حکم نہ دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو ارباب بنا لو کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو چکے ہو''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اس نے اس عہد کا ذکر فرمایا جو ان سے اور ان کے انبیاء سے لیا تھا کہ جب آپ ان کے پاس تشریف لائیں تو آپ کی تصدیق کریں اور اپنے آپ پر لازم ہونے کا جو اقرار انہوں

---

[1] خط کشیدہ زیادتی بجز نسخہ (الف) کے دوسرے نسخوں میں نہیں ہے نسخہ (الف) کے تتبع میں (ب) میں بھی اصل میں لکھی گئی ہے۔ لیکن ساتھ ہی حاشیے پر صراحت کر دی ہے کہ یہ زیادتی یورپ کے نسخے کے سوا دوسرے نسخوں میں نہیں اور اس میں تکرار بھی ہو گئی ہے جو بعد کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے (احمد محمودی)

نے کیا تھا اس کا ذکر فرمایا اور فرمایا:

﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّاهِدِيْنَ ﴾

''(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ میں نے جو تمہیں کتاب اور حکمت دی ہے (اس شرط سے کہ اس کے حکمت) کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہے تو ضرور تم اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔فرمایا کیا تم نے قبول کیا اور اس (شرط) پر میرے (اس) عہد کا بار اٹھالیا۔انہوں نے کہا ہم نے قبول کیا۔فرمایا تم (ایک دوسرے کے بارے میں) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں''۔آخر بیان تک۔

انصار کو آپس میں لڑا دینے کی (یہود) کی کوشش

ابن اسحٰق نے کہا کہ شاس بن قیس جو بہت بوڑھا۔کفر کا سرگروہ مسلمانوں سے سخت کینہ اور حسد رکھنے والا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک مجلس سے اس کا گزر ہوا۔جس میں اوس وخزرج کے لوگ ایک جگہ بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے ان کی آپس کی محبت' الفت' جمعیت اور جاہلیت کے زمانے میں ان کی آپس میں دشمنی پھر اسلام کی وجہ سے ان کے تعلقات کی خوشگواری دیکھی تو جل گیا اور کہا کہ بنی قیلہ کے سرداران شہروں میں اکھٹے ہو گئے ہیں۔واللہ ان کے سرداروں کے اس مقام پر اس اجتماع (کے دیکھنے) سے ہمیں تو چین نہ آئے گا۔اور یہود کے ایک کم سن نوجوان کو حکم دیا اور کہا ذرا ان کی طرف توجہ کر۔ان کے ساتھ مل جل کر بیٹھ اور جنگ بعاث اور اس کے پہلے کے واقعات کا تذکرہ ان سے کیا کر اور انہیں وہ اشعار سنا جو انہوں نے ایک دوسرے کے مقابلے میں کہے تھے۔اور جنگ بعاث وہ جنگ تھی جس میں اوس وخزرج نے ایک دوسرے سے جنگ کی تھی اور اس (لڑائی) میں خزرج پر اوس کو فتح حاصل ہوئی تھی اور اس زمانے میں اوس کا سردار ابو اسید بن حضیر بن سماک الاشہلی اور خزرج کا عمرو بن النعمان البیاضی تھا اور یہ دونوں کے دونوں مارے گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوقیس بن الاسلت کہتا ہے۔

عَلٰى اَنْ قَدْ[1] فَجِعْتُ بِذِىْ حِفَاظٍ ۔۔۔ فَعَاوَدَنِىْ لَهٗ حُزْنٌ رَصِيْنٌ

---

[1] (الف) میں قد نہیں ہے جس کی وجہ سے مصرع کا وزن باقی نہیں رہتا۔(احمد محمودی)

باوجود اس کے کہ خشمناک مقام میں مجھ پر ایسی مصیبت ڈالی گئی کہ ایک دائمی غم مجھ پر پلٹتا رہا ہے۔

فَاِمَّا تَقْتُلُوْهُ فَاِنَّ عَمْرًا اُعِضَّ بِرَاْسِهٖ عَضْبٌ سَنِيْنُ

(لیکن) اگر تم نے اس (حضیر) کو قتل کیا ہے تو عمرو کا سر بھی تیز تلوار کے دانتوں میں دبایا گیا ہے۔

اور یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔ اور جنگ بعاث کا بیان جتنا کہ میں نے ذکر کیا ہے۔ اس سے بہت زیادہ ہے لیکن مجھے اس کے پورے بیان کرنے سے روکنے والا (سیرت نبوی کے بیان کا) وہی انقطاع ہے جس کا ذکر میں نے کر دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس (نوجوان) نے ویسا ہی کیا تو اسی وقت ان لوگوں میں تو تو میں میں ہونے لگی اور کشمکش، فخر اور مباہات شروع ہوگئی نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں قبیلوں میں سے ایک ایک شخص حملے کے لئے نیم استادہ ہو گیا۔

اوس میں سے بنی حارثہ بنی الحارث میں سے اوس بن قیظی نامی اور خزرج میں سے بنی سلمہ میں سے جبار بن صخر نامی یہ دونوں ایک دوسرے سے الجھنے لگے۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے مقابل والے سے کہا کہ اگر تم چاہو تو ابھی اس (جنگ) کی پھر ابتدا کریں۔ غرض دونوں جماعتیں غصے میں بھر گئیں۔ اور انہوں نے کہا اچھا تمہارے (اور) اپنے مقابلے کے لئے یہ سیاہ پتھریلا مقام ہم نے مقرر کر دیا ہتھیار لاؤ۔ ہتھیار لاؤ (کی چیخ پکار ہونے لگی)۔ اور وہ سب کے سب اس میدان کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ اس کی خبر (جب) رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ اپنے ساتھ کے مہاجرین صحابہ کو لئے ہوئے ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اللّٰهَ اللّٰهَ ابِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِ كُمْ بَعْدَ اَنْ هَدَاكُمُ اللّٰهُ لِلْاِسْلَامِ وَاَكْرَمَكُمْ بِهٖ وَقَطَعَ بِهٖ عَنْكُمْ اَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ وَاسْتَنْقَذَكُمْ بِهٖ مِنَ الْكُفْرِ وَاَلَّفَ بِهٖ بَيْنَكُمْ.

”اے گروہ مسلمین خدا (سے ڈرو) خوف خدا (کرو) کیا جاہلیت کے دعووں پر (لڑے پڑتے ہو) حالانکہ میں تم میں موجود ہوں۔ تمہیں اللہ نے اسلام کی ہدایت دی اور تمہیں عزت دی اور اس اسلام کے ذریعے سے جاہلیت کی باتیں تم سے الگ کر دیں اور اس کے ذریعے تمہیں کفر سے نجات دلائی اور اس کے ذریعے سے تمہارے درمیان الفت پیدا کی“۔

پس ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ وہ شیطانی ایک جھگڑا اور ان کے دشمن کی ایک چال تھی وہ رو پڑے اور اوس وخزرج کے افراد ایک دوسرے سے گلے ملنے لگے اور رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری اور اطاعت کی اور آپ کے ہمراہ (وہاں سے) واپس چلے آئے۔

اللہ کے دشمن شاس بن قیس کی چال (سے جو آگ بھڑک اٹھی تھی اس) کو اللہ نے بجھا دیا اور اللہ (تعالیٰ) نے شاس بن قیس اور اس کی چالبازی کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ شَهِيدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُونَ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَّ أَنْتُمْ شُهَدَآءُ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴾

''(اے محمد) کہہ دے اے اہل کتاب اللہ کی آیتوں کا تم کیوں انکار کرتے ہو حالانکہ اللہ نگران ہے ان کاموں کا جو تم کررہے ہو۔ اے اہل کتاب جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کو اللہ کے راستے سے کیوں پھیرتے ہو اور ان کو ٹیڑھا چلانا چاہتے ہو۔ حالانکہ تم گواہ ہو اور اللہ ان کاموں سے غافل نہیں ہے جو تم کررہے ہو''۔

اوس بن قیظی اور جبار بن صخر اور ان دونوں کی قوم کے ان لوگوں کے متعلق جو ان کے ساتھ تھے اور شاس نے جاہلیت کے واقعات کے ذریعے جو رخنہ اندازی کی تھی انہوں نے اسی کے سبب سے مذکورہ کاروائی کی ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللّٰهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ إِلٰى قَوْلِهِ وَأُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾

''اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اگر ان میں کسی جماعت کی بات مانو گے تو وہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد کفر کی حالت میں لوٹالیں گے اور تم کسی طرح کفر اختیار کرتے ہو حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول (موجود) ہے اور جس شخص نے اللہ (کے دامن) کو پکڑ لیا بے شبہ سیدھی راہ کی جانب اس کی رہنمائی ہوگئی۔ اے وہ لوگو جو ایمان اختیار کر چکے ہو اللہ سے جیسا ڈرنا چاہئے ویسا ڈرو اور نہ مرو مگر اس حال میں کہ تم اطاعت گزار رہو۔ اس کے فرمان۔ ان لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے''۔ تک۔

ابن اسحٰق نے کہا جب عبداللہ بن سلام اور ثعلبہ بن سعیۃ اور اسد بن عبید اور ان کے ساتھ یہود کے جن لوگوں نے اسلام اختیار کیا تھا مسلمان ہوئے اور ایمان لائے اور تصدیق کی اور اسلام سے محبت کرنے لگے اور اس میں انہیں رسوخ حاصل ہوگیا تو یہود کے علماء میں سے کافروں نے کہا کہ محمد پر ایمان لانے والے اور اس کی

پیروی کرنے والے ہم میں سے بدترین لوگوں کے سوااور کوئی نہیں۔ اور اگر وہ ہم میں سے بہتر افراد ہوتے تو وہ اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑتے اور دوسرے دین کی طرف نہ جاتے تو اللہ نے ان کے اس قول کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ لَيْسُوْا سَوَاءً مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَّتْلُوْنَ آيَاتِ اللّٰهِ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴾

''سب کی حالت ایک سی نہیں اہل کتاب میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو سیدھی راہ پر جما ہوا ہے۔ یہ لوگ اللہ کی آیتیں رات کے اوقات میں پڑھتے اور سجدے کرتے رہتے ہیں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ اناء اللیل کے معنی ساعات اللیل کے ہیں یعنی رات کے اوقات میں اور اس کا واحدانی ہے۔ المتنحل الهذلی نے جس کا نام مالک بن عویمر تھا اپنے لڑکے اثیلة کے مرثیے میں کہا ہے۔

حُلْوٌ وَ مُرٌّ كَعِطْفِ الْقِدْحِ شِيْمَتُهُ   فِیْ كُلِّ اِنًی قَضَاهُ اللَّيْلِ يَنْتَعِلُ

وہ میٹھا (بھی تھا) اور اس کی سیرت تیر کی نوک کی طرح کڑوی (اور سخت بھی تھی) اور قضاوقدر الٰہی کے موافق وہ ہر وقت جوتا پہنے ہوئے (سفر کے لئے تیار) رہتا تھا۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور لبید بن ربیعہ جنگلی گدھے کی تعریف میں کہتا ہے۔

يُطَرِّبُ   آنَاءَ   النَّهَارِ   كَاَنَّهٗ   غَوِیٌّ سَقَاهُ فِی التِّجَارِ نَدِيْمُ

دن کے اوقات میں وہ ایسا اچھلتا کودتا پھرتا ہے۔ گویا وہ ایک گمراہ ہے جس کو اس کے ساتھی نے کلالوں کے پاس (شراب) پلا دی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور مجھے یونس سے جو خبر ملی ہے اس میں انی (مقصور) ہے۔

﴿ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِی الْخَيْرَاتِ وَ اُولٰٓئِكَ مِنَ الصَّالِحِيْنَ ﴾

''وہ لوگ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے اور اچھی باتوں میں (ایک دوسرے سے) سبقت کرتے ہیں اور یہی لوگ نیکوں میں سے ہیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مسلمانوں کا یہودیوں سے میل جول رہا کرتا تھا کیونکہ ان کے آپس میں پڑوس کے تعلقات بھی تھے اور جاہلیت کے عہد و پیمان بھی تھے تو اللہ نے انہیں راز دار بنانے سے روکنے کے لئے (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنتُمْ تَعْقِلُونَ هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ ﴾

''اے وہ لوگوں جنہوں نے ایمان قبول کیا ہے تم اپنے لوگوں کے سوا (دوسروں کو راز دار نہ بناؤ۔ وہ تمہارے درمیان فساد پیدا کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے۔ ان کی خواہش ہے کہ تم دشواری میں پڑو۔ اب تو خود ان کے منہ سے دشمنی ظاہر ہو چکی ہے اور جن باتوں کو ان کے دل چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے بھی بڑی ہیں۔ ہم نے تمہیں کھلی کھلی علامتیں بتا دی ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو (تو سمجھو) یہ تم لوگ تو ان سے محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم تو مکمل جنس کتاب پر ایمان رکھتے ہو''۔

یعنی تم ان کی کتاب کو بھی مانتے ہو اور اپنی کتاب کو بھی اور ان تمام کتابوں کو بھی جو اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور وہ لوگ تمہاری کتاب کا انکار کرتے ہیں اس لئے تمہیں ان سے دشمنی رکھنا بہ نسبت ان کے تم سے دشمنی رکھنے کے زیادہ سزاوار ہے۔

﴿ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ الخ ﴾

''اور جب انہوں نے تم سے ملاقات کی تو کہا کہ ہم نے ایمان قبول کر لیا ہے اور جب وہ تنہائی میں گئے تو تم پر غصے کے سبب سے انگلیاں کاٹنے لگے (اے مخاطب) کہہ دے کہ تم اپنے غیظ و غضب ہی میں مر جاؤ''۔ آخر تک۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ فخاص کا حادثہ

کہا کہ ابوبکر صدیق یہود کے پاس ان کے عبادت خانے میں گئے تو ان میں سے بہت سے لوگوں کو انہیں میں سے ایک شخص فخاص نامی کے پاس اکٹھا دیکھا وہ ان کے عالموں اور ماہروں میں سے تھا اور اس کے ساتھ ان کے عالموں میں سے ایک اور عالم اشیع نامی بھی تھا تو ابوبکر نے فخاص سے کہا افسوس فخاص اللہ سے ڈر اور اسلام اختیار کر کیونکہ واللہ تو اس بات کو جانتا ہے کہ محمد ﷺ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور تمہارے پاس اس کے پاس سے حق لے کر آئے ہیں جس کا ذکر توریت و انجیل میں تم لوگ پاتے ہو فخاص نے ابوبکر سے کہا واللہ اے ابوبکر ہمیں اللہ کی کوئی احتیاج نہیں ہے (بلکہ) وہی ہمارا محتاج ہے۔ ہم اس کے آگے عاجزی اور زاری نہیں کرتے جس طرح وہ ہمارے آگے عاجزی اور زاری کرتا ہے اور ہم اس سے بے نیاز ہیں اور وہ ہم سے

بے نیاز نہیں ہے اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو وہ ہم سے ہمارے مال قرض طلب نہ کرتا جیسا کہ تمہارے دوست کا دعویٰ ہے وہ ہمیں تو سود سے منع کرتا ہے اور (خود) وہی (سود) ہمیں دیتا ہے اور اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو ہمیں (سود) نہ دیتا۔

راوی نے کہا (یہ سنتے ہی) ابوبکر کو غصہ آ گیا آپ نے فنحاص کے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا اور فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں اور ہم میں جو عہد و پیاں ہے (وہ) نہ ہوتا تو اے اللہ کے دشمن تیرا سر اڑا دیتا۔

پس فنحاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا اے محمد دیکھو تمہارے دوست نے میرے ساتھ کیا (بُرا) سلوک کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے فرمایا:

مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَاصَنَعْتَ.

''جو تم نے کیا اس کا کیا باعث تھا''۔

ابوبکر نے عرض کی اے اللہ کے رسول اس دشمن خدا نے ایک بڑی (نازیبا) بات کہی۔ اس نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ اللہ ان لوگوں کا محتاج ہے اور یہ لوگ اس سے بے نیاز ہیں۔ جب اس نے یہ بات کہی تو اس کے کہنے سے مجھے برائے خدا غصہ آ گیا اور میں نے اس کے منہ پر (تھپڑ) مارا فنحاص (یہ سنتے ہی) مکر گیا اور کہا۔ میں نے ایسا نہیں کہا تو اللہ نے فنحاص کے قول کے متعلق فنحاص کے رد اور ابوبکر کی تصدیق میں (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴾

''اللہ نے ان (لوگوں) کی بات سن لی ہے جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم بے نیاز ہیں جو کچھ انہوں نے کہا ہے ہم اس کو اور ان کے انبیاء کے قتل کو ابھی لکھ لیتے ہیں اور (جب جزا کا وقت آئے گا تو) ان سے کہیں گے جلا دینے والے عذاب (کا مزہ ذرا) چکھو (تو)''۔

اور ابوبکر کو جو اس معاملے میں غصہ آ گیا اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَذًى كَثِيْرًا وَّ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾

''جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان سے اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا ہے ان سے ضرور تمہیں بہت سی تکلیف دہ باتیں سننا ہوں گی اور اگر تم صبر کرو اور احتیاط سے کام لو تو

یہ قطعی (سفید) کاموں میں سے ہے''۔

پھر فنحاص اور اس کے ساتھی یہود کے علما کی باتوں کے متعلق (یہ ارشاد) فرمایا:

﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾

''اور (یاد کرو وہ وقت جب ان لوگوں سے عہد لیا گیا جن کو کتاب دی گئی کہ تمہیں لوگوں سے اس کو کھلم کھلا ضرور بیان کرنا ہوگا اور اسے تم چھپاؤ گے نہیں۔ تو انہوں نے اس کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا اور اس کے بدلے ذرا سی قیمت لے لی تو کس قدر برا تبادلہ ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ جو لوگ خوش ہو رہے ہیں اپنے (اس) کئے پر (کہ انہوں نے توریت کے مضامین اوٹ پٹانگ بیان کر دیئے) اور چاہتے ہیں کہ جو کام (اظہار حق کا) انہوں نے نہیں کیا اس کی تعریف کی جائے۔ ان کے متعلق (نیک) خیال نہ کر بس ان کے متعلق یہ خیال نہ کر کہ وہ عذاب سے چھوٹ جائیں گے۔ حالانکہ ان کے لئے دردناک عذاب (تیار) ہے''۔

یعنی فنحاص اور اشیع اور ان کے سے علماء یہود جنہوں نے گمراہی کو لوگوں کے آگے خوشنما بنا کر پیش کیا اور اس کے عوض کچھ دینوی فائدہ حاصل کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو کام انہوں نے نہیں کیا اس پر ان کی تعریف کی جائے اور لوگ انہیں عالم کہیں حالانکہ وہ اہل علم نہیں ہیں نہ انہوں نے سیدھے راستے کی جانب لوگوں کی رہنمائی کی اور نہ وہ صحیح راہ پر ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ لوگ کہیں انہوں نے (ایسا اچھا کام) کیا۔

یہود کا لوگوں کو کنجوسی کا حکم دینا

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن اشرف کا حلیف کردم بن قیس اور اسامہ ابن حبیب اور نافع بن ابی نافع اور بحری بن عمرو اور حیی بن اخطب اور رفاعہ ابن زید بن التابوت انصار میں سے ان لوگوں کے پاس آیا کرتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے اور ان سے ان کا میل جول تھا اور انہیں نصیحت کیا کرتے تھے کہ اپنا مال خرچ نہ کیا کرو اور مال خرچ کرنے میں جلدی نہ کیا کرو کیونکہ مال کے جاتے رہنے سے ہمیں تمہارے محتاج ہو جانے کا خوف ہے کیونکہ تمہیں خبر نہیں کہ آئندہ کیا حالت ہونے والی ہے تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ﴾

''جولوگ (خود) کنجوسی کرتے ہیں اور وہ اورلوگوں کو بھی کنجوسی کا حکم دیتے ہیں اور انہیں اللہ نے جو کچھ اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپاتے ہیں''۔

یعنی توریت کے مضامین چھپاتے ہیں جس میں اس بات کی تصدیق ہے جسے محمد ﷺ لائے ہیں۔

﴿ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا وَّالَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اِلٰی قَوْلِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِیْمًا ﴾

''اور ہم نے کافروں کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے اور جولوگ اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے۔اس کے فرمان اور اللہ انہیں خوب جاننے والا ہے''۔تک۔

صداقت سے یہود کا انکار

ابن اسحٰق نے کہا کہ رفاعہ بن زید بن التابوت یہود کے سرداروں میں سے تھا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرتا تو اپنی زبان کو توڑ موڑ کے (بات چیت) کرتا اور کہتا:

اَرْعِنَا سَمْعَكَ یَا مُحَمَّدُ حَتّٰی نُفْهِمَكَ.

''اے محمد ہماری طرف توجہ کیجئے کہ ہم آپ کو سمجھا دیں''۔

پھر اس نے اسلام میں طعنہ زنی اور عیب جوئی شروع کی تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتَابِ یَشْتَرُوْنَ الضَّلَالَةَ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّو السَّبِیْلَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَائِكُمْ وَكَفٰی بِاللّٰهِ وَلِیًّا وَّكَفٰی بِاللّٰهِ نَصِیْرًا مِّنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ یَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَیًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ طَعْنًا فِی الدِّیْنِ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَ اَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴾

''(اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب میں سے کچھ حصہ ملا ہے وہ گمراہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی بھٹک جاؤ اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جاننے والا ہے اور اللہ کا سرپرست ہونا بس کرتا ہے اور اللہ کا مددگار رہنا (ہی) کافی ہے۔جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے وہ الفاظ کے موقعوں کو بدل دیتے ہیں اور (سَمِعْنَا وَاَطَعْنَاهُمْ نے سن لیا اور اسی کے موافق کریں گے کے بجائے) ہم نے سن لیا اور نافرمانی کریں گے کہتے

ہیں۔اور وَاسْمَعْ غَيْرَ[۱] مُسْمَعٍ کہتے اور طعنہ زنی کے ارادے سے زبانوں کو توڑ موڑ کر واعنا[۲] کہتے ہیں اور اگر وہ (اس کے بجائے ہم نے سن لیا اور اسی کے موافق کریں گے اور (حضرت) سنئے اور ہماری جانب بھی توجہ فرمایئے کہتے تو ان کے لئے بہتر اور درست ہوتا لیکن اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے ان میں کے چند افراد سے سوا ان کو (اپنی رحمت سے) دور کر دیا ہے اس لئے وہ ایمان نہیں لاتے''۔

اور رسول اللہ ﷺ نے یہود کے علماء میں سے چند سرداروں سے گفتگو فرمائی جن میں سے عبداللہ صوری لاعور اور کعب بن اسد بھی تھے۔آپ نے ان سے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اِنَّ الَّذِیْ جِئْتُكُمْ بِهٖ لَلْحَقُّ قَالُوْا مَا نَعْرِفُ ذٰلِكَ يَا مُحَمَّدُ.

''اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو کیونکہ واللہ تم اس بات کو ضرور جانتے ہو کہ میں جو چیز لایا ہوں وہ سچی ہے انہوں نے کہا اے محمد ہم اس بات کو نہیں جانتے''۔

آخر انہوں نے جس چیز کو پہچان لیا اسی کا انکار کیا اور کفر پر جم گئے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ آمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰى اَدْبَارِهَا اَوْنَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا اَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلاً ﴾

''اے وہ لوگو جن کو کتاب دی گئی ہم نے جو چیز اتاری ہے اس پر ایمان لاؤ جو تمہارے ساتھ والی چیز کی بھی تصدیق کرنے والی ہے۔قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ دیں اور انہیں پیٹھوں کی جانب کر دیں یا ان پر ہم ویسا ہی غضب نازل کریں جس طرح شنبے والوں پر نازل کیا تھا اور حکم

---

۱ **واسمع غیر مسمع** کے دو معنی ہیں۔ایک تو یہ کہ سنئے اور خدا آپ کو ایسی بات نہ سنائے جو آپ کی مرضی کے خلاف ہو۔ دوسرے معنی ہیں۔اے نہ سنائے ہوئے سن یعنی اے بہرے سن۔**نعوذ باللہ من ذلک** یہ یہود دوسرے معنی میں اس جملے کو استعمال کیا کرتے تھے اس لئے انہیں ذو معنیین جملے کے استعمال سے منع فرمایا گیا۔

۲ راعنا کے بھی دو معنی ہیں ایک تو ہماری مراعات۔ہمارا لحاظ فرمائے اور دوسرے معنی ہیں مغرور احمق کے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ راعنا کے عین کو دراز کر کے راعینا کہتے تھے جس کے معنی ''اے ہمارے چرواہے'' کے ہیں۔غرض ان کا مقصد طعنہ زنی اور عیب جوئی تھا۔(احمد محمودی)

خداوند تو ہو کر رہنے والا ہے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ نَطْمِسُ کے معنی نَمْسَحُ وَ نَسْوَیٰ کے ہیں یعنی صاف کر دیں اور برابر کر دیں کہ اس میں نہ آنکھ دکھائی دے نہ ناک نہ منہ اور نہ اور کوئی چیز نظر آئے جو چہرے میں ہے اور فَطَمَسْنَا اَعْیُنُهُمْ میں بھی یہی معنی ہیں۔ اَلْمَطْمُوْسُ الْعَیْن اس شخص کو کہتے ہیں جس کے دونوں پپوٹوں کے درمیان شگاف نہ ہو اور کہا جاتا ہے طمست الکتاب و الاثر فلا یری منه شی یعنی میں نے تحریر اور نشان کو مٹا دیا کہ اس میں سے کچھ نظر نہیں آتا۔ الاخطل جس کا نام الغوث بن ہبیرۃ بن الصلت التغلبی ہے۔ اونٹوں کا بیان کرتے ہوئے جن کو اسی طرح کی تکلیف دی گئی تھی کہتا ہے۔

وَتَكْلِيْفُنَا هَا كُلَّ طَامِسَةِ الصُّوٰى ۔۔۔ شَطُوْنٍ تَرٰى حِرْبَاءَ هَا يَتَمَلْمَلُ

اور ہمارا ان اونٹوں کو ایسی دراز مسافت والے میدانوں میں تکلیف دینا جن کے نشانات راہ مٹے ہوئے تھے اور (گرمی کے سبب سے) وہاں کے گرگٹوں کو بے چین پھرتا ہوا تو دیکھتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ صُوَیٰ کے معنی ان نشانوں اور پانی (کے چشموں) کے ہیں جن کے راستے پر ہونے کے سبب سے راستہ پہچانا جاتا ہے (شاعر) کہتا ہے کہ ایسے تمام نشانات مٹ گئے اور زمین کے برابر ہو گئے ہیں کہ اس میں کوئی اونچی چیز باقی نہیں رہی ہے۔

اور یہ بیت اس کے قصیدے کی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ صوی کا واحد صوۃ ہے۔

جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے الگ ہو کر ٹولیاں بنالی تھیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش اور غطفان اور بنی قریظہ میں سے جن لوگوں نے ٹولیاں بنالی تھیں وہ حیی بن اخطب اور سلام بن ابی الحقیق ابو رافع اور الربیع بن الربیع بن ابی الحقیق اور ابو عمار اور وحوح بن عامر اور ہوذۃ بن قیس تھے۔ وحوح اور ابو عمار اور ہوذہ تو بنی وائل میں سے تھے اور یہ سب کے سب (اس کی شاخ) بنی النضیر میں سے تھے۔ جب یہ لوگ قریش کے پاس آئے تو ان لوگوں (قریش) نے کہا کہ یہ یہود کے علماء اور کتاب کا علم رکھنے والے لوگ ہیں ان سے تو پوچھو کہ تمہارا دین بہتر ہے یا محمد کا دین۔ غرض انہوں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس کے دین سے تمہارا دین بہتر ہے اور تم لوگ بہ نسبت اس کے اور اس کے پیروؤں کے زیادہ صحیح راہ پر ہو تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ﴾

''کیا تو نے ان لوگوں کونہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا جس کسی کی پوجا کی جائے اس کو عرب جِبْتِ کہتے ہیں اور جو چیز حق سے گمراہ کرے اس کو طاغُوْت کہتے ہیں۔اور جبت کی جمع جبوت اور طاغوت کی جمع طَوَاغِیْت ہے اور مجھے ابونجیح سے روایت پہنچی ہے کہ جبت کے معنی سحر یعنی جادو اور طاغوت کے معنی شیطان کے ہیں۔

﴿ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْ سَبِيْلًا ﴾

''اوران لوگوں کے متعلق جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے کہتے ہیں وہ ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں زیادہ سیدھی راہ پر ہیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے اس فرمان تک

﴿ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ اِبْرَاهِيْمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴾

''یا یہ لوگ دوسرے لوگوں پر اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل میں سے انہیں عنایت فرمایا ہے بے شک ہم نے ابراہیم کی آل کو (بھی) تو کتاب وحکمت اور بڑی حکومت عنایت فرمائی ہے''۔

نزول (قرآن) سے ان کا انکار

ابن اسحٰق نے کہا کہ سکین اور عدی بن زید نے کہا کہ اے محمد ہمیں تو اس کا علم نہیں کہ موسیٰ کے بعد کسی بشر پر اللہ نے کوئی چیز اتاری ہو تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ وَآتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴾

''(اے محمد) ہم نے تیری طرف ویسی ہی وحی کی جیسی نوح اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف کی اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب و یونس

و ہارون و سلیمان کی طرف وحی کی اور داؤد کو ہم نے زبور دی اور بہت سے رسول جن کا بیان ہم نے تجھ سے (اس سے) پہلے کر دیا ہے اور بہت سے رسولوں کا ہم نے تجھ سے تذکرہ نہیں کیا اور موسیٰ سے (تو) اللہ نے خوب باتیں کیں۔ رسولوں کو (ہم نے) بشارت دینے والا اور ڈرانے والا (بنا کر بھیجا) تا کہ رسولوں کے (بھیجنے کے) بعد لوگوں کو اللہ پر کوئی حجت نہ رہے اور اللہ غلبے والا اور حکمت والا ہے''۔

اور ان میں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے ان سے فرمایا:

اَمَا وَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلٌ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ .

''سنو! واللہ تم لوگ اس بات کو ضرور جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں''۔

انہوں نے کہا ہم اس بات کو نہیں جانتے اور نہ ہم اس پر گواہی دیتے ہیں تو ان کے اس قول کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴾

''(تم گواہی نہ دو) لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ جو چیز اس نے تیری طرف اتاری ہے وہ اپنے علم سے اتاری ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ کا گواہی دینا (ہی) کافی ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بڑے پتھر کے ڈالنے پر ان کا اتفاق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی النضیر کے پاس ان سے بنی عامر کے دو شخصوں کے خون بہا کے متعلق مدد لینے کے لئے تشریف لے گئے جن کو عمر بن امیہ الضمری نے قتل کر دیا تھا ان میں سے بعض افراد ایک دوسرے سے تنہائی میں ملے تو انہوں نے (آپس میں) کہا کہ اس وقت محمد جتنا قریب ہے اتنا قریب تم اسے پھر کبھی ہرگز نہ پاؤ گے۔ اس لئے کوئی ہے جو اس گھر پر چڑھ جائے۔ اور اس پر کوئی بڑا سا پتھر گرا دے تو وہ ہمیں اس سے راحت دینے کا باعث ہوگا تو عمرو بن جحاش بن کعب نے کہا میں (اس کام کو انجام دیتا ہوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (جب) اس کی خبر ہوگئی تو آپ ان کے پاس سے لوٹ آئے اللہ (تعالیٰ) نے اس کے اور اس کی قوم کے اس ارادے کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْهَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوااللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾

''اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب کہ ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ

تمہاری جانب اپنے ہاتھ بڑھائیں تو اس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور اللہ سے ڈرو اور ایمانداروں کو تو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہئے''۔

اور رسول اللہ ﷺ نعمان بن اضاء اور بحری بن عمرو اور شاش ابن عدی کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ سے گفتگو کی اور آپ نے ان سے گفتگو کی اور انہیں اللہ کی طرف بلایا اور اس کی سزا سے انہیں ڈرایا تو ان لوگوں نے نصاریٰ کے قول کی طرح کہا کہ اے محمد تم ہمیں کیا ڈراتے ہو واللہ ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں (اس پر) اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی نَحْنُ اَبْنٰٓءُ اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ﴾

''اور یہودیوں اور نصرانیوں نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ (اے نبی تو) کہہ پھر وہ تمہیں تمہارے گناہوں کی سزا کیوں دیتا ہے۔ (تم اس کے بیٹے نہیں ہو) بلکہ ان آدمیوں میں سے ہو جن کو اس نے پیدا کیا ہے وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے (سب) اللہ کی ملک ہے اور اسی کی جانب لوٹنا ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور اس کی جانب رغبت دلائی اور اللہ کی غیرت اور اس کی سزا سے انہیں ڈرایا تو انہوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کیا اور جس چیز کو آپ لائے تھے اس سے کفر کیا تو معاذ بن جبل اور سعد بن عبادۃ اور عقبہ بن وہب نے کہا اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو واللہ بے شک تم لوگ اس بات کو جانتے ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمہیں تو ہم سے آپ کے مبعوث ہونے کے پہلے آپ کا ذکر کیا کرتے تھے اور آپ کے صفات ہم سے بیان کیا کرتے تھے تو رافع بن حریملہ اور وہب بن یہوذا نے کہا کہ یہ بات تو ہم نے تم سے نہیں کہی اور نہ اللہ نے موسیٰ کے بعد کوئی کتاب نازل فرمائی اور نہ ان کے بعد کسی بشارت دینے والے اور ڈرانے والے کو اس نے بھیجا۔ تو اللہ نے ان کے ان اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ عَلٰی فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِیْرٍ وَّلَا نَذِیْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِیْرٌ وَّ نَذِیْرٌ وَّاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾

''اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے رسولوں کی (آمد کی) سست رفتاری (کے

زمانے) میں وہ تمہارے لئے (ہمارے احکام) بیان کرتا ہے (تاکہ تمہیں یہ عذر نہ رہے) کہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا پس اب تمہارے پاس خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا آ چکا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے''۔

اس کے بعد ان سے موسیٰ (علیہ السلام) کے واقعات بیان فرمائے اور ان لوگوں سے انہیں جو جو تکلیفیں پہنچیں اور ان کے ساتھ ان کی عہد شکنیاں اور ان احکام الٰہی کو جنہیں ان لوگوں نے رد کر دیا یہاں تک کہ اس کی پاداش میں جو چالیس سال تک بھٹکتے پھرے۔ ان کا بیان فرمایا۔

نبی ﷺ کی جانب حکم رجم کے متعلق یہود کا رجوع

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ انہوں نے مزینہ میں سے ایک علم والے شخص سے سنا جو سعید بن المسیب سے بیان کرتا تھا کہ ابو ہریرۃ نے ان سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہود کے علماء (اپنی) عبادت گاہ میں جمع ہوئے اور ان میں سے ایک شادی شدہ نے یہود کی شادی شدہ ایک عورت سے زنا کیا۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ اس مرد اور اس عورت کو محمد کے پاس بھیجو اور اس سے دریافت کرو کہ ان دونوں کے متعلق کیا حکم ہے اور ان دونوں کے فیصلے کا حاکم اسی کو بنا دو۔ پھر اگر اس نے ان دونوں کے ساتھ وہی تجبیہ کا برتاؤ کیا جیسے تم کرتے ہو۔ اور تجبیہ کے معنی یہ ہیں کہ پوست درخت خرما کی رسی سے جس پر روغن قاز چڑھایا گیا ہو کوڑے مارنا اور اس کے بعد ان دونوں کا منہ کالا کر کے دو گدھوں پر انہیں اس طرح بٹھانا کہ ان کے منہ گدھوں کی دموں کی طرف ہوں۔ تو اس شخص کی پیروی کرو اور اس کو سچا بھی مان لو کیونکہ وہ صرف ایک بادشاہ ہے۔ اور اگر اس نے ان کے بارے میں سنگساری کا حکم دیا تو یقین جان لو کہ وہ نبی ہے اور جو چیز تمہارے ہاتھوں میں ہے اسے اس سے بچاؤ کہ وہ اس کو تم سے چھین لے گا۔ (یعنی نبوت تمہارے خاندان سے جاتی رہے گی)۔

پھر وہ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا اے محمد اس شادی شدہ شخص نے ایک شادی شدہ عورت سے زنا کیا ہے۔ ان کے متعلق آپ فیصلہ کیجئے کہ ہم نے اس فیصلے کے لئے ان دونوں پر آپ کو حاکم بنا دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ ان کے علما کے پاس ان کی عبادت گاہ میں تشریف لے گئے اور فرمایا:

يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ اَخْرِجُوْا اِلَيَّ عُلَمَاءَ كُمْ.

''اے گروہ یہود اپنے علماء کو میرے سامنے لاؤ۔ تو وہ عبداللہ بن صوری کو لائے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی قریظۃ والوں میں سے بعض نے بیان کیا کہ وہ اس روز ابن صوری کے

ساتھ ابو یاسر بن اخطب اور وہب ابن یہوذا کو بھی آپ کے سامنے لائے۔ اور کہا کہ یہ ہمارے علما ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے سوالات فرمائے اور ان کے متعلق معلومات حاصل فرمائے (کہ ان میں کون زیادہ عالم ہے) یہاں تک کہ ان لوگوں نے عبداللہ بن صوری کے متعلق کہا کہ توریت جاننے والوں میں یہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ''مجھ سے بنی قریظہ کے بعض افراد نے بیان کیا'' ''سے'' ''سب سے زیادہ جاننے والا ہے'' تک ابن اسحٰق کا قول ہے اور اس کے بعد اس روایت کا تکملہ ہے جو اس سے پہلے (بیان ہوئی) تھی۔

تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے تنہائی میں گفتگو فرمائی اور وہ ایک جوان چھوکرا ان میں سب سے زیادہ کم سن تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت (فرمانے) میں اصرار فرمایا اور آپ اس سے فرما رہے تھے:

يَا ابْنَ صُوْرٰى اَنْشُدُكَ اللّٰهَ وَاُذَكِّرُكَ بِاَيَّامِهٖ عِنْدَ بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ حَكَمَ فِيْمَنْ زَنٰى بَعْدَ اِحْصَانِهٖ بِالرَّجْمِ فِى التَّوْرَاةِ.

''اے ابن صوری میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اور تجھے اس کی وہ نعمتیں یاد دلاتا ہوں جو بنی اسرائیل پر تھیں۔ کیا تو اس بات کو جانتا ہے کہ اللہ نے توریت میں اس شخص کے متعلق جس نے شادی کے بعد زنا کیا ہو۔ سنگساری کا حکم دیا ہے''۔

اس نے کہا الٰہی سچ ہے۔ واللہ اے ابوالقاسم یہ لوگ یقیناً اس بات کو جانتے ہیں کہ آپ (اللہ کی طرف سے) بھیجے ہوئے نبی ہیں لیکن ان کو آپ سے حسد ہے۔

راوی نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ (وہاں سے) نکلے اور ان دونوں کے متعلق حکم فرمایا تو ان دونوں کو آپ کی اُس مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کیا گیا جو بنی غنم بن مالک بن النجار (کے محلے) میں ہے۔

پھر اس کے بعد ابن صوری نے کفر اختیار کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت سے انکار کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اللہ نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا آمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ آخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ ﴾

''اے رسول وہ لوگ تیرے غم کا سبب نہ بنیں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں جو ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے اپنے منہ سے ہم ایمان لائے کہہ دیا ہے۔ حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے اور جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے ان میں سے بعض جھوٹ (باتوں) کو بہت (شوق سے) سننے والے اور ایسے دوسرے لوگوں کی باتیں بہت سننے والے ہیں جو تیرے پاس نہیں آئے''۔

یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنوں میں سے کچھ لوگوں کو بھیجا ہے اور خود نہیں آئے ہیں اور انہیں بعض ایسے حکم بتا دیئے ہیں جو بجا نہیں۔ پھر فرمایا کہ:

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ (اى الرجم) فَاحْذَرُوْهُ.

''یہ لوگ کلمات کے استعمال موقعوں کے (معلوم ہونے کے) بعد ان کا بیجا استعمال کرتے ہیں (اور) کہتے ہیں۔ اگر (محمد کی جانب سے) تمہیں یہی حکم دیا جائے تو اسے لے لو اور اگر تمہیں یہ حکم (یعنی رجم کا حکم) نہ دیا جائے تو اس سے بچو''۔ آخر بیان تک

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے اسمٰعیل بن ابراہیم سے اور اس نے ابن عباس سے سن کر بیان کیا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کی سنگساری کا حکم فرمایا اور وہ آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کئے گئے۔ اور جب اس یہودی نے پتھر مارتے ہوئے دیکھا تو اٹھ کر اپنے ساتھ والی عورت کی طرف گیا۔ اور اس پر جھک پڑا تا کہ پتھروں سے اس کو بچائے یہاں تک کہ وہ دونوں مار ڈالے گئے۔ (راوی نے) کہا اور یہ ایسی بات تھی کہ اللہ نے اپنے رسول کے لئے نمایاں فرما دی تا کہ ان دونوں سے جو زنا سرزد ہوا وہ ثابت ہو جائے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے صالح بن کیسان نے عبداللہ بن عمر کے آزاد کردہ نافع سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمر سے سن کر بیان کیا انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو ان میں حاکم بنایا گیا تو آپ نے انہیں توریت کے ساتھ بلوایا اور ان میں سے ایک عالم بیٹھ کر اسے پڑھنے لگا اور اپنا ہاتھ آیت رجم پر رکھ دیا راوی نے کہا تو عبداللہ بن سلام نے اس کے ہاتھ پر مارا اور کہا اے اللہ کے نبی یہ آیت رجم ہے۔ یہ شخص اسے آپ کو پڑھ کر سنانا نہیں چاہتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَيْحَكُمْ يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ مَا دَعَاكُمْ اِلٰى تَرْكِ حُكْمِ اللّٰهِ وَهُوَ بِاَيْدِيْكُمْ.

''اے گروہ یہود تم پر افسوس ہے اللہ کا حکم چھوڑ دینے کی تم کو کس (چیز) نے ترغیب دی حالانکہ وہ تمہارے ہاتھوں میں ہے''۔

راوی نے کہا کہ ان لوگوں نے کہا۔ سنئے واللہ اس حکم پر ہم میں عمل ہوا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ہم میں سے ایک شخص نے جو شاہی خاندان اور بڑی حیثیت والوں میں سے تھا اپنی شادی کے بعد زنا کیا تو بادشاہ (نے) اس کے سنگسار کرنے سے روکا اس کے بعد پھر ایک شخص نے زنا کیا (اور) اس نے چاہا کہ اسے سنگسار کرے تو لوگوں نے کہا کہ نہیں واللہ (اس کو اس وقت تک سنگسار نہیں کیا جا سکتا) جب تک کہ فلاں شخص کو سنگسار

نہ کیا جائے۔ جب انہوں نے ایسا کہا تو لوگ جمع ہوئے اور اپنے اس حکم کی ترمیم کر کے تجبیہ قائم کیا اور سنگساری کے تذکرے اور اس پر عمل کرنے کو مردہ سنت بنا ڈالا راوی نے کہا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَاَنَا اَوَّلُ مَنْ اَحْیَا اَمْرَ اللّٰهِ وَعَمِلَ بِهٖ.

''تو میں پہلا شخص ہوں جس نے حکم الٰہی کو زندہ کیا اور اس پر عمل کیا''۔

پھر آپ نے ان دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم فرمایا اور آپ کی مسجد کے دروزے کے پاس ان کو سنگسار کر دیا گیا۔ عبداللہ نے کہا کہ میں بھی ان دونوں کو سنگسار کرنے والوں میں تھا۔

خون بہا میں ان لوگوں کے مظالم

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے داؤد بن حصین نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس کی روایت سے (یہ) حدیث سنائی کہ (سورۂ) مائدہ کی وہ آیتیں جن میں اللہ (تعالیٰ) نے یہ فرمایا:

﴿ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ اِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴾

''(اے نبی) تو ان میں فیصلہ کر یا اعراض (تجھے اختیار ہے) اور اگر تو ان سے اعراض کرے تو وہ تجھے ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے اور اگر تو ان میں فیصلہ کرے تو انصاف سے کرنا بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے''۔

یہ آیتیں بنی النضیر اور بنی قریظہ کے درمیان کے خون بہا کے متعلق نازل ہوئی ہیں اور حالت یہ تھی کہ بنی النضیر کے مقتولوں کا خون بہا جن کو اعلیٰ مرتبہ حاصل تھا۔ پورا پورا ادا کیا جاتا تھا اور بنی قریظہ (کے مقتولوں) کا نصف۔ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ چاہا تو اللہ نے مذکورہ آیتیں ان کے متعلق نازل فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس میں حق بات پر ابھارا اور مساوی دیت مقرر فرمادی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ حقیقت میں (اس کے نزول کا سبب) کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کو دین سے برگشتہ کرنے کا یہودیوں کا ارادہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن اسد اور ابن صلوبا اور عبداللہ بن صوری اور شاس بن قیس نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ چلو ہم محمد کے پاس چلیں۔ ممکن ہے کہ ہم اسے اس کے دین سے پھیر دیں کیونکہ وہ بھی ایک آدمی ہے پھر وہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے کہا۔

اے محمد (ﷺ) آپ جانتے ہیں کہ ہم یہود کے علماء اور ان میں بڑی حیثیت والے اور ان کے سردار ہیں اور اگر ہم نے آپ کی پیروی کر لی تو (تمام) یہود آپ کے پیرو ہو جائیں گے اور وہ ہماری مخالفت نہ کریں گے۔ بات یہ ہے کہ ہم میں اور ہماری قوم کے کچھ لوگوں میں جھگڑا ہے۔ تو کیا ہم آپ کو حاکم بنا دیں (اس شرط پر) کہ آپ ان کے خلاف ہماری جانب فیصلہ صادر فرما دیں اور ہم آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی تصدیق کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے انکار فرما دیا۔ اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُوْنَ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴾

''اور یہ کہ تو ان کے درمیان اسی کے موافق فیصلہ کرے جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور ان سے ڈرتا رہ کہ وہ تجھے ان میں سے بعض (احکام) سے برگشتہ نہ کر دیں جو اللہ نے تیری طرف اتارے ہیں پھر اگر وہ روگردان ہو جائیں تو جان لے کہ ان کے بعض گناہوں کی سزا میں انہیں مبتلائے مصیبت ہی کرنا چاہتا ہے اور بے شبہ لوگوں میں سے اکثر افراد نافرمان ہیں۔ تو کیا وہ نادانی کا فیصلہ چاہتے اور یقین رکھنے والوں کے لئے تو اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے''۔

عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے یہودیوں کا انکار

ابن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ان میں سے ابو یاسر بن اخطب اور نافع بن ابی نافع اور عازر بن ابی عازر اور خالد اور زید اور ازار بن ابی ازار اور اشیع آئے۔ اور آپ سے دریافت کیا کہ رسولوں میں سے آپ کس کس پر ایمان رکھتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَا اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ[1] مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ.

---

[1] (الف) میں الغبیین ہے جو غلط ہے کیونکہ اوتی کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہونا چاہئے۔ (احمد محمودی)

''ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس چیز پر جو ہماری طرف اتاری گئی ہے اور اس چیز پر جو ابراہیم اسمٰعیل واسحٰق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور اس پر جو موسیٰ اور عیسیٰ اور (دوسرے) نبیوں کو ان کے پروردگار کی جانب سے عنایت ہوئی ہم ان میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ہم اس کے فرمان بردار ہیں''۔

جب عیسیٰ بن مریم کا ذکر آیا تو ان لوگوں نے ان کی نبوت سے انکار کیا اور کہا کہ ہم نہ عیسیٰ بن مریم کو مانتے ہیں اور نہ اس شخص کو جو ان پر ایمان رکھتا ہو تو ان کے متعلق اللہ نے (یہ) نازل فرمایا:

﴿ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَ إِنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُوْنَ ﴾

''(اے نبی) کہہ دے اے اہل کتاب کیا تم ہم سے صرف اس وجہ سے دشمنی رکھتے ہو کہ ہم اللہ پر اور اس چیز پر ایمان لا چکے ہیں جو ہماری طرف اتاری گئی اور اس چیز پر جو اس سے پہلے اتاری گئی اور حقیقت تو یہ ہے کہ تم میں سے اکثر نافرمان ہیں''۔

اور رسول اللہ ﷺ کے پاس رافع بن حارثہ اور سلام بن مشکم اور مالک بن ضیف اور رافع بن حریملہ آئے اور کہا۔

اے محمد کیا تمہارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ تم ملت و دین ابراہیم پر ہو اور ہمارے پاس جو توریت ہے اس پر بھی ایمان رکھتے ہو اور اس بات کی گواہی بھی دیتے ہو کہ وہ حقیقت میں اللہ کی جانب سے (آئی ہوئی) ہے۔ آپ نے فرمایا:

بَلْ وَلٰكِنَّكُمْ أَحْدَثْتُمْ وَجَحَدْتُمْ مَا فِيْهَا مِمَّا أُخِذَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْمِيْثَاقِ فِيْهَا وَكَتَمْتُمْ مِنْهَا مَا أُمِرْتُمْ أَنْ تُبَيِّنُوْهُ لِلنَّاسِ فَبَرِئْتُ مِنْ إِحْدَاثِكُمْ.

''کیوں نہیں (بے شک میرا دعویٰ یہی ہے) لیکن تم نے نئی باتیں پیدا کر لی ہیں اور تم نے اس عہد کا انکار کر دیا ہے جو اس میں ہے جس کا تم سے اقرار لیا جا چکا ہے اور تم نے اس میں کی اس بات کو راز بنا دیا ہے جس کے متعلق تمہیں حکم دیا گیا کہ تم اسے لوگوں سے واضح طور پر بیان کرو اس لئے میں نے تمہارے نئی باتوں سے علیحدگی اختیار کر لی''۔

انہوں نے کہا پھر تو ہم انہیں باتوں پر جو ہمارے قابو میں ہیں جمے رہیں گے اور ہم سیدھی راہ پر اور حق پر ہوں گے۔ اور ہم نہ تجھ پر ایمان لائیں گے اور نہ تیری پیروی کریں گے۔ تو ان کے متعلق اللہ نے (یہ) نازل فرمایا:

﴿ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيْلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ

وَ لَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَّا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّ کُفْرًا فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ ﴾

''(اے نبی ان سے) کہہ اے اہل کتاب تم کسی (صحیح) چیز پر نہیں ہو یہاں تک کہ تم توریت و انجیل اور اس چیز کے پابند نہ ہو جاؤ جو تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہاری طرف اتاری گئی ہے اور بے شک جو چیز تیرے پروردگار کی جانب سے تیری طرف اتاری گئی ہے وہ ان میں سے بہتوں کو سرکشی اور کفر میں بڑھادے گی اس لئے تو کافر قوم پر غم نہ کھا''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس النحام ابن زید اور قردم بن کعب اور بحری بن عمرو آئے اور کہا اے محمد کیا تمہیں اللہ کے ساتھ اس کے سوا کسی اور کو معبود کا علم نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ بِذٰلِكَ بُعِثْتُ وَاِلٰی ذٰلِكَ اَدْعُوْ.

''اللہ (ایسی ذات ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں اسی (اصول) پر میں مبعوث ہوا ہوں اور اسی کی طرف میں بلاتا ہوں''۔

تو ان لوگوں کے اور ان کے قول کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَھَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَھِیْدٌ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْآنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَ مَنْ بَلَغَ اَئِنَّکُمْ لَتَشْھَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ آلِھَةً اُخْرٰی ﴾

''(اے نبی) تو کہہ کہ گواہی کے لحاظ سے کون سی چیز سب سے بڑی ہے (ان کا جواب یہی ہونا چاہئے کہ گواہی کے لحاظ سے بھی اللہ سب سے بڑا ہے اس لئے) تو کہہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی ہے تاکہ اس کے ذریعے میں تمہیں بھی ڈراؤں اور اس شخص کو (بھی) جس تک یہ پہنچ جائے۔ کیا حقیقت میں تم لوگ اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا دوسرے معبود بھی ہیں''۔

﴿ قُلْ لَّا اَشْھَدُ قُلْ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ بَرِیْءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ اَلَّذِیْنَ آتَیْنَاھُمُ الْکِتَابَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَھُمُ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَھُمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴾

''تو کہہ میں (تو ایسی) گواہی نہیں دیتا (اور) کہہ وہ تو بس ایک ہی معبود ہے اور جن چیزوں کو تم شریک ٹھہراتے ہو میں ان سے (بالکل) علیحدہ ہوں۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے بچوں کو پہچانتے ہیں (اور) جن لوگوں نے اپنے آپ خسارے میں ڈال رکھا ہے وہی ایمان نہیں لاتے''۔

اور رفاعہ بن زید بن اتابوت اور سوید بن الحارث نے اظہار اسلام کیا تھا (مگر) منافق ہی رہے ان

دونوں سے مسلمانوں کا میل جول رہا کرتا تھا تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِیَاءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴾

''اے وہ لوگو! جنہوں نے ایمان اختیار کیا ہے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا ہے اور کافروں کو دوست نہ بناؤ اگر تم ایماندار ہو تو اللہ (کے حکم کی خلاف ورزی) سے ڈرو''۔

﴿ وَاِذَا جَاءُوْكُمْ قَالُوْا آمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا یَكْتُمُوْنَ ﴾

''اور جب وہ تمہارے پاس آئے تو کہہ دیا کہ ہم نے ایمان اختیار کر لیا ہے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ داخل ہوئے اور وہ اسی (کفر) کو لئے ہوئے نکل گئے اور جو کچھ وہ چھپاتے ہوئے داخل ہوئے اور وہ اسی (کفر) کو لئے ہوئے نکل گئے اور جو کچھ وہ چھپائے ہوئے تھے اس کو اللہ خوب جاننے والا ہے''۔

اور جبل بن ابی قشیر اور شمویل بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمد! اگر تم نبی ہو جیسا کہ تم کہتے ہو تو ہمیں بتاؤ کہ قیامت کب ہوگی راوی نے کہا۔ تو اللہ نے ان دونوں کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ یَسْاَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً یَسْاَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾

''وہ تجھ سے قیامت کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ اس کی انتہا کب ہے تو کہہ دے کہ اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کے پاس ہے۔ اس کو اس کے وقت پر صرف وہی ظاہر فرمائے گا۔ آسمانوں اور زمین میں وہ بار ہو گئی ہے وہ تم پر اچانک ہی آئے گی۔ وہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو ان پر بڑا مہربان ہے یا وہ تجھ سے اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو نے اس کے متعلق بڑی چھان بین کی ہے تو کہہ دے اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ایان کے معنی متی کے ہیں یعنی کب۔ قیس بن الحدادیۃ الخزاعی نے کہا ہے۔

فَجِئْتُ وَمُخْفَی السِّرِّ بَیْنِیْ وَبَیْنَهَا ‏ ‏ ‏ ‏ لِاَسْاَلَهَا اَیَّانَ مَنْ سَارَ رَاجِعُ

راز کو مخفی رکھنے والا مقام (جو) میرے اور اس کے درمیان (طے شدہ) تھا وہاں اس سے اس بات کے دریافت کرنے کے لئے گیا کہ جو شخص چلا گیا ہے وہ کب واپس ہونے والا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور مُرْسَاهَا کے معنی مُنْتَهَاهَا کے ہیں اور اس کی جمع مراس ہے کمیت بن زید الاسدی نے کہا ہے۔

وَالْمُصِيْبِيْنَ بَابَ مَا اَخْطَاَ النَّا سُ وَمُرْسٰى قَوَاعِدِ الْاِسْلَامِ

اس دروازے کو پا لینے والوں کی قسم جس کو لوگوں نے غلطی سے نہیں پایا اور اسلام کی بنیاد کے انتہائی مقام کی قسم۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور مُرْسٰی السفینۃ اس مقام کہ کہتے ہیں جہاں کشتی رکتی ہے اور حَفِیٌ عنھا میں تقدیم و تاخیر ہے۔ فرمان کا مقصد یہ ہے کہ یسئلونك عنها كانك حفی بهم۔ وہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو ان پر بڑا مہربان ہے کہ انہیں وہ بات بتا دے گا جو ان کے سوا دوسروں کو نہ بتائے گا۔ اور حَفِیٌّ کے معنی البر المتعهد کے بھی ہیں۔ یعنی ہمیشہ احسان کرنے والا۔ کتاب اللہ میں ہے۔ انه كان بی حفیا۔

وہ میرا ہمیشہ کا محسن ہے۔ اور اس کی جمع احفیاء ہے۔ بنی قیس بن ثعلبہ کے اعشی نے کہا ہے۔

فَاِنْ تَسْاَلِیْ عَنِّیْ فَیَارُبَّ سَائِلٍ حَفِیٍّ عَنِ الْاَعْشٰی بِهٖ حَیْثُ اَصْعَدَا

(اے عورت) اگر تو میرے حالات دریافت کرتی ہے تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ اعشی جہاں کہیں گیا وہاں اس کے پوچھنے والے اور اس پر احسانات کرنے والی بہت رہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصدے کی ہے۔

اور حفی کے معنی کسی چیز کا علم حاصل کرنے کے لئے چھان بین کرنا اور اس کی طلب میں مبالغہ کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سلام بن مشکم اور ابو یونس نعمان بن اوفی اور محمود ی بن دحیہ اور شاس بن قیس اور مالک بن الضیف آئے اور آپ سے کہا ہم آپ کی پیروی کیسے کریں۔ حالانکہ آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا ہے اور عزیر کے متعلق آپ یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ وہ اللہ کے بیٹے تھے۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے ان اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ

يُضَاهِئُوْنَ[1] قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿

''اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاری نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ یہ لوگ ان لوگوں کے قول کی مشابہت پیدا کرتے ہیں۔ جنہوں نے ان سے پہلے کفر اختیار کیا ہے۔ اللہ انہیں غارت کرے۔ یہ کیسی بے عقلی کی باتیں کئے جا رہے ہیں''۔ آخر بیان تک۔

ابن ہشام نے کہا کہ یُضَاهِئُوْنَ کے معنی ''ان لوگوں کی باتیں ان لوگوں کی باتوں کے مشابہ ہیں جنہوں نے کفر کیا ہے۔ مثلاً اگر تم کوئی بات کہو اور دوسرا بھی اسی کی سی بات کہے تو کہتے ہیں ھو یضاحیك۔ وہ بھی تمہیں سا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس محمود بن سیحان اور نعمان بن اضا اور بحری بن عمرو اور عزیر بن ابی عزیر اور سلام بن مشکم آئے اور کہا۔ اے محمد کیا یہ بات صحیح ہے کہ یہ چیز جو تم پیش کر رہے ہو۔ حقیقۃً یہ اللہ کی جانب سے ہے۔ ہمیں تو وہ اس طرح منظم نہیں معلوم ہوتی جس طرح توریت منظم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

اَمَا[2] وَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَتَعْرِفُوْنَ اَنَّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَكُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِهٖ مَاجَاءُوْا بِهٖ

''سن لو! اللہ کی قسم بے شبہ تم لوگ اس بات کو جانتے ہو کہ وہ اللہ کی جانب سے ہے۔ تم اسے اپنے پاس (اپنی کتابوں میں) لکھا ہوا پاتے ہو اور اگر جن وانس (سب) اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس کا سا (کلام) پیش کریں تو وہ (کبھی) پیش نہ کر سکیں گے''۔

اس وقت ان کی پوری جماعت نے جس میں فنحاص اور عبداللہ بن صوری اور ابن صلوبا اور کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق اور اشیع اور کعب بن اسد اور شمویل بن زید اور جبل بن عمرو بن سکینہ (بھی) تھے کہا۔ اے محمد کیا یہ تمہیں کوئی انسان یا جن تو تعلیم نہیں دیتا ہے۔ راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَمَا[2] وَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اِنَّهٗ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ وَاِنِّيْ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ تَجِدُوْنَهٗ ذٰلِكَ مَكْتُوْبًا عِنْدَ كُمْ فِي التَّوْرَاةِ.

---

[1] (الف ج د) میں یضاہونہ۔ کلام مجید میں دونوں روایتیں آئی ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں ''ام'' بغیر الف کے ہے۔ (احمد محمودی)

''سن لو اللہ کی قسم بے شبہ تم لوگ اس بات کو جانتے ہو وہ اللہ کی جانب سے ہے اور یہ بھی کہ یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں۔تم اس کو اپنے پاس توریت میں لکھا ہوا پاتے ہو''۔

انہوں نے کہا اے محمد! اللہ جب کوئی اپنا رسول بھیجتا ہے تو اس کے لئے جتنے وہ چاہتا ہے انتظامات فرماتا ہے اور جتنی چاہتا ہے اس کو قدرت دیتا ہے۔اس لئے آپ ہم پر کوئی کتاب آسمان سے اتاریئے کہ ہم اسے پڑھیں اور پہچانیں (کہ وہ اللہ کی جانب سے آئی ہے)۔ورنہ ہم بھی ویسا ہی (کلام) پیش کریں گے جیسا تم پیش کرتے ہو۔تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے اور ان کے اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴾

''(اے نبی) تو کہہ کہ اگر (تمام) جن وانس اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل لائیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے۔اگر چہ وہ ایک دوسرے کے معاون ہوں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ظہیر کے معنی معاون کے ہیں اور اسی اشتقاق سے عرب کا قول ''تظاھروا علیه'' ہے جس کے معنی تعاونوا علیه ہیں۔شاعر نے کہا ہے۔

يَا سَمِيَّ النَّبِيِّ اَصْبَحْتَ لِلدِّيْنِ قِوَامًا وَلِلْاِمَامِ ظَهِيْرًا

اے نبی کے ہمنام! تو دین کے لئے باعث ترقی اور خلیفہ وقت کا معاون بن گیا ہے اور اس کی جمع ظہراء ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حیی بن اخطب اور کعب بن اسد اور ابو نافع اور اشیع اور شمویل بن زید نے عبداللہ بن سلام کے اسلام اختیار کرنے کے وقت ان سے کہا کہ عرب میں نبوت نہیں ہوا کرتی بلکہ تمہارا دوست بادشاہ ہے۔پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے انہیں وہی بیان سنا دیا جو اللہ کے پاس سے آپ کے پاس ذوالقرنین کے بارے میں نازل ہوا تھا اور آپ نے قریش کو سنایا تھا اور انہیں لوگوں نے قریش کو مشورہ دیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے ذوالقرنین کا حال دریافت کریں جبکہ انہوں نے ان کے پاس النضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط کو بھیجا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے سعید بن جبیر کی (یہ) روایت بیان کی گئی کہ یہود کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا اے محمد اللہ نے تو اس تمام مخلوق کو پیدا کیا۔پھر اس کو کس نے پیدا کیا۔راوی نے کہا (یہ سنتے ہی) رسول اللہ ﷺ کو اپنے پروردگار کے لئے غصہ آ گیا یہاں تک کہ آپ کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ ان پر خفا ہوئے۔راوی نے کہا آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور آپ کو تسکین دی اور کہا اے محمد

اپنے پر بار نہ ڈالئے۔ (یا آواز پست کیجئے) اور اللہ (تعالیٰ) کے پاس سے آپ کے پاس اس بات کا جواب لائے جس کا انہوں نے سوال کیا تھا (اور کہا)۔

﴿ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾

''(اے نبی) کہہ دے بات یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اللہ سب کا مرجع ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے''۔

راوی نے کہا کہ جب آپ نے اس سورۃ کو انہیں پڑھ کر سنایا تو انہوں نے کہا کہ اے محمد ہم سے اس کے اوصاف بیان کیجئے۔ کہ اس کی خلقت کیسی ہے اس کا ہاتھ کیسا ہے اس کا بازو کیسا ہے تو رسول اللہ ﷺ کو پہلے سے بھی زیادہ غصہ آ گیا اور انہیں ڈانٹا تو آپ کے پاس جبریل آئے اور آپ سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ اور آپ کے پاس اللہ کی طرف سے ان باتوں کا جواب لائے جس کے متعلق انہوں نے سوالات کئے تھے۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾

''اور اللہ کا جو مرتبہ ہے ان لوگوں نے اس کا انداز نہیں کیا۔ حالانکہ قیامت کے دن تمام زمین اس کے قبضے میں ہوگی اور آسمان اس کے سیدھے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے وہ (ان لوگوں کے تمام خیالات سے) پاک ہے اور یہ لوگ جو شرک (کی باتیں) کرتے ہیں وہ اس سے برتر ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی تمیم کے آزاد کردہ عتبہ بن مسلم نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے ابوہریرہ سے روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے:

((يُوْشِكُ النَّاسُ اَنْ يَتَسَاءَلُوْا نَبِيَّهُمْ حَتّٰى يَقُوْلَ قَائِلُهُمْ هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَاِذَا قَالُوْا ذٰلِكَ فَقُوْلُوْا اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ثُمَّ لِيَتْفُلْ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِهٖ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ))

''لوگ اپنے نبی سے سوالات کرنے میں اس حالت کے قریب پہنچ رہے ہیں کہ ان میں کا کہنے والا یہ کہنے لگے کہ یہ اللہ اس نے تو مخلوق کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ پس جب وہ یہ کہیں تو تم لوگ کہو کہ اللہ ایک ہے اللہ سب کا مرجع ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ اس کو کسی نے پیدا کیا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ پھر آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنی بائیں جانب تین وقت تھوکے اور مردود شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے''۔

ابن ہشام نے کہا نے کہا کہ صمد اس کو کہتے ہیں جس کی طرف رجوع کیا جاتا اور اس کی پناہ لی جاتی ہے۔ بنی اسد کے عمرو بن مسعود اور خالد بن نضلہ جن کو نعمان ابن المنذر نے قتل کر کے ان (کی قبروں) پر کوفے میں الغریین نامی عمارت بنائی تھی (ان کی بھتیجی) ہند بنت معبد بن نضلہ نے اپنے چچاؤں کے مرثیے میں کہا ہے۔

اَلَا بَكَّرَ النَّاعِیْ بِخَیْرَیْ بَنِیْ اَسَدْ ۔۔۔ بِعَمْرِو بْنِ مَسْعُوْدٍ وَبِالسَّیِّدِ الصَّمَدْ

سنو کہ خبر دینے والے نے نبی اسد کی دو بہترین فردوں عمرو بن مسعود اور مرجع خلائق سردار کی موت کی خبر صبح سویرے دی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نجران کے نصاریٰ کا وفد آیا جس میں ساٹھ سوار تھے اور ان ساٹھ میں سے چودہ ان میں سے سر برآوردہ لوگ تھے اور پھر ان چودہ میں سے تین شخص ایسے تھے جو مرجع عام تھے۔ ان میں سے ایک عاقب تھا جو قوم کا سردار اور ان سب کو ایسا مشورہ اور رائے دینے والا تھا کہ بجز اس کی رائے کے وہ لوگ کسی طرف نہ پھرتے تھے اور اس کا نام عبدالمسیح تھا۔ دوسرا السید تھا جو ان کی دیکھ بھال کرنے والا اور ان کے سفروں اور ان کے مجمعوں کا منتظم تھا اور اس کا نام الایہم تھا۔ تیسرا ابو حارثہ بن علقمہ تھا جو بنی بکر بن وائل میں سے ایک فرد اور ان کا دینی پیشوا۔ اور ان میں ماہر عالم اور ان کا امام۔ اور ان کے مدرسوں کا افسر تھا۔ اور ابو حارثہ نے ان سب میں بلند مرتبہ حاصل کر لیا تھا۔ اور ان کی کتابوں کی تعلیم دیا کرتا تھا اور اسے ان کے دین کا خوب علم حاصل ہو گیا تھا یہاں تک کہ روم کے عیسائی بادشاہوں کو جب ان کے دینی علوم میں اس کی مہارت واجتہاد کی خبر پہنچی تو انہوں نے اس کو بڑا مرتبہ دے دیا اور اس کو مال و منال خدم و حشم والا بنا رکھا تھا اور اس کے لئے کئی کلیسے بنا دئے تھے اور اس کے لئے طرح طرح کے اعزازات کا فرش کر دیا تھا۔ جب یہ لوگ نجران سے رسول اللہ ﷺ کی طرف چل کھڑے ہوئے اور ابو حارثہ اپنی ایک خچرنی پر بیٹھا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی سمت توجہ کی۔ اور اس کے بازو ہی اس کا ایک بھائی تھا جس کا نام کور بن علقمہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے اس کا نام کوز بتایا ہے۔ ابو حارثہ کی خچرنی نے ٹھوکر کھائی تو کوز نے کہا دور والا برباد ہو جائے جس سے اس کی مراد رسول اللہ ﷺ تھے تو ابو حارثہ نے اس سے کہا (وہ نہیں) بلکہ تو برباد ہو جائے اس نے کہا بھائی صاحب (ہائیں) یہ کیوں تو اس نے کہا واللہ یہی وہ نبی ہے جس کا ہم انتظار کر رہے تھے تو کوز نے اس سے کہا جب آپ اس بات کو جانتے ہیں تو پھر اس (پر ایمان لانے) سے آپ کو روکنے والی کونسی چیز ہے۔ اس نے کہا ان لوگوں نے ہمارے لئے کچھ کر رکھا ہے۔ ہمیں اعلیٰ مرتبہ دیا ہے مالدار بنا دیا ہے اور عزت دی ہے اور حالت یہ ہے کہ ان لوگوں کو اس کی مخالفت کے سوا ہر بات سے انکار ہے۔ اور اگر میں نے

(ویسا ہی) کیا (جیسا تیرا خیال ہے) تو یہ تمام چیزیں جوتو دیکھ رہا ہے یہ لوگ چھین لیں گے پھر اس کے بھائی کوز بن علقمہ نے اسی کی بات جوخود اس کے خلاف تھی اپنے دل میں چھپائے رکھی حتیٰ کہ اس کے بعد اسلام اختیار کیا اور مجھے جو خبریں ملی ہیں انہیں میں سے یہ بھی ایک خبر ہے کہ وہ خود (کوز بن علقمہ) اس (ابو حارثہ) کے متعلق یہ بات بیان کیا کرتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ نجران کے رئیسوں نے چند کتابیں ورثے میں پائی تھیں جو ان کے پاس رکھی تھیں۔ جب ان میں سے کوئی رئیس مر جاتا اور وہ ریاست دوسرے کو ملتی تو ان کتابوں پر ان مہروں کے ساتھ جو ان پر پہلے سے تھیں ایک مہر خود بھی لگا دیتا اور ان مہروں کو نہ توڑتا۔ نبی ﷺ کے زمانے میں (وہاں کا) جو رئیس تھا وہ ٹہلتا ہوا باہر نکلا تو ٹھوکر کھائی تو اس کے بیٹے نے اس سے کہا دور والا برباد ہو جائے جس سے اس کی مراد رسول اللہ ﷺ تھے تو اس سے اس کے باپ نے کہا ایسا نہ کہہ کیونکہ وہ نبی ہے اور اس کا نام وضایع یعنی کتب (محفوظہ) حکمت میں ہے۔ اور جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹے کی توجہ اسی طرف ہوئی تو اس نے دل کڑا کیا اور مہریں توڑ دیں اس نے اس میں نبی ﷺ کا تذکرہ پایا اور اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اسلام میں اس کی حالت اچھی رہی۔ اس نے حج بھی کیا اور یہ شعر اسی نے کہا ہے۔

اِلَيْكَ تَعْدُوْ قَلِقًا وَضِيْنُهَا مُعْتَرِضًا فِيْ بَطْنِهَا جَنِيْنُهَا
مُخَالِفًا دِيْنَ النَّصَارٰى دِيْنُهَا

(اونٹنی) تیرے ہی جانب دوڑ رہی ہے۔ اس حالت میں کہ اس کا زیر تنگ حرکت کر رہا ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ اس کے آڑے آ رہا ہے اور اس حالت میں کہ اس (اونٹنی یعنی اونٹنی والے) کا دین نصاریٰ کے دین کے خلاف ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ وضین کے معنی حزم الناقہ یعنی اونٹنی کے کمر بند یا زیر تنگ کے ہیں۔

اور ہشام بن عروہ نے کہا کہ عراق والوں نے اس میں ''معترضا دین النصاری دینھا'' بڑھا دیا ہے۔ لیکن ابو عبیدہ نے تو ہمیں ان (مصرعوں) کے ساتھ یہ (مصرع) بھی بنایا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے بیان کیا کہ جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز عصر پڑھا چکے تو وہ لوگ آپ کے پاس آپ کی مسجد میں اس حالت میں داخل ہوئے کہ وہ اچھے کپڑے زیب بدن کئے ہوئے تھے۔ جبے پہنے اور چادریں اوڑھتے ہوئے بنی حارث بن کعب والوں کی طرح خوب صورت تھے۔ راوی نے کہا کہ نبی ﷺ کے بعض صحابہ جنہوں نے ان کو اس روز دیکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے بعد ان کا سا وفد ہم نے کوئی نہیں دیکھا ان لوگوں کی نماز کا وقت آ چکا تھا۔

اس لئے وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دعوھم۔ انہیں چھوڑ دو (کہ نماز پڑھ لیں) تو انہوں نے مشرق کی جانب نماز پڑھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ان میں سے چودہ آدمی جوان لوگوں کے (تمام) معاملات کا مرجع تھے ان کے نام یہ ہیں۔

العاقب۔ اس کا نام عبدالمسیح بھی تھا۔ اور السید جس کا نام الایہم تھا اور بنی بکر بن وائل والا ابو حارثہ بن علقمہ۔ اور اوس اور الحارث اور زید اور قیس اور یزید اور نبیہ اور خویلد اور عمرو اور خالد اور عبداللہ اور یحنس ساٹھ سواروں کے منجملہ یہ بھی تھے اور رسول اللہ ﷺ ابو حارثہ بن علقمہ اور عاقب عبدالمسیح اور الایہم اور السید نے گفتگو کی اور باوجود اس کے کہ ان میں کچھ اختلاف بھی تھا وہ شاہی نصرانی قانون کے پیرو تھے ان میں سے بعض تو عیسٰی (علیہ السلام) کو ہی خدا کہتے تھے اور بعض اللہ کا بیٹا اور بعض آپ کو تین میں سے تیسرا کہتے تھے۔ غرض نصاریٰ کے اسی قسم کی باتیں تھی ''وہ اللہ ہے'' کہنے والے دلیل یہ پیش کرتے تھے کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے اور بیماریوں کو دور کرتے اور غیب کی باتیں بتاتے تھے اور کیچڑ سے پرند کی شکل بناتے اور اس میں پھونکتے تو وہ پرند ہو جاتا تھا۔ اور یہ ساری باتیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے ہوتی تھیں تاکہ وہ انہیں لوگوں کے لئے ایک نشانی کے طور پر پیش کرے اور آپ کے اللہ کا بیٹا ہونے کے متعلق یہ دلیل بھی پیش کرتے تھے کہ آپ کا کوئی باپ نہ تھا جس کا علم ہو اور آپ نے گہوارے میں بات کی اور یہ ایسی چیز ہے کہ آپ سے پہلے آدم کے کسی بچے نے نہیں کی اور تین میں سے تیسرا کہنے والے اپنے قول کی دلیل کلام اللہ کو پیش کرتے ہیں کہ وہ ہم نے کیا ہم نے حکم دیا۔ ہم نے پیدا کیا اور ہم نے فیصلہ کیا فرماتا ہے۔ اگر وہ ایک ہوتا تو میں نے کیا میں نے حکم دیا۔ میں نے پیدا کیا اور میں نے فیصلہ کیا فرماتا۔ جمع کے صیغے نہ فرماتا۔ اصل یہ ہے کہ (جمع کے صیغوں میں) وہ (سے مراد اللہ) اور عیسٰی اور مریم ہیں۔ پس ان تمام باتوں کے متعلق قرآن نازل ہوا۔

اور جب ان دونوں[1] عالموں نے آپ سے گفتگو کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا:

اَسْلِمَا.

''تم دونوں اسلام اختیار کرو''۔

ان دونوں نے کہا ہم تو اسلام اختیار کر ہی چکے ہیں۔ فرمایا۔ انکما لم تسلما فاسلما۔ تم دونوں نے

---

[1] مصنف نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے والوں کے تین نام اوپر بتائے ہیں اور یہاں دونوں نے لکھا ہے غور طلب امر ہے۔ (احمد محمودی)

اسلام اختیار نہیں کیا ہے اسلام اختیار کرلو۔ ان دونوں نے کہا ہم نے تم سے پہلے اسلام اختیار کرلیا ہے۔ فرمایا:

كَذَبْتُمَا يَمْنَعُكُمَا مِنَ الْإِسْلَامِ دَعَاءَ كُمَا لِلّٰهِ وَلَدًا وَعِبَادَتُكُمَا الصَّلِيْبَ وَاَكْلُكُمَا الْخِنْزِيْرَ.

''تم دونوں نے جھوٹ کہا۔ تمہارا اللہ کے لئے بیٹے کا ادعا اور تمہاری صلیب کی پوجا اور تمہارا سور کا گوشت کھانا (یہ سب باتیں) تمہیں اسلام اختیار کرنے سے مانع ہیں''۔

انہوں نے کہا اے محمد پھر ان کا باپ کون تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی اور انہیں کوئی جواب ادا نہ فرمایا تو اللہ نے ان کے اس قول اور ان کے تمام مختلف معاملات کے متعلق سورۂ آل عمران کا ابتدائی حصہ اسی سے کچھ اوپر آیتوں تک نازل فرمایا اور فرمایا:

﴿ آلمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴾

''الم۔ اللہ (تو وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے برقرار ہے''۔

پس سورۃ کی ابتدا اپنی ذات کی پاکی اور توحید سے فرمائی کہ اس کی ذات ان تمام باتوں سے پاک ہے جو وہ کہا کرتے تھے اور وہ پیدا کرنے اور حکم دینے میں یکتا ہے۔ ان امور میں اس کا کوئی شریک نہیں تاکہ جو کافرانہ بدعتیں انہوں نے پیدا کر لی تھیں اور اس یکتا ذغات کے ہمسر ٹھہرا لئے تھے اس کا رد ہو اور اپنے دوست (یعنی پیغمبر) کے متعلق جو ان کا ادعا تھا وہ خود ان پر حجت ہو اور اسی سے ان کی گمراہی بتا دی جائے۔ پس فرمایا:

﴿ آلمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴾

''اللہ تو وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود (ہی) نہیں''۔

اس کے اوامر میں اس کے سوا کوئی شریک نہیں اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ وہ ایسا زندہ ہے کہ مرتا نہیں حالانکہ ان کے قول کے مطابق عیسیٰ مر گئے اور سولی پر چڑھا دئے گئے۔

القیوم۔ پیدا کرنے میں جو اس کا مقام تسلط ہے وہ اس پر برقرار ہے (اور) وہ اس مقام سے نہیں ہٹے گا۔ حالانکہ ان کے قول کے موافق عیسیٰ جہاں تھے اس جگہ سے ہٹ گئے اور دوسری جگہ چلے گئے۔

﴿ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ﴾

''اس نے تجھ پر سچائی لی ہوئی کتاب نازل فرمائی''۔

یعنی جن امور میں انہوں نے آپس میں اختلاف کیا تھا اس میں جو بات سچ تھی اس کو لئے ہوئے۔

﴿ وَاَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴾

''اور اس نے توریت وانجیل بھی اتاری''۔

یعنی موسیٰ پر توریت اور عیسیٰ پر انجیل اسی طرح اتاری جس طرح اس سے پہلے والوں پر اور کتابیں نازل فرمائیں۔

﴿ وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ﴾ ''اور فرقان نازل فرمایا''۔

یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) وغیرہ کے متعلق ان میں سے مختلف جماعتوں نے جو مختلف خیالات قائم کر لئے تھے ان میں حق کو باطل سے ممتاز کرنے والی چیز۔

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیَاتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ ﴾

''بے شبہ جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب اور سزا دینے والا ہے''۔

یعنی اللہ ان لوگوں کو سزا دینے والا ہے جنہوں نے اس کی آیتوں کے جاننے اور ان آیتوں میں جو کچھ تھا اس کو سمجھنے کے بعد اس کا انکار کیا۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ﴾

''بے شبہ اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی (نہ) زمین میں اور نہ آسمان میں''۔

یعنی جو ارادے وہ کرتے ہیں اور جو چالبازیاں وہ سوچتے ہیں اور عیسیٰ کے متعلق اپنے اقوال سے وہ جن کی مشابہت کرتے ہیں' کہ انہوں نے اللہ سے غفلت' اور اس کا انکار کر کے' عیسیٰ کو پروردگار اور معبود ٹھہرالیا ہے۔ حالانکہ ان کے پاس جو علم ہے وہ اس کے خلاف ہے۔

﴿ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ ﴾

''وہی تو ہے جو رحم مادر میں جیسی چاہتا ہے صورتیں تمہیں دیتا ہے''۔

یعنی اس بات میں تو کسی قسم کا شبہ نہیں ہے کہ عیسیٰ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہیں رحم مادر میں صورت دی گئی۔ اس کا نہ وہ جواب دے سکتے ہیں اور نہ اس کا انکار کر سکتے ہیں۔ انہیں بھی ویسی ہی صورت دی گئی جس طرح ان کے سوا آدم کے دوسرے بچوں کو دی گئی پھر جو اس مقام پر تھا وہ معبود کس طرح ہو سکتا ہے پھر ان شرکاء سے جو انہوں نے ٹھیرا لئے تھے۔ اپنی ذات کی تنزیہ اور یکتائی کا بیان فرماتا ہے:

﴿ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴾

''اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ غلبہ وحکمت والا ہے''۔

یعنی ان لوگوں کو سزا دینے میں غالب ہے جنہوں نے اس کا انکار کیا ہے اور جب چاہے سزا دے سکتا ہے اور اپنے بندوں سے وجوہ ودلائل بیان کرنے میں حکیم ہے۔

﴿ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلَیْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آیَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ ﴾

''وہی ہے جو تجھ پر کتاب اتار رہا ہے۔ اس میں سے بعض آیتیں استوار (وَاضِحُ الْمُرَادِ مَانِعُ اِشْتِبَاہ) ہیں اور یہی کتاب کی اصل ہیں''۔

ان میں پروردگار عالم کے دلائل ہیں اور بندوں کا (گمراہی سے) بچاؤ ہے اور مخالف اور غلط باتوں کی مدافعت ہے۔ انہیں ان کے مضمون سے پھیرا نہیں جا سکتا اور نہ ان کے اس مفہوم میں کوئی تغیر ہو سکتا ہے جس کے لئے وہ بنائے گئے ہیں۔

﴿ وَ اُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ﴾ ''اور (بعض) دوسری مشتبہ ہیں''۔

کہ ان کو ان کے معنی سے پھیرا جا سکتا ہے اور ان کی تاویل کی جا سکتی ہے اللہ نے ان کے ذریعے بندوں کی آزمائش کی ہے جس طرح حلال وحرام سے آزمائش کی گئی ہے کہ وہ انہیں غلط معنی کی طرف نہ لے جائیں اور انہیں حقیقی معنی سے نہ پھیریں اللہ فرماتا ہے:

﴿ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ ﴾

''تو جو لوگ ایسے ہیں کہ ان کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے''۔

یعنی سیدھی راہ سے پھر جانے کی قابلیت ہے۔

﴿ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ﴾

''تو وہ لوگ اس میں سے مشتبہ چیزوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں''۔

یعنی ایسے راستے پر پڑ جاتے ہیں جو اس سے پھیر دے تاکہ اس کے ذریعے ان باتوں کو سچا ٹھہرائیں جن کا انہوں نے ایجاد کر لیا ہے اور نئی باتیں پیدا کر لی ہیں تاکہ وہ ان کے لئے حجت بن جائے حالانکہ جو بات انہوں نے کہی ہے اس میں انہیں شک وشبہہ ہی ہے۔

﴿ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ ﴾ ''فتنے کی جستجو میں''۔

یعنی اشتباہ پیدا کرنے کے لئے۔

﴿ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ﴾ ''اور تاویل کی تلاش میں''۔

یعنی خلقنا اور قضینا کے معنی کو (جمع کی طرف) پھیر کر اپنی اس گمراہی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں جس کا انہوں نے ارتکاب کیا ہے۔ فرماتا ہے:

﴿ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗ ﴾ ''اور اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا''۔

یعنی اس (خَلَقْنَا اور قَضَیْنَا) کی تاویل جس کے معنی انہوں نے اپنے حسب منشاء لے لئے ہیں۔

﴿ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ آمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ﴾

''مگر اللہ اور جولوگ علم میں استواری رکھنے والے ہیں کہتے ہیں کہ ہم تو اس پر ایمان لا چکے۔ یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی جانب سے ہے''۔

پھر اس میں اختلاف کیسے ہوسکتا ہے وہ (سب کا سب) ایک ہی کلام ہے ایک ہی پروردگار کی جانب سے ہے۔ پھر انہوں نے مشتبہ الفاظ کی تاویل کے لئے ان محکمات کی طرف رجوع کیا جن میں بجز ایک معنی کے کوئی ان میں دوسری تاویل نہیں کرتا۔ اور ان کی اس بات سے کتاب منظّم ہوگئی اور اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تصدیق کرنے والا (ہونا ظاہر) ہوگیا۔ اور اس کے ذریعے حجت نافذ ہوگئی اور وجہ ظاہر ہوگئی اور غلطی زائل ہوگئی اور کفر کا سر کچل دیا گیا۔ اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے:

﴿ وَمَا یَذَّكَّرُ ﴾ ''اور نصیحت (قبول) نہیں کرتے''۔

یعنی ایسے معاملوں میں۔

﴿ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا ﴾

''مگر عقل والے۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر۔ بعد اس کے کہ تو نے ہمیں سیدھی راہ بتا دی''۔

یعنی اگر نئی باتیں نکال کر ہم اس طرح جھک پڑیں تو ہمارے دلوں کو (اس طرف) جھکنے نہ دے۔

﴿ وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴾

''اور ہمیں اپنے پاس رحمت عنایت فرما بے شبہ تو بڑا عنایت فرمانے والا ہے''۔

پھر فرمایا:

﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ[1] وَاُولُو الْعِلْمِ ﴾

''اللہ نے گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتوں نے (بھی) یعنی انہوں نے جو کچھ کہا اس کے خلاف (یہ سب گواہ ہیں)''۔

﴿ بِالْقِسْطِ ﴾

''انصاف سے۔ یعنی یہ گواہی عادلانہ ہے''۔

﴿ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ﴾

---

[1] (الف) میں ملیکة لکھا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

''اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ بے شبہہ اللہ کے پاس دین (تو بس) اسلام ہی ہے''۔

یعنی !اے محمد پروردگار کی توحید اور رسولوں کی تصدیق کے جس طریقے پر تم ہو۔

﴿ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَ هُمُ الْعِلْمُ ﴾

''اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی انہوں نے (اس سے) اختلاف نہیں کیا مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آ چکا''۔

یعنی وہ جو (بذریعہ قرآن) آپ کے پاس آ چکا ہے۔ کہ اللہ ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

﴿ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴾

''آپس کی سرکشی سے۔ اور جو شخص اللہ کی آیتوں کا انکار کرے تو بے شبہہ اللہ جلد حساب لینے والا ہے''۔

﴿ فَاِنْ حَآجُّوْكَ ﴾

''پھر بھی انہوں نے اگر تجھ سے حجت کی''۔

یعنی ان کے قول خَلَقْنَا۔ فَعَلْنَا اور اَمَرْنَا کی (تاویل) باطل سے جو وہ پیش کرتے ہیں تو یہ نرا شبہ باطل ہے اور اس میں جو سچائی ہے۔ اس کو انہوں نے جان لیا ہے۔

﴿ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ ﴾

''تو تو کہہ دے کہ میں نے تو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے۔ یعنی وہ اللہ جو یکتا ہے''۔

﴿ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ وَالْاُمِّيّٖنَ ﴾

''اور جس نے میری پیروی اختیار کی ہے انہوں نے بھی (اپنے کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے) اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اور جو ان پڑھ ہیں ان سے کہہ یعنی جن کے پاس کوئی کتاب نہیں (ان سے کہہ)''۔

﴿ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ﴾

''کیا تم نے بھی (اس اصول) تسلیم کو اختیار کر لیا اگر انہوں نے (بھی اس اصول کو) مان لیا تو بس سیدھی راہ پر لگ لئے اور اگر منہ پھیرا تو (کچھ پرواہ نہ کر) تجھ پر صرف (پیام خداوندی) پہنچا دینا (لازم) ہے اور اللہ تو بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے''۔

پھر اہل کتاب کے دونوں گروہ یہود و نصاریٰ کو جمع فرمایا اور انہوں نے جو جو نئی باتیں اور نئے طریقے پیدا کر لئے تھے ان کا ذکر کیا اور فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیَاتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ۔ الی قولہ قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ ﴾

''جولوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے ایسے افراد کو قتل کرتے ہیں جو عدل وانصاف کے احکام دیتے ہیں (انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے)۔ سے اس کے اس فرمان تک۔ کہہ اے اللہ اے حکمت کے مالک''۔

یعنی اے بندوں کی پرورش کرنے والے اے وہ ذات جس کے سوا بندوں کے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔

﴿ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ ﴾

''تو جس کو چاہتا ہے حکومت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس جو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے یعنی تیرے سوا کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں''۔

﴿ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾ ''بے شبہ تو ہی ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے''۔

یعنی اپنے غلبے اور اپنی قدرت سے یہ کام کر سکنے والا تیرے سوا کوئی (بھی) نہیں۔

﴿ تُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی اللَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ ﴾

''تو دن میں رات کو داخل کر دیتا ہے اور رات میں دن کو داخل کر دیتا ہے اور مردے سے زندے کو نکالتا ہے اور زندے سے مردے کو نکالتا ہے''۔

یعنی اسی قدرت سے۔

﴿ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴾

''اور جس کو تو چاہتا ہے بے حساب عنایت فرماتا ہے''۔

تیرے سوا کوئی ان امور میں قدرت نہیں رکھتا اور تیرے سوا کوئی ایسا نہیں کرتا یعنی اگر میں نے عیسیٰ کو مردوں کے زندہ کرنے اور بیماروں کو (بھلا) چنگا کرنے اور کیچڑ سے پرند کے پیدا کرنے اور غیبی امور کی خبریں دینے کے لئے چند چیزوں پر غلبہ دے دیا تھا تا کہ انہیں اس کے ذریعے سے لوگوں کے لئے ایک نشانی بناؤں اور تا کہ اس نبوت کی تصدیق ہو جسے میں نے انہیں دے کر ان کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا تھا جس کے سبب سے تم ان کے معبود ہونے کا دعویٰ کرتے ہو (اس پر بھی تو غور کرو کہ) میرے قابو اور میری قدرت میں

ایسی چیزیں بھی تو ہیں جو میں نے انہیں نہیں دیں (مثلاً) بادشاہوں کو بادشاہ بنانا اور[1] نبوت کا عہدہ جس کو چاہنا دے دینا اور دن میں رات کا داخل کرنا اور رات میں دن کا داخل کرنا اور مردے سے زندے کا نکالنا اور زندے سے مردے کا نکالنا اور نیکوں یا بدوں میں سے جس کو چاہنا بے حساب رزق دینا غرض یہ تمام باتیں وہ ہیں جن پر میں نے عیسیٰ کو قدرت نہیں دی اور جن کا انہیں مالک نہیں بنایا لیکن انہیں ان چیزوں میں کوئی دلیل و عبرت نہ حاصل ہوئی کہ اگر وہ معبود ہوتے تو یہ سب چیزیں ان کے اختیار میں ہوتیں حالانکہ انہیں یہ معلوم ہے کہ وہ بادشاہوں سے بھاگ رہے تھے اور شہروں میں ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب منتقل ہو رہے تھے پھر ایمانداروں کو نصیحت فرمائی اور انہیں ڈرایا اس کے بعد فرمایا:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ ﴾

''(اے نبی ان سے) کہہ کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو''۔

یعنی اگر تمہارا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ (تمہارے کام) اللہ کی محبت اور اس کی عظمت کے اظہار کے لئے (ہوتے ہیں)۔

﴿ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ﴾

''تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں محبوب بنالے گا اور تمہارے لئے تمہارے گناہ ڈھانک لے گا''۔

یعنی تمہارا گزشتہ کفر۔

﴿ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ ''اور اللہ پردہ پوش اور بڑا مہربان ہے''۔

﴿ قُلْ اَطِيْعُو اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ﴾

کہہ دے کہ اللہ اور رسول کی فرماں برداری کرو کیونکہ تم اسے جانتے ہو اور اپنی کتابوں میں اس کا تذکرہ پاتے ہو''۔

﴿ فان تولوا ﴾ ''پھر اگر انہوں نے روگردانی کی''۔

یعنی اپنے کفر ہی پر (اڑے) رہے۔

﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ ﴾ ''تو بے شبہ اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا''۔

پھر ان کے آگے عیسیٰ (علیہ السلام) کے حالات پیش فرمائے کہ اللہ نے جس کام کا ارادہ فرمایا اس کی ابتدا

---

[1] (ب) میں تَمْلِيْكَ الْمُلُوْكِ وَاَمْرُ النُّبُوَّةِ ہے جس کے معنی میں نے ترجمے میں اختیار کئے ہیں اور (الف ج د) میں بامر النبوۃ ہے جس کے معنی ''نبوت کے حکم سے بادشاہوں کو بادشاہ بنانا'' ہوں گے جو بعید معلوم ہوتے ہیں۔ (احمد محمودی)

کیسی ہوئی۔فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾

''بے شک اللہ نے آدم ونوح وآل ابراہیم وآل عمران کوتمام جہانوں میں سے انتخاب فرمالیا۔ (ان سے میری مراد) وہ اجزا (ہیں) جوایک دوسرے سے نکل کر پھیلے اوراللہ تو (ان کی قابلیتوں اقتضاؤں اوردعاؤں سے خوب واقف ہے وہ) خوب سننے والا اورخوب دیکھنے والا ہے''۔

اس کے بعد عمران کی بیوی اوراس کے قول کا ذکر فرمایا:

﴿ اِذْ قَالَتِ امْرَاَةُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا ﴾

''(وہ وقت یادکرو) جبکہ عمران کی عورت نے کہا۔اے میرے پروردگار جوکچھ میرے پیٹ میں ہے میں نے اسے یقیناً تیری نذر میں دے دیااورآزاد کردیا''۔

یعنی میں نے اسے نذر کر دیا اوراسے اللہ کی غلامی کے لئے آزاد کر دیا کہ اسے کسی دینوی کام میں استفادہ نہ کیا جائے۔

﴿ فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ﴾

''پس مجھ سے (یہ نذر) قبول فرما بے شبہہ تو خوب سننے والا اورخوب جاننے والا ہے پھر جب اس نے اس (لڑکی) کو جنا (تو) کہا اے میرے پروردگار میں نے اس کو جنا تو ہے (لیکن حالت یہ ہے کہ وہ) لڑکی (ہے) حالانکہ جو کچھ بھی اس نے جنا اللہ اس سے خوب واقف ہے اورلڑکا[1] لڑکی کی طرح نہیں''۔

---

[1] مصنف علیہ الرحمہ نے اس مقام پر ''لیس الذکر کالانثی'' کومقولۂ والدۂ مریم علیہما اسلام خیال فرمایا ہے لیکن بلاغت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال ٹھیک نہیں ہے اگرایسا ہوتا تو ''لیس کالانثی کالذکر'' ہونا چاہئے تھا۔یعنی یہ لڑکی جو مجھے ملی ہے یہ اس لڑکے کی سی نہیں جس کی طلب میں نے مسجد کی خدمت کے لئے کی تھی کہ وہ مسجد کے کاروبار کے لئے آزاد کیا جاتا بلکہ یہ فرمان خداوندی کا جزو معلوم ہوتا ہے۔اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے کہ جوکچھ اس نے جنا ہے اللہ اس کے مرتبے اور علوشان سے خوب واقف ہے۔جس لڑکے کی اس نے طلب کی تھی اور جو مرتبہ اس کے خیال میں اس لڑکے کا تھا وہ اس لڑکی کا سا نہیں اس کا مرتبہ مسجد کی خدمت کرنے والا بہت سے مردوں سے بھی برتر واعلیٰ ہے۔(احمد محمودی)

یعنی اس مقصد کے لئے جس کے لئے میں نے اس کو آزاد کیا اور بطور نذر پیشکش کیا تھا۔

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ.

''اور میں نے اس کا نام تو مریم رکھ دیا اور میں اسے اور اس سے پھیلنے والی اولاد کو مردود شیطان سے بس تیری ہی پناہ میں دیتی ہوں''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ ﴾

''تو اس کے پروردگار نے اسے بڑی خوبی کے ساتھ قبول فرمالیا''۔

﴿ وَ اَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِیَّا ﴾

''اور اس کی بڑی اچھی پرورش کی اور اس کی نگرانی زکریا نے کی''۔

یعنی اس کے والد اور والدہ کے انتقال کے بعد۔

ابن ہشام نے کہا کہ كَفَّلَهَا کے معنی ضَمَّهَا کے ہیں۔یعنی اسے اپنے ساتھ رکھا۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض اس لڑکی کا ذکر یتیمی کے ساتھ فرمایا اس کے بعد اس لڑکی کا حال اور زکریا کا حال اور انہوں نے جو دعا کی اور جو کچھ انہیں عطا ہوا اس کا ذکر فرمایا کہ ان کو یحییٰ عنایت فرمائے گئے۔اس کے بعد مریم اور ان سے فرشتوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا:

﴿ یَا مَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَ طَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ یَا مَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِیْ وَارْكَعِیْ مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ﴾

''اے مریم بے شبہ اللہ نے تجھے انتخاب فرمالیا اور تجھ کو پاک کر دیا اور تمام جہانوں کی عورتوں پر تجھ کو ترجیح دی اے مریم اپنے پروردگار کے لئے عبادت میں چپ چاپ کھڑی رہ اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر''۔

(اور) اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے:

﴿ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ ﴾

''یہ غیب کی خبروں میں سے (ایک خبر) ہے جو ہم تیری جانب بذریعہ وحی بھیج رہے ہیں اور تو ان کے پاس نہ تھا یعنی ان کے ساتھ نہ تھا''۔

﴿ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ ﴾

''جبکہ وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی نگرانی کرے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ اَقْلَامُهُمْ کے معنی سِهَامُهُمْ کے ہیں۔یعنی ان کے وہ تیر جن کے ذریعے انہوں نے مریم علیہا السلام کے متعلق قرعہ اندازی کی۔تو زکریا (علیہ السلام) کا تیر نکلا۔آخر مریم کو انہوں نے اپنے ساتھ رکھا یہ بات حسن بن ابی الحسن نے کہی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس مقام پر (جس نگرانی کا ذکر ہے یہ) نگرانی جریج راہب نے کی جو بنی اسرائیل میں سے ایک بڑھئی تھا۔مریم علیہا السلام کو (اپنے پاس) لے جانے کا تیر اسی کے نام کا نکلا تھا اور وہی لے گیا اور زکریا (علیہ السلام) نے اس سے پہلے ان کی نگرانی کی تھی۔بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا اس لئے زکریا (علیہ السلام) اس سے پہلے ان کی نگرانی کی تھی۔بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا اس لئے زکریا (علیہ السلام) ان کو اپنے پاس رکھنے سے عاجز ہو گئے تو مریم (علیہا السلام) کے لئے قرعہ اندازی کی گئی کہ ان کی نگرانی ان میں سے کون کرے تو جریج راہب کا تیر ان کی نگرانی کے لئے نکلا (اور) جریج ہی نے ان کی نگرانی کی۔

﴿ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴾

''اور (اے نبی) جب وہ جھگڑ رہے تھے اس وقت تو ان کے پاس نہ تھا''۔

یعنی جب وہ اس کے متعلق جھگڑ رہے تھے تو تو ان کے ساتھ نہ تھا۔اللہ تعالیٰ آپ کو ان مخفی باتوں کی خبر دے رہا ہے جن کا ان کے پاس علم تھا اور وہ اس کو آپ سے چھپاتے تھے تاکہ آپ کی نبوت کو ثابت کرے اور ان خبروں کے ذریعے جنہیں وہ چھپاتے تھے اور آپ انہیں ان کے سامنے پیش فرماتے تھے ان پر حجت قائم ہو۔پھر فرمایا:

﴿ اِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ ﴾

''(وہ وقت یاد کرو) جب کہ فرشتوں نے کہا۔اے مریم''۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ﴾

''اللہ تجھے یقیناً ایک ایسے کلمہ کی خوش خبری دیتا ہے جو اس کی جانب سے ہے اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے''۔

یعنی ان کے (حقیقی) واقعات یہ تھے نہ کہ وہ جو تم ان کے متعلق کہتے ہو۔

﴿ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ﴾

''دنیا وآخرت میں وہ عزت وآبرو والے تھے''۔

یعنی اللہ کے پاس:

﴿ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصَّالِحِيْنَ ﴾

''اور وہ مقربین میں سے تھے اور گہوارے میں لوگوں سے باتیں کیا کرتے تھے اور ادھیڑ عمر میں (نزول کے بعد بھی وہ باتیں کریں گے) اور نیکوں میں سے تھے''۔

انہیں آپ کے ان حالات کی خبر دے رہا ہے جو آپ کی عمر کے تغیرات میں واقع ہوتے رہے جس طرح آدم کی اولاد کے حالات ان کی کم سنی اور بڑھاپے کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں۔ بجز اس کے کہ اللہ نے انہیں گہوارے میں کلام کرنے کی خصوصیت مرحمت فرمائی تھی کہ آپ کی نبوت کے لئے ایک علامت ہو اور بندوں کو اپنی قدرت کے مواقع بتائے:

﴿ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ﴾

''مریم نے کہا اے میرے پروردگار میرا لڑکا کیسے ہوگا حالانکہ مجھے کسی بشر نے چھوا (تک) نہیں۔ فرمایا یوں ہی (ہوگا) اللہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے''۔

یعنی وہ جو چاہتا ہے بنا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے بشر ہو یا غیر بشر۔

﴿ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ ﴾

''جب اس نے کسی کام کا فیصلہ کر لیا تو اس کو صرف ''ہو'' کہہ دیتا ہے''۔

وہ جس چیز کو چاہے اور جیسی چاہے:

﴿ فَيَكُوْنُ ﴾ ''تو وہ ہو جاتی ہے''۔

اور جیسی وہ چاہتا ہے ویسی ہی ہو جاتی ہے۔ پھر مریم علیہا السلام کو اس بات کی خبر دی کہ ان (کی پیدائش) سے اس کا ارادہ کیا ہے فرمایا:

﴿ وَيُعَلِّمُهُ[1] الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ ﴾

''اور وہ اسے جنس کتب کی اور حکمت اور توریت کی تعلیم (کا شرف عنایت) فرمائے گا''۔

جو ان لوگوں میں موجود تھی جو آپ کے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کے وقت سے چلی آ رہی تھی۔

﴿ وَالْاِنْجِيْلَ ﴾ ''اور انجیل کی بھی (تعلیم دے گا)''۔

جو ایک دوسری کتاب ہے اللہ عزوجل نے انہیں نئی عنایت فرمائی تھی اور ان لوگوں کے پاس بجز اس کی یاد کے اصل کتاب باقی نہ تھی اور وہ (عیسیٰ) ان کے (موسیٰ کے) بعد انبیا میں سے ہونے والے ہیں۔

﴿ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾

---

[1] (الف) میں ''نعلمه'' ہے اور روایات کلام مجید دونوں طرح ہے۔ یعنی ہم اسے تعلیم دیں گے۔ (احمد محمودی)

''اور (ہم نے اس کو) بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر (بھیجا) اس نے کہا بے شبہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے نشانی لے کر آیا ہوں''۔

یعنی ایسی نشانی جس سے میری نبوت ثابت ہوتی ہے کہ میں اس کی جانب سے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

﴿ اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ ﴾

''بے شبہ میں تمہارے لئے کیچڑ سے پرندوں کی شکل کی سی شکل پیدا کرتا ہوں''۔

﴿ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ﴾

''پھر اس میں پھونکتا ہوں تو اللہ کے حکم سے وہ پرندہ بن جاتا ہے''۔

اس اللہ کے حکم سے جس نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے جو میرا اور تمہارا دونوں کا پروردگار ہے:

﴿ وَ اُبۡرِیُٔ الۡاَکۡمَہَ وَ الۡاَبۡرَصَ ﴾

''اور میں پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو (بھلا) چنگا کر دیتا ہوں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ اَلۡاَکۡمَہ مادرزاد اندھے کو کہتے ہیں۔

رؤبۃ بن العجاج نے کہا ہے:

هَرَّجْتُ فَارْتَدَّ ارْتِدَادَ الْاَكْمَهِ

میں نے ڈانٹا تو وہ مادرزاد اندھے کی طرح لوٹ گیا۔ اور اس کی جمع کمہ ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ھرجت کے معنی صیحت بالأسلجلبت علیه ہیں یعنی شیر کے مقابل چیخا اور چیخ پکار کی اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

﴿ وَ اُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَ اُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ وَ مَا تَدَّخِرُوۡنَ ۙ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمۡ ﴾

''اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور تمہیں وہ چیزیں بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم گھروں میں جمع رکھتے ہو۔ بے شبہ اس میں تمہارے لئے نشانی ہے۔ اس بات پر کہ میں تمہاری طرف اللہ کی جانب سے بھیجا ہوا ہوں''۔

﴿ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴾ ''اگر تم ایماندار ہو''۔

﴿ وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىۃِ ﴾

''اور میں اس توریت کی تصدیق کرنے والا (بنا کر بھیجا گیا ہوں) جو میرے سامنے ہے''۔

یعنی جو مجھ سے پہلے آچکی ہے۔

﴿ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ ﴾

''اور (میں بھیجا گیا ہوں) تا کہ بعض ایسی چیزیں تمہارے لئے جائز کردوں جوتم پر حرام کردی گئی تھیں''۔

یعنی یہ بتادوں کہ وہ تم پر حرام تھیں اور تم نے ان کو چھوڑ دیا تھا اور اب تم پر سے بوجھ ہلکا کرنے کے لئے انہیں تمہارے لئے جائز کردوں کہ تمہیں اس میں سہولت ہو جائے اور اس کی دشواری سے تم نکل جاؤ۔

﴿ وَ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ ﴾

''اور میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے نشانی لے کر آیا ہوں اس لئے اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔ بے شک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی''۔

یعنی آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کے متعلق لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس سے آپ اپنے کو بے تعلق ظاہر فرمانے اور اپنے پروردگار کی حجت ان لوگوں پر قائم ہونے کے لئے فرماتے ہیں:

﴿ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴾

''تو اسی کی عبادت کرو کہ یہ سیدھی راہ ہے''۔

یعنی یہی وہ سیدھی راہ ہے جس پر چلنے کے لئے میں نے تمہیں شوق دلایا اور یہی ہدایت لے کر میں تمہارے پاس آیا ہوں۔

﴿ فَلَمَّا اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ ﴾

''پھر جب عیسیٰ نے ان کے کفر کا احساس کیا۔ اور اپنی ذات پر ان کی دست درازی دیکھی''۔

﴿ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ﴾

''(تو) کہا (کلمۃ) اللہ (کی برتری) کے لئے۔ میری مدد کرنے (والی جماعت میں داخل ہونے) والے بھی کوئی ہیں حواریوں نے کہا اللہ کے (رسول اور اس کے کلمے کے) ہم مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے''۔

ان کا یہی قول ایسا تھا جس کے سبب سے انہوں نے اپنے پروردگار کی جانب سے فضیلت حاصل کرلی۔

﴿ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴾

''اور آپ گواہ رہئے کہ ہم فرماں بردار ہیں۔ (ان لوگوں کی باتیں) ایسی نہ تھیں جیسی باتیں یہ لوگ کرتے ہیں جو آپ سے حجت کر رہے ہیں''۔

﴿ رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَاۤ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴾

''اے ہمارے پروردگار جو کچھ تو نے نازل فرمایا ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے رسول کی پیروی اختیار کر لی ہے اس لئے ہمیں (اپنے اور اپنے رسول کے) گواہوں (کے دفتر) میں لکھ لے''۔

یعنی ان کا ایمان اور ان کی باتیں ایسی تھیں۔

پھر جب وہ لوگ آپ کے قتل کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے تو آپ کو اپنی جانب اٹھا لینے کا ذکر فرمایا۔

اور فرمایا:

﴿ وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ﴾

''اور انہوں نے (عیسیٰ کے خلاف) خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ تو خفیہ تدبیروں میں سب سے بہتر ہے''۔

پھر انہیں بتایا اور ان کے اس عقیدے کا رد فرمایا جس کا انہوں نے اقرار کر لیا تھا کہ یہود نے آپ کو سولی دے دی۔

اور فرمایا:

﴿ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَىَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾

''(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ نے فرمایا۔ اے عیسیٰ میں تجھے پورا (پورا) لے لینے والا ہوں اور تجھ کو اپنی جانب اٹھا لینے والا ہوں اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے ان (کی ناپاک صحبت) سے تجھ کو پاک کر دینے والا ہوں۔ جبکہ ان لوگوں نے تیرے متعلق ناقابل ذکر ارادے کئے''۔

﴿ وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴾

''اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی انہیں ان لوگوں پر قیامت تک برتری دینے والا ہوں جنہوں نے کفر کیا''۔

پھر واقعات بیان فرمائے یہاں تک کہ اپنا یہ قول بیان فرمایا:

﴿ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴾

''(اے محمد) یہ وہ آیتیں اور حکمت والی نصیحت ہے جو ہم تجھے پڑھ کر سناتے ہیں''۔

یعنی عیسیٰ اور ان کے حالات میں جو اختلافات ان لوگوں نے کئے ہیں ان میں یہ وہ قطعی اور فیصلہ کن حق بات ہے جس میں ذرا بھی باطل کا لگاؤ نہیں ہے اس لئے اس کے سوا کسی خبر کو آپ قبول نہ کریں۔

﴿ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ﴾

''(سن) کہ عیسیٰ کی مثال اللہ کے پاس آدم کی مثال کی سی ہے کہ اسے مٹی سے پیدا کیا اس کے بعد اس سے کہا کہ ہو تو (وہ پیدا ہو گیا اور ہر مخلوق اسی طرح) ہو جاتی ہے۔ سچی بات تیرے پروردگار کی جانب کی ہے''۔

یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق جو تجھے خبر دی گئی ہے۔

﴿ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴾

''اس لئے شک وشبہہ کرنے والوں میں سے تو نہ ہو''۔

یعنی اگر چہ وہ کہتے رہیں کہ عیسیٰ بغیر مرد کے پیدا ہوئے تو اس میں شک نہ کر کیونکہ میں نے آدم کو اسی قدرت سے مٹی ہی سے پیدا کیا تھا اور بغیر عورت اور مرد کے پیدا کیا تھا۔ اور وہ بھی عیسیٰ کی طرح گوشت۔ خون۔ بال اور چہرے کے پوست سے مرکب تھے۔ اس لئے عیسیٰ کی پیدائش مرد کے بغیر کچھ اس سے زیادہ عجیب نہیں ہے۔

﴿ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَاجَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ﴾

''اس لئے تیرے پاس اس علم کے آنے کے بعد جو (لوگ) اس کے متعلق تجھ سے حجت کریں''۔

یعنی اس کے بعد کہ میں نے تجھ سے اس کی خبر بیان کر دی ہے کہ اس کے کیا حالات تھے۔

﴿ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴾

''تو تو کہہ کہ آؤ ہم اپنے اپنے بچوں اور اپنی اپنی عورتوں اور اپنی اپنی ذاتوں کو بلالیں اس کے بعد گریہ وزاری سے دعا مانگیں اور جھوٹوں پر اللہ کی پھٹکار (کی دعا) کریں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوعبیدہ نے کہا نبتھل کے معنی لعنت کی دعا کرنے کے ہیں۔ نبی قیس بن ثعلبہ کا اعشیٰ کہتا ہے۔

لَا تَقْعُدَنَّ وَقَدْ اَكَّلْتَهَا حَطَبًا تَعُوْذُ مِنْ شَرِّهَا يَوْمًا وَتَبْتَهِل

جب تو نے اسے (جنگ کو) ایندھن سے بھڑکا دیا ہے تو کسی روز بھی اس کی برائی سے پناہ مانگتا اور لعنت کرتا نہ بیٹھا رہ۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ نبتھل کے معنی نتضرع یعنی آہ وزاری سے دعا کرنا کے ہیں۔ فرماتا ہے کہ ہم لعنت کی دعا کریں۔ عرب کہتے ہیں۔ بَهَلَ اللّٰهُ فلانا' ای لَعَنَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ اور بَهْلَة

اللہ کے معنی لعنۃ اللّٰہ کے ہیں اور نبتھل کے معنی کوشش سے دعا کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا ان ھذا۔ بے شک یہ۔ یعنی یہ خبر جو میں عیسیٰ کے متعلق لایا ہوں۔

﴿ لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ﴾

''یقیناً یہی حقیقی بیان ہے''۔

یعنی عیسیٰ کے متعلق۔

﴿ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴾

''اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شبہہ اللہ غالب اور بڑی رحمت والا ہے''۔

﴿ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴾

''پھر اگر انہوں نے روگردانی کی تو بے شبہہ اللہ فسادیوں کو خوب جاننے والا ہے''۔

﴿ قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴾

''کہہ اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں راست (اور مسلم) ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے بعض بعض کو رب نہ بنالیں۔ پھر اگر انہوں نے روگردانی کی تو تم (لوگ ان سے) کہو کہ (دیکھو) گواہ رہو کہ ہم تو اطاعت گزار ہیں۔ پس آپ نے انہیں ایک انصاف کی بات کی جانب دعوت دی اور انہیں لاجواب کردیا''۔

اور جب رسول اللہ ﷺ کے پاس اللہ کی طرف سے یہ خبر آئی اور آپ کے اور ان کے درمیانی جھگڑے کا فیصلہ پہنچ گیا۔ اگر وہ آپ کے ان دعووں کی تردید ہی کرتے رہے تو آپ کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ نے انہیں مباہلے کی دعوت دی انہوں نے کہا کہ اے محمد! ہمیں اپنے اس معاملے میں غور کرنے دیجئے کہ ہمیں آپ نے جو دعوت دی ہے اس میں ہم جو کچھ کرنا چاہیں اس ارادے سے ہم پھر آئیں گے۔ اور وہ آپ کے پاس سے واپس ہوئے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے العاقب کے ساتھ جو ان میں صاحب رائے تھا تنہائی میں گفتگو کی اور اس سے کہا اے عبدالمسیح تیری کیا رائے ہے تو اس نے کہا اے گروہ نصاریٰ! یقیناً تم لوگ جانتے ہو کہ محمد بے شبہہ (اللہ کی طرف سے) بھیجا ہوا نبی ہے اور تمہیں اپنے دوست کے اس فیصلے کی بھی خبر پہنچ چکی ہے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ کسی قوم نے اپنے نبی سے کبھی مباہلہ نہیں کیا ہے جن میں سے کوئی بڑا بوڑھا باقی رہا ہو اور کم عمر پھلے پھولے ہوں۔ اور یاد رہے کہ اگر تم نے (مباہلہ) کیا تو تمہاری جڑیں تک اکھڑ

دی جائیں گی اور اگر تم نے اپنے دوست کے متعلق جو کچھ کہہ دیا ہے اسی پر (تم) جمے رہنا چاہتے ہو تو اس شخص سے تم صلح کرلو اور اپنے شہروں کی جانب واپس جاؤ۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد! ہمیں یہی مناسب معلوم ہوا کہ آپ سے مباہلہ نہ کریں اور آپ کو آپ کے دین پر چھوڑ دیں اور ہم (اپنے مقام کو) لوٹ جائیں اور اپنے دین پر رہیں۔ لیکن آپ اپنے اصحاب میں کسی ایسے شخص کو جس کو آپ ہمارے لئے پسند فرمائیں ہمارے ساتھ بھیج دیں کہ وہ ہمارے مالی اختلافی امور میں ہمارے درمیان فیصلہ کیا کرے کیونکہ ہمارے خیال میں آپ لوگ ہماری مرضی کے موافق ہیں۔ محمد بن جعفر نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِئْتُوْنِی الْعَشِیَّۃَ اَبْعَثُ مَعَکُمُ الْقَوِیَّ الْاَمِیْنَ.

''تم لوگ شام میں میرے پاس آؤ میں ایک قوی امانت دار کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا''۔

راوی نے کہا کہ عمر بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ امیر بننے کی جو خواہش مجھے اس دن تھی ویسی امارت کی خواہش مجھے کبھی نہ ہوئی صرف اس امید پر کہ میں ان اوصاف والا ہو جاؤں (یعنی قوی وامین) اس لئے ظہر کے وقت دھوپ میں پہنچ گیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی اور سلام پھیرا اور اس کے بعد آپ نے اپنی سیدھی جانب اور بائیں جانب ملاحظہ فرمایا تو میں اونچا ہو کر آپ کے سامنے جا رہا تھا کہ آپ مجھے ملاحظہ فرمالیں اور آپ اپنی نظر سے تلاش فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ کی نظر انور ابو عبیدہ بن الجراح پر پڑی تو انہیں طلب فرما کے ان سے (یہ) فرمایا:

اُخْرُجْ مَعَھُمْ فَاقْضِ بَیْنَھُمْ بِالْحَقِّ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا فِیْہِ.

''ان لوگوں کے ساتھ جاؤ اور ان کے اختلافی معاملوں میں ان کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کیا کرو۔ عمر نے کہا غرض ان صفات کو ابو عبیدہ نے حاصل کرلیا''۔

منافقوں کے کچھ حالات

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے جس طرح بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے رہنے والوں کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول العوفی تھا اور بنی العوف کی بھی شاخ بنی الحبلی میں سے تھا اس کی قوم کے دو آدمی بھی اس کی برتری کے متعلق اختلاف نہ رکھتے تھے اوس و خزرج کی جماعتوں میں سے کسی فرد پر کبھی بھی یہ دونوں جماعتیں متفق نہیں ہوئیں نہ اس شخص سے پہلے اور نہ اس کے بعد یہاں تک کہ اسلام کے ردوبدل کرنے والے حادثے رونما ہوئے۔ ہاں اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی قبیلہ اوس میں سے تھا جو اپنی قوم اوس میں سربرآوردہ و مطاع تھا جس کا نام ابو عامر عبد عمرو صیفی بن

النعمان تھا جو بنی ضبیعہ بن زید میں سے تھا اور یہی شخص حنظلۃ الغسیل کا باپ تھا جن کے جنگ احد میں شہید ہونے پر فرشتوں نے انہیں غسل دیا اور ابو عامر نے زمانہ جاہلیت ہی میں رہبانیت اختیار کر لی تھی، موٹے کپڑے پہنا کرتا اور راہب کہلاتا تھا۔ غرض یہ دونوں اپنی برتری سے محروم ہو گئے اور اسلام سے انہیں نقصان پہنچا۔

عبداللہ بن ابی کے لئے تو اس کی قوم نے منکوں کی ایک مالا تیار کی تھی کہ اس کو تاج پہنا کر اپنا حاکم بنا لیں لیکن جب ان کی یہ حالت تھی (تو) اللہ نے ان کے پاس اپنا رسول بھیجا۔ جب اس کی قوم اس سے پھر کر اسلام کی طرف ہو گئی تو اس کے دل میں کینہ پیدا ہو گیا اور وہ یہ سمجھنے لگا کہ اس کی حکومت اسلام نے اس سے چھین لی اور جب دیکھا کہ اس کی قوم بجز اسلام کے اور کسی بات کو نہیں مانتی تو خود بھی ناچار اسلام میں داخل ہو گیا لیکن نفاق اور کینے پر جما رہا۔ اور ابو عامر نے تو کفر کے سوا کوئی بات (ہی) نہ مانی اور جب اس کی قوم اسلام پر متفق ہو گئی تو وہ اپنی قوم سے بھی الگ ہو گیا اور دس سے کچھ اوپر ایسے اشخاص کو لے کر مکہ کی جانب نکل گیا جنہوں نے اسلام اور رسول اللہ ﷺ سے علیحدگی اختیار کر رکھی تھی جیسا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ نے حنظلہ بن ابی عامر کے بعض گھر والوں سے حدیث کی روایت سنائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَقُوْلُوا الرَّاهِبُ وَلٰكِنْ قُوْلُوا الْفَاسِقَ.

''(اس کو) راہب (اللہ سے ڈرنے والا) نہ کہو بلکہ فاسق (نافرمان) کہو''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم نے جنہوں نے صحبت (نبوی ت کی عزت) پائی تھی اور (احادیث) سنی تھیں اور بہت روایتیں (بیان) کرنے والے تھے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ابو عامر مکہ کی جانب نکل جانے سے پہلے آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہا۔ اس دین کی حقیقت کیا ہے جس کو لے کر تم آئے ہو تو آپ نے فرمایا:

جِئْتُ بِالْحَنِيْفِيَّةِ دِيْنِ اِبْرَاهِيْمَ.

''میں ابراہیم کا یکسوئی والا دین لایا ہوں''۔

اس نے کہا میں تو اس دین پر ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَنْتَ لَسْتَ عَلَيْهَا.

''تو اس دین پر نہیں ہے''۔

اس نے کہا کیوں نہیں میں تو اسی دین پر ہوں لیکن اے محمد تم نے حنیفیت میں ایسی باتیں داخل کر دی ہیں جو اس میں نہیں آپ نے فرمایا:

مَا فَعَلْتُ وَلٰكِنَّنِىْ جِئْتُ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً.

''میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ میں اس کو روشن اور پاک صاف حالت میں لایا ہوں''۔

اس نے کہا کہ اللہ جھوٹے کو وطن سے نکالے۔ مسافرت اور تنہائی میں موت دے۔ اور وہ ان الفاظ سے رسول اللہ ﷺ پر طعن کررہا تھا کہ تم اسی حالت سے آئے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَجَلْ فَمَنْ كَذَبَ فَفَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِهٖ.

''ہاں (ہاں)! جس نے جھوٹ کہا ہو اللہ اس سے ایسا ہی برتاؤ کرے۔

غرض اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دشمن خدا ہی کی یہ حالت ہوئی کہ وہ نکل کر مکہ کی جانب چلا گیا اور جب رسول اللہ نے مکہ فتح فرمالیا تو وہ نکل کر طائف کی طرف چل دیا اور جب طائف والوں نے اسلام اختیار کرلیا تو وہ شام میں جا بسا اور شام ہی میں وطن سے نکالا ہوا سفر میں تنہا مر گیا۔ اور اس کے ساتھ علقمہ بن علاثہ بن عوف بن الاحوص ابن جعفر بن کلاب اور کنانہ بن عبد یالیل بن عمرو بن عمیر الثقفی بھی نکل گئے تھے جب وہ مرا تو اس کی میراث کے متعلق ان دونوں نے قیصر روم کے پاس مقدمہ پیش کیا۔ قیصر نے کہا کہ متمدن لوگ متمدن لوگوں کے وارث ہوا کرتے ہیں اور غیر متمدن غیر متمدن کے۔ آخر اس نے کنانہ بن عبد یالیل کو غیر متمدن ہونے کے سبب سے وارث ٹھہرایا اور علقمہ کو وارث نہ بنایا تو کعب ابن مالک نے ابو عامر کے اس رویے کے متعلق کہا ہے۔

مُعَاذَ اللّٰهِ مِنْ عَمَلٍ خَبِيْثٍ   كَسَعْيِكَ فِي الْعَشِيْرَةِ عَبْدَ عَمْرٍو

اے عبد عمرو! جس طرح تیری کوششیں تیرے خاندان میں رہیں اس طرح کے برے کاموں کی کوششوں سے اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

فَاِمَّا قُلْتَ لِيْ شَرَفٌ وَنَخْلٌ   فَقَدْ مَا بِعْتَ اِيْمَانًا بِكُفْرٍ

پھر اگر تو یہ کہے کہ مجھے تو برتری حاصل ہے اور میں نخلستان کا مالک ہوں تو تو نے ایمان کو کفر کے معاوضے میں بہت زمانہ پہلے ہی بیچ ڈالا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ''فاما قلت لی شرف و مال'' کی بھی بعضوں نے روایت کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا لیکن عبداللہ بن ابی وہ اپنی قوم میں اپنی برتری پر قائم رہا اور مدینہ میں ادھر ادھر جاتا آتا رہا یہاں تک کہ اسلام اس پر غالب آ گیا تو مجبوراً وہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے محمد بن مسلم زہری نے عروہ بن الزبیر سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیارے اسامہ بن زید بن حارثہ کی روایت سنائی۔ انہوں نے کہا کہ ایک گدھے پر جس پر خوگیر اور ایک فدکی چادر پڑی ہوئی تھی اور کھجور کی چھال کی رسی کی لگام تھی۔ رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور آپ نے مجھے اپنے پیچھے

بٹھالیا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیماری میں (ان کی) مزاج پرسی کے لئے تشریف لے چلے۔ (راوی نے) کہا کہ آپ عبداللہ بن ابی کے پاس سے گزرے اور وہ اپنے مزاحم نامی قلعے میں تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مزاحم قلعے کا نام ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور اس کے اردگرد اس کی قوم والے بیٹے ہوئے تھے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ملاحظہ فرمایا تو اس کے پاس سے (یونہی) گزر جانا آپ کو نامناسب معلوم ہوا (اس لئے) اتر پڑے اور سلام کیا۔ تھوڑی دیر بیٹھ گئے اور آپؐ نے قرآن (مجید) کی تلاوت فرمائی اور اللہ (تعالیٰ) کی جانب دعوت دی اللہ کے نام سے نصیحت کی۔ پرہیزگاری کی تلقین کی۔ خوش خبری سنائی اور خوف دلایا۔ راوی نے کہا کہ وہ چپ چاپ تھا کوئی بات نہ کر رہا تھا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرما چکے تو کہا کہ اے شخص تیری ان باتوں سے بہتر تو کوئی بات نہیں لیکن اگر یہ باتیں سچی ہیں تو اپنے گھر میں بیٹھ اور جو شخص تیری ان باتوں (کو سننے) کے لئے آئے اس سے یہ باتیں بیان کر اور جو تیرے پاس نہ آئے اس کو ان باتوں سے تکلیف نہ دے اور اس کی مجلس میں ایسی باتیں نہ کر جن کو وہ ناپسند کرتا ہو۔ (راوی نے) کہا۔ عبداللہ ابن رواحہ نے جن کے ساتھ اور مسلمان بھی بیٹھے ہوئے تھے کہا آپ کیوں ایسا نہ کریں ہماری مجلسوں۔ ہمارے احاطوں اور ہمارے گھروں میں ایسی باتیں آپ ضرور کیا کیجئے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو بخدا ہمیں بے انتہا پسند ہیں اور یہ وہ باتیں ہیں جن کی بدولت اللہ نے ہمیں عزت عطا فرمائی اور ہمیں ان کی جانب رہنمائی کی۔ آخر عبداللہ بن ابی نے جب اپنی قوم کی یہ کھلی ڈھلی مخالفت دیکھی تو کہا۔

مَتٰی مَایَکُنْ مَوْلَاکَ خَصْمُکَ لَاتَزَلْ تَذِلُّ وَیَصْرَعْکَ الَّذِیْنَ تُصَارِعُ

جب تیرا دوست تیرا مخالف ہو جائے تو تو ہمیشہ ذلیل ہوتا رہے گا اور جن سے تو ہشت مشت کرتا رہتا ہے وہ تجھے پچھاڑ دیں گے۔

وَھَلْ یَنْھَضُ الْبَازِیْ بِغَیْرِ جَنَاحِہٖ وَاِنْ جُذَّ یَوْمًا رِیْشُہٗ فَھُوَ وَاقِعُ

کیا باز اپنے باز و نہ ہونے پر بھی بلند ہو سکتا ہے اور اگر کبھی اس کے پر اکھیڑ دئے جائیں تو وہ گر پڑے گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسری بیت کی روایت دوسروں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے زہری نے عروہ بن الزبیر سے اور انہوں نے اسامہ بن زید سے روایت سنائی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اس حالت میں کہ آپ کے چہرۂ مبارک میں ان باتوں کی علامتیں تھیں جو دشمن خدا ابن ابی نے کہی تھیں سعد نے کہا

یارسول اللہ میں آپ کے چہرۂ مبارک میں کچھ (تغیر) دیکھ رہا ہوں۔ گویا آپ نے ایسی بات سماعت فرمائی ہے۔ جس کو آپ ناپسند فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ''اجل'' ہاں۔ پھر آپ نے انہیں ان باتوں کی اطلاع دی جو ابن ابی نے کہی تھیں تو سعد نے کہا یا رسول اللہ! اس کے ساتھ نرمی فرمایئے کیونکہ واللہ! اللہ آپ کو ہمارے پاس ایسے وقت لایا کہ ہم اس کے لئے منکوں کی مالا تیار کر رہے تھے کہ اسے تاج پہنائیں۔ اس لئے واللہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ آپ نے اس کی حکومت چھین لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیمار صحابیوں کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے ہشام بن عروہ اور عمر بن عبداللہ بن عروہ نے عروہ بن الزبیر سے اور انہوں نے (بی بی) عائشہ کی (یہ) روایت بیان کی کہ (ام المومنین نے) کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ایسی حالت میں تشریف لائے کہ مدینہ اللہ کی سرزمین میں سب سے زیادہ وبائی بخار میں مبتلا تھا پس آپ کے اصحاب بھی وبائی بخار کی بلا اور وبا میں مبتلا ہو گئے لیکن اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بلا سے محفوظ رکھا۔ (ام المومنین نے) کہا کہ ابوبکر اور ابوبکر کے آزاد کردہ فہیرہ و بلال ابوبکر ہی کے ساتھ ایک ہی گھر میں مبتلائے بخار ہوئے۔ میں ان کے پاس ان کی عیادت کو گئی۔ اور یہ واقعہ ہمارے پردے کے حکم سے پہلے کا تھا۔ تو دیکھا کہ ان لوگوں کی تکلیف کی شدت سے ایسی حالت تھی جس کو اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا تھا میں ابوبکر کے نزدیک گئی اور کہا بابا جان! آپ اپنے آپ کو کس حالت میں پاتے ہیں تو کہا۔

كُلُّ امْرِئٍ مُصْبِحٌ فِيْ اَهْلِهٖ　　وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

ہر شخص اپنے گھر والوں میں دن گزار رہا ہے۔ (اور ہم اپنے وطن سے دور پڑے ہیں) حالانکہ موت ہر شخص کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

(ام المومنین نے) کہا کہ میں نے کہا واللہ بابا جان کو اس کا ہوش نہیں ہے جو وہ کہہ رہے ہیں (محترمہ نے) کہا پھر میں عامر بن فہیرہ کے نزدیک گئی اور پوچھا عامر تمہارا کیا حال ہے تو انہوں نے کہا۔

لَقَدْ وَجَدْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهٖ　　اِنَّ الْجَبَانَ حَتَفَهٗ مِنْ فَوْقِهٖ

كُلُّ امْرِئٍ مُجَاهِدٌ بِطَوْقِهٖ　　كَالثَّوْرِ يَحْمِيْ جِلْدَهٗ بِرَوْقِهٖ

میں نے موت کا مزہ چکھنے سے پہلے اس کو پا لیا اور بزدل کی موت تو اس کے اوپر سے (یعنی آسمانی ضروری اسباب سے) ہوا کرتی ہے۔ (وہ اس طرح کے خطروں میں مبتلا ہو کر بہادرانہ موت نہیں مرا کرتا)۔ ہر شخص اپنی قوت کے مطابق کوشش کرتا ہے جس طرح بیل اپنے چمڑے کو

اپنے ہی سینگوں سے گرم کیا کرتا ہے۔ (یعنی رگڑا کرتا ہے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ طَوْقَه کے معنی اپنی طاقت کے ہیں۔

(ام المومنین نے) کہا کہ واللہ عامر جو کچھ کہہ رہا ہے اس کو اس کا ہوش نہیں ہے۔ (محترمہ نے) کہا کہ بلال کی یہ حالت تھی کہ جب ان کا بخار اتر جاتا گھر کے صحن میں لیٹ جاتے اور بلند آواز سے (یہ) کہتے۔

اَلَا لَيْتَ شِعْرِیْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً ۔۔۔ بِفَخٍّ وَحَوْلِیْ اِذْخِرٌ وَجَلِيْلُ

کیا ایسا نہیں ہوگا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں کوئی رات مقام فخ (حوالی مکہ) میں بھی اس طرح بسر کرسکوں گا کہ میرے گرد اذخر وجلیل نامی بوٹیاں ہوں۔

وَهَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ ۔۔۔ وَهَلْ يَبْدُوْنَ لِیْ شَامَةٌ وَطَفِيْلُ

اور کیا میں کسی روز مقام مجنہ کے چشموں پر بھی جاسکوں گا اور کیا (کوہ) شامہ وطفیل بھی مجھے نظر آئیں گے (جو مکہ میں ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ شَامَةٌ وطَفِيْلٌ دو پہاڑوں کے نام ہیں (ام المومنین نے) کہا تو میں نے ان لوگوں کی جو باتیں سنی تھیں رسول اللہ ﷺ سے وہ (سب) بیان کیں اور میں نے کہا کہ یہ لوگ بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں اور بخار کی شدت سے جو کچھ کہتے ہیں اس کو سمجھتے بھی نہیں۔ (ام المومنین نے) کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ اِلَيْنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ.

''یا اللہ ہمارے لئے مدینہ کو بھی ویسا ہی محبوب بنادے جیسا تو نے مکہ کو ہمارے لئے پسندیدہ بنایا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ''۔

وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ وَبَاءَ هَا اِلٰى مَهْيَعَةَ.

''اور ہمارے لئے اس کے مد اور صاع (اناج کے پیمانوں) میں برکت عطا فرما اور اس کی وبا کو مہیعہ کی جانب منتقل فرمادے۔ اور مہیعہ جحفہ کو کہتے ہیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابن شہاب الزہری نے عبداللہ بن عمرو ابن العاص کی یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب جب مدینہ آئے تو انہیں مدینہ کا۔ بخار آ گھیرا یہاں تک کہ وہ بیماری سے تنگ آ گئے لیکن اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو اس سے بچالیا یہاں تک کہ وہ بیٹھ کر ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ (راوی نے) کہا کہ وہ اسی طرح نماز پڑھ رہے تھے کہ رسول اللہ ان کے پاس تشریف لائے تو آپ نے ان سے فرمایا:

اِعْلَمُوْا اَنَّ صَلَاةَ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ.

''تم یہ بات جان لو کہ بیٹھے ہوئے کی نماز کھڑے ہوئے کی نماز کی آدھی ہوتی ہے''۔

راوی نے کہا تو باوجود کمزوری اور بیماری کے فضیلت حاصل کرنے کے لئے مسلمان کھڑے ہونے کی تکلیف بھی برداشت کرنے لگے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی جنگ کے لئے تیاری فرمائی اور اللہ نے اپنے دشمن سے جہاد کرنے اور عرب کے آپ کے آس پاس کے مشرکوں سے جنگ کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ اس کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور[1] اللہ تعالیٰ کے آپ کو مبعوث فرمانیں کے تیرہ سال بعد کا یہ واقعہ ہے۔

تاریخ ہجرت

مذکورہ اسناد سے عبدالملک بن ہشام سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت سنائی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پیر کے دن اس وقت جب آفتاب سخت ہو چکا تھا اور سر پر آنے کے قریب تھا' ربیع الاول کے مہینے کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں مدینہ تشریف لائے اور ابن ہشام نے جو کہا ہے وہ یہی تاریخ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت ترپن سال کے تھے اور یہ واقعہ آپ کی بعثت سے تیرا سال کے بعد ہوا اور آپ ربیع الاول کے باقی دن اور ماہ ربیع الآخر اور دونوں جمادی (جمادی الاولیٰ جمادی الآخرہ) رجب' شعبان' رمضان' شوال' ذوالقعدہ اور ذوالحجہ (تک) اقامت فرما رہے۔ اس حج میں مشرکین ہی کا انتظام رہا۔ محرم اور اس کے بعد مدینہ کی تشریف آوری سے بارھویں مہینے کے آغاز میں صفر کے مہینے میں آپ غزوات کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اور مدینہ میں سعد بن عبادہ کو حاکم بنایا (یہ وہ ہے) جو ابن ہشام نے کہا ہے۔

غزوہ ودّان

آپ کے غزوات میں یہ سب سے پہلا غزوہ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا یہاں تک کہ آپ ودان تک پہنچے۔ غزوۃ الابواء بھی یہی ہے۔ اور آپ کا ارادہ قریش اور بنی ضمرۃ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کا تھا تو اس میں بنو ضمرۃ نے آپ سے صلح کر لی اور ان میں سے جس نے ان کے خلاف آپ سے صلح کی وہ مخشی بن عمرو الضمری تھا اور وہ اپنے اس زمانے میں ان لوگوں کا سردار تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ واپس مدینہ تشریف لائے اور کسی سے مقابلہ نہ ہوا اور صفر کے باقی دن اور ماہ ربیع الاول کی

---

[1] خط کشیدہ عبارت (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ابتداء میں آپ مدینہ ہی میں تشریف فرما رہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ آپ کا پہلا غزوہ (ہے)۔

عبیدہ بن الحارث کا سریہ

اور یہ پہلا پرچم تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ میں قیام فرمانے کے اسی زمانے میں عبیدۃ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی کو ساٹھ یا اسی سواروں کے ساتھ جو مہاجرین تھے اور انصار میں سے ایک بھی نہ تھا روانہ فرمایا اور وہ چلتے حجاز کے ایک چشمے کے پاس پہنچے جو المرہ نامی ٹیلے کے نیچے واقع تھا وہاں انہیں قریش کی ایک بڑی جماعت ملی لیکن ان میں کوئی جنگ نہیں ہوئی بجز اس کے کہ سعد بن ابی وقاص نے اس روز ایک تیر مارا اور یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں مارا گیا۔

پھر وہ لوگ ان لوگوں کے مقابلے سے ہٹ گئے حالانکہ مسلمانوں کے پاس کمک بھی موجود تھی اور مشرکین کے پاس سے بنی زہرہ کے حلیف المقداد بن عمرو البہرانی اور بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف عتبہ بن غزوان بن جابر المازنی مسلمانوں کی طرف بھاگ آئے اور یہ دونوں مسلمان تھے لیکن کافروں سے تعلقات پیدا کرنے کے لئے نکلے تھے۔ اور ان لوگوں کا سردار عکرمہ ابن ابی جہل تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے ابن ابی عمرو بن العلاء نے ابی عمرو المدنی کی (یہ) روایت سنائی کہ ان پر مکرز بن حفص بن الاخیف سردار تھا جو بنی معیص ابن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر میں سے ایک شخص تھا۔

ابن اسحاق نے کہا کہ اکثر علماء شعر نے ابوبکر کی جانب اس قصیدے کی نسبت سے انکار کیا ہے۔

اَمِنْ طَيْفِ سَلْمٰى بِالْبُطَاحِ الدَّمَائِثِ　　اَرِقْتَ وَاَمْرٍ فِي الْعَشِيْرَةِ حَادِثِ

کیا نرم زمین کی ریتلی ندیوں کے پاس رہنے والی سلمٰی کے خیال میں اور خاندان میں کسی حادثے کے رونما ہونے کی فکر سے تیری نیند اڑ گئی۔

تَرَى مِنْ لُؤَيٍّ فُرْقَةً لَا يَصُدُّهَا　　عَنِ الْكُفْرِ تَذْكِيْرٌ وَلَا بَعْثُ بَاعِثِ

بنی لوئ میں تو تفریق دیکھ رہا ہے جن کو کفر سے نہ کوئی نصیحت پھیرتی ہے اور نہ کسی ترغیب دینے والے کی ترغیب۔

رَسُوْلٌ اَتَاهُمْ صَادِقٌ فَتَكَذَّبُوْا　　عَلَيْهِ وَقَالُوْا لَسْتَ فِيْنَا بِمَا كِثِ

ان کے پاس ایک سچا رسول آیا تو انہوں نے اس کو جھٹلایا اور کہا کہ تو ہم میں (زیادہ دن) رہنے

والا نہیں ہے۔

اِذَا مَا دَعَوْنَا هُمْ اِلَى الْحَقِّ اَدْبَرُوْا وَهَرُّوْا هَرِيْرَ الْمُحْجَرَاتِ اللَّوَاهِثِ

جب ہم نے انہیں حق کی جانب دعوت دی تو وہ پیچھے ہٹ گئے اور مجبور ہو کر بلوں میں چھٹنے والوں اور ہانپتے (ہوئے) زبان نکالنے والوں کی طرح آوازیں نکالنے لگے۔

وَكَمْ قَدْ مَتَتْنَافِيْهِمُ بِقَرَابَةٍ وَتَرْكُ التُّقَى شَئٌ لَهُمْ غَيْرُ كَارِثِ

اور ہم نے قرابت کے سبب سے ان سے بارہا صلہ رحم کیا اور پرہیز گاری کا چھوڑ دینا تو ان کے لئے ایسی چیز ہے جس کا کوئی غم ہی نہیں۔

فَاِنْ يَرْجِعُوْا عَنْ كُفْرِهِمْ وَعُقُوْقِهِمْ فَمَا طَيِّبَاتُ الْحِلِّ مِثْلَ الْحَبَائِثِ

پس اگر وہ اپنے کفر اور نافرمانی سے تائب ہو جائیں تو (کس قدر بہتر ہو اس لئے کہ) حلال پاک چیزیں خبیث چیزوں کی طرح نہیں ہیں۔

فَاِنْ يَرْكَبُوْا طُغْيَانَهُمْ وَضَلاَلَهُمْ فَلَيْسَ عَذَابُ اللّٰهِ عَنْهُمْ بِلاَبِثِ

پھر اگر وہ اپنی سرکشی اور گمراہی (کے گھوڑوں ہی) پر سوار رہیں تو اللہ تعالیٰ کا عذاب ان سے دیر کرنے والا نہیں۔

وَنَحْنُ اُنَاسٌ مِنْ ذُوَابَةِ غَالِبٍ لَنَا الْعِزُّ مِنْهَا فِى الْفُرُوْعِ الْاَثَائِثِ

اور ہم تو بنی غالب میں سے چوٹی کے لوگ ہیں ہمیں ان کی بہت سی جمع ہونے والی شاخوں سے عزت حاصل ہوئی ہے۔

فَاُوْلِىْ بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ عَشِيَّةً حَرَاجِيْجُ تُحْدٰى فِى السَّرِيْحِ الرَّثَائِثِ

شام کے وقت پو یہ چال چلنے والی دراز قد اونٹنیوں کے پروردگار کی قسم کھاتا ہوں جو بوسیدہ چمڑوں کے موزے پہنے ہوئے ہانکی جاتی ہیں۔

كَاُدْمِ ظِبَاءٍ حَوْلَ مَكَّةَ عُكَّفٍ يَرِدْنَ حِيَاضَ الْبِئْرِ ذَاتِ النَّبَائِثِ

گندم گوں پیٹھ اور سفید پیٹ والی ہرنیوں کی طرح مکہ کے آس پاس مقیم ہیں اور باؤلی کے کیچڑ والے حوضوں پر پانی پینے آتی ہیں۔

لَئِنْ لَّمْ يُفِيْقُوْا عَاجِلاً مِنْ ضَلاَلِهِمْ وَلَسْتُ اِذَا آلَيْتُ قَوْلاً بِحَانِثِ

اگر وہ جلد اپنی گمراہی سے ہوش میں نہ آئیں۔ اور میں نے جب کسی بات پر قسم کھائی ہے تو (کبھی ایسی) قسم کو میں نے نہیں توڑا۔

لَتَبْتَدِرَنَّهُمْ غَارَةٌ ذَاتُ مَصْدَقٍ تُحَرِّمُ اَطْهَارَ النِّسَاءِ الطَّوَامِثِ

تو بہت جلدان پر حقیقی طور پر ایک ایسا حملہ ہوگا جو جوان عورتوں کے پاکی کے دنوں کو (مردوں کی ہم بستری سے) محروم کردے گا۔

تُغَادِرُ قَتْلٰی تَعْصِبُ الطَّيْرُ حَوْلَهُمْ وَلَا تَرْاَفُ الْكُفَّارَ رَاْفَ آبْنِ حَارِثٍ

(وہ حملہ) مقتولوں کو ایسی حالت میں کردے گا کہ ان کے گرد پرندوں کی تکڑیوں کی ٹکڑیاں اکھٹی ہوں گی اور وہ ابن حارث کی طرح کافروں پر رحم نہیں کریں گے۔

فَاَبْلِغْ بَنِىْ سَهْمٍ لَدَيْكَ رِسَالَةً وَكُلَّ كَفُوْرٍ يَبْتَغِى الشَّرَّ بَاحِثٍ

(اے مخاطب) یہ جو تیرے پاس پیام ہے یہ بنی سہم اور ہر اس ناقدردان کو پہنچادے جو فساد کی خواہش میں جستجو کرنے والا ہو کہ۔

فَاِنْ تَشْعَثُوْا عِرْضِىْ عَلٰى سُوْءِ رَاْيِكُمْ فَاِنِّىْ مِنْ اَعْرَاضِكُمْ غَيْرُ شَاعِثٍ

اگر تم اپنی بے عقلی کے سبب سے میری آبروریزی چاہتے ہو تو میں تمہاری آبروؤں پر خاک ڈلنا نہیں چاہتا۔

اس کا جواب عبداللہ بن الزبعری السہمی نے دیا اور کہا۔

اَمِنْ رَسْمِ دَارٍ اَقْفَرَتْ بِالْعَثَاعِثِ بَكَيْتَ بِعَيْنٍ دَمْعُهَا غَيْرُ لَابِثٍ

کیا اس گھر کے کھنڈروں پر جنہیں ریت کے ٹیلوں نے بنجر بنادیا ہے تو ایسی آنکھ سے رورہا ہے جس کے آنسو تھمتے ہی نہیں

وَمِنْ عَجَبِ الْاَيَّامِ وَالدَّهْرُ كُلُّهٗ لَهٗ عَجَبٌ مِنْ سَابِقَاتٍ وَحَادِثٍ

زمانے کے عجائبات میں سے (یہ بھی ایک بات ہے) حالانکہ زمانے کی سب باتیں اچنبھے کے قابل ہیں چاہے وہ پرانی ہوں یا نئی۔

لِجَيْشٍ اَتَانَا ذِىْ عُرَامٍ يَقُوْدُهٗ عُبَيْدَةُ يُدْعٰى فِى الْهِيَاجِ ابْنَ حَارِثٍ

(عجائبات زمانے میں سے ہے) وہ لشکر جو ہمارے (مقابلے کے) لئے آیا ہے۔ کثیر التعداد ہے اور اس کی قیادت عبیدہ کررہا ہے جو جنگوں میں ابن حارث کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

لِنَتْرُكَ اَصْنَامًا بِمَكَّةَ عُكَّفًا مَوَارِيْثَ مُوْرُوْثٍ كَرِيْمٍ لِوَارِثٍ

تاکہ ہم ان بتوں کو چھوڑ دیں جو مکہ میں جمے ہوئے ہیں اور وارثوں کے لئے عزت والے اسلاف کی میراث ہیں۔

فَلَمَّا لَقِيْنَاهُمْ بِسُمْرٍ رُدَيْنَةٍ وَجُرْدٍ عِتَاقٍ فِي الْعَجَاجِ لَوَاهِثِ

پھر جب ہم نے ان سے گندم گوں ردینی (نیزوں) اور چھوٹے بال والے شریف گھوڑوں کے ذریعے جو گردوغبار میں ہانپتے ہوئے (دوڑنے والے) تھے مقابلہ کیا۔

وَ بِيْضٍ كَاَنَّ الْمِلْحَ فَوْقَ مُتُوْنِهَا بِاَيْدِىْ كُمَاةٍ كَاللُّيُوْثِ الْعَوَائِثِ

اور سفید (چمکتی تلواروں) کے ذریعے جن کی پیٹھوں پر چربی ہے اور وہ ایسے سورماؤں کے ہاتھوں میں ہیں جو شیروں کی طرح فسادی ہیں۔

تُقِيْمُ بِهَا اِصْعَارَ مَنْ كَانَ مَائِلاً وَنَشْفِي الذُّحُوْلَ عَاجِلًا غَيْرَ لَابِثٍ

ہم ان (مذکورہ چیزوں) کے ذریعے تکبر سے گردن ٹیڑھی رکھنے والوں کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کر دیتے ہیں اور بغیر مہلت کے (جذبۂ) انتقام کو فوری تسلی دیتے ہیں۔

فَكَفُّوْا عَلٰى خَوْفٍ شَدِيْدٍ وَهَيْبَةٍ وَ اَعْجَبَهُمْ اَمْرٌ لَهُمْ اَمْرٌ رَائِثٍ

پس وہ سخت خوف اور ہیبت کے مارے رک گئے اور انہیں ایسا طریقہ پسند آیا جیسا کسی کام کے کرنے میں دیر کرنے والا پسند کرتا ہے۔

وَلَوْاَنَّهُمْ لَمْ يَفْعَلُوْا نَاحَ نِسْوَةٌ اَيَامٰى لَهُمْ مِنْ بَيْنِ نَسْءٍ وَطَامِثٍ

اور اگر وہ (دیر) نہ کرتے (اور ہمارے مقابلے میں آ جاتے) تو ان کی بیوہ عورتیں حیض کے دنوں اور حمل کے ابتدائی زمانے میں بھی روتی رہتیں۔

وَقَدْ غُوْدِرَتْ قَتْلٰى يُخَبِّرُ عَنْهُمْ حَفِيٌّ بِهِمْ اَوْ غَافِلٌ غَيْرُ بَاحِثٍ

اور (ان کے) مقتول اس حالت میں پڑے رہتے کہ ان کے حالات کی تلاش وجستجو کرنے والا اور جستجو نہ کرنے والا اور غفلت میں رہنے والا دونوں ان کے متعلق خبر دے سکتے۔

فَاَبْلِغْ اَبَابَكْرٍ لَدَيْكَ رِسَالَةً فَمَا اَنْتَ عَنْ اَعْرَاضِ فِهْرٍ بِمَاكِثٍ

پس (اے مخاطب) یہ تیرے پاس جو ایک پیام ہے یہ ابوبکر کو پہنچا دے کہ بنی فہر کی عزت وآبرو سے تو رکنے والا نہیں۔

وَلَمَّا تَجِبْ مِنِّىْ يَمِيْنٌ غَلِيْظَةٌ تُجَدِّدُ حَرْبًا حَلْفَةٌ غَيْرَ حَانِثٍ

اور جب کبھی میری کوئی سخت قسم اور ایسی قسم جس کو میں توڑنے والا نہیں واجب العمل ہو جاتی ہے تو ایک نئی جنگ چھیڑ دیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے اس میں سے ایک بیت چھوڑ دی ہے اور اکثر علماء شعر اس قصیدے کو ابن

الزبعری کا کلام نہیں مانتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بعضوں کے ذکر کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے اس تیراندازی کے متعلق کہا ہے۔

اَلَا هَلْ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنِّیْ حَمَيْتُ صَحَابَتِیْ بِصُدُوْرِ نَبْلِیْ

سنو جی! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی یہ خبر پہنچی ہے کہ میں نے اپنے تیر کے اگلے حصوں سے (یا تیروں کے سینوں سے) اپنے ساتھیوں کی حمایت کی ہے۔

اذودُبِهَا اَوَائِلَهُمْ ذِيَادًا بِكُلِّ حُزُوْنَةٍ وَبِكُلِّ سَهْلِ

پتھریلی زمین میں بھی اور نرم زمین میں بھی انہیں تیروں سے ان لوگوں کے سامنے والے حصے کی مدافعت کرتا رہوں گا۔

فَمَا يَعْتَدُّ رَامٍ فِیْ عَدُوٍّ بِسَهْمٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَبْلِیْ

غرض اے اللہ کے رسول! مجھ سے پہلے کوئی تیر مارنے والا دشمن کے لئے تیر تیار نہ رکھے گا۔

وَذٰلِكَ اَنَّ دِيْنَكَ دِيْنُ صِدْقٍ وَذُوْحَقٍّ اَتَيْتَ بِهٖ وَعَدْلِ

اور یہ اس لئے کہ آپ کا دین سچا دین ہے اور آپ نے اس کے ذریعے سے حقیقت اور انصاف کی بات پیش فرمائی ہے۔

يُنَجَّى الْمُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يُخْزٰى بِهِ الْكُفَّارُ عِنْدَ مَقَامِ مَهْلِ

اسی دین کے ذریعے سے ایمانداروں کو نجات ملے گی اور کافر اسی کے سبب سے مہلت سے رہنے کے مقام میں رسوا ہوں گے۔

فَمَهْلًا قَدْ غَوَيْتَ فَلَا تَعِبْنِیْ غَوِیَّ الْحَیِّ وَيْحَكَ يَا ابْنَ جَهْلِ

پس اے جاہل۔ اے گمراہ قبیلے! تجھ پر افسوس ہے تو تو گمراہ ہو چکا ہے اس لئے مجھ پر عیب نہ لگا ذرا تو ٹھہر (اور دیکھ کہ تیرا انجام کیا ہوتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر سعد کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے جو خبر پہنچی ہے اس کے لحاظ سے عبیدہ کا پرچم پہلا پرچم تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں کسی مسلمان کے لئے باندھا۔

اور بعض علماء کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۃ الابواء سے تشریف لائے تو اپنے مدینہ پہنچنے سے بھی پہلے انہیں روانہ فرمایا تھا۔

سیف البحر کی طرف حمزہ رضی اللہ عنہ کا سریہ

اور آپ کی اسی تشریف فرمائی کے زمانے میں حمزہ بن عبدالمطلب ابن ہاشم کو ضلعۃ العیص کے مقام سیف البحر کی جانب تیس مہاجر سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا جن میں انصار کا ایک شخص بھی نہ تھا۔ وہ ابوجہل بن ہشام سے اسی ساحل پر ملے اور وہ مکہ والے تین سو سواروں کے ساتھ تھا۔ مجدی بن عمرو الجہنی ان لوگوں کے درمیان حائل ہو گیا اور یہ شخص دونوں جماعتوں میں صلح کرانے والا تھا۔ یہ لوگ ایک دوسرے کے مقابلے سے لوٹ گئے۔ اور ان میں جنگ نہیں ہوئی۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ حمزہ کا پرچم پہلا پرچم تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے کسی کے لئے باندھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا بھیجنا اور عبیدہ کا بھیجنا دونوں ایک ساتھ تھے۔ اس لئے لوگوں کو شبہہ ہو گیا۔ اور ان لوگوں نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ حمزہ نے اس کے متعلق شعر کہے ہیں اور اس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ ان کا پرچم پہلا پرچم ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔ پس اگر حمزہ نے ایسا کہا ہے تو مشیت الٰہی سے انہوں[1] نے سچ ہی کہا (ہوگا) کیونکہ وہ سچ کے سوا دوسری بات تو کہتے نہ تھے۔ پس اللہ ہی کو علم ہے کہ حقیقت میں کیا تھا۔ لیکن ہم نے جو اپنے پاس کے اہل علم سے سنا ہے وہ یہی ہے کہ پہلا جھنڈا عبیدہ بن الحارث کے لئے باندھا گیا۔ ان لوگوں کے دعوے کے مطابق حمزہ نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر حمزہ کی طرف ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

اَلَا یَا لِقَوْمِی لِلتَّحَلُّمِ وَالْجَهْلِ　　　وَلِلنَّقْصِ مِنْ رَأْیِ الرِّجَالِ وَلِلْعَقْلِ

سنو تو، میری قوم کی جہالت اور بے اصل خیالات اور مردانہ عقل و رائے کی کوتاہی پر تعجب ہے۔

وَلِلرَّاكِبِیْنَ بِالْمَظَالِمِ لَمْ نَطَأْ　　　لَهُمْ حُرُمَاتٍ مِنْ سَوَامٍ وَلَا اَهْلِ

چراگاہ جن کے چھوٹے ہوئے اونٹوں اور گھر میں رہنے والوں کے محفوظ مقامات میں ہم نے قدم تک نہیں رکھا ایسے لوگوں کا ظلم ڈھانا کیسی اچنبے کی بات ہے۔

كَاَنَا تَبَلْنَا هُمْ وَلَا تَبْلَ عِنْدَنَا　　　لَهُمْ غَيْرُ اَمْرٍ بِالْعَفَافِ[2] وَبِالْعَدْلِ

---

[1] اس مقام پر اصل میں ''فَقَدْ صَدَقَ اِنْشَاء اللّٰہ'' ہے صیغہ ماضی کے ساتھ ان شاء اللہ کی شرط کے دوسرے معنی میری سمجھ میں نہیں آئے (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں بالعقاب ہے۔ اس صورت میں معنی یوں ہوں گے کہ انہیں سزا سے ڈراتے اور انصاف کا حکم کرتے ہیں۔ (احمد محمودی)

گویا ہم نے ان سے دشمنی کی ہے۔ حالانکہ ہمیں ان سے دشمنی کی کوئی وجہ نہیں بجز اس کے کہ ہم انہیں پاک دامنی اور انصاف کی نصیحت کرتے رہتے ہیں۔

وَاَمْرٍ بِاسْلَامٍ فَلَا يَقْبَلُوْنَهٗ وَ يَنْزِلُ مِنهُمْ مِثْلَ مَنْزِلَةِ الْهَزْلِ

اور اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں جس کو وہ قبول نہیں کرتے اور اس تبلیغ کا ان کے پاس یا وہ گوئی کا سا درجہ ہے۔

فَمَا بَرِحُوْا حَتّٰى ابْتَدَرْتُ لِغَارَةٍ لَهُمْ حَيْثُ حَلُّوا ابْتَغٰى رَاحَةَ الْفَضْلِ

پس انہوں نے اپنی حالت نہیں بدلی یہاں تک کہ وہ جہاں اترے میں نے فضیلت کا میدان حاصل کرنے کے لئے تیزی سے ان پر چھاپا مارا۔

بِاَمْرٍ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَوَّلُ خَافِقٍ عَلَيْهِ لِوَاءً لَمْ يَكُنْ لَاحَ مِنْ قَبْلِىْ

وہ ایسی چیز تھی کہ اللہ کا رسول اس کا پہلا پرچم کشا تھا ایسا پرچم میرے اس واقعے سے پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوا تھا۔

لِوَاءٌ لَدَيْهِ النَّصْرُ مِنْ ذِىْ كَرَامَةٍ اِلٰهٍ عَزِيْزٍ فِعْلُهٗ اَفْضَلُ الْفِعْلِ

وہ پرچم ایسا تھا کہ اس عزت و شان والے معبود کی مدد اس کے ساتھ تھی جس کا ہر کام بہترین ہے۔

عَشِيَّةَ سَارُوْا حَاشِدِيْنَ وَكُلُّنَا مَرَاجِلُهٗ مِنْ غَيْظِ اَصْحَابِهٖ تَغْلِىْ

جس شام کو وہ لشکر جمع کر رہے تھے حالت یہ تھی کہ ہم میں سے ہر ایک کی دیگیں اپنے مقابل والے پر غصے سے جوش کھا رہی تھیں۔

فَلَمَّا تَرَاءَ يْنَا اَنَاخُوْا فَعَقَّلُوْا مَطَايَا وَعَقَّلْنَا مَدَى عَرِضِ النَّبْلِ

پھر جب ہم ایک دوسرے کے سامنے آ گئے تو انہوں نے اپنے اونٹ بٹھائے اور سواریوں کے پاؤں باندھ دیئے اور ہم نے بھی تیر کی رسائی کے فاصلے سے (اپنے سواریوں کے) پاؤں باندھ دیئے۔

فَقُلْنَا لَهٗ حَبْلُ الْاِلٰهِ مَصِيْرُنَا وَمَا لَكُمْ اِلَّا الضَّلَالَةَ مِنْ حَبْلِ

پھر ہم نے ان سے کہا ہماری بازگشت تو خداوندی تعلق ہے اور تمہارا تعلق گمراہی کے سوا اور کسی سے نہیں۔

فَثَارَ اَبُوْجَهْلٍ هُنَالِكَ بَاغِيًا فَخَابَ وَرَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ اَبِىْ جَهْلٍ

پھر تو ابو جہل بغاوت کے جوش میں اٹھ کھڑا ہوا اور (اپنے ارادے میں) محروم رہا (جو کرنا چاہتا تھا نہ کر سکا) اور اللہ (تعالیٰ) نے ابو جہل کی چالبازی رد کردی۔

وَمَا نَحْنُ اِلَّا فِیْ ثَلَاثِیْنَ رَاكِبًا　　وَهُمْ مَائِتَانِ بَعْدَ وَاحِدَةٍ فَضْلِ

حالانکہ ہم صرف تیس سوار تھے اور وہ دوسو اس کے بعد ایک اور زیادہ۔

فَيَالَ لُؤَيٍّ لَا تُطِيْعُوْا غُوَاتَكُمْ　　وَفِيْئُوْا اِلَى الْاِسْلَامِ وَالْمَنْهَجِ السَّهْلِ

تو اے بنی لوئی اپنے گمراہوں کی بات نہ مانو اور اسلام جو ایک سہل راستہ ہے اس کی طرف آؤ۔

فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ يُصِيْبَ عَلَيْكُمْ　　عَذَابٌ فَتَدْعُوْا بِالنَّدَامَةِ وَالثُّكْلِ

کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر عذاب کی بارش ہو اور اس وقت تم پچتاؤ اور واویلا کرو۔

تو ابو جہل نے اس کا جواب دیا اور کہا۔

عَجِبْتُ لِأَسْبَابِ الْحَفِيْظَةِ وَالْجَهْلِ　　وَبِالشَّاغِبِيْنَ بِالْخِلَافِ وَبِالْبُطْلِ

غصے اور جہالت کے اسباب پر اور مخالفت میں اور غلط باتوں کے متعلق چیخ کرنے والوں پر مجھے تعجب ہوتا ہے۔

وَلِلتَّارِكِيْنَ مَا وَجَدْنَا جُدُوْدَنَا　　عَلَيْهِ ذَوِی الْاَحْسَابِ وَالسُّوْدَدِ الْجَزْلِ

اور جس ڈگر پر ہم نے اپنے اعلیٰ کردار والے اور بڑی سرداری والے باپ دادا کو پایا اس روش کو چھوڑنے والوں پر اچمبا ہوتا ہے۔

اَتَوْنَا بِاِفْكٍ كَیْ يُضِلُّوْا عُقُوْلَنَا　　وَلَيْسَ مُضِلًّا اِفْكُهُمْ عَقْلَ ذِیْ عَقْلِ

ان لوگوں نے ایک من گھڑت بات پیش کی ہے تاکہ ہماری عقلوں کو بھٹکائیں لیکن ان کی من گھڑت بات عقل مند کی عقل کو نہیں بھٹکا سکتی۔

فَقُلْنَا لَهُمْ يَا قَوْمَنَا لَا تُخَالِفُوْا　　عَلٰى قَوْمِكُمْ اِنَّ الْخِلَافَ مَدَى الْجَهْلِ

تو ہم نے ان سے کہا اے ہماری قوم کے لوگو! اپنی قوم سے مخالفت نہ کرو کیونکہ مخالفت انتہائی جہالت ہے۔

فَاِنَّكُمْ اِنْ تَفْعَلُوْا تَدْعُ نِسْوَةٌ　　لَهُنَّ بَوَاكٍ بِالرَّزِيَّةِ وَالثُّكْلِ

پھر اگر تم نے ایسا کیا تو رونے والی عورتیں ہائے مصیبت اور ہائے پیاروں سے جدائی پکاریں گی۔

وَاِنْ تَرْجِعُوْا عَمَّا فَعَلْتُمْ فَاِنَّنَا　　بَنُوْ عَمِّكُمْ اَهْلُ الْحَفَائِظِ وَالْفَضْلِ

اور جو کچھ تم نے کیا ہے اگر اس سے تائب ہو جاؤ تو ہم تمہارے چچیرے بھائی اور حمایت کرنے

والے اور فضیلت والے ہیں۔

فَقَالُوْا لَنَا اِنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا رِضًی لِذَوِی الْاَحْلَامِ مِنَّا وَذِیْ فَضْلِ

تو ان لوگوں نے ہم سے کہا کہ ہم نے محمد (ﷺ) کو اپنے یہاں کے عقلمندوں اور فضیلت والوں کی مرضی کے موافق پایا ہے۔

فَلَمَّا اَبَوْا اِلَّا الْخِلَافَ وَ زَیَّنُوْا جِمَاعَ الْاُمُوْرِ بِالْقَبِیْحِ مِنَ الْفِعْلِ

پھر جب ان لوگوں نے مخالفت کے سوا اور کوئی بات نہ مانی اور چند باتوں کے مجموعے کو برے کام (یعنی لڑائی جھگڑے) سے زینت دی۔

تَیَمَّمْتُھُمْ بِالسَّاحِلِیْنَ بِغَارَةٍ لِاَتْرُکَھُمْ کَالْعَصْفِ لَیْسَ بِذِیْ اَصْلِ

میں نے ان پر دو ساحلوں سے حملہ کرنے کا قصد کر لیا تھا تا کہ انہیں ایسے چورے کی طرح کر دیا جائے جس میں جڑ نہ رہے۔

فَوَرَّعَنِیْ مَجْدِیٌّ عَنْھُمْ وَصُحْبَتِیْ وَقَدْ وَازَرُوْنِیْ بِالسُّیُوْفِ وَ بِالنَّبْلِ

(لیکن) اس کے بعد مجدی اور میرے دوستوں نے مجھے (ان کے مقابلے سے) روک لیا حالانکہ ان لوگوں نے تلواروں اور تیروں سے میری مدد کی تھی۔

لِاِلٍّ عَلَیْنَا وَاجِبٍ لَا نُضِیْعُهٗ اَمِیْنٍ قُوَاهُ غَیْرُ مُنْتَکِثِ الْحَبْلِ

(اس مجدی کے ان) تعلقات کے سبب سے جن کا توڑنا ہم پر لازمی ہے (مجھے رک جانا پڑا) اس شخص کی قوتیں بھروسے کے قابل ہیں۔ تعلقات توڑنے والا نہیں ہے۔

فَلَوْلَا ابْنُ عَمْرٍو کُنْتُ غَادَرْتُ مِنْھُمْ مَلَاحِمَ لِلطَّیْرِ الْعُکُوْفِ بِلَا تَبْلِ

پس اگر ابن عمرو نہ ہوتا تو ان لوگوں سے بے انتقام ایسی جنگیں کر گزرتا جو (میدان جنگ میں) رہنے والے پرندوں کے فائدے کے لئے ہوتیں۔

وَلٰکِنَّهٗ اِلٰی بِاِلٍّ فَقَلَّصَتْ بِاَیْمَانِنَا حَدُّ السُّیُوْفِ عَنِ الْقَتْلِ

لیکن اس نے ایسے تعلقات کی قسمیں دیں کہ قتل کرنے سے تلواروں کی باڑھیں ہمارے ہاتھوں میں کوتاہ ہو گئیں۔

فَاِنْ تُبْقِنِی الْاَیَّامُ اَرْجِعْ عَلَیْھِمْ بِبِیْضٍ رِقَاقِ الْحَدِّ مُحْدَثَةِ الصَّقْلِ

پھر اگر زمانہ مجھے رکھے تو سفید (چمکدار) پتلی باڑھ والی نئی صیقل کی ہوئی (تلواریں لے کر ان پر (کسی اور وقت) حملہ کروں گا۔

بِاَیْدِیْ حُمَاۃٍ مِنْ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبٍ کِرَامِ الْمَسَاعِیْ فِی الْجُدُوْبَۃِ وَالْمَحْلِ

(یہ تلواریں) بنی لؤی بن غالب کے ان حمایتیوں کے ہاتھوں میں ہوں گی جن کی کوششیں قحط اور کال کے زمانے میں قابل عزت ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر نے ان شعروں کو ابوجہل کی طرف منسوب کرنے سے انکار کیا ہے۔

غزوۂ بواط

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ماہ ربیع الاول میں قریش سے جنگ کا ارادہ فرما کر نکلے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مدینہ پر السائب بن عثمان بن مظعون کو عامل بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ ضلع رضوی کے مقام بواط تک پہنچے اور پھر واپس مدینہ تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا اور آپ یہاں ماہ ربیع الآخر کے باقی حصے اور جمادیٰ الاولیٰ کے کچھ حصے (تک) تشریف فرما رہے۔

غزوۃ العشیرہ

پھر قریش سے جنگ کے لئے نکلے اور مدینہ پر ابوسلمہ بن عبدالاسد کو عامل بنایا جیسا کہ ابن ہشام نے کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ بنی دینار کے پہاڑوں کے درمیانی حصے کی راہ اور اس کے بعد الخبار کے میدانوں میں سے تشریف لے گئے اور ابن ازہر کے پتھریلے مقام میں ایک درخت ذات الساق نامی کے نیچے نزول فرمایا اور وہیں آپ نے نماز پڑھی' وہاں آپ کی ایک مسجد ہے۔ ﷺ اور وہاں آپ کے لئے خاصہ تیار کیا گیا اور آپ نے اور لوگوں کے ساتھ خاصہ تناول فرمایا۔ وہاں جس مقام پر دیگ کے لئے چولہا بنایا گیا وہ بھی معلوم ہے اور وہیں کے المشترب نامی ایک چشمے سے آپ کے لئے پانی لایا گیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے وہاں سے کوچ فرمایا اور مقام الخلائق کو بائیں جانب چھوڑ کر ایک ندی شعبۂ عبداللہ نامی کی راہ اختیار فرمائی آج بھی (اس ندی کا) یہی نام ہے۔ پھر بائیں[1] جانب کے نشیب کی طرف چلے حتیٰ کہ یلیل میں تشریف لائے اور وہاں کے مجتمع الضبوعہ نامی ایک سنگم پر نزول فرمایا اور مقام الضبوعہ کی ایک

---

[1] اصل میں صب للساد ہے۔ ابوذر نے لکھا ہے کہ ہے تو ایسا ہی لیکن صب للیسار صحیح ہے اور وقشی نے بھی اسی طرح اصلاح کی ہے۔ (احمد محمودی)

باؤلی سے پانی لے کر۔ ایک سبزہ زار کی راہ اختیار فرمائی جس کا نام سبزہ زار ملل تھا یہاں تک کہ ضحیرات الیمام کے پاس (عام) راستے سے مل گئے اور اس کے بعد آپ کا گزر (عام) راہ کے مطابق رہا یہاں تک کہ وادی ینبوع میں العشیرہ نامی مقام پر آپ نے نزول فرمایا اور وہاں آپ نے جمادی الاولی اور جمادی الآخرۃ کی چند راتیں بسر فرمائیں یہیں آپ نے بنی مدلج اور ان کے حلیف بنی ضمرہ سے مصالحت فرمائی اور مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی جنگ نہیں ہوئی اور اسی غزوے میں آپ نے علی علیہ السلام کے متعلق وہ الفاظ فرمائے جو فرمائے (یعنی جو مشہور ہیں)۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یزید بن محمد بن خثیم المحاربی نے محمد بن کعب القرظی سے اور انہوں نے ابو یزید محمد بن خثیم سے اور انہوں نے عمار بن یاسر کی روایت سنائی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور علی بن ابی طالب غزوہ عشیرۂ میں ساتھ ساتھ تھے جب رسول اللہ ﷺ نے وہاں قیام فرمایا تو ہم نے بنی مدلج کے چند لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کسی نخلستان کے ایک چشمے پر کام کر رہے ہیں تو علی نے مجھ سے کہا اے ابوالیقظان (اس کام سے) کیا تمہیں بھی کچھ دلچسپی ہے (آؤ) ان لوگوں کے پاس چلیں اور دیکھیں کہ یہ لوگ کس طرح کام کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں نے کہا اگر آپ کا ارادہ ہے تو چلئے۔ انہوں نے کہا غرض ہم ان کے پاس گئے اور تھوڑی دیر تک ان کی مصروفیتیں دیکھتے رہے پھر ہمیں نیند آنے لگی تو میں اور علی (وہاں سے) چلے اور نخلستان کے چھوٹے چھوٹے درختوں کے درمیان نرم زمین پر پڑ رہے اور سو گئے۔ پس واللہ ہمیں کسی نے نہیں اٹھایا یہاں تک کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے پائے مبارک سے ہمیں چونکایا اور ہم جس مٹی پر سو گئے تھے اس کی گرد میں اٹے ہوئے تھے۔ غرض اسی روز رسول اللہ ﷺ نے جب علی بن ابی طالب کو گرد و غبار میں اٹا ہوا دیکھا تو فرمایا:

مَا لَكَ يَا اَبَا تُرَابَ.

''اے ابوتراب تمہاری یہ کیا حالت ہے''۔

پھر آپ نے فرمایا:

اَلَا اُحَدِّثُكُمَا بِاَشْقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ.

''کیا میں تم سے ان دو شخصوں کا بیان نہ کر دوں جو تمام لوگوں میں زیادہ بد بخت ہیں''۔

ہم نے عرض کی یارسول اللہ ضرور بیان فرمائیے۔ فرمایا:

اُحَيْمِرُ ثَمُوْدَ الَّذِىْ عَقَرَ النَّاقَةِ وَالَّذِىْ يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ عَلٰى هٰذِهٖ.

''قوم ثمود میں احیمر جس نے اونٹنی کے پاؤں کی رگیں کاٹی تھیں۔ اور اے علی وہ شخص جو تمہارے اس مقام پر وار کرے گا اور آپ نے اپنا دست مبارک ان کے سر کے بلند حصے پر رکھا''۔

حَتّٰی یَبُلَّ مِنْهَا هٰذِهٖ.

''یہاں تک کہ رہو جائے گی اس ضرب کے سبب سے یہ اور آپ نے ان کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگایا''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ کا نام ابوتراب صرف اس وجہ سے رکھا تھا کہ جب (سیدنا) علی (سیدتنا) فاطمہ پر خفگی ظاہر فرماتے تو آپ ان سے نہ بات کرتے اور نہ ایسی کوئی بات فرماتے جوانہیں (سیدہ کو) بری معلوم ہو بجز اس کے کہ آپ تھوڑی سی خاک لے کر اپنے سر پر ڈال لیتے۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ ﷺ جب آپ (کے سر) پر مٹی دیکھتے تو سمجھ جاتے کہ وہ فاطمہ سے ناراض ہیں اور فرماتے:

مَالَکَ یَا اَبَا تُرَاب. ''اے ابوتراب تمہیں یہ کیا ہو گیا''۔

اللہ (ہی) بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں میں صحیح کیا ہے۔

سریہ سعد بن ابی وقاص

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص کو مہاجرین کے آٹھ آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا وہ نکل کر سرزمین حجاز کے مقام خرار تک پہنچے پھر لوٹ آئے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سعد کی یہ روانگی بعض اہل علم کے قول کے موافق حمزہ کی روانگی کے بعد ہوئی تھی۔

غزوۂ سفوان اور اسی کا نام غزوۂ بدرالاولیٰ بھی ہے

ابن اسحٰق نے کہا کہ غزوۂ العشیرہ سے واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو بجز چند راتوں کے جو گنتی میں دس (تک) بھی نہ پہنچی تھیں مدینہ میں قیام نہ فرمایا تھا کہ کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی تلاش میں نکلے اور مدینہ پر ابن ہشام کے قول کے موافق زید بن حارثہ کو حاکم بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا یہاں تک کہ آپ ضلع بدر کی اس وادی تک پہنچے جس کا نام سفوان تھا اور کرز بن جابر بچ کر نکل گیا اور آپ نے اس کو گرفتار نہیں کیا۔ اور اسی کا نام غزوۂ بدرالاولیٰ ہے۔ پھر آپ مدینہ واپس تشریف لائے اور جمادالاخریٰ کا باقی حصہ اور رجب وشعبان (تک آپ) مدینہ ہی میں (تشریف فرما) رہے۔

عبداللہ بن جحش کا سریہ اور ''یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ'' کا نزول۔

غزوۂ بدر اول سے واپسی کے بعد رجب کے مہینے میں عبداللہ بن جحش بن رئاب الاسدی کو مہاجرین

کے آٹھ آدمیوں کے ساتھ جن میں انصار میں سے ایک بھی نہ تھا روانہ فرمایا۔ اور انہیں ایک تحریر لکھ دی اور حکم دیا کہ اس تحریر کو نہ دیکھیں یہاں تک کہ دو دن تک چلتے رہیں دو دن کے بعد اسے دیکھیں اور اس میں جدھر جانے کا حکم ہو ادھر جائیں اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو مجبور نہ کریں عبداللہ بن جحش کے ساتھی مہاجرین میں سے (حسب ذیل) تھے۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔ اور انہیں کے حلیفوں میں سے عبداللہ بن جحش اس وقت سب کے سردار تھے۔

اور عکاشہ بن محصن بن حرثان۔ بنی اسد بن خزیمہ میں سے اور ان کے حلیف تھے۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے۔ ان کے حلیف عتبہ بن غزوان ابن جابر۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے سعد بن ابی وقاص۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے ان کے حلیف عامر بن ربیعہ (جو بنی عدی کی شاخ) عنز بن وائل میں سے (تھے)۔

اور بنی تمیم میں سے ان کے حلیف واقد بن عبداللہ بن عبد مناف ابن عرین بن ثعلبہ بن یربوع۔

اور بنی سعد بن لیث میں سے خالد بن بکیر ان کے حلیف تھے۔

اور بنی الحارث بن فہر میں سے سہیل بن بیضاء۔

اور عبداللہ بن جحش نے دو دن تک چلنے کے بعد تحریر کھول کر دیکھی اس میں (یہ) لکھا دیکھا۔

اِذَا نَظَرْتَ فِیْ کِتَابِیْ هٰذَا فَامْضِ حَتّٰی تَنْزِلَ نَخْلَةً بَیْنَ مَکَّةَ وَالطَّائِفِ فَتَرَصَّدَ بِهَا قُرَیْشًا وَتَعَلَّمَ لَنَا مِنْ اَخْبَارِهِمْ.

''جب تم میری اس تحریر کو دیکھو تو یہاں تک چلو کہ مکہ اور طائف کے درمیانی نخلستان میں اترو اور وہاں رہ کر قریش (کی کاروائیوں) کی دیکھ بھال کرتے رہو اور ان کی خبروں سے ہمیں آگاہ کرو''۔

جب عبداللہ بن جحش نے (یہ) تحریر دیکھی تو کہا بسروچشم۔ پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں نخلستان جاؤں اور وہاں سے قریش (کے حالات) کی نگرانی کرتا رہوں اور ان کی خبروں کی اطلاع آپ کو دیتا رہوں۔ اور تم میں سے کسی کو بھی مجبور کرنے سے مجھے آپ نے منع فرمایا ہے۔ پس تم میں سے جو شہید ہونا چاہتا ہے اور شہادت سے اسے محبت ہے تو وہ (میرے ساتھ) چلے اور جو اس کو ناپسند کرتا ہے وہ لوٹ جائے۔ اور میں تو رسول اللہ ﷺ کے حکم پر جانے والا ہوں۔ (یہ کہہ کر) وہ نکل کھڑے ہوئے۔ ان کے ساتھ ان کے ساتھی بھی ہو گئے اور کوئی ان میں سے پیچھے نہ ہٹا وہ (سب) حجاز کی راہ چلے

یہاں تک کہ جب فرع نامی معدن پر پہنچے جس کو بحران بھی کہا جاتا تھا تو سعد ابن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا وہ اونٹ کھو گیا جس کو وہ دونوں اپنے پیچھے لا رہے تھے۔ اس لئے وہ دونوں اس کی تلاش میں ان سے پیچھے رہ گئے عبداللہ بن جحش اور ان کے باقی ساتھی یہاں تک چلے کہ وہ نخلہ میں جا کر اتر پڑے ان کے پاس سے قریش کا ایک قافلہ گزرا جو منقیٰ۔ چمڑے اور قریش کے دوسرے تجارتی سامان لے جا رہا تھا جس میں عمرو بن الحضرمی بھی تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس حضرمی کا نام عبداللہ بن عباد تھا اور بعض کہتے ہیں مالک بن عباد بنی صدف میں سے تھا۔ اور صدف کا نام عمرو بن مالک جو بنی السکون بن اشرس بن کندہ میں سے تھا اور بعضوں نے کندی کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور (اس قافلے میں) عثمان بن عبداللہ بن المغیرۃ المخزومی اور اس کا بھائی نوفل بن عبداللہ المخزومی اور الحکم بن کیسان ہشام بن المغیرۃ کا آزاد غلام بھی تھا جب ان لوگوں نے انہیں دیکھا تو ہیبت زدہ ہو گئے حالانکہ وہ ان کے قریب ہی اترے تھے عکاشہ بن محصن نے جا کر انہیں دیکھا اور عکاشہ کا سر منڈا ہوا تھا جب انہوں نے عکاشہ کو دیکھا مطمئن ہو گئے اور کہا عمرہ کرنے والے لوگ ہیں ان سے تمہیں کوئی خوف نہیں۔ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ واقعہ ماہ رجب کے آخری دن کا تھا ان لوگوں نے کہا کہ واللہ اگر تم نے ان لوگوں کو آج چھوڑ دیا تو یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور وہاں وہ تم سے محفوظ ہو جائیں گے اور اگر تم نے ان کو قتل کیا تو تمہارا انہیں قتل کرنا ماہ حرام میں ہوگا۔ اور یہ لوگ بہت متردد رہے اور ان پر پیش قدمی کرنے سے ڈرے پھر ان لوگوں نے ان پر حملے کے لئے اپنے دل مضبوط کئے اور ان میں سے جس جس کو قتل کر سکیں ان کے قتل کرنے اور ان کے ساتھ جو کچھ ہے اس کے لے لینے پر متفق ہو گئے اور واقد بن عبداللہ تیمی نے عمرو بن الحضرمی پر ایک تیر پھینکا اور اسے قتل کر دیا اور عثمان بن عبداللہ اور الحکم بن کیسان کو قید کر لیا نوفل بن عبداللہ بچ کر نکل گیا اور انہیں (اپنی گرفتاری سے) عاجز کر دیا عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھی قافلے کے اونٹوں اور دونوں قیدیوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آئے۔ عبداللہ بن جحش کے بعض متعلقین نے کہا ہے کہ عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا تھا کہ ہمیں جو کچھ غنیمت میں ملے اس کا پانچواں حصہ رسول اللہ کو دینا اور یہ واقعہ دینا اللہ کی جانب سے فرض کئے جانے سے پہلے کا ہے۔ اس لئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے قافلے کے اونٹوں میں سے پانچواں حصہ الگ کر دیا اور باقی تمام اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر لیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آئے تو آپ نے فرمایا:

مَا اَمَرْتُكُمْ بِقِتَالٍ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ.

''میں نے تمہیں ماہ حرام میں کسی جنگ کا تو حکم نہیں دیا''۔

پھر قافلے کے اونٹوں اور دونوں قیدیوں کے معاملے کو ملتوی رکھا اور اس میں سے کچھ لینے سے بھی انکار فرمادیا۔

جس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو یہ (لوگ) پچھتائے اور خیال کیا کہ وہ تباہ ہو گئے ان کے دوسرے مسلمان بھائیوں نے بھی ان کے اس کام پر لے دے کی قریش تو کہنے لگے کہ محمد اور اس کے ساتھیوں نے ماہ حرام کو بھی حلال کر دیا ماہ حرام (ہی) میں خون ریزی کی اور ماہ حرام (ہی) میں مال لوٹ کر لوگوں کو قید کیا۔ مکہ کے مسلمانوں میں سے جو لوگ ان کا جواب دے رہے تھے وہ کہتے تھے کہ ان لوگوں نے جو کچھ حاصل کیا وہ شعبان میں کیا۔ یہود نے رسول اللہ ﷺ کے مخالف فال لینے کے لئے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ نے قتل کیا ہے اس لئے عمرو سے عمرت الحرب یعنی جنگ دراز ہوگئی۔ اور حضرمی سے حضرت الحرب یعنی جنگ سر پر آ گئی اور واقد بن عبداللہ سے وقدت الحرب یعنی شعلۂ جنگ بھڑک اٹھا۔ پس اللہ نے مذکورہ تفاول کی آفت انہیں پر ڈالی اور ان کے لئے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ جب لوگوں میں اس بات کا خوب چرچا ہونے لگا تو اللہ نے اپنے رسول پر (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَّ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ﴾

''لوگ تجھ سے ماہ حرام کے متعلق (یعنی) اس میں جنگ کرنے کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ دے کہ اس میں جنگ کرنا بڑا (گناہ) ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے (روکنا) اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکالنا اللہ کے پاس اس سے (بھی) زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔ یعنی اگر تم نے انہیں ماہ حرام میں قتل کیا ہے تو انہوں نے تو تمہیں اللہ کی راہ سے اللہ کے انکار کے ساتھ روکا ہے اور مسجد حرام سے روکا ہے۔ اور تم کو نکالنا جو وہاں کے رہنے والے تھے۔ اللہ کے پاس اس قتل سے بڑا گناہ تھا جو تم نے ان کے کسی شخص کو قتل کر دیا:

﴿ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ﴾

''اور دین سے پھیرنے کے لئے ایذائیں دینا قتل سے بہت زیادہ بڑا (گناہ) ہے''۔

یعنی یہ لوگ تو مسلمانوں کو ان کے دین سے پھیرنے کے لئے (طرح طرح کی) ایذائیں دیا کرتے تھے کہ ان کو ان کے ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف پھیر لیں اور ان کا یہ فعل تو اللہ کے پاس قتل سے بھی زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔

﴿ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ﴾

''اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں اگر وہ ایسا کر سکیں''۔

یعنی اس پر مزید یہ ہے کہ اس بدترین اور اس سے بڑے (گناہ) پر وہ جمے ہوئے ہیں نہ اس سے تائب ہونے والے ہیں اور نہ اس سے الگ ہونے والے ہیں۔ اور جب قرآن اس حکم کو لے کر نازل ہوا اور اللہ نے مسلمانوں کے اس خوف و ہراس کو دور فرما دیا جس میں وہ مبتلا تھے تو رسول اللہ ﷺ نے قافلے کے اونٹوں اور قیدیوں پر قبضہ فرمایا اور قریش نے عثمان بن عبداللہ اور الحکم بن کیسان کی رہائی کے لئے فدیہ بھیجا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا نُفْدِيْكُمُوْهُمَا حَتّٰى يَقْدَمَ صَاحِبَانَا.

''ہم ان دونوں کے متعلق تمہارا فدیہ (اس وقت تک) قبول نہ کریں گے جب تک کہ ہمارے دونوں دوست (نہ) آ جائیں''۔

یعنی سعد ابن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان۔

فَاِنَّا نَخْشَاكُمْ عَلَيْهِمَا فَاِنْ تَقْتُلُوْهُمَا نَقْتُلْ صَاحِبَيْكُمْ.

''کیونکہ ان دونوں کے متعلق ہمیں تم سے اندیشہ ہے۔ پس اگر تم نے ان دونوں کو قتل کر دیا تو ہم بھی تمہارے دونوں دوستوں کو قتل کر دیں گے''۔

اس کے بعد سعد و عتبہ آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فدیہ لے کر ان دونوں کو رہا فرما دیا الحکم بن کیسان نے اس کے بعد اسلام اختیار کر لیا اور اچھے مسلم رہے۔ عثمان بن عبداللہ مکہ والوں کے پاس چلا گیا اور کفر ہی کی حالت میں مرا۔ جب عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں کا وہ خوف و ہراس جاتا رہا جس میں وہ اس وقت تک مبتلا تھے جب تک کہ قرآن نازل ہوا۔ تو انہیں اجر کی امید ہوئی۔ اور انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم اس بات کی امید رکھیں کہ یہ (جو کچھ ہوا یہ) غزوہ تھا اور ہمیں اس کے متعلق مجاہدوں کا (سا) ثواب دیا جائے گا تو ان کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَةَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾

''بے شبہ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ (تعالیٰ) تو (لغزشوں کو) بڑا ڈھانک لینے والا اور بڑا مہربان ہے''۔

پس اللہ (تعالیٰ) نے تو انہیں اس معاملے میں بڑی امید پر رکھا۔ اور اس حدیث کی روایت زہری اور یزید بن رومان سے ہے اور انہوں نے عروۃ بن الزبیر سے روایت کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن جحش کے بعض متعلقین نے بیان کیا کہ اللہ (تعالیٰ) نے جب (مال) غنیمت کو جائز کر دیا اور اس کی تقسیم کی تو چار خمس ۴/۵ تو ان لوگوں کے لئے مقرر فرمایا جنہوں نے غنیمت حاصل کی پانچواں حصہ ۱/۵ اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسول ﷺ کے لئے مقرر فرمایا۔ اور یہ (تقسیم) اسی کے مطابق ہوگئی جو عبداللہ بن جحش نے قافلے کے اونٹوں میں کی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ پہلی غنیمت تھی جو مسلمانوں نے حاصل کی اور عمرو ابن الحضرمی پہلا شخص ہے جس کو مسلمانوں نے قتل کیا اور عثمان بن عبداللہ اور الحکم بن کیسان پہلے قیدی ہیں جن کو مسلمانوں نے قید کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ غزوۂ عبداللہ بن جحش کے متعلق جب قریش نے کہا کہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں نے ماہ حرام کو حلال کر ڈالا۔ اس (مہینے) میں خون ریزی کی' اس میں مال لوٹ لیا اور لوگوں کو قید کر لیا تو ابوبکر صدیق نے (یہ شعر) کہے اور بعض کہتے ہیں (کہ ابوبکر صدیق نے نہیں) بلکہ عبداللہ ابن جحش نے کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ شعر عبداللہ بن جحش ہی کے ہیں۔

تَعُدُّوْنَ قَتْلاً فِي الْحَرَامِ عَظِيْمَةً　　وَاَعْظَمُ مِنْهُ لَوْ يَرَى الرُّشْدَ رَاشِدُ

تم لوگ ماہ حرام کے قتل کو بڑا گناہ شمار کر رہے ہو حالانکہ اگر سیدھی راہ چلنے والا سیدھی راہ کو دیکھے تو اس سے بڑے گناہ تو (حسب ذیل ہیں)۔

صُدُوْدُكُمْ عَمَّا يَقُوْلُ مُحَمَّدٌ　　وَكُفْرٌ بِهٖ وَاللّٰهُ رَاءٍ وَ شَاهِدُ

جو باتیں محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان سے تمہارا لوگوں کو پھیرنا ہے اور اللہ (تعالیٰ) حاضر و ناظر ہے۔ اور تمہارا محمد رسول اللہ ﷺ سے انکار کرنا ہے۔

وَاِخْرَاجُكُمْ مِنْ مَسْجِدِ اللّٰهِ اَهْلَهٗ　　لِئَلَّا يُرَى لِلّٰهِ فِي الْبَيْتِ سَاجِدُ

اور اللہ کی مسجد سے اس کے رہنے والوں کو تمہارا (اس لئے) نکالنا کہ اللہ کے گھر میں اللہ کو سجدہ کرنے والا کوئی نظر نہ آئے۔

فَاِنَّا وَاِنْ غَيَّرْتُمُوْنَا بِقَتْلِهٖ　　وَ اَرْجَفَ بِالْاِسْلَامِ بَاغٍ وَحَاسِدُ

اگرچہ تم ہم پر اس کے قتل کا عیب لگاؤ اور باغی اور حاسد لوگ اگرچہ (ایسی خبروں کے ذریعے نظام) اسلام میں بے چینی پیدا کرنا چاہیں بے شک ہم نے۔

سَقَيْنَا مِنَ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ رِمَاحَنَا　　بِنَخْلَةَ لَمَّا اَوْقَدَ الْحَرْبَ وَاقِدُ

ابن الحضرمی کے خون سے اپنے نیزوں کو مقام نخلہ میں جبکہ جنگ (کی آگ) بھڑکانے والے نے بھڑکائی سیراب کیا۔

دَمًا وَابْنُ عَبْدِاللّٰهِ عُثْمَانُ بَيْنَنَا ` يُنَازِعُهٗ غُلٌّ مِنَ الْقِدْعَانِدُ

اس حالت میں کہ عثمان بن عبداللہ ہمارے درمیان ایسا (پڑا ہوا) ہے کہ خون آلودہ تسمے کی مشکیں اس سے جھگڑ رہی ہیں (یعنی کسی ہوئی ہیں)۔

کعبے کی جانب قبلے کی تحویل

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے اٹھارھویں مہینے کی ابتدا میں شعبان کے مہینے میں بعض لوگوں کے قول کے مطابق قبلے کی تحویل ہوئی۔

غزوۂ بدر کبریٰ

ابن اسحٰق نے کہا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ابوسفیان ابن حرب قریش کے ایک قافلے کے ساتھ شام سے آ رہا ہے اس قافلے میں قریش کے اونٹ اور ان کا تجارتی سامان ہے اور اس میں قریش کے تیس یا چالیس شخص ہیں جن میں مخرمہ بن نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ اور عمرو بن العاص بن وائل بن ہشام بھی ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن العاص بن وائل بن ہشام۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے محمد بن مسلم الزہری اور عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر اور یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر اور ان کے علاوہ ہمارے دوسرے علماء سے ابن عباس کی روایت سنائی ان میں سے ہر ایک نے مجھے اس روایت کا ایک ایک حصہ سنایا ہے اور میں نے بدر کے جو واقعات لکھے ہیں ان میں ان سب کی روایتوں کا مجموعہ ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کی شام سے آنے کی خبر سنی تو مسلمانوں کو ان کی طرف جانے کی ترغیب دلائی اور فرمایا:

هٰذِهٖ عِيْرُ قُرَيْشٍ فِيْهَا اَمْوَالُهُمْ فَاخْرِجُوْا اِلَيْهَا لَعَلَّ اللّٰهَ يُنَفِّلُكُمُوْهَا.

''یہ قریش کا قافلہ ہے اس میں ان کے (مختلف قسم کے) مال ہیں۔ پس ان کی طرف نکلو شاید تمہیں اس میں سے کچھ غنیمت دلا دے''۔

لوگوں نے آپ کی ترغیب کے اثر کو قبول کیا اور بعض تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے (البتہ) بعضوں نے

سستی کی اور اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی جنگ میں مقابلہ نہیں فرمایا ہے۔
اور ابوسفیان جب حجاز سے قریب ہوا تو خبریں دریافت کرنے لگا اور تمام لوگوں کا معاملہ ہونے کے سبب سے اس پر خوف کی وجہ سے جس قافلے سے ملتا اس سے پوچھتا یہاں تک کہ ایک قافلے سے اسے خبر ملی کہ محمد نے اپنے ساتھیوں سے تیرے اور تیرے قافلے کے لئے نکلنے کی خواہش کی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی اس نے احتیاطی تدبیریں اختیار کیں اور ضمضم بن عمرو الغفاری کو اجرت دے کر مکہ کو روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ قریش کے پاس جا کر ان سے ان کا مالوں کی حفاظت کے لئے نکلنے کا مطالبہ کرے اور انہیں یہ خبر سنا دے کہ محمد اس قافلے کے لئے آڑے آچکے ہیں اور ضمضم بن عمرو تیزی سے مکہ کی طرف چلا گیا۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا عکرمہ سے اور انہوں نے ابن عباس کی روایت سے اور یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر کی روایت سے حدیث سنائی ان دونوں نے کہا کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم کے مکہ آنے سے تین دن پہلے ایک ایسا خواب دیکھا جس نے اس کو پریشان کر دیا تو عاتکہ نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلوا بھیجا اور ان سے کہا بھائی جان! واللہ!! میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا اور مجھے خوف ہے کہ آپ کی قوم پر اس کے سبب سے کوئی برائی اور مصیبت آئے اس لئے جو کچھ میں آپ سے بیان کروں اسے مخفی رکھئے۔ انہوں نے عاتکہ سے کہا (اچھا بیان کر) تو نے کیا دیکھا ہے۔ کہا میں نے ایک سوار دیکھا جو اپنے ایک اونٹ پر آیا اور (وادی) ابطح میں کھڑا ہو گیا اور پھر نہایت بلند آواز سے چلایا کہ سنو! اے بے وفاؤ! اپنے پچھڑنے کی جگہوں کی طرف تین دن کے اندر جنگ کے لئے نکل چلو۔ تو میں نے دیکھا کہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر وہ شخص مسجد میں داخل ہوا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے جا رہے ہیں اسی اثناء میں کہ لوگ اس کے گرد ہیں اس کا اونٹ اسے لئے ہوئے خانہ کعبہ کے اوپر نمودار ہوا وہ پھر اسی طرح چلایا سنو اے غدارو! اپنے پچھڑنے کے مقام کی جانب تین روز کے اندر جنگ کے لئے نکل جاؤ۔ پھر اس کے بعد اس کا اونٹ اسے لئے ہوئے کوہ ابوقبیس پر نمودار ہوا اور وہ اسی طرح چلایا۔ پھر اس نے ایک چٹان لی اور اس کو لڑھکا دیا وہ لڑھکتی ہوئی جب پہاڑ کے دامن میں پہنچی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور مکہ کے گھروں میں سے کوئی گھر اور کوئی احاطہ (ایسا) باقی نہ رہا کہ اس کا کوئی نہ کوئی ٹکڑا اس میں (نہ) گیا (ہو) عباس نے کہا واللہ یہ تو ایک (اہم) خواب ہے۔ دیکھ تو اسے چھپا اور کسی سے بیان نہ کر۔
پھر وہاں سے عباس نکلے تو ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے جو ان کا دوست تھا (اس سے) خواب بیان کیا اور اس

خواب کے پوشیدہ رکھنے کی بھی خواہش کی۔ ولید نے اسے اپنے باپ عتبہ سے کہا اور یہ بات مکہ میں یہاں تک پھیل گئی کہ قریش میں (جابجا) اسی کا چرچا ہونے لگا۔ عباس نے کہا کہ جب میں سویرے بیت اللہ کا طواف کرنے نکلا تو ابوجہل بن ہشام قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا اور سب کے سب عاتکہ کے خواب کے متعلق بات چیت کر رہے تھے جب ابوجہل نے مجھے دیکھا تو کہا اے ابوالفضل! جب تم اپنے طواف سے فارغ ہونا تو ہمارے پاس آنا۔ جب میں فارغ ہوا تو جا کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے مجھ سے کہا اے بنی عبدالمطلب تم میں یہ نئی نبیہ کب سے پیدا ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے کہا کیا بات ہے۔ اس نے کہا اجی وہی خواب جو عاتکہ نے دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے کہا آخر اس نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا اے بنی عبدالمطلب! کیا تمہیں یہ بات کافی نہ تھی کہ تم میں سے مردوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اب تو تمہاری عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں۔ عاتکہ نے تو اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ تین روز کے اندر جنگ کے لئے نکل جانے کے لئے اُس نے کہا ہے تو ہم بھی ان تین دنوں میں تمہاری بات کا انتظار[1] کریں گے اگر جو وہ کہہ رہی ہے سچ ہو تو وہی ہوگا اور اگر تین روز گزر گئے اور ان باتوں میں سے کوئی بات سچ نہ نکلی تو ہم تمہارے متعلق ایک نوشتہ لکھ رکھیں گے کہ تم لوگ عرب کے سب سے زیادہ جھوٹے خاندان کے ہو۔ عباس نے کہا کہ میں نے اس کا کوئی تفصیلی جواب نہیں دیا بجز اس کے کہ میں نے اس خواب کا اور عاتکہ کے خواب دیکھنے کا انکار کر دیا انہوں نے کہا۔ پھر ہم ایک دوسرے سے الگ ہو گئے اور جب شام ہوئی تو بنی عبدالمطلب میں سے کوئی عورت (ایسی) باقی نہ رہی جس نے میرے پاس آ کر یہ نہ کہا ہو کہ کیا تم نے اس بدکار خبیث کی باتوں کو گوارا کر لیا کہ وہ تمہارے مردوں کی نکتہ چینی کرتے کرتے عورتوں تک پہنچ جائے اور تم سنتے رہے اور تم نے جو کچھ سنا اس سے تمہیں کچھ بھی غیرت نہ آئی۔ انہوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا واللہ! میں نے اسے کوئی تفصیلی (جواب) نہیں دیا۔ اللہ کی قسم میں اس سے تعارض کروں گا۔ اگر اس نے دوبارہ اس قسم کی باتیں کیں تو ضرور میں تمہاری طرف سے اس کا پورا تدارک کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ۔ عاتکہ کے خواب کے تیسرے دن جب صبح ہوئی تو میں غصے سے بے خود تھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ میں نے ایک (اچھا) موقع کھو دیا میری خواہش تھی کہ میں اس میں اس کو پھانستا۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں مسجد میں گیا تو اس کو اس حالت میں دیکھا کہ واللہ میں اس کی جانب جا رہا ہوں اور اس کی راہ میں حائل ہوں تا کہ وہ دوبارہ ان باتوں میں سے جو اس نے کہی تھیں کوئی بات کہے اور میں

---

[1] (الف) میں ''نتربض'' ضاد معجمہ سے اور (ب ج د) میں صاد مہملہ سے ہے پہلی صورت میں کمزوری سے بیٹھے رہنے کے معنی ہیں جو زیادہ مناسب نہیں۔ (احمد محمودی)

اس سے بھڑ جاؤں اور وہ آدمی کم وزن (یا دبلا پتلا) تیز مزاج (کتابی چہرہ) تیز زبان۔ تیز نظر تھا۔ انہوں نے کہا کہ۔ ایکا ایکی تیز چلتا ہوا (یا دوڑتا ہوا) مسجد کے دروازے کی جانب نکل گیا۔ انہوں نے کہا کہ۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ کیا یہ تمام (حرکات) اس خوف سے ہیں کہ میں اسے صلواتیں سناؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ۔ اس نے اچانک ایک ایسی بات سنی جو میں نے نہیں سنی۔ اس نے ضمضم بن عمرو الغفاری کی آواز سنی جو بطن وادی میں اپنے اونٹ کو ٹھہرائے ہوئے چیخ رہا ہے اور اونٹ کی ناک (یا کان یا لب) کاٹ دی ہے اور کجاوا الٹ دیا ہے اور کرتا تھاڑ لیا ہے اور وہ کہہ رہا ہے۔ اے گروہ قریش اپنے مصالح کے اونٹوں اور اپنے مال کو بچاؤ جو ابوسفیان کے ساتھ ہے محمد اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے لئے رکاوٹ بن گیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ تم اس کو پاسکو گے۔ فریاد! فریاد!!۔ انہوں نے کہا۔ اس واقعے سے مجھ کو اس سے اور اس کو مجھ سے (اپنی) اپنی جانب پھیر لیا۔ اور لوگوں نے پھرتی سے تیاری کی اور کہنے لگے کیا محمد اور اس کے ساتھی اس قافلے کو بھی ابن الحضرمی کے قافلے کی طرح سمجھ رہے ہیں۔ واللہ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا! وہ لوگ اس کو اس کا برعکس پائیں گے۔ اب ان لوگوں کی دو ٹولیاں ہوگئیں۔ کچھ تو نکل کھڑے ہوئے اور کچھ اپنے بجائے کسی شخص کو جانے کے لئے ابھارنے لگے اور قریش سب کے سب اسی (چکر) میں آ گئے اور ان میں سے سربرآوردہ لوگوں میں کوئی باقی نہ رہا بجز ابولہب بن عبدالمطلب کے جو رہ گیا تھا اور اپنے بجائے العاص بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کر دیا تھا اور اس سے پہلے چار ہزار درہم کا جو اس کے اس پر تھے تقاضا کر چکا تھا اور وہ ان درہموں سے خالی ہاتھ اور مفلس ہو چکا تھا اس لئے اس نے ان درہموں کے عوض میں اس کو اس کام پر مقرر کر دیا کہ وہ اس کے بجائے کسی اور شخص کو بھیجنے کے بجائے کافی ہو اور وہ اس کے بجائے چلا گیا اور ابولہب رہ گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن نجیح نے بیان کیا کہ امیہ بن خلف نے (قافلے کی حفاظت کے لئے ساتھ نہ جا کر گھر میں) بیٹھے رہنے ہی کا ارادہ کر لیا تھا اور یہ بوڑھا شاندار ڈیل ڈول کا بھاری بھرکم تھا تو اس کے پاس عتبہ بن ابی معیط ایسے وقت آیا جبکہ وہ مسجد میں اپنے لوگوں میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک انگیٹھی اٹھا لایا جس میں آگ اور اگر تھا (وہ انگیٹھی) اس کے سامنے لا کر رکھ دی اور کہا اے ابوعلی بخور لو کہ تم بھی تو عورتوں میں سے ہو۔

اس نے کہا اللہ تجھے بدصورت بنا دے اور جو کام تو نے کیا ہے اس کو بھی بدنما بنا دے۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد اس نے تیاری کی اور دوسرے لوگوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب یہ لوگ اپنی تیاری سے فارغ ہوئے اور نکلنے کا ارادہ کیا تو اپنے اور بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے درمیان جو جنگ تھی وہ یاد آ گئی اور کہا ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ ہمارے پیچھے سے حملہ نہ کر دیں۔

کنانہ اور قریش میں جنگ اور واقعہ بدر کے دن ان کا درمیان میں آنا

بعض بنی عامر نے مجھ سے محمد بن سعید بن المسیب کی جو روایت بیان کی ہے اس کے لحاظ سے جو جنگ قریش اور بنی بکر میں تھی اس کا سبب حفص ابن الاخیف کا لڑکا تھا جو بنی معیص بن عامر بن لوی میں سے ایک شخص تھا جو اپنی ایک کھوئی ہوئی اونٹنی کی تلاش میں مقام ضجنان تک نکل گیا اور وہ کم سن لڑکا تھا اس کے سر میں چوٹیاں تھیں اور بہترین لباس پہنے ہوئے تھا یہ لڑکا پاک صاف نکھرے ہوئے رنگ کا تھا عامر بن یزید بن عامر بن الملوح کے پاس سے گزرا جو بنی یعمر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے ایک شخص ضجنان ہی میں تھا اور وہ ان دنوں بنی بکر کا سردار تھا۔ اس نے اس لڑکے کو دیکھا تو حیران ہو گیا۔ پوچھا اے لڑکے تو کون ہے۔ اس نے کہا میں حفص بن الاخیف القرشی کے لڑکوں میں سے ایک لڑکا ہوں۔ اور جب وہ لڑکا پلٹ کر چلا گیا عامر بن یزید نے کہا اے بنی بکر کیا قریش کے ذمے تمہارا کوئی خون نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ بخدا ہمارے بہت سے خون ان کے ذمے ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر کسی نے اس لڑکے کو اپنے کسی ایک آدمی کے بجائے قتل کر دیا تو اس نے اپنے خون کا پورا معاوضہ لے لیا۔

راوی نے کہا تو بنی بکر میں سے ایک شخص اس کے پیچھے ہو گیا اور اس کو اس خون کے عوض مار ڈالا جو بنی بکر کا قریش کے ذمے تھا۔ قریش نے اس کے متعلق گفتگو کی تو عامر بن یزید نے کہا اے گروہ قریش! ہمارے بہت (سے) خون تمہارے ذمے تھے (اس لئے ہم نے اس کو قتل کر دیا) اب جو چاہو کرو۔ اگر تم چاہو تو تمہارے ذمے جو کچھ ہو وہ ادا کر دو اور جو کچھ ہمارے ذمے ہوگا ہم ادا کر دیں گے اور اگر تم چاہو تو یہ خون کا معاملہ ہے ایک شخص کا بدلہ ایک شخص ہے۔ تمہارا خون جو ہمارے ذمے ہے اس سے باز آ جاؤ تو ہم اس خون سے باز آئیں گے جو ہمارا تمہارے ذمے ہے (اس کا اثر یہ ہوا کہ) اس لڑکے (کے خون) کی اس قبیلہ قریش میں کوئی اہمیت نہ رہی اور انہوں نے کہا کہ اس نے سچ کہا کہ ایک شخص کا بدلہ ایک شخص ہے اور اس لڑکے کو بھول گئے اور اس کا خون بہا طلب نہ کیا۔

(راوی نے) کہا کہ اس کا بھائی مکرز بن حفص بن الاخیف مرالظہران (کے پاس) سے جا رہا تھا کہ یکا یک اس نے عامر بن یزید بن عامر ابن الملوح کو اپنے ایک اونٹ پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ جب اس نے اس کو دیکھا تو اس کے پاس آیا اور اس کے پاس اپنا اونٹ ایسی حالت میں بٹھایا کہ اپنی تلوار حمائل کئے ہوئے تھا۔

اور مکرز اپنی تلوار لے کر اس پر (ایسا) پل پڑا کہ اس کو قتل (ہی) کر ڈالا اور اس کے پیٹ میں اسی کی تلوار ڈال کر اسے مکہ لایا۔ اور رات کے وقت کعبے کے پردوں سے اسے لٹکا دیا۔ جب صبح قریش جاگے تو عامر بن یزید بن عامر کی تلوار دیکھی کہ کعبے کے پردوں سے لٹکی ہوئی ہے اس کو پہچانا تو کہا کہ بے شبہ یہ تلوار عامر بن یزید کی ہے اس پر مکرز بن حفص نے حملہ کیا ہے اور اس کو قتل کر دیا ہے۔ یہ ان کے واقعات تھے۔ غرض وہ اپنے یہاں کی اسی جنگ میں (پھنسے ہوئے) تھے کہ لوگوں میں اسلام پھیل گیا اور وہ اسلام ہی کی طرف متوجہ ہو گئے یہاں تک کہ قریش نے بدر کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا اور اس وقت انہیں وہ تعلقات یاد آئے جو ان میں اور بنی بکر میں تھے اور ان سے ڈرنے لگے اور مکرز بن حفص نے اپنے عامر کو قتل کرنے کے متعلق کہا ہے۔

لَمَّا رَأَيْتُ اَنَّهٗ هُوَ عَامِرٌ ۔۔۔ تَذَكَّرْتُ اَشْلَاءَ الْحَبِيْبِ الْمُلَحَّبِ

جب میں نے دیکھا کہ وہ عامر ہے تو مجھے اپنے پیارے کے اعضا کے ٹکڑے جو گوشت سے الگ تھے یاد آ گئے۔

وَقُلْتُ لِنَفْسِيْ اِنَّهٗ هُوَ عَامِرٌ ۔۔۔ فَلَا تَرْهَبِيْهِ وَانْظُرِيْ اَيَّ مَرْكَبِ

اور میں نے اپنے دل سے کہا کہ بے شبہہ عامر یہی ہے اس سے تو نہ ڈر اور دیکھ لے کہ یہ کس قسم کی سواری ہے۔

وَاَيْقَنْتُ اَنِّيْ اِنْ اُجَلِّلْهُ ضَرْبَةً ۔۔۔ مَتٰى مَا اُصِبْهُ بِالْفُرَافِرِ يَعْطَبِ

اور میں نے یقین کر لیا کہ اگر اس پر ایک کاری ضرب لگاؤں اور جب وہ تلوار اس پر پوری طرح برساؤں تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔

حَفِظْتُ لَهٗ جَاْشِيْ وَاَلْقَيْتُ كَلْكَلِيْ ۔۔۔ عَلٰى بَطَلٍ شَاكِي السِّلَاحِ مُجَرَّبِ

میں نے اس کے لئے اپنے دل کی حفاظت کی (دل کڑا کیا) اور میں نے اپنا وار ایک ایسے سورما پر کیا جو تجربہ کار اور ہتھیار لگائے ہوئے تھا۔

وَلَمْ اَكُ لَمَّا الْتَفَّ رُوْعِيَ رُوْعُهٗ ۔۔۔ عُصَارَةَ هُجْنٍ مِنْ نِسَاءٍ وَلَا اَبِ

اور جب میرا دھیان او ااس کا دھیان ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوئے تو (ظاہر ہو گیا کہ) میں (نہ) عورتوں کی جانب سے .و غلے نطفے کا تھا (اور) نہ باپ کی طرف سے۔

حَلَلْتُ بِهٖ وَتْرِيْ وَلَمْ اَنْسَ ذَحْلَهٗ ۔۔۔ اِذَا مَاتَنَاسٰى ذَحْلَهٗ كُلُّ غَيْهَبِ[1]

---

[1] (ج د) میں العیهب بعین مهمله ہے اور خط کشیدہ عبارت بھی انہیں میں ہے۔ (الف) میں نہیں ہے۔ اور (ب) میں دونوں میں ہیں۔ (احمد محمودی)

میں نے اپنا غصہ اس پر اتار دیا (یا اس سے میں نے اپنا انتقام لے لیا) اور اس کے انتقام (کی لوگ جو فکر کریں گے اس) کو بھی بھولا نہیں جبکہ (ایسے موقعوں پر) اس کے انتقام کو غافل یا بھولے (بھالے) لوگ بھول جاتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ الغیہب وہ شخص ہے جس کو عقل نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ غیہب ہرنوں اور شتر مرغوں میں سے نروں کو کہتے ہیں۔ اور خلیل نے کہا کہ الغیہب (بعین مہملہ) کے معنی اس شخص کے ہیں جو کمزور ہو اور اپنا انتقام نہ لے سکے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر کی روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ جب قریش نے چلنے کا ارادہ کر لیا اور وہ تعلقات یاد آئے جو ان کے اور بنی بکر کے درمیان تھے تو اس کے سبب سے وہ اپنا ارادہ بدل دینے کے قریب ہو گئے تھے (اتنے میں) ابلیس سراقہ بن مالک بن جعشم المدلجی کی صورت میں ان کے سامنے آیا جو بنی کنانہ کے سر برآوردہ لوگوں میں سے تھا اور کہا کہ اگر بنی کنانہ نے تم لوگوں کے یہاں سے جانے کے بعد کوئی ایسی حرکت کی جس کو تم لوگ ناپسند کرتے ہو تو اس کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ آخر وہ لوگ فوراً نکل کھڑے ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ ماہ رمضان کے چند راتیں گزرنے کے بعد نکلے۔

ابن ہشام نے کہا کہ رمضان کے آٹھ دن گزرنے کے بعد نکلے اور عمرو بن ام مکتوم کو لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے عامل بنایا۔ بعض کہتے ہیں ان کا نام عبداللہ ابن ام مکتوم تھا اور یہ بنی عامر بن لوی میں سے تھے۔ اس کے بعد مقام روحا' سے ابولبابہ کو واپس فرمایا۔ اور مدینہ کا عامل بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار کو پرچم عنایت فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ سفید تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو سیاہ پرچم تھے ان دونوں میں سے ایک تو علی بن ابی طالب کے ساتھ تھا جس کا نام عقاب تھا اور دوسرا انصار میں سے ایک کے ساتھ۔ اور اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ ستر اونٹ تھے اور ان پر باری باری بیٹھا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی بن ابی طالب اور مرثد بن ابی مرثد الغنوی ایک اونٹ پر۔ اور حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ اور ابوکبشہ اور انسہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ایک اونٹ پر اور ابوبکر و عمر اور عبدالرحمٰن بن عوف ایک اونٹ پر باری باری سے

بیٹھا کرتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ لشکر کے پچھلے حصے پر بنی مازن بن النجار والے قیس ابن ابی صعصعہ کو مقرر فرمایا اور ابن ہشام کے قول کے موافق انصار کا پرچم سعد ابن معاذ کے ساتھ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مدینہ سے مکہ کی جانب آپ مدینہ کے پہاڑوں کے درمیان سے (تشریف لے) چلے پھر عقیق پر سے اس کے بعد ذی الحلیفہ پر سے اور پھر اولات الجیش پر سے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ذات الجیش۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد آپ تربان پر سے گزرے۔ پھر ملل پر۔ پھر مریین کے مقام غمیش الحمام پر۔ پھر صخیرات الیمام پر۔ پھر السیالہ پر۔ پھر فج الروحاء پر۔ پھر شنوکہ پر سے جو عام راہ ہے یہاں تک کہ آپ عرق الظبیہ نامی مقام پر تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت الظبہ ہے۔

تو گاؤں والوں میں سے ایک شخص سے ملے اور اس سے ان لوگوں کے متعلق دریافت کیا۔ ان سے کوئی خبر نہیں ملی۔ ان لوگوں نے اس سے کہا رسول اللہ ﷺ کو سلام کر تو اس نے کہا کیا تم میں اللہ کا رسول بھی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں تو اس نے آپ کو سلام کیا اور کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو مجھ بتائیے کہ میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے تو اس سے سلمہ بن سلامہ بن وقش نے کہا (یہ بات) رسول اللہ ﷺ سے نہ پوچھ۔ میرے پاس آ۔ میں تجھے اس کے متعلق بتاتا ہوں تو اس پر چڑھ بیٹھا اور تجھ سے اس کو حمل رہ گیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَهْ اَفْحَشْتَ عَلَى الرَّجُلِ.

''خاموش۔ تم نے اس کو گالی دے دی''۔

پھر آپ نے سلمہ کی جانب سے منہ پھیر لیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے سجسج میں نزول فرمایا اور اسی مقام کا نام بیر الردحاء ہے۔ پھر آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ یہاں تک کہ جب المنصرف میں پہنچے تو وہاں سے مکہ کا راستہ چھوڑ دیا اور سیدھی جانب النازیہ پر سے بدر کا ارادہ فرمایا اور اس کے کنارے کنارے (تشریف لے) چلے یہاں تک النازیہ کہ اور تنگ راہۂ الصفراء کے بیچ والی رحقان نامی وادی کو طے فرمالیا اور اس تنگ راستے پر تشریف لائے اور پھر وہاں سے اتر کر جب الصفراء پر تشریف لائے تو بنی ساعدہ کے حلیف بسبس بن عمرو الجہنی اور بنی النجار کے حلیف عدی بن ابی الزغباء کو بدر کی جانب روانہ فرمایا کہ وہ دونوں ابوسفیان بن حرب وغیرہ کے متعلق خبریں دیں پھر رسول اللہ ﷺ نے وہاں سے کوچ فرمایا اور ان دونوں سے آگے نکل گئے۔

اس کے بعد جب آپ الصفراء کے سامنے آئے جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک بستی ہے تو آپ نے ان پہاڑوں کے نام دریافت فرمائے۔

لوگوں نے کہا کہ ان میں سے اس ایک کو تو مسلح کہا جاتا ہے اور دوسرے کو مخرئ اور وہاں کے رہنے والوں کے متعلق دریافت فرمایا تو کہا گیا کہ بنو النار اور بنو حراق بنی غفار کی دونوں شاخیں ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اور ان کے درمیان سے گزرنے کو ناپسند فرمایا اور ان کے ناموں اور ان کے رہنے والوں کے ناموں سے آپ نے فال لی اور رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں اور الصفراء کو بائیں جانب چھوڑ کر سیدھی طرف کی راہ ایک وادی پر سے جس کو ذفران کہا جاتا تھا اختیار فرمائی اور اس وادی کو طے فرمانے کے بعد اُتر پڑے تاکہ قافلے کو روکیں آپ نے لوگوں سے مشورہ فرمایا اور قریش کے متعلق خبر دی تو ابوبکر صدیق اٹھے اور خوب کہا یا رسول اللہ اللہ (تعالیٰ) آپ کو جس کام کو مناسب بتائے وہ کیجئے ہم آپ کے ساتھ ہی واللہ ہم آپ سے بنی اسرائیل کی طرح جیسا انہوں نے موسیٰ سے کہا تھا نہ کہیں گے کہ:

اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ.

''آپ اپنے پروردگار کے ساتھ جائیں اور دونوں مل کر جنگ کریں ہم بے شبہ یہیں بیٹھے رہنے والے ہیں''۔

بلکہ ہم تو یوں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا پروردگار دونوں چلیں اور ہم بھی آپ کے ساتھ جنگ کرنے والے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں برک الغماد[1] تک بھی لے چلیں تو ہم اس کی راہ میں صبر سے یہاں تک آپ کا ساتھ دیں گے کہ آپ وہاں پہنچ جائیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف فرمائی اور اس کے سبب سے ان کے لئے دعا فرمائی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَشِيْرُوْا عَلَيَّ اَيُّهَا النَّاسُ.

''لوگو مجھے مشورہ دو''۔

اور یہاں لوگوں سے آپ کی مراد انصار تھے۔ اور یہ اس لئے فرمایا کہ وہ بھی لوگوں کی تعداد میں شامل تھے۔ اور جب انہوں نے مقام عقبہ میں بیعت کی تھی تو کہا تھا کہ ہم آپ کی ذمہ داری سے بری ہیں۔ جب تک کہ آپ ہماری بستیوں میں نہ پہنچ جائیں اور جب آپ ہمارے پاس پہنچ جائیں آپ ہماری ذمہ داری میں ہوں گے۔ اور ہم آپ کی حفاظت ہر اس چیز سے کریں گے جس سے ہم اپنے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کرتے

---

[1] یمن میں ایک مقام کا نام ہے کہا جاتا ہے کہ وہ انتہائی پتھر ہے۔ از حاشیہ (ب)۔ (احمد محمودی)

ہیں۔اس لئے رسول اللہ ﷺ کو اس بات سے اندیشہ تھا کہ کہیں انصار یہ نہ سمجھتے ہوں کہ آپ کی امداد ان پر اسی صورت میں لازم ہے کہ کوئی دشمن مدینہ میں آپ پر اچانک حملہ کر دے اور ان پر لازم نہیں ہے کہ آپ انہیں ان کی بستیوں سے نکال کر کسی دشمن کے مقابل لے جائیں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ الفاظ فرمائے تو سعد بن معاذ نے آپ سے عرض کی یارسول اللہ! واللہ آپ گویا ہم سے خطاب فرما رہے ہیں۔فرمایا۔اجل۔ ہاں عرض کی بے شبہ ہم آپ پر ایمان لاچکے ہیں اور ہم نے آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی ہے کہ آپ نے جو چیز ہمارے سامنے پیش فرماں برداری اور طاعت پر مستحکم وعدے کر چکے ہیں اس لئے یارسول اللہ آپ جہاں چاہیں (تشریف لے) چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ اس سمندر کو ہمارے سامنے لے آئیں اور آپ اس میں داخل ہوں تو ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں داخل ہو جائیں گے اور ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہ ہٹے گا اور ہم اس بات کو نا پسندیدہ نہیں سمجھتے کہ آپ کل ہمیں اپنے ساتھ لے کر ہمارے دشمن سے مقابل ہوں۔ہم جنگ کرنے کے لئے بڑے مضبوط اور مقابلے میں کامل ہیں۔امید ہے کہ اللہ ہماری جانب سے آپ کو ایسے کارنامے دکھائے گا جن سے آپ مطمئن ہو جائیں گے۔غرض ہمیں اپنے ساتھ لے کر علی برکت اللہ چلے چلئے۔

غرض رسول اللہ ﷺ سعد کی تقریر سے خوش ہوئے اور ان کی باتیں آپ کے لئے باعث نشاط ہوئیں۔ پھر فرمایا:

سِيْرُوْا وَاَبْشِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ وَعَدَنِىْ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ وَاللّٰهِ لَكَاَنِّى الْاٰنَ اَنْظُرُ اِلٰى مَصَارِعِ الْقَوْمِ.

''چلو اور خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے مجھ سے دونوں گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ واللہ اس وقت گویا میں بے شبہ ان لوگوں کے کچھڑنے کے مقامات کو دیکھ رہا ہوں''۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے مقام ذفران سے کوچ فرمایا اور ان پہاڑوں پر سے چلے جن کا نام الاصافر تھا۔ پھر وہاں سے ایک شہر کی جانب نزول فرمایا جس کا نام الدبہ تھا اور الحنان کو جو ایک بڑا ٹیلا بڑے پہاڑ کی طرح ہے سیدھی جانب چھوڑ کر بدر کے قریب نزول فرمایا پھر آپ اور آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص سوار ہو کر نکلے۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ شخص ابوبکر صدیق تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا حتیٰ کہ آپ عرب کے ایک بوڑھے کے پاس جا کر ٹھہر گئے جیسا کہ مجھ سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے بیان کیا اور ان سے قریش اور محمد اور ان کے ساتھیوں کی نسبت اور ان کے متعلق اسے جو کچھ خبریں ملی ہوں ان کے متعلق دریافت کیا تو اس بوڑھے نے کہا میں تمہیں (اس وقت تک) کوئی بات نہ بتاؤں گا جب

تک تم مجھے یہ نہ بتا دو کہ تم دونوں کن لوگوں میں سے ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

اِذَا اَخْبَرْتَنَا اَخْبَرْنَاكَ.

''جب تم ہمیں بتاؤ گے تو ہم بھی تمہیں بتائیں گے''۔

اس نے کہا کیا وہ اس کے معاوضے میں۔ فرمایا:

نَعَمْ ''ہاں''۔

اس بوڑھے نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ محمد اور اس کے ساتھی فلاں فلاں روز نکلے ہیں۔ اور اگر جس نے مجھے خبر دی ہے اس نے سچ کہا ہے تو وہ آج فلاں فلاں مقام پر ہوں گے اور وہی مقام بتایا جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ اور مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ قریش بھی فلاں فلاں روز نکل چکے اور اگر جس نے مجھے خبر دی سچ کہا ہے تو وہ لوگ آج فلاں فلاں جگہ ہوں گے۔ اور اسی مقام کو بتایا جہاں قریش تھے۔ اور جب وہ اپنی خبر دہی سے فارغ ہوا تو کہا تم دونوں کن لوگوں میں سے ہو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نَحْنُ مِنْ مَاءٍ.

''ہم پانی سے ہیں[1]''۔

اور اس کے پاس سے آپ پلٹ آئے راوی نے کہا کہ وہ کہنے لگا کہ پانی سے ہیں کا کیا مطلب؟ کیا عراق کے پانی سے؟

ابن ہشام نے کہا کہ وہ بوڑھا سفیان الضمری تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی طرف تشریف لائے اور جب شام ہوئی تو علی بن ابی طالب اور الزبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص کو اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ بدر کے چشمے کی

---

[1] اس بوڑھے کا سوال تھا ''ممن انتما'' تم کس سے ہو اور مقصود اس کا یہ تھا کہ کہاں کے رہنے والے ہو کس قبیلے سے ہو۔ کیا قریش میں سے ہو۔ یا محمد کے ساتھیوں میں سے وغیرہ۔ آپ نے جتنا اس کا سوال تھا اس کا پورا جواب ادا فرما دیا۔ ''کس سے ہو'' کا جواب پانی سے ہیں مکمل جواب ہے۔ مزید پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات دینے کا وعدہ نہیں فرمایا تھا۔ ''من ماء'' کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم پنگھٹ پر رہنے والے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ سمندر کے پاس رہنے والے ہیں اور یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم پانی سے بنے ہوئے ہیں زندہ ہیں اور ''جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ'' کی طرف اشارہ بھی ہو سکتا ہے۔ وغیرہ (احمد محمودی)

جانب روانہ فرمایا کہ وہاں آپ کے لئے مفید خبروں کی جستجو کریں جیسا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے عروۃ بن الزبیر کی روایت بیان کی کہ انہیں پانی لے جانے والی ایک جماعت ملی جس میں بنی الحجاج کا غلام اسلم اور بنی العاص بن سعید کا غلام ابو یسار عریض بھی تھے۔ یہ لوگ ان دونوں کو لائے اور ان سے سوالات کرنے لگے اور رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے نماز ادا فرما رہے تھے تو ان دونوں نے کہا کہ ہم قریش کے لئے پانی لے جانے والے ہیں۔ انہوں نے ہمیں بھیجا ہے کہ ہم ان کے لئے پانی لے جائیں۔ تو ان لوگوں نے ان کی کہی ہوئی بات کو پسند نہیں کیا اور انہیں خیال ہوا کہ شاید یہ ابوسفیان کے (ملازم) ہوں گے۔ اس لئے ان لوگوں نے ان دونوں کو مارا۔ اور جب ان کو بہت تنگ کیا تو انہوں نے کہہ دیا کہ (ہاں) ہم ابوسفیان کے (ملازم) ہیں۔ آخر انہوں نے انہیں چھوڑ دیا اور رسول اللہؐ نے رکوع کیا اور دونوں سجدے ادا فرمائے اور پھر سلام پھیرا اور فرمایا:

اِذَا صَدَقَاکُمْ ضَرَبْتُمُوْهُمَا وَاِذَا کَذَبَا کُمْ تَرَکْتُمُوْهُمَا صَدَقَا وَاللّٰهِ اِنَّهُمَا لِقُرَیْشٍ، اَخْبِرَانِیْ عَنْ قُرَیْشٍ.

''جب ان دونوں نے تم سے سچ کہا تو تم نے انہیں مارا اور جب انہوں نے جھوٹ کہا تو تم نے انہیں چھوڑ دیا واللہ ان دونوں نے سچ کہا کہ وہ قریش کے ہیں (اچھا) تم دونوں مجھے قریش کے متعلق خبر دو''۔

ان دونوں نے کہا وہ لوگ اس ٹیلے کے اس طرف ہیں۔ اس وادی کے ادھر اور الکثیب العقنقل پر ہیں کثیب کے معنی ٹیلے کے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

کَمِ الْقَوْمُ. ''یہ لوگ کتنے ہیں''۔

انہوں نے کہا بہت سے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

مَا عِدَّتُهُمْ. ''ان کی تعداد کیا ہے''۔

انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ فرمایا:

کَمْ یَنْحَرُوْنَ کُلَّ یَوْمٍ. ''روزانہ کتنے اونٹ کاٹتے ہیں''۔

انہوں نے کہا کسی روز نو اور کسی روز دس۔ فرمایا:

اَلْقَوْمُ مَا بَیْنَ التِّسْعِ مِائَةٍ وَالْاَلْفِ. ''یہ لوگ نو سو اور ہزار کے درمیان ہیں''۔

پھر آپ نے ان سے فرمایا:

فَمَنْ فِیْهِمْ مِنْ اَشْرَافِ قُرَیْشٍ. ''ان میں قریش کے سر برآوردہ لوگوں میں سے کون کون ہیں''۔

انہوں نے کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، الحارث

بن عامر بن نوفل طلیحہ بن عدی بن نوفل' النظر بن الحارث' زمعہ بن الاسود' ابوجہل بن ہشام' امیہ بن خلف' حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبدود اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا:

هٰذِهٖ مَكَّةُ قَدْ اَلْقَتْ اِلَيْكُمْ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا.

''ان مکہ والوں نے تمہارے مقابلے کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑے ڈال دیئے ہیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء چلتے چلتے بدر میں جا پہنچے اور وہاں ایک ٹیلے کے بازو پانی کے قریب اپنے اونٹ بٹھائے اور اپنی مشک لے کر اس میں پانی بھرنے لگے اور مجدی بن عمرو الجہنی بھی پانی کے پاس ہی تھا اور عدی اور بسبس نے پانی کے پاس آنے والی لڑکیوں میں سے دو لڑکیوں کی آوازیں سنیں جن میں سے ایک دوسری سے چمٹی ہوئی (کشمکش کر رہی) تھی۔ اور جو گرفتار تھی وہ اپنے ساتھ والی سے کہہ رہی تھی۔ کل قافلہ آئے گا یا پرسوں میں ان کے پاس مزدوری کر کے تیرا قرض ادا کر دوں گی تو مجدی نے کہا وہ سچ کہتی ہے اور ان دونوں کو ایک دوسرے سے چھڑا دیا عدی اور بسبس نے یہ باتیں سن لیں اور اپنے اونٹوں پر بیٹھ کر چلے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر جو کچھ سنا تھا آپ کو اس کی اطلاع دے دی اور (ادھر) ابوسفیان احتیاط کے ساتھ قافلے سے آگے بڑھ آیا اور آ کر اسی پانی کے پاس اترا اور مجدی بن عمرو سے کہا کیا تم نے کسی کی آہٹ پائی ہے۔ اس نے کہا میں نے دو آدمیوں کے سوا کسی اور اجنبی کو نہیں دیکھا۔ ان دونوں سواروں نے اپنے اونٹ اس ٹیلے کے پاس بٹھا کر پانی لینے آئے اپنی مشک بھر لی اور چلے گئے تو ابوسفیان ان دونوں کے اونٹ بٹھانے کی جگہ آیا اور ان کے اونٹوں کی مینگنیاں لے کر انہیں توڑا تو اس میں کھجور کی گٹھلیاں دکھائی دیں (یہ دیکھ کر) کہنے لگا واللہ یہ تو یثرب کا چارہ ہے۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف تیزی سے گیا اور اپنے اونٹوں کے منہ پر مار کر انہیں راستے سے پھیر دیا اور انہیں لے کر ساحل کی طرف چلا اور بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر تیزی سے چلا گیا۔

قریش کے پچھڑنے کے متعلق جہیم بن الصلت کا خواب

کہا کہ قریش آئے اور جب الجحفہ میں اترے تو جہیم بن الصلت بن مخرمہ ابن المطلب بن عبد مناف نے ایک خواب دیکھا اور کہا کہ میں اس (عالم یا حالت) میں تھا جس میں سونے والا کچھ دیکھتا ہے اور میں سونے اور جاگنے کی درمیانی (حالت میں) تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو ایک گھوڑے پر آیا اور کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ اس کا ایک اونٹ بھی تھا۔ پھر اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ابوالحکم بن ہشام' امیہ بن خلف اور فلاں فلاں مارے گئے اس نے ان (سب) لوگوں کے نام گن دیئے جو قریش کے سربرآوردہ لوگوں

میں سے بدر کے روز مارے گئے۔ پھر میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے اپنے اونٹ کے سینے پر ایک ضرب لگا کر اس کو لشکر میں چھوڑ دیا تو لشکر کے خیموں میں سے کوئی خیمہ ایسا نہ رہا جس کو اس نے اپنے خون سے تر نہ کر دیا ہو۔ راوی نے کہا کہ یہ خبر ابو جہل کو پہنچی تو کہا کہ بنی مطلب کا یہ بھی ایک دوسرا نبی ہے۔ کل جب ہم ایک دوسرے سے ملیں گے تو معلوم ہو گا کہ مقتول کون ہے۔

قریش کی طرف ابوسفیان کا خط

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابوسفیان اپنے قافلے کو بچا لایا تو قریش کو کہلا بھیجا کہ تم تو صرف اپنے قافلے اپنے لوگوں اور اپنے مال کو بچانے کے لئے نکلے تھے اس کو تو اللہ نے بچالیا اس لئے واپس آ جاؤ۔ لیکن ابو جہل بن ہشام نے کہا واللہ ہم جب تک بدر نہ پہنچ جائیں نہیں لوٹیں گے۔ بدر عرب کے میلوں میں سے ایک میلا تھا جہاں ان کے لئے ہر سال بازار لگتا تھا۔ وہاں ہم تین دن رہیں گے، کاٹنے کے قابل جانور کاٹیں گے، کھانا کھلائیں گے، شراب پلائیں گے، گانے والیاں ہمارے سامنے گائیں گی، عرب میں ہماری شہرت ہو گی، ہمارے جانے اور ہمارے اکھٹے ہونے کی خبر پھیلے گی پھر ہمارا رعب داب ان پر چھا جائے گا اس لئے چلو۔

بنی زہرہ کو لے کر اخنس کی واپسی

اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب الثقفی نے جو بنی زہرہ کا حلیف تھا جب کہ وہ الجحفہ میں تھے کہا۔ اے بنی زہرہ اللہ نے تمہارے لئے تمہارا مال بچالیا اور تمہارے لئے تمہارے دوست مخرمہ بن نوفل کو (بھی) بچالیا تم تو صرف اسے اور اپنے مال کو بچانے نکلے تھے اس لئے اگر کوئی بزدلی کا الزام لگائے تو وہ الزام مجھ پر لگاؤ اور لوٹ چلو کیونکہ نقصان نہ ہونے کی صورت میں نکلنے کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں اور ایسا نہ کرو جیسا کہ یہ شخص کہتا ہے۔ یعنی ابو جہل۔ آخر وہ لوٹ گئے اور جنگ بدر میں بنی زہرہ کا ایک شخص بھی نہ رہا۔ سب نے اس کی بات مانی اور وہ ان میں ایسا شخص تھا کہ ہر شخص اس کی بات مانتا تھا۔ قریش کی کوئی شاخ باقی نہ رہی تھی جس میں سے کچھ لوگ نہ نکل آئے ہوں بجز بنی عدی بن کعب کے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی نہ نکلا بنی زہرہ، اخنس بن شریق کے ساتھ لوٹ گئے۔

جنگ بدر میں ان دو قبیلوں میں سے کوئی ایک بھی حاضر نہ رہا اور وہ سب (کے سب) واپس ہو گئے طالب بن ابی طالب جو ان لوگوں ہی میں تھا اس کے اور قریش کے بعض افراد کے درمیان کچھ سوال و جواب ہوئے ان لوگوں نے کہا۔ اے بنی ہاشم اگرچہ تم ہمارے ساتھ نکلے ہو لیکن تمہیں محمد سے الفت ہے تو طالب بھی ان لوگوں کے ساتھ جو مکہ کو لوٹ گئے واپس ہو گیا اور طالب بن ابی طالب ہی نے کہا ہے۔

لَا هُمَّ اِمَّا يَغْزُوَنَّ طَالِبْ فِيْ عُصْبَةٍ مُخَالِفٌ مُحَارِبْ

فِيْ مِقْنَبٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَقَانِبْ فَلْيَكُنِ الْمَسْلُوْبَ غَيْرَ السَّالِبِ

وَلْيَكُنِ الْمَغْلُوْبَ غَيْرَ الْغَالِبْ

یا اللہ اگر طالب کسی جا نگ میں ایسی جماعت کے ساتھ نکلے جو مخالف اور (خود مجھ سے) برسر جنگ ہو اور ان رسالوں میں سے ایسے رسالے میں نکلے جو تین سو یا اس کے لگ بھگ ہو تو ایسا کر کے جس کا مال لوٹا جا رہا ہو وہ لوٹنے والے کا (رشتہ دار نہ ہو بلکہ) غیر ہو اور ایسا کر کہ جو مغلوب ہو وہ غالب کا (رشتہ دار نہ ہو بلکہ) غیر ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا قول 'فلیکن المسلوب' اور 'ولیکن المغلوب' کی روایت شعر کے کئی راویوں سے پہنچی ہے۔

ان لوگوں کا وادی کے کنارے اترنا

ابن اسحٰق نے کہا غرض قریش یہاں تک چلے کہ وادی کے ادھر العقنقل اور بطن وادی کے اس طرف اترے اور اس بطن وادی کا نام یلیل تھا جو بدر اور اس ٹیلے کے درمیان تھی جس کے پیچھے قریش اترے تھے اور جس کا نام العقنقل[1] تھا اور بدر کی باؤلیاں بطن یلیل کی اس طرف مدینہ کی جانب تھیں۔ اللہ نے مینھ برسا دیا اور یہ وادی نرم زمین کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو بارش کے سبب سے یہ فائدہ ہوا کہ بارش نے زمین کے اجزا کو ایک دوسرے سے متصل کر کے مضبوط بنا دیا اور ان کے چلنے پھرنے میں کوئی رکاوٹ نہ رہی۔ اور قریش پر بارش کے سبب سے ایسی مصیبت آ گئی کہ آپ کے مقابلے میں انہیں چلنا پھرنا تک مشکل ہو گیا۔

پس رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلے میں تیزی سے پانی کے چشموں کی طرف بڑھے اور جب بدر کے سب سے قریب کے چشمے پر پہنچے تو وہیں نزول فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بنی سلمہ بعض افراد سے مجھے خبر ملی۔ انہوں نے کہا کہ الحباب بن المنذر بن الجموح نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں مطلع فرمایئے کہ کیا یہ مقام ایسا مقام ہے کہ اس میں آپ کو اللہ نے اتارا ہے اور ہمیں یہ اختیار نہیں کہ ہم اس کے آگے بڑھیں یا پیچھے ہٹیں یا یہ ایک رائے ہے اور جنگی تدبیروں میں سے

---

[1] عقنقل کے معنی خود ٹیلے کے ہیں لیکن یہاں العقنقل ایک خاص ٹیلے کا نام ہے۔ مذکورہ مقامات کا وقوع ذیل کی شکل سے معلوم ہو سکتا ہے۔

کوئی تدبیر ہے۔فرمایا:

بَلْ هُوَالرَّأْىُ وَالْحَرْبُ وَالْمَكِيْدَةُ.

''(نہیں) بلکہ یہ ایک رائے اور جنگ اور تدبیر ہے''۔

تو عرض کی یارسول اللہ تو یہ مقام کوئی اچھی جگہ نہیں ہے۔آپ لوگوں کو لے کر (تشریف لے) چلئے کہ ہم اس چشمے تک پہنچ کر اتر پڑیں جو ان لوگوں سے بہت قریب ہے اور اس کے پیچھے جتنے چشمے یا گڑھے ہیں انہیں نا کارہ کر دیں اور وہاں ایک حوض بنا کر اسے پانی سے بھر لیں اور ان لوگوں سے جنگ کریں تا کہ ہمیں پینے کو پانی ملتا رہے اور انہیں نہ ملے۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ اَشَرْتَ بِالرَّأْيِ.

''تم نے صحیح رائے دی''۔

پھر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے سب ساتھ والے اٹھ کر چلے یہاں تک کہ جب ان لوگوں سے قریب ترین چشمے کے پاس پہنچے تو وہاں اتر پڑے۔پھر دوسرے چشموں کے متعلق حکم فرمایا تو وہ نا کارہ کر دیئے گئے اور جس چشمے پر آپ اترے تھے اس پر حوض بنا کر پانی بھر لیا گیا اور اس میں (پانی بھرنے کے) برتن ڈال دیئے۔

رسول اللہ ﷺ کے لئے سائبان کی تیاری

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ان سے کسی نے بیان کیا کہ سعد بن معاذ نے عرض کی یارسول اللہ ہم آپ کے لئے ایک (ایسا) سائبان تیار کرنا (چاہتے) ہیں کہ آپ اس میں تشریف رکھیں اور آپ کے پاس (ہی) آپ کی سواریاں تیار رہیں اور اس کے بعد ہم اپنے دشمن سے مقابلہ کریں۔پھر اگر اللہ نے ہمیں غلبہ عنایت فرمایا اور ہمارے دشمن پر ہمیں فتح نصیب فرمائی تو ہمارا مقصد حاصل ہو گیا اور اگر کوئی دوسری صورت پیش آئی تو آپ اپنی سواریوں پر سوار ہو کر ہماری قوم کے ان لوگوں سے مل جایئے جو ہمارے پیچھے ہیں کیونکہ یا نبی اللہ بہت سے ایسے لوگ آپ کے ساتھ آنے سے پیچھے رہ گئے ہیں کہ آپ کی محبت میں ہم ان سے بڑھ کر نہیں ہیں۔

اگر انہیں یہ خیال ہوتا کہ آپ کو جنگ کرنا ہوگا تو وہ آپ کو چھوڑ کر پیچھے نہ رہ جاتے۔اللہ ان کے ذریعے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔وہ آپ کے خیر خواہ رہیں گے اور آپ کے ساتھ جہاد کریں گے۔رسول اللہ ﷺ نے ان کی بہت تعریف فرمائی اور ان کے لئے بھلائی کی دعا کی۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے لئے سائبان بنایا گیا اور آپ اسی میں تشریف فرما رہے۔

قریش کی آمد

ابن اسحٰق نے کہا جب صبح ہوئی تو قریش (اپنے مقام سے) نکل کر سامنے آئے جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں العقنقل نامی ٹیلے سے جہاں سے وہ وادی میں آ رہے تھے اترتے دیکھا تو فرمایا:

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ قُرَيْشٌ قَدْ اَقْبَلَتْ بِخُيَلَائِهَا وَفَخْرِهَا.

''یا اللہ یہ قریش ہیں۔ یہ اپنے فخر و غرور کے ساتھ آ گئے ہیں''۔

تُحَادُّكَ وَتُكَذِّبُ رَسُوْلَكَ، اَللّٰهُمَّ فَنَصْرَكَ الَّذِىْ وَعَدْتَّنِىْ اَللّٰهُمَّ اَحِنْهُمُ الْغَدَاةَ.

''تیری مخالفت کرتے ہیں اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں۔ یا اللہ تیری اس مدد کا (طالب ہوں) جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ یا اللہ آج صبح انہیں ہلاک کر دے''۔

اور جب عتبہ بن ربیعہ کو ان لوگوں میں اس کے ایک سرخ اونٹ پر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنْ يَّكُنْ فِىْ اَحَدٍ مِّنَ الْقَوْمِ خَيْرٌ فَعِنْدَ صَاحِبِ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ اِنْ يُّطِيْعُوْهُ يَرْشُدُوْا.

''ان لوگوں میں سے اگر کسی میں کچھ بھلائی ہوگی تو سرخ اونٹ والے کے پاس ہوگی اگر ان لوگوں نے ان کی بات مانی تو راہ راست پر آ جائیں گے''۔

جب قریش خفاف بن ایماء بن رحضۃ کے پاس سے گزر رہے تھے تو اس نے یا اس کے باپ ایماء بن رحضۃ الغفاری نے اپنے ایک بیٹے کو ان کے پاس ذبح کرنے کے قابل چند اونٹ ان کے لئے بطور ہدیہ دے کر بھیجا اور کہلا بھیجا تھا کہ اگر تم چاہو تو ہم ہتھیاروں اور لوگوں سے (بھی) تمہاری مدد کریں۔ (راوی نے) کہا۔ انہوں نے اس کے بیٹے کے ذریعے کہلا بھیجا کہ (خدا کرے کہ) تم سے رشتہ داری قائم رہے جو کچھ تم پر لازم تھا تم نے اس کو ادا کر دیا۔ اپنی عمر کی قسم اگر ہم ان لوگوں ہی سے جنگ کر رہے ہیں تو ہم میں کوئی کمزوری ان کے مقابل نہیں ہے اور اگر ہم اللہ سے جنگ کر رہے ہیں جیسا کہ محمد کا دعویٰ ہے تو اللہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی تو کسی میں (بھی) سکت نہیں ہے۔

جب یہ لوگ اترے تو قریش کے چند لوگ رسول اللہ ﷺ کے حوض پر آئے جن میں حکیم بن حزام بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دَعُوْهُمْ. ''انہیں (پانی پینے کے لئے) چھوڑ دو''۔

اس روز جس شخص نے اس سے پانی پیا وہ قتل ہوا بجز حکیم ابن حزام کے کہ وہ قتل نہیں ہوئے (بلکہ) اس

کے بعد انہوں نے اسلام اختیار کیا اور اسلام میں اچھے رہے۔ اس لئے یہ جب کبھی کوئی تاکیدی قسم کھاتے تو کہتے تھے نہیں ایسا نہیں ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے بدر کے دن (کی ہلاکت) سے بچالیا۔

جنگ سے قریش کی واپسی کا مشورہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے ابواسحٰق بن یسار وغیرہ نے اپنے انصار میں سے اہل علم اساتذہ کی روایت سنائی۔ انہوں نے کہا کہ (جب) یہ لوگ آ کر ڈٹ گئے۔ تو عمیر بن وہب الجمحی کو بھیجا اور کہا کہ محمد کے ساتھیوں کا اندازہ لگا۔ (راوی نے) کہا اس نے اپنے گھوڑے کو لشکر کے گرد دوڑایا اور پھر لوٹ کر ان کی طرف آ کر کہا کہ تین سو سے کچھ زیادہ یا اس سے کچھ کم ہیں۔ لیکن ذرا مجھے مہلت دو کہ میں یہ بھی دیکھ لوں کہ کیا ان لوگوں کے لئے کوئی چھپی ہوئی جماعت یا اور کوئی مدد بھی ہے۔

(راوی نے) کہا پھر وہ اس وادی میں بہت دور تک چلا گیا اور کوئی چیز نہ دیکھی تو اس نے ان کی طرف واپس ہو کر کہا میں نے کوئی چیز دیکھی تو نہیں۔ لیکن اے گروہ میں نے دیکھا کہ بلائیں موتوں کو اٹھائے لا رہی ہیں یثرب کی اونٹنیاں خالص موت کو اٹھائے ہوئے لا رہی ہیں۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے لئے بجز ان کی تلواروں کے نہ کوئی حفاظت کا سامان ہے (اور) نہ کوئی پناہ گاہ ہے۔ میں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ ان میں سے کوئی شخص تم میں سے کسی شخص کو قتل کئے بغیر قتل نہ ہوگا۔ اور جب وہ لوگ اپنی تعداد کے برابر تم میں ختم کر دیں اس کے بعد زندگی کی کونسی بھلائی رہ جائے گی۔ (اب) تم جو چاہو رائے (دو) اور مشورہ کرو۔ جب حکیم بن حزام نے یہ سنا تو لوگوں میں گھومنے لگا عتبہ بن ربیعہ کے پاس آیا اور کہا اے ابوالولید! تو تو قریش کا بڑا اور ان کا سردار ہے اور یہ سب تیری بات مانتے ہیں کیا تجھے اس بات سے کچھ رغبت ہے کہ ہمیشہ ان میں تیرا ذکر خیر رہے۔ اس نے کہا اے حکیم وہ کیا (بات) ہے۔ کہا کہ تو سب لوگوں کو لے کر لوٹ جا اور عمرو بن الحضرمی جو تیرا حلیف تھا اس کا بار تو (خود) اٹھا۔ اس نے کہا اچھا مجھے یہ منظور ہے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ڈال کیونکہ وہ میرا حلیف ہی تو تھا اس کا خون بہا میرے ذمے بلکہ اس کا جو کچھ مال گیا اس کی بھی ذمہ داری مجھ پر ہے (اچھا) تو ابن الحنظلہ کے پاس جا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوجہل کی ماں حنظلیہ تھی اس کا نام اسماء بنت مخربہ تھا اور مخربہ بنی نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلیہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں سے ایک شخص تھا۔ کیونکہ اس کے سوا کسی اور سے لوگوں میں پھوٹ ڈال دینے کا ڈر نہیں۔ یعنی ابوجہل کے سوا۔ پھر عتبہ خطبہ دینے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اور کہا اے گروہ قریش! واللہ تم محمد سے اور اس کے ساتھیوں سے مقابلے کر کے کیا کر لو گے۔ واللہ اگر تم لوگوں نے ان لوگوں کو مار بھی ڈالا تو ہمیشہ ایک شخص دوسرے کی صورت دیکھنے سے (اس لئے) کراہت کرے گا کہ اس نے اپنے چچا

زاد بھائی یا خالہ زاد بھائی یا اس کے خاندان کے کسی شخص کو مار ڈالا۔ لہٰذا پلٹ چلو اور محمد کو تمام عرب کے مقابل چھوڑ دو۔ اگر انہوں نے اس کو مار ڈالا تو یہ وہی بات ہے جو تم چاہتے ہو۔ اور اگر اس کے سوا کوئی اور صورت ہوئی تو تمہیں وہ ایسی حالت میں پائے گا کہ جو چیز تم اس سے (آج) چاہتے ہو وہ تم اس سے طلب نہیں کرو گے۔ حکیم نے کہا کہ پھر میں چلا اور ابو جہل کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ اس نے پانی ایک زرہ اپنے ایک صندوق سے نکالی ہے اور اس کو (یھننھا) تیار کر رہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا یھننھا کے معنی یھینھا کے یعنی تیار کرنے کے ہیں۔

حکیم نے کہا کہ میں نے اس سے کہا اے ابوالحکم عتبہ نے مجھے تیرے پاس یہ پیام دے کر بھیجا ہے اور اس نے جو کچھ کہلا بھیجا تھا (وہ سب) کہا تو اس نے کہا واللہ جب سے اس نے محمد اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا ہے اس کا شش اور سینہ پھول گیا ہے (یعنی وہ خوف زدہ ہو گیا ہے) واللہ ایسا ہرگز نہ ہو گا جب تک کہ ہم میں اور محمد میں اللہ فیصلہ نہ کرے ہم واپس نہ ہوں گے۔ اور عتبہ نے جو کچھ کہا ہے صرف اس وجہ سے کہا ہے کہ اس نے دیکھ لیا ہے کہ محمد اور اُس کے ساتھی جانوروں کے گوشت کے ایک نوالے کی طرح ہیں اور انہیں میں اس کا بیٹا بھی ہے اور وہ تم سے اس کے متعلق خوف زدہ ہے پھر اس نے عامر بن الحضرمی کے پاس ایک شخص کو یہ پیام دے کر بھیجا کہ یہ تیرا حلیف لوگوں کو لے کر لوٹ جانا چاہتا ہے تو نے تو اپنا خون اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اس لئے اٹھ اور عہد شکنی (جو تیرے ساتھ کی گئی ہے) اور اپنے بھائی کے قتل کا ذکر کر (لوگوں کو واقعہ مذکورہ یاد دلا)

غرض عامر بن الحضرمی اٹھا اور (واقعات) وضاحت سے بیان کئے اور اس کے بعد چلانے لگا ہائے عمرو ہائے عمرو۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ لڑائی چھڑ گئی اور معاملہ سلجھنے کے قابل نہ رہا اور ارادۂ جنگ پر جس کے لئے وہ نکلے تھے سب (کے سب) مستعد ہو گئے اور جس رائے کی جانب عتبہ نے لوگوں کو دعوت دی تھی اس کو درہم برہم کر دیا۔ جب عتبہ کو ابو جہل کی اس گفتگو کی خبر پہنچی کہ ''واللہ اس کا شش (سحرہ) اور سینہ پھول گیا ہے'' تو اس نے کہا کہ اپنی مقعد[1] کو زرد کر لینے والا جلد سمجھ لے گا کہ کس کا شش اور سینہ پھول گیا ہے۔ میرا یا خود اس کا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سحر کے معنی میں شش اور اس کے گرد و پیش کی ناف سے اوپر والی وہ سب چیزیں جن سے خلق تعلق رکھتا ہے شامل ہیں اور ناف کے نیچے کی چیزوں کو قصب کہا جاتا ہے۔ اور اسی معنی میں رسول اللہ ﷺ کا وہ قول ہے جو آپ نے فرمایا ہے:

رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِي النَّارِ.

---

[1] ان الفاظ سے بزدلی یا زنانہ پن سے کنایہ کیا جاتا ہے۔ (احمد محمودی)

''میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ وہ اپنا نیچے کا دھڑ آگ میں کھینچے لئے جا رہا ہے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بات مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کی ہے۔

پھر عتبہ نے اپنے سر پر پہننے کے لئے خود کی تلاش کی تو اس کی کھوپڑی کے بڑے ہونے کے سبب سے لشکر بھر میں کوئی ایسا خود نہ مل سکا جس میں اس کا سر سما سکے۔ جب اس نے یہ حالت دیکھی تو اپنے سر پر ایک چادر لپیٹ لی۔

الاسود المخزومی کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ الاسود بن عبد الاسد المخزومی جو ایک اکھڑ اور بدطینت شخص تھا نکل کھڑا ہوا اور کہا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ یا تو میں ان لوگوں کے حوض میں سے پانی پیوں گا یا اس کو توڑ ڈالوں گا یا اس کے لئے مر جاؤں گا۔ جب وہ نکلا تو اس کی طرف حمزہ بن عبد المطلب بڑھے اور جب دونوں مقابل ہوئے تو حمزہ نے اس پر ایک ایسا وار کیا کہ اس کی ٹانگ آدھی پنڈلی کے پاس سے کٹ گئی اور وہ ابھی حوض تک پہنچا بھی نہ تھا کہ وہ پیٹھ کے بل اس طرح گرا کہ اس کے پاؤں سے خون کی دھاریں اس کے ساتھیوں کی طرف (تیزی سے) بہہ رہی تھیں۔ پھر وہ رینگتا ہوا حوض کی طرف چلا اور اس میں جا پڑا اور وہ اپنی قسم پوری کرنا چاہتا تھا۔ حمزہ بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور حوض ہی میں اس پر وار کیا اور مار ڈالا۔

عتبہ کا مطالبہ اپنے مقابلے کے لئے

کہا کہ اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ نکلا حتیٰ کہ جب وہ صف سے الگ ہوا تو مقابلے کے لئے طلب کرنے پر اس کی جانب انصار میں سے تین نوجوان الحارث کے دونوں بیٹے عوف ومعوذ جن کی ماں کا نام عفراء تھا اور ایک اور شخص جس کا نام عبد اللہ ابن رواحہ تھا (یہ تینوں) نکلے تو انہوں نے پوچھا تم کون ہو۔ انہوں نے کہا انصاری۔ تو انہوں نے کہا ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں۔ اور ان میں سے (کسی) پکارنے والے نے پکارا۔ اے محمد ہماری جانب ہماری قوم کے ہمارے ہمسر روانہ کر۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قُمْ یَا عُبَیْدَۃَ بْنِ الْحٰرِثِ وَقُمْ یَا حَمْزَۃُ وَقُمْ یَا عَلِیُّ.

''اے عبیدہ بن الحارث تم اٹھو اور اے حمزہ تم اٹھو اور اے علی تم اٹھو''۔

پھر جب یہ لوگ اٹھے اور ان کے قریب گئے تو انہوں نے کہا تم کون ہو تو عبیدہ نے کہا۔ عبیدہ اور حمزہ

نے کہا حمزہ اور علی نے کہا علی ۔ انہوں نے کہا ہاں مقابل شریف ہیں ۔ اس کے بعد عبیدہ جو سب میں زیادہ سن رسیدہ تھے عتبہ بن ربیعہ سے برسر جنگ ہوئے اور حمزہ نے شیبہ بن ربیعہ سے مقابلہ کیا اور علی نے ولید بن عتبہ سے جنگ کی ۔ حمزہ نے تو شیبہ کو مہلت بھی نہ دی اور قتل کر دیا اور علی نے بھی ولید کو فوراً قتل کر ڈالا ۔ عبیدہ اور عتبہ نے ایک دوسرے پر دو وار کئے دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے مقابل والے کو بٹھا دیا ۔ (یعنی دونوں بھی ناقابل حرکت ہو گئے) ۔ اور حمزہ اور علی نے اپنی تلواریں لے کر عتبہ پر حملہ کیا اور فوراً قتل کر ڈالا ۔ اور دونوں نے اپنے ساتھی کو اٹھا لیا اور انہیں آپ کے صحابہ کے پاس لائے ۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ انصار کے نوجوانوں نے جب اپنا نسب بتایا تو عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ ہمسر شریف ہیں لیکن ہمیں ہماری قوم کے لوگ مطلوب ہیں ۔

دونوں جماعتوں کا مقابلہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے اور ایک دوسرے سے نزدیک ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو یہ حکم دیا تھا کہ جب تک آپ انہیں حکم نہ دیں حملہ نہ کریں اور یہ بھی فرما دیا تھا ۔

اِنِ اكْتَنَفَكُمُ[1] الْقَوْمُ فَانْضَحُوْ[2]هُمْ عَنْكُمْ بِالنَّبْلِ.

”اگر ان لوگوں نے تم کو گھیر لیا تو اپنی مدافعت کے لئے ان پر تیر برساتے رہو“ ۔

اور رسول اللہ ﷺ سائبان میں ابوبکر صدیق کے ساتھ تشریف فرما تھے اور واقعۂ بدر جمعہ کے روز ماہ رمضان کی سترہ تاریخ کی صبح میں ہوا ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابوجعفر محمد بن علی بن حسین نے اسی طرح کہا اور ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حبان بن واسع بن حبان نے اپنی قوم کے شیوخ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز اپنے اصحاب کی صفیں درست فرمائیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس سے لوگوں کو (صف میں) درست فرما رہے تھے ۔ جب آپ بنی عدی بن النجار کے حلیف سواد بن غزیہ کے پاس سے گذرے ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سواد بن غزیہ با تشدید کہا ہے' اور ان کے سوا انصار میں ایک اور سواد ہیں' جن کا نام بلا تشدید ہے ۔ اور وہ صف سے آگے بڑھے ہوئے تھے'

---

[1] (الف) میں اکتنفھم ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے ۔ [2] (الف) فاتصحوھم خائے معجمہ سے ہے ۔ لغت میں حائے مہملہ اور خائے معجمہ دونوں میں یہ مادہ موجود ہے اور معنی دونوں کے قریب قریب ہیں ۔ (احمد محمودی)

مستنتل من الصف تم صف سے آگے نکلے ہوئے ہو؟۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے (بجائے مستنتل من الصف کے) مستنصل من الصف کہا ہے۔ (دونوں کے معنی قریب قریب ہیں)۔ تو آپ نے ان کے پیٹ میں وہ تیر چبھویا اور فرمایا:

اِسْتَوِيَا سَوَّادُ. ''اے سواد برابر ہو جاؤ''۔

تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے تکلیف دی حالانکہ اللہ نے آپ کو حق و عدل کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ مجھے اس کا بدلہ لینے دیجئے (راوی نے) کہا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا شکم مبارک کھول دیا اور فرمایا:

اِسْتَقِدْ. ''(اچھا) بدلہ لے لو''۔

(راوی نے) کہا تو وہ آپ سے لپٹ گئے اور آپ کے شکم مبارک کو بوسہ دیا تو آپ نے فرمایا:

مَا حَمَلَكَ عَلٰى هٰذَا يَا سَوَّادُ.

''اے سواد! تمہیں اس پر کس نے ابھارا (تم نے ایسا کیوں کیا)۔

عرض کی یا رسول اللہ جو واقعات در پیش ہیں اس کو تو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں اس لئے میں نے چاہا کہ آپ سے آخری ملاقات ایسی ہو کہ آپ کی جلد مبارک سے میری جلد مس کرے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعائے خیر دی اور ان سے گفتگو فرمائی[1]۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنے پروردگار کو امداد کے لئے قسمیں دینا یا بتاکید دعا کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے (بقیہ) صفیں درست فرمائیں اور اسی سائبان کی جانب مراجعت فرما کر اس میں داخل ہوئے اور اس میں آپ کے ساتھ ابوبکر کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے پروردگار کو اس وعدے کے متعلق جو اس نے آپ کی امداد کے لئے فرمایا تھا قسمیں دے رہے تھے یا بتاکید دعا فرما رہے تھے اور جو کچھ آپ عرض کر رہے تھے اس میں یہ الفاظ بھی تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ الْيَوْمَ لَا تُعْبَدُ.

''یا اللہ اگر تو نے آج اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری پرستش نہ کی جائے گی''۔

اور ابوبکر عرض کرتے ہیں کہ یا نبی اللہ! اپنے پروردگار کو قسمیں دینے یا بتاکید دعائیں فرمانے میں کچھ تو

---

[1] (ب ج د) میں ''قال له'' ہے۔ اور (الف) میں ''قاله له'' ہے جو تحریف معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

کمی فرمائیے۔ کیونکہ اللہ نے آپ سے جو کچھ وعدہ فرمایا ہے اسے پورا فرمائے گا (یا آپ کو جزا[1] دے گا)۔اور رسول اللہ ﷺ سائبان میں ہی تھے کہ آپ کے سر مبارک کو ایک جنبش ہوئی اور اس کے بعد آپ بیدار ہوئے اور فرمایا:

اَبْشِرْیَا اَبَابَکْرٍ اَتَاکَ نَصْرُاللّٰهِ هٰذَا جِبْرِیْلُ آخِذٌ اِبِعِنَانِ فَرَسٍ یَقُوْدُهٗ عَلٰی ثَنَایَاهُ النَّقْعُ یَعْنِی الْغبار.

''اے ابوبکر خوش ہو جاؤ کہ تمہارے پاس اللہ کی امداد آ گئی۔ یہ جبریل ہیں۔گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اس کو کھینچ رہے ہیں اور اس کے سامنے کے دانتوں پر غبار ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس وقت حالت یہ تھی کہ عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ مہجع کو ایک تیر آ لگا اور وہ شہید ہو چکے اور یہ مسلمانوں میں سے پہلے مقتول تھے۔اور پھر بنی عدی بن النجار میں سے ایک شخص حارثہ بن سراقہ نامی کی جانب ایک تیر پھینکا گیا جو حوض سے پانی پی رہے تھے اور ٹھیک انہیں پر پڑا اور وہ بھی شہید ہوئے۔

آپ کا اپنے صحابہ کو جنگ کی ترغیب دینا

کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ لوگوں کی جانب نکلے اور انہیں ترغیب دی اور فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا یُقَاتِلُهُمُ الْیَوْمَ رَجُلٌ فَیُقْتَلُ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَیْرَ مُدْبِرٍ اِلَّآ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ.

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے آج جو شخص بھی ان لوگوں سے جنگ کرے گا اور صبر کے ساتھ ثواب سمجھ کر قتل ہو جائے گا آگے بڑھتا ہوا ہو گا پیٹھ پھیرانے والا نہ ہو گا تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا''۔

تو بنی سلمہ والے عمیر بن الحمام نے جن کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں اور وہ انہیں کھا رہے تھے کہا آہا۔ آہا۔کیا میرے اور جنت کے درمیان بس اتنا ہی فصل ہے کہ مجھے یہ لوگ قتل کر دیں۔(راوی نے) کہا کہ پھر انہوں نے کھجوریں اپنے ہاتھ سے پھینک دی اور اپنی تلوار لے لی اور ان لوگوں سے جنگ کی اور شہید ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ ابن عفراء عوف ابن الحارث نے کہایا

---

[1] (ب ج د) میں ''منجز'' زائے معجمہ سے ہے جس کے معنی پورا کرنے کے ہیں اور (الف) میں ''منجر'' رائے مہملہ سے ہے جس کے معنی جزا دینے کے ہیں۔مقدم الذکر معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں۔(احمد محمودی)

رسول اللہ ما یضحک الرب من عبدہ۔ پروردگار کو اپنے بندے کی کونسی بات خوش کرتی ہے فرمایا:

غَمْسُهُ يَدَهُ فِي الْعَدُوِّ حَاسِرًا.

''ننگے سر اپنا ہاتھ دشمن (کے خون) میں ڈبودینا''۔

تو انہوں نے اپنی وہ زرہ اتار ڈالی جس کو وہ پہنے ہوئے تھے اور اسے پھینک دیا اور اپنی تلوار لی اور ان لوگوں سے جنگ کرنے لگے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے بنی زہرہ کے حلیف عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر العذری کی روایت سنائی کہ انہوں نے ان سے بیان کیا کہ جب لوگ مل گئے اور ایک دوسرے سے نزدیک ہو گئے تو ابوجہل نے کہا یا اللہ ہم میں سے جو شخص رشتوں کا زیادہ توڑنے والا ہے اور ہمارے آگے ایک غیر معروف بات پیش کر رہا ہے اسے آج صبح ہلاک کر دے۔ تو وہ خود (اپنی بربادی کا دروازہ) آپ کھولنے والا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا مشرکوں پر کنکریاں پھینکنا اور ان کا شکست کھانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک مٹھی بھر کنکریاں لیں اور قریش کی جانب منہ کیا اور فرمایا:

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ. ''چہرے بگڑ جائیں''۔

اور ان کنکریوں سے انہیں مارا اس کے بعد اپنے اصحاب کو حکم فرمایا شدوا۔ حملہ کرو پھر تو شکست ہو گئی اور اللہ نے قریش کے بہت سے سورماؤں کو قتل کر ڈالا اور ان میں سے بہت سے سر برآوردہ لوگوں کو اسیر کر دیا اور جب ان لوگوں نے ان کو اسیر کرنا شروع کیا اور رسول اللہ ﷺ سائبان میں تشریف رکھتے تھے اور سعد بن معاذ انصار کے دوسرے اور لوگوں کے ساتھ تلوار حمائل کئے ہوئے اس سائبان کے دروازے پر جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے آپ پر دشمن کے حملہ آور ہونے کے خوف سے آپ کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوئے تھے کہ مجھ سے جو بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ کے چہرے میں ان کاموں کے متعلق جو لوگ کر رہے تھے کچھ ناپسندیدگی کے آثار ملاحظہ فرمائے تو ان سے فرمایا:

لَكَأَنِّي بِكَ يَا سَعْدُ تَكْرَهُ مَا يَصْنَعُ الْقَوْمُ.

''اے سعد! ضرور میں تمہیں (ایسا دیکھتا ہوں) گویا تم اس اس بات کو ناپسند کرتے ہو جو یہ لوگ کر رہے ہیں''۔

انہوں نے عرض کی جی ہاں! واللہ یا رسول اللہ! مشرکین پر اللہ نے جو آفت ڈھائی اس کی ابتداء تو ایسی

تھی کہ خوب قتل کرنا مجھے زیادہ پسند تھا بہ نسبت ان لوگوں پر رحم کرنے کے (یا ان کو زندہ چھوڑنے کے)۔

مشرکین کو قتل کرنے سے رسول اللہ ﷺ کا منع فرمانا

ابن اسحٰق نے کہا مجھے العباس بن عبداللہ بن معبد نے اپنے بعض گھر والوں سے اور انہوں نے عبداللہ بن عباس کی روایت سنائی کہ نبی ﷺ نے اس روز اپنے صحابہ سے فرمایا:

اِنِّیْ قَدْ عَرَفْتُ اَنَّ رِجَالًا مِّنْ بَنِیْ هَاشِمٍ وَّغَیْرِهِمْ قَدْ اُخْرِجُوْا كُرْهًا لَا حَاجَةَ لَهُمْ بِقِتَالِنَا فَمَنْ لَقِیَ مِنْكُمْ اَحَدًا مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ فَلَا یَقْتُلْهُ وَمَنْ لَقِیَ اَبَا الْبَخْتَرِیِّ بْنَ هِشَامِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ اَسَدٍ فَلَا یَقْتُلْهُ وَمَنْ لَقِیَ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِب عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَا یَقْتُلْهُ فَاِنَّهٗ اِنَّمَا اُخْرِجَ مُسْتَكْرَهًا.

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی ہاشم اور ان کے علاوہ بعض اور لوگوں کو زبردستی (جنگ کے لئے) باہر نکالا گیا اور انہیں ہمارے ساتھ جنگ کرنے سے کوئی سروکار نہیں اس لئے تم میں سے کوئی شخص بنی ہاشم میں سے کسی شخص سے ملے تو اس کو قتل نہ کرے اور جو ابوالبختری بن ہشام بن الحارث بن اسد سے ملے تو اس کو قتل نہ کرے اور جو رسول اللہ ﷺ کے چچا العباس بن عبدالمطلب سے ملے تو انہیں قتل نہ کرے کیونکہ وہ زبردستی نکالے گئے ہیں''۔

راوی نے کہا ابوحذیفہ نے کہا کہ ہم اپنے باپ' دادا' بیٹے' پوتوں' بھائیوں اور اپنے خاندان کے لوگوں کو تو قتل کریں اور العباس کو چھوڑ دیں واللہ اگر میں اس سے ملوں تو میں اسے ضرور تلوار کا نوالہ بنادوں گا (لا لحمنه)۔

ابن ہشام نے کہا (''لا لحمنه'' کے بجائے) بعضوں نے ''لالجمنه'' کہا ہے۔ یعنی تلوار کو اس کی لگام بنادوں گا۔

(راوی نے) کہا کہ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے عمر سے فرمایا:

یَا اَبَا حَفْصٍ. ''اے ابوحفص''۔

عمر نے کہا کہ واللہ یہ پہلا روز تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ابوحفص کی کنیت سے خطاب فرمایا۔ (اور فرمایا)۔

اَیُضْرَبُ وَجْهُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالسَّیْفِ.

''کیا رسول اللہ کے چچا کے چہرے پر تلوار ماری جائے گی''۔

تو عمر نے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن تلوار سے اڑادوں کیونکہ واللہ وہ منافق ہوگیا

ہے۔تو ابو حذیفہ کہا کرتے تھے کہ اس کلمے سے جو میں نے اس روز کہہ دیا تھا بے خوف نہیں ہوں اور ہمیشہ مجھے اس کا دھڑکا لگا رہے گا بجز اس کے کہ اس کا کفارہ میری شہادت کرے حتیٰ کہ جنگ یمامہ میں انہیں شہادت نصیب ہوئی۔

ابن اسحٰق[1] نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوالبختری کے قتل سے صرف اس وجہ سے منع فرمایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں رہنے کے زمانے میں لوگوں کو آپ سے روکا کرتا اور کبھی آپ کو وہ تکلیف نہیں پہنچاتا تھا اور اس سے کبھی (کوئی) ایسی بات نہیں ہوئی جو آپ کو بری معلوم ہو۔اور یہ شخص ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اس نوشتے کی خلاف ورزی کی تھی جس کو قریش نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف لکھا تھا۔تو اس شخص کا مقابلہ المجذر بن زیاد البلوی سے ہوا جو انصار کا حلیف اور بنی سالم بن عوف کی شاخ میں سے تھا تو المجذر نے ابوالبختری سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تیرے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے اور ابوالبختری کے ساتھ اس کی سواری پر اس کا ایک ہمرکاب بھی تھا جو مکہ سے اس کے ساتھ آیا تھا اور ان کا نام جنادہ بن ملیحہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد تھا اور جنادہ بنی لیث میں سے آدمی تھا۔اور ابوالبختری کا نام العاصی تھا۔اس نے کہا اور میرا ہمرکاب (یعنی کیا اس کو بھی قتل نہ کرو گے) تو المجذر نے اس سے کہا نہیں واللہ ہم تیرے ہمرکاب کو نہ چھوڑیں گے۔ہمیں رسول اللہ ﷺ نے تیرے اکیلے کے لئے حکم فرمایا ہے۔اس نے کہا واللہ ایسا نہیں ہوسکتا تب تو میں اور وہ دونوں مل کر مریں گے۔مکہ کی عورتیں کہیں میرے متعلق یہ نہ کہیں کہ میں نے اپنے ہمرکاب کو اپنی زندگی کی حرص کی وجہ سے چھوڑ دیا۔تو جب المجذر نے اسے مقابل میں آنے کے لئے کہا اور بجز جنگ کرنے کے اسے اور کوئی موقع نہ دیا تو ابوالبختری نے یہ رجز کہا۔

لَنْ یُسْلِمَ ابْنُ حُرَّةٍ زَمِیْلَهٗ   حَتّٰی یَمُوْتَ اَوْ یَرَی سَبِیْلَهٗ

ایک شریف عورت کی اولاد اپنے ہمرکاب کو ہرگز حوالے نہ کرے گا حتیٰ کہ وہ خود مر جائے یا اپنے ہمرکاب کے لئے کوئی راہ نکالے۔

غرض دونوں میں مقابلہ ہوا اور المجذر بن زیاد نے اس کو قتل کر دیا۔اور بعضوں نے المجذر بن ذناب کہا ہے اور المجذر نے ابوالبختری کے قتل کے متعلق کہا ہے۔

اِمَّا جَهِلْتَ اَوْنَسِیْتَ نَسَبِیْ   فَاَثْبِتِ النِّسْبَةَ اَنِّیْ مِنْ بَلِیْ

اگر تو میرے نسب سے ناواقف ہے یا بھول گیا ہے تو اس نسبت کو (اپنے دماغ میں) خوب جما

---

[1] (ب ج د) میں اس مقام پر قال ابن ہشام ہے۔(احمد محمودی)

لے کہ میں بنی بلی میں سے ہوں۔

الطَّاعِنِيْنَ بِرِمَاحِ الْيَزَنِىْ وَالضَّارِبِيْنَ الْكَبْشَ حَتّٰى يَنْحَنِىَ

جو یزنی نیزوں سے جنگ کیا کرتے ہیں۔اور سردار قوم پر اس وقت تک وار کرتے رہتے ہیں کہ وہ جھک جائے۔

بَشِّرْ بِيُتْمٍ مِنْ اَبِيْهِ الْبَخْتَرِىْ اَوْبَشِّرَنْ بِمِثْلِهَا مِنِّىْ بَنِىْ

البختری کو اپنے باپ سے چھوٹ جانے کی خوش خبری سنادو۔یا تم دونوں میرے بچوں کو اسی طرح کی خوش خبری سنادو۔

اَنَا الَّذِىْ يُقَالُ اَصْلِىْ مِنْ بَلِىْ اَطْعَنُ بِالصَّعْدَةِ حَتّٰى تَنْثَنِىْ

میں ہی وہ ہوں جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ میری اصل بنی بلی سے ہے۔یہاں تک نیزے کے وار کرتا رہتا ہوں کہ وہ (نیزہ) مڑ جائے۔

وَاَعْبِطُ الْقِرْنَ بِعَضْبٍ مَشْرَفِىْ اَرْزِمُ لِلْمَوْتِ كَارْزَامِ الْمَرِىْ

فَلَا تَرٰى مُجَذَّرًا يَفْرِىْ فَرِىْ

اور اپنے مقابل والے کو مشرفی تلوار سے قتل کرتا ہوں اور موت کے لئے میں اس اونٹنی کی طرح کراہتا ہوں جس کا دودھ اس کے تھن میں اڑ گیا ہو۔پس تو مجذر کو (ان ہونی) عجیب باتیں کرتا ہوا نہ دیکھے گا۔(یعنی میں جو کہتا ہوں وہ کر کے دکھاتا ہوں)۔

ابن ہشام نے کہا المری (یعنی المری جس مصرع کے آخر میں ہے وہ) ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔اور مری کے معنی اس اونٹنی کے ہیں جس کا دودھ بمشکل اتارا جاتا ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد المجذ ر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔میں نے اس کے متعلق بہت کوشش کی کہ وہ قید ہو جائے تو اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں لیکن اس نے جنگ کے سوا اور کوئی بات نہ مانی تو میں نے اس سے جنگ کی اور اس کو مار ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوالبختری کا نام العاصی بن ہاشم بن الحارث بن اسد تھا۔

امیہ بن خلف کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد کی روایت سنائی۔ابن اسحٰق

نے کہا کہ یہی حدیث عبداللہ بن ابی بکر نے بھی بیان کی اور ان دونوں کے علاوہ اور لوگوں نے بھی عبدالرحمٰن بن عوف کی روایت وہی سنائی کہ انہوں نے کہا کہ امیہ بن خلف مکہ میں میرا دوست تھا اور میرا نام عبد عمرو تھا جب میں نے اسلام اختیار کیا تو اپنا نام عبدالرحمٰن رکھ لیا اور ہم لوگ مکہ ہی میں تھے۔ اور جب ہم مکہ میں تھے تو وہ مجھ سے ملا کرتا (اور) کہا کرتا تھا اے عبد عمرو کیا تمہیں ایسے نام سے نفرت ہے کہ جس نام سے تمہیں تمہارے والد نے نامزد کیا تھا۔ انہوں نے کہا۔ میں کہتا تھا ہاں۔ تو وہ کہتا تھا میں رحمٰن کو نہیں جانتا اس لئے میرے (اور) اپنے درمیان کوئی ایسی چیز مقرر کرلو۔ جس کے ذریعے میں تمہیں پکارا کروں۔ تمہاری یہ حالت ہے کہ تم اپنے پہلے نام سے مجھے جواب نہیں دیتے اور میرا یہ حال ہے کہ میں تمہیں ایسے نام سے نہ پکاروں گا جس کو میں نہیں جانتا۔ انہوں نے کہا۔ اس لئے کہ جب وہ مجھ عبد عمرو کے نام سے پکارتا تو میں اسے جواب نہ دیتا تھا۔ انہوں نے کہا۔ تو میں نے اس سے کہا اے ابوعلی تو جو چاہے مقرر کرلے اس نے کہا تو عبدالالہ ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد جب میں اس کے پاس سے گزرتا تو وہ اے ''عبدالالہ'' کہتا اور میں اسے جواب دیا کرتا اور اس کے ساتھ باتیں کیا کرتا یہاں تک کہ جب بدر کا روز ہوا تو میں اس کے پاس سے گزرا اور وہ اپنے بیٹے علی بن امیہ کے ساتھ اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑا تھا۔ انہوں نے کہا۔ میرے ساتھ چند زرہیں تھیں جن کو میں نے لوٹ میں حاصل کیا تھا اور میں انہیں اٹھائے لیے جارہا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھے ''یا عبد عمرو'' پکارا تو میں نے اس کا جواب نہیں دیا پھر اس نے یا عبدالالہ پکارا۔ انہوں نے کہا۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تمہیں کچھ میرا بھی دھیان ہے کہ میں تمہارے لئے ان زرہوں سے جو تمہارے ساتھ ہیں بہتر ہوں۔ انہوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا واللہ تب تو بہتر ہے۔ انہوں نے کہا تو میں نے زرہیں اپنے ہاتھ سے ڈال دیں اور اس کا اور اس کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ کہہ رہا تھا آج کے دن کا سا دن میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کیا تمہیں دودھ کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ پھر میں ان دونوں کو لے کر نکلا۔

ابن ہشام نے کہا کہ دودھ سے اس کی مراد یہ تھی کہ جو شخص اسے قید کرلے گا تو اس کو وہ بہت دودھ والی اونٹنیاں فدیے میں دے کر چھوٹے گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے عبدالواحد بن ابی عون نے سعید بن ابراہیم سے اور انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت سنائی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے امیہ بن خلف نے ایسی حالت میں کہا کہ میں اس کے اور اس کے بیٹے کے درمیان ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ اے عبداللہ! وہ شخص تم میں کون ہے جس کے سینے پر شتر مرغ کے پروں کا نشان لگا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا وہ حمزہ بن عبدالمطلب ہیں۔ اس نے کہا یہی تو وہ شخص ہے جس نے ہمارے ساتھ یہ کاروائیاں کی ہیں۔ عبدالرحمٰن نے

کہا۔ واللہ اس کے بعد میں ان دونوں کو کھینچے لئے جا رہا تھا کہ یکا یک بلال نے اسے میرے ساتھ دیکھا اور یہ وہی شخص تھا جو مکہ میں بلال کو اسلام کے ترک کرنے کے لئے تکلیفیں دیا کرتا تھا اور انہیں مکہ کی گرم ریت کی طرف لے جایا کرتا تھا اور جب وہ خوب گرم ہو جاتی تو انہیں پیٹھ کے بل لٹا دیتا اور اس کے بعد بڑے پتھر کے لانے کا حکم دیتا اور وہ ان کے سینے پر رکھا جاتا تھا اور پھر یہ شخص کہتا تھا کہ تم اسی حالت میں رہو گے یا محمد کے دین کو چھوڑ دو گے تو بلال احد احد کہتے۔ انہوں نے کہا کہ جب اس کو انہوں نے دیکھا تو کہا (یہ تو) کفر کا سر (گروہ) امیہ بن خلف ہے اگر تو بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انہوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا اے بلال کیا میرے دو قیدیوں کے متعلق (تم ایسا کہتے ہو)۔ انہوں نے کہا اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کہا اے ابن السوداء کیا تو سن رہا ہے انہوں نے کہا اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انہوں نے کہا کہ۔ پھر وہ اپنی بلند آواز سے چلائے کہ اے انصار اللہ! یہ کفر کا سر (گروہ) امیہ بن خلف ہے اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انہوں نے کہا۔ آخر لوگوں نے ہمیں ایسا گھیر لیا کہ انہوں نے ہمیں کنگن کی طرح (حلقے میں) لے لیا۔ اور میں اُس کو بچا رہا تھا انہوں نے کہا۔ تو ایک شخص نے تلوار کھینچ لی اور اس کے لڑکے کے پاؤں پر ماری تو وہ گر پڑا اور امیہ نے ایک چیخ ماری کہ میں نے ویسی چیخ (کبھی) نہیں سنی تھی۔ انہوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا (اب) اپنے آپ کو بچا کہ تیرے[1] لئے نجات نہیں ہے۔ کیونکہ واللہ میں (اب) تیرے کچھ کام نہیں آ سکتا۔ انہوں نے کہا۔ آخر ان لوگوں نے ان پر اپنی تلواروں سے ان دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ اور ان دونوں سے فارغ ہو گئے۔ (راوی نے) کہا۔ اللہ بلال پر رحم کرے تو عبدالرحمٰن کہا کرتے تھے کہ میری زرہیں بھی گئیں اور میرے دونوں قیدیوں کے متعلق بھی انہوں نے مجھے تکلیف دی۔

جنگ بدر میں فرشتوں کی حاضری

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ان سے ابن عباس کی روایت بیان کی گئی انہوں نے کہا کہ بنی غفار کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا اس نے کہا کہ میں اور میرا ایک چچازاد بھائی ہم دونوں آئے اور ایک ایسے پہاڑ پر چڑھ گئے جہاں سے ہمیں بدر کا منظر دکھائی دے رہا تھا اور ہم مشرک تھے اور اس جنگ کا انتظار کر رہے تھے کہ دیکھیں آفت کس پر آتی ہے کہ ہم بھی لوٹنے والوں کے ساتھ لوٹ میں شریک ہو جائیں۔ اس نے کہا۔ غرض ہم پہاڑی پر تھے کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہم سے قریب ہوا اور ہم نے اس میں گھوڑوں کی آواز سنی اور ایک کہنے والے کو کہتے سنا جو کہہ رہا تھا حزوم آگے بڑھ۔ تو میرے چچازاد بھائی کے دل کا پردہ

---

[1] (ب ج د) میں ''ولا نجاء بك'' ہے اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور (الف) میں ''ولا نجاء به'' ہے۔ (احمد محمودی)

پھٹ گیا اور وہ اپنے مقام ہی پر مر گیا اور میں بھی ہلاک ہونے کے قریب ہو گیا تھا پھر (اپنے دل کو) تھاما۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بعض بنی ساعدہ سے اور انہوں نے ابو اسید مالک بن ربیعہ سے جو جنگ بدر میں حاضر تھے روایت بیان کی۔ انہوں نے اپنی بینائی جاتی رہنے کے بعد بیان کیا کہ اگر میں آج بدر میں ہوتا اور میری بینائی بھی ہوتی تو میں تمہیں وہ گھاٹی بتاتا جس میں سے فرشتے نکلے تھے جس میں مجھے نہ کسی طرح کا شک ہے اور نہ شبہ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو اسحٰق نے بیان کیا اور انہوں نے بنی مازن ابن النجار کے چند لوگوں سے اور انہوں نے ابو داؤد المازنی سے سنا جو بدر میں حاضر تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس روز میں نے مشرکین میں سے ایک شخص کا پیچھا کیا کہ اس کو ماروں۔ یکا یک میں نے دیکھا کہ اس کا سر گر گیا قبل اس کے کہ میری تلوار اس تک پہنچے۔ آخر میں نے جان لیا کہ اس کو میرے سوا کسی اور نے قتل کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا اور اس نے عبداللہ بن الحارث کے آزاد کردہ مقسم سے اور انہوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا جن (کے شملوں) کو انہوں نے اپنی پیٹھوں پر چھوڑ رکھا تھا۔ اور حنین کے روز سرخ عمامے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ علی بن ابی طالب نے کہا کہ عمامے عرب کے تاج ہیں اور بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا جن (کے شملوں) کو انہوں نے اپنی پیٹھوں پر چھوڑ رکھا تھا بجز جبریل کے کہ ان (کے سر) پر زرد عمامہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں خیال کرتا اور اس نے مقسم سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ فرشتوں نے جنگ بدر کے سوا کسی اور جنگ میں کسی روز بھی جنگ نہیں کی۔ اس جنگ کے سوا دوسری جنگوں میں بطور شمار (بڑھانے والوں) کے اور بطور مدد کرنے والوں کے رہا کرتے وہ کسی کو مارا نہیں کرتے تھے۔

ابو جہل بن ہشام کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس روز ابو جہل رجز پڑھتا اور جنگ کرتا یہ کہتا ہوا آیا۔

مَا تَنْقِمُ الْحَرْبُ الْعَوَانُ مِنِّیْ بَازِلُ عَامَیْنِ حَدِیْثٌ سِنِّیْ

لِمِثْلِ هٰذَا وَلَدَتْنِیْ اُمِّیْ

جن جنگوں میں بار بار معرکے ہوتے رہتے ہیں ایسی جنگیں بھی مجھ سے انتقام نہیں لے سکتیں میں

اونٹ کا دو سالہ پاٹھا ہوں اور کم سن نو جوان ہوں۔ میری ماں نے مجھ ایسے ہی کاموں کے لئے جنا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بدر کے روز اصحاب رسول اللہ ﷺ کا شعار ''اَحَد اَحَد'' تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے دشمن سے فارغ ہوئے تو ابو جہل بن ہشام کے متعلق حکم فرمایا کہ اسے مقتولوں میں تلاش کیا جائے۔ اور ابو جہل سے پہلے جس شخص نے مقابلہ کیا (وہ معاذ تھے) جیسا کہ مجھ سے ثور بن زید نے بیان کیا ہے اور انہوں نے عکرمہ سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کی اور عبداللہ بن ابی بکر نے بھی مجھ سے یہی بیان کیا ان دونوں نے کہا کہ بنی سلمہ والے معاذ بن عمرو بن الجموح نے کہا کہ ابو جہل (فِیْ مِثْلِ الْحَرَجَةِ) درختوں کے جھنڈ میں لپٹے ہوئے درخت کی طرح (لوگوں کے بیچ میں) تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ''الحرجة'' کے معنی اس درخت کے ہیں جو درختوں میں لپٹا ہوا ہو۔ اور حدیث میں عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ آپ نے ایک گاؤں والے سے ''الحرجه'' کے معنی پوچھے تو اس نے کہا کہ یہ (لفظ) ایسے درخت کے لئے بولا جاتا ہے جو بہت سے درختوں کے درمیان ہو اور اس تک رسائی نہ ہو سکے۔

میں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ ابو جہل تک کوئی پہنچ نہیں سکتا تھا انہوں نے کہا کہ۔ جب میں نے یہ بات سنی تو اسی کو اپنا مقصود بنا لیا اور اسی کی جانب (پہنچنے) کا ارادہ کر لیا۔ اور جب میں نے اس پر قابو پا لیا تو میں نے حملہ کر دیا اور ایک وار ایسا کیا کہ اس کی ٹانگ آدھی پنڈلی کے پاس سے اڑا دی۔ اور واللہ جب وہ اڑی تو مجھے اس کی تشبیہ ایسی معلوم ہوئی جیسے کوئی کھجور کی گٹھلی گٹھلیوں کے کچلنے والے پتھر کے نیچے سے اس وقت اڑتی ہے جب اس پر پتھر کی مار پڑتی ہے۔ انہوں نے کہا۔ اس کے بیٹے عکرمہ نے میرے کندھے پر ایک وار کیا تو میرا ہاتھ (کٹ کے) گر پڑا اور میرے بازو کی کھال سے لٹکنے لگا اور اس کے سبب سے جنگ میرے لئے بڑی دشوار ہو گئی اور میں اس دن سارا دن ایسی حالت سے جنگ کرتا رہا کہ میں اسے اپنے پیچھے کھینچتا پھرتا تھا اور جب وہ میرے لئے تکلیف دہ ہو گیا تو میں نے اس پر اپنا پاؤں رکھا اور اس کو اس کے ذریعے ایسا کھینچا کہ اسے نکال کر پھینک دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد وہ عثمان کے زمانے تک زندہ رہے۔ پھر ابو جہل کے پاس سے معوذ بن عفراء گذرے اس حال میں کہ وہ لنگڑا پڑا ہوا تھا تو انہوں نے بھی اس پر یہاں تک وار کئے کہ اس کو زمین سے لگا دیا اور وہیں اس کو چھوڑ دیا حالانکہ ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی۔ اور معوذ جنگ کرتے ہوئے شہید

ہو گئے۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعود ابو جہل کے پاس سے اس وقت گذرے جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو مقتولوں میں تلاش کرنے کا حکم فرمایا اور مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا تھا کہ:

اُنْظُرُوْا اِنْ خَفِيَ عَلَيْكُمْ فِي الْقَتْلٰى اِلٰى اَثَرِ جُرْحٍ فِيْ رُكْبَةٍ فَاِنِّيْ اَزْدَحَمْتُ اَنَا وَهُوَ يَوْمًا عَلٰى مَادُبَةٍ لِعَبْدِاللّٰهِ جُدْعَانَ وَنَحْنُ غُلَامَانِ وَكُنْتُ اَشَفَّ مِنْهُ بِيَسِيْرٍ فَدَفَعْتُهٗ فَوَقَعَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَجُحِشَ فِيْ اِحْدَاهُمَا جَحْشًا لَمْ يَزَلْ اَثَرُهٗ بِهٖ.

''اگر وہ مقتولوں میں تم سے پہچانا نہ جائے تو اس کے گھٹنے پر ایک زخم کا نشان دیکھو کیونکہ ایک روز عبداللہ بن جدعان کے پاس کی دعوت میں مجھ میں اور اس میں کشمکش ہوئے اس حالت میں کہ ہم دونوں کم سن تھے اور میں اس کی بہ نسبت کچھ کمزور اور دبلا پتلا ہی تھا۔ میں نے اسے ڈھکیل دیا تو وہ اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑا اور اس کے ایک گھٹنے پر کچھ خراش آ گئی تھی جس کا نشان اس پر سے ابھی تک دور نہیں ہوا ہے''۔

عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں نے اسے جان کنی کی آخری حالت میں پایا اور اس کو پہچانا اور میں نے اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا۔ انہوں نے کہا کہ۔ كَانَ ضَبَثَ بِيْ۔ اس نے مجھے بھی مکہ میں ایک بار بڑی سختی سے گرفتار کیا تھا اور مجھے اذیت پہنچائی تھی اور مکے مارے تھے۔ پھر میں نے اس سے کہا اے دشمن خدا کیا تجھے اللہ نے رُسوا نہیں کیا۔ اس نے کہا مجھے کس بات نے ذلیل کیا۔ کیا تم نے کسی مجھ سے بڑے درجے والے کو بھی قتل کیا ہے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ آج گردش (زمانہ) کس کے موافق ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کے موافق ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ضبث کے معنی گرفت کرنے اور گرفت میں رکھنے کے ہیں ابن ہشام نے کہا کہ ضبث الضابث الماء بالید (کہتے ہیں) یعنی پانی کو ہاتھ کی گرفت میں رکھا۔ ضابیٔ بن الحارث البرجمی نے کہا ہے۔

فَاَصْبَحْتُ مِمَّا كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ‏ مِنَ الْوُدِّ[1] مِثْلَ الضَّابِثِ الْمَاءَ بِالْيَدِ

دوستی کے جو تعلقات میرے اور تمہارے درمیان تھے میں ان سے ایسا (تہی دست) ہو گیا جیسے ہاتھ کی گرفت میں پانی کو رکھنے والا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے کہا ہے (یعنی اس کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں) کیا جس کو تم لوگوں

---

[1] (الف) میں ''من المود'' تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

نے مارا ہو اس کے لئے باعث ذلت ہے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ آج اد بار[1] کس کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی مخزوم کے بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ اس نے مجھ سے کہا اے بکریوں کے ذلیل چرواہے تو تو نہ چڑھی جا سکنے والی جگہ چڑھ گیا۔ انہوں نے کہا پھر میں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ یہ دشمن خدا ابو جہل کا سر ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آ اللّٰہ[2] الذی لا الٰہ غیرہ.

''اے (لوگو!) اللہ ہی وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی (با اختیار) معبود نہیں''۔

پھر میں نے اس کا سر رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈال دیا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ اور ان کے علاوہ غزوات کے جاننے والے دوسرے علما نے بھی بیان کیا کہ عمر بن الخطاب نے سعید بن العاصی سے جب وہ آپ کے پاس سے گذر رہے تھے تو کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے دل میں (میری جانب سے) کچھ بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمہارے باپ کو میں نے قتل کیا ہے۔ اور حقیقت میں میں اسے قتل کرتا تو اس کے قتل کا تم سے عذر بھی نہ کرتا۔ ہاں میں نے اپنے ماموں العاصی بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا ہے۔ اور تمہارے باپ کے پاس سے میں اس حالت میں گزرا ہوں کہ وہ اس بیل کی طرح جو سینگوں سے زمین کھودتا ہے زمین کھود رہا تھا تو میں اس سے کترا (کے نکل) گیا اور اس کے چچازاد بھائی علی نے اس (کی ہلاکت) کا قصد کیا اور اس کو انہوں نے قتل کیا۔

عکاشہ کی تلوار

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی عبد شمس بن عبد مناف کے حلیف عکاشہ بن محصن ابن حرثان الاسدی نے اپنی تلوار سے یہاں تک جنگ کی کہ وہ ان کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے جلانے کی لکڑیوں میں سے ایک لکڑی انہیں عنایت فرما دی اور فرمایا:

---

[1] لیکن اس روایت کے ساتھ عبداللہ بن مسعود کے الفاظ ''میں نے کہا اللہ و رسول کے لئے ہے'' مطابق نہیں ہو سکتے (احمد محمودی)۔

[2] اس مقام پر (ج د) میں صرف ''اللّٰہ الذی'' ہے۔ اور (ب) میں ''آللّٰہ الذی'' ہے اور (الف) میں ایک الف زائدہ کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ پہلی صورت بغیر ندا کے اور دوسری نداء قریب کی اور تیسری صورت نداء بعید کی ہوگی۔ اسی لئے میں نے اس کا ترجمہ اے لوگو کیا ہے تا کہ نداء بعید معنی میں ظاہر ہو سکے۔ (احمد محمودی)

قَاتِلْ بِهٰذَا يَا عُكَّاشَةُ. ''اے عکاشہ تم اسی سے جنگ کرو''۔

اور جب انہوں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے لیا اور اسے ہلایا تو وہ ان کے ہاتھ میں لمبی اور سخت پیٹھ کی اور چمکتے (ہوئے) لوہے کی تلوار بن گئی اور اس سے انہوں نے یہاں تک جنگ کی کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔ اور اس تلوار کا نام العون تھا اور وہ ہر وقت ان کے پاس رہتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسی کو لئے ہوئے وہ جنگوں میں شریک رہا کرتے تھے حتیٰ کہ مرتدوں سے جو جنگ ہوئی اس میں وہ شہید ہوئے اور وہ تلوار اس وقت بھی ان کے ساتھ تھی ان کو طلیحہ بن خویلد الاسدی نے قتل کیا۔ اور اسی کے متعلق طلیحہ نے کہا ہے۔

فَمَا ظَنُّكُمْ بِالْقَوْمِ اِذْ تَقْتُلُوْنَهُمْ ... اَلَيْسُوْا وَاِنْ لَّمْ يُسْلِمُوْا بِرِجَالِ

فَاِنْ تَكُ اَذْوَادٌ اُصِبْنَ وَنِسْوَةٌ ... فَلَنْ يَذْهَبُوْا فَرْغًا بِقَتْلِ حِبَالِ

نَصَبْتُ لَهُمْ صَدْرَ الْحِمَالَةِ اِنَّهَا ... مُعَاوِدَةٌ قِيْلَ الْكُمَاةِ نَزَالِ

فَيَوْمًا تَرَاهَا فِي الْجَلَالِ مَصُوْنَةً ... وَيَوْمًا تَرَاهَا غَيْرَ ذَاتِ جِلَالِ

عَشِيَّةَ غَادَرْتُ ابْنَ اَقْرَمَ ثَاوِيًا ... وَعُكَّاشَةَ الْغَنْمِيَّ عِنْدَ مَجَالِ

تمہارا ان لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے جب کہ تم انہیں قتل کر رہے ہو اگرچہ ان لوگوں نے اسلام اختیار نہیں کیا ہے۔ (لیکن) کیا وہ آدمی نہیں ہیں (یا بہادر نہیں ہیں) اگر عورتیں ہوتیں یا دس اونٹ کی تعداد سے کم کا قافلہ ہوتا تو وہ مصیبت میں مبتلا ہو جاتا (لیکن میرے بیٹے) حبال کو قتل کر کے تم لوگ بغیر قصاص کے یوں ہی ہرگز نہ جا سکو گے میں نے اپنی حملہ نامی گھوڑی کے سینے کو ان لوگوں کی مقاومت کے لئے تکلیفیں دیں۔ بے شبہ یہ گھوڑی ہتھیار بند سرداروں کو بار بار مقابلے کے لئے طلب کرنے والی ہے کسی روز اسے جھول میں تو محفوظ دیکھے گا اور کبھی اسے بے جھول کے دیکھے گا۔ اس شام کو یاد کرو جبکہ میں نے ابن اقرم اور عکاشۃ الغنمی کو میدان جنگ میں پیوند خاک کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ حبال۔ طلیحۃ الخویلد کا بیٹا تھا۔ اور ابن اقرم سے مراد ثابت بن اقرم الانصاری ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ عکاشہ بن محصن وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت عرض کی تھی جبکہ آپ نے فرمایا تھا:

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنْ اُمَّتِيْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

''میری امت میں سے ستر ہزار چودھویں رات کے چاند کی (سی) صورت والے جنت میں داخل ہوں گے''۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ تو فرمایا:

اِنَّكَ مِنْهُمْ اَوِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ.

''تم انہیں میں سے ہو۔ یا یہ فرمایا کہ یا اللہ ان کو انہیں میں سے کر دے''۔

تو انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے تو فرمایا:

سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ وَ بَرَدَتِ الدَّعْوَةُ.

''اس کے متعلق عکاشہ نے تم پر سبقت کی اور دعا ٹھنڈی ہو گئی''۔

مجھے جو خبر عکاشہ کے گھر والوں سے ملی ہے اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مِنَّا خَيْرُ فَارِسٍ فِي الْعَرَبِ. ''عرب کا بہترین شہسوار ہم میں سے ہے''۔

لوگوں نے کہا وہ کون ہے یا رسول اللہ۔ فرمایا:

عُكَّاشَةُ بْنُ مُحْصِنَ. ''وہ عکاشہ بن محصن ہے''۔

کہا کہ ضرار بن الازور الاسدی بھی تو ہے یا رسول اللہ وہ بھی تو ہم ہی میں سے ہے۔ فرمایا:

لَيْسَ مِنكُمْ وَلٰكِنَّهُ مِنَّا لِلْحِلْفِ.

''وہ تم میں سے نہیں ہے لیکن وہ حلیف ہونے کی وجہ سے ہم میں (شمار ہوتا) ہے''۔

اور ابوبکر صدیق نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو للکارا اور وہ اس روز مشرکین کے ساتھ تھے اور کہا اے خبیث! میرا مال کہاں ہے تو عبدالرحمٰن نے کہا۔

لَمْ يَبْقَ غَيْرُ شِكَّةٍ وَ يَعْبُوْب وَصَارِمٍ يَقْتُلُ ضُلَّالَ الشِّيَب

بجز ہتھیار اور ترارے بھرنے والے تیز گھوڑے اور اس تلوار کے جو بوڑھے گمراہوں کو قتل کرتی ہے اور کچھ باقی نہیں رہا ہے۔

اور یہ وہ بات ہے جو عبدالعزیز بن محمد الدراوردی کی روایت سے مجھ سے بیان کی گئی ہے۔

مشرکین کا گڑھے میں ڈالا جانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر سے اور انہوں نے (بی بی) عائشہ کی روایت سے یہ بات بیان کی کہ ام المومنین نے) کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مقتولوں کو گڑھے میں ڈال دینے کا حکم فرمایا تو ان کو اس میں ڈال دیا گیا بجز امیہ بن خلف کے کہ وہ اپنی زرہ میں پھول (کے رہ) گیا تھا۔

اس کو نکالنے گئے تو اس کے جوڑ جوڑ الگ ہو گئے آخر اسے اسی حالت پر چھوڑ دیا اور اس پر مٹی پتھر اس قدر ڈال دیئے کہ اس کو چھپا دیا۔ اور جب انہیں گڑھے میں ڈال دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ وہاں کھڑے ہوئے اور فرمایا:

يَا أَهْلَ الْقَلِيْبِ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا.

''اے گڑھے والو تمہارے پروردگار نے جو کچھ تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے (اسے) سچا پایا''۔

فَإِنِّيْ قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِيْ رَبِّيْ حَقًّا.

''مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا بے شبہہ میں نے اسے سچا پایا''۔

(ام المومنین نے) کہا کہ آپ کے اصحاب نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ مرے ہوؤں سے گفتگو فرماتے ہیں تو آپ نے ان سے فرمایا:

لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ مَا وَعَدَهُمْ رَبُّهُمْ حَقٌّ.

''ان لوگوں نے (اب) جان لیا ہے کہ ان کے پروردگار نے جو کچھ ان سے وعدہ فرمایا وہ سچا ہے''۔

عائشہ نے کہا کہ لوگ تو کہتے ہیں (کہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے)۔

لَقَدْ سَمِعُوْا مَا قُلْتُ لَهُمْ. ''جو کچھ میں نے ان سے کہا ان لوگوں نے سن لیا''۔

حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے صرف۔

لَقَدْ عَلِمُوْا. ''بے شک ان لوگوں نے جان لیا''۔

فرمایا:

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے حمید الطویل نے انس بن مالک کی روایت سنائی کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کو رات کے درمیانی حصے میں یہ فرماتے سنا:

يَا اَهْلَ الْقَلِيْبِ يَا عُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَيَا شَيْبَةَ ابْنَ رَبِيْعَةَ وَيَا اُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ وَيَا اَبَاجَهْلِ[1] بْنَ هِشَامٍ فَعَدَّدَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ فِي الْقَلِيْبِ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا فَاِنِّيْ قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِيْ رَبِّيْ حَقًّا.

''اے گڑھے والو! اے عتبہ بن ربیعہ اور اے شیبہ بن ربیعہ اور اے امیہ بن خلف اور اے ابوجہل بن ہشام اور جتنے اس گڑھے میں تھے ان (سب) کے نام شمار فرمائے۔ تمہارے پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ

---

[1] (الف) میں ''یا باجھل ہے'' اور (ب) میں ''یا ابا جھل'' ہے۔ (احمد محمودی)

وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے سچا پایا''۔

تو مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو سڑ گل گئے تو آپ نے فرمایا:

مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يُّجِيْبُوْنِيْ.

''میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کو تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو لیکن وہ لوگ مجھے جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس روز جو کچھ فرمایا وہ یہ تھا:

يَا اَهْلَ الْقَلِيْبِ بِئْسَ عَشِيْرَةُ النَّبِيِّ كُنْتُمْ لِنَبِيِّكُمْ.

''اے گڑھے والو! تم اپنے نبی کے لئے اس کے خاندان کے برے لوگ تھے''۔

كَذَّبْتُمُوْنِيْ وَصَدَّقَنِي النَّاسُ وَ اَخْرَجْتُمُوْنِيْ وَآوَانِي النَّاسُ وَ قَاتَلْتُمُوْنِيْ وَنَصَرَنِي النَّاسُ.

''تم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ (دوسرے) لوگوں نے میری تصدیق کی۔ اور تم نے مجھے گھر سے نکالا حالانکہ (دوسرے) لوگوں نے مجھے پناہ دی اور تم نے مجھ سے جنگ کی حالانکہ (دوسرے) لوگوں نے مدد کی''۔

اس کے بعد فرمایا:

هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا.

''تمہارے پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا''۔

ابن اسحٰق نے کہا اور حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

عَرَفْتُ دِيَارَ زَيْنَبَ بِالْكَثِيْبِ ۔۔۔ كَخَطِّ الْوَحْيِ فِي الْوَرَقِ الْقَشِيْبِ
تَدَاوَلَهَا الرِّيَاحُ وَكُلُّ جَوْنٍ ۔۔۔ مِنَ الْوَسِمِيِّ مُنْهَمِرٍ سَكُوْبِ
فَاَمْسٰى رَسْمُهَا خَلَقًا وَاَمْسَتْ ۔۔۔ يَبَابًا بَعْدَ سَاكِنِهَا الْحَبِيْبِ
فَدَعْ عَنْكَ التَّذَكُّرَ كُلَّ يَوْمٍ ۔۔۔ وَرُدَّ حَرَارَةَ الصَّدْرِ الْكَئِيْبِ
وَخَبِّرْ بِالَّذِيْ لَا عَيْبَ فِيْهِ ۔۔۔ بِصِدْقٍ غَيْرِ اِخْبَارِ الْكَذُوْبِ
بِمَا صَنَعَ الْمَلِيْكُ غَدَاةَ بَدْرٍ ۔۔۔ لَنَا فِي الْمُشْرِكِيْنَ مِنَ النَّصِيْبِ
غَدَاةَ كَاَنَّ جَمْعَهُمْ حِرَاءٌ ۔۔۔ بَدَتْ اَرْكَانُهٗ جُنْحَ الْغُرُوْبِ
فَلَاقَيْنَاهُمْ مِنَّا بِجَمْعٍ ۔۔۔ كَاُسْدِ الْغَابِ مُرْدَانٍ وَ شِيْبِ
اِمَامَ مُحَمَّدٍ قَدْ وَازَرُوْهُ ۔۔۔ عَلَى الْاَعْدَاءِ فِيْ لَفْحِ الْحُرُوْبِ

میں نے ٹیلے پر زینب کے گھروں کو اس طرح پہچان لیا جیسے نئے کاغذ پر تحریر کا خط پہچان لیا جاتا ہے۔ان (گھروں کو جن) کو ہواؤں اور خریف کی شدت نے اور بڑی مقدار میں پانی برسانے والے سیاہ بادلوں نے دست بدست لیا تھا (یعنی ایک کے اثرات کے بعد دوسرے کے اثرات ان پر پڑے تھے) تو (اثرات مذکورہ کے سبب سے) ان کے نشانات بوسیدہ ہو گئے تھے۔وہاں کے رہنے والے محبوب کے (چلے جانے کے) بعد ان کے نشانات بوسیدہ ہو گئے تھے اور وہ اجڑے پڑے تھے اس لئے روزانہ ان چیزوں کی یاد کو تو چھوڑ دے۔ اور اندوہگیں سینے کی حرارت کو تسکین دے۔اوران جھوٹے قصوں کو چھوڑ کر اس ذات کے متعلق کچھ باتیں بتا جس میں کسی قسم کا عیب نہیں ہے۔ایسی باتیں بتا جس سے بدر کے روز حاکم مقتدر نے ہمیں مشرکین میں کامیابی عنایت فرمائی۔جس روز زوال آفتاب کے وقت ان کی جماعت کے قوی حصے ظاہر ہوئے تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ایک کوہ حراء ہے۔تو ہم نے ان سے ایک ایسی جماعت لے کر مقابلہ کیا جس میں گھنے جنگل کے شیروں کے سے کچھ بے داڑھی والے اور کچھ سفید داڑھی والے تھے۔ ان لوگوں نے دشمنوں کے مقابلے میں جنگ (کے شعلوں) کی لپٹ میں محمد (رسول اللہ ﷺ) کی معاونت کی اور آپ کے سامنے رہے۔

بِاَيْدِيْهِمْ صَوَارِمُ مُرْهَفَاتٌ ۔۔۔ وَكُلُّ مُجَرَّبٍ خَاظِي الْكُعُوْبِ

جن کے ہاتھوں میں باڑ دی ہوئی تلواریں اور آزمودہ سخت موٹی موٹی گرہوں وال (نیزے) تھے۔

بَنُو الْعَوْفِ الْغَطَارِفُ وَازَرَتْهَا ۔۔۔ بَنُو النَّجَّارِ فِي الدِّيْنِ الصَّلِيْبِ

سرداران بنی العوف جنہیں مضبوط دین والے بنی النجار نے بھی مدد دی تھی۔

فَغَادَرْنَا اَبَاجَهْلٍ صَرِيْعًا ۔۔۔ وَعُتْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا بِالْجُبُوْبِ

تو ہم نے ابوجہل کو پچھڑا ہوا اور عتبہ کو سخت زمین پر (پڑا ہوا) چھوڑا۔

وَشَيْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا فِيْ رِجَالٍ ۔۔۔ ذَوِيْ حَسَبٍ اِذَا نُسِبُوْا حَسِيْبِ

اور شیبہ کو ایسے لوگوں میں چھوڑا جن کے نسب اگر بتائے جائیں تو بڑے نسب والے نکلیں (لیکن وہ ایسے پڑے ہیں کہ ان کے نسب کو اب پوچھتا کون ہے)۔

يُنَادِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمَّا ۔۔۔ قَذَفْنَا هُمْ كَبَاكِبَ فِي الْقَلِيْبِ

جب ہم نے ان کے جتھے کے جتھے گڑھے میں ڈالے تو رسول اللہ (ﷺ) انہیں پکارتے (اور

فرماتے) ہیں۔

اَلَمْ تَجِدُوْا كَلَامِیْ كَانَ حَقًّا وَاَمْرُ اللّٰهِ يَاْخُذُ بِالْقُلُوْبِ

کیا تم نے نہیں جان لیا کہ میری بات سچی تھی اور اللہ کا حکم دلوں کو (بھی) پکڑ لیتا ہے۔

فَمَا نَطَقُوْا وَلَوْ نَطَقُوْا لَقَالُوْا صَدَقْتَ وَكُنْتَ ذَارَاْیٍ مُصِيْبِ

تو انہوں نے کوئی بات نہیں کی اور اگر وہ بات کرتے تو کہتے کہ آپ نے سچ کہا تھا اور صحیح رائے آپ ہی کی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو گڑھے میں ڈال دینے کا حکم فرمایا تو عتبہ بن ربیعہ کو گھسیٹ کر گڑھے کی طرف لایا گیا تو مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوحذیفہ بن عتبہ کے چہرے کی جانب ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ وہ رنجیدہ ہیں اور ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہے تو فرمایا:

يَا اَبَا حُذَيْفَةَ لَعَلَّكَ قَدْ دَخَلَكَ مِنْ شَاْنِ اَبِيْكَ شَیْءٌ.

''اے ابوحذیفہ! اپنے باپ کی حالت (دیکھنے) سے شاید تمہارے دل میں کوئی بات پیدا ہوگئی ہے''۔

یا آپ نے اسی طرح کے کچھ الفاظ فرمائے تو انہوں نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ! واللہ!! میں نے اپنے باپ کے (حالت کفر کی برائی) یا ان کا مارے جانے کے متعلق کبھی شک نہیں کیا۔ لیکن میں اپنے باپ کو جانتا تھا کہ وہ سمجھ دار۔ حلیم اور برتر صفات والے ہیں اس لئے مجھے امید تھی کہ وہ صفات اسلام کی جانب (ان کی) رہنمائی کریں گے۔ لیکن جب میں نے ان کی یہ آفت دیکھی اور (میں نے) ان کی اس کفر پر مرنے کی حالت کو اپنی اس امید کے بعد دیکھا تو مجھے اس سے رنج ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف فرمائی اور ان کے لئے دعائے خیر کی۔

ان نوجوانوں کا بیان جن کے متعلق ﴿اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ﴾ نازل ہوا

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہمیں جو خبر ملی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کا یہ حصہ ان نوجوانوں کے متعلق نازل ہوا ہے جو بدر میں قتل ہوئے ہیں:

﴿اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

''جن لوگوں کوفرشتوں نے ایسی حالت میں وفات دی کہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے (ان سے) انہوں نے کہا کہ تم کس (بری) حالت میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سرزمین (مکہ) میں بے بس تھے۔ انہوں نے کہا کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں (کسی اور طرف) ہجرت کر جاتے تو ایسے ہی لوگ وہ ہیں جن کی پناہ گاہ جہنم ہے اور وہ بڑا بُرا ٹھکانا ہے''۔

یہ چند مسلم[1] نوجوان تھے۔ بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے الحارث بن زمعہ بن الاسود۔ اور بنی مخزوم میں سے ابوقیس بن الفاکہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور ابوقیس بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر ابن مخزوم۔ اور بنی جمح میں سے علی بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ اور بنی سہم میں سے العاص بن منبہ بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد ابن سہم۔ ان لوگوں کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مکہ کے رہنے کے زمانے میں انہوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی تو ان کے باپ دادا اور خاندان والوں نے انہیں قید رکھا اور انہیں ان کے دین سے پلٹانے کے لئے تکلیفیں دیں تو (اسلام چھوڑ دیا اور) فتنے میں مبتلا ہو گئے اور اپنے قبیلے کے ساتھ بدر میں آئے اور سب کے سب مارے گئے۔

بدر میں اور قیدیوں کے عوض میں جو مال ملا اس کا بیان

پھر لشکر میں لوگوں کے (الگ الگ) جمع کئے ہوئے مال کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے اکھٹا کرنے کا حکم فرمایا اور وہ سارا اکھٹا کر لیا گیا تو اس کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہونے لگا۔ جن لوگوں نے اس مال کو جمع کیا تھا انہوں نے کہا کہ ہمارا ہے۔ اور جو لوگ دشمن سے برسر مقابلہ تھے اور دشمن کی تلاش میں نکل گئے تھے انہوں نے کہا واللہ اگر ہم نہ ہوتے تو تم اس مال تک کہاں پہنچ سکتے تھے۔ ہم نے ان لوگوں کو اپنی جانب مشغول رکھا اور تمہاری طرف نہ آنے دیا تو تم نے یہ سب کچھ پایا۔ اور جو لوگ اس خوف سے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے کہ کہیں دشمن راستہ کاٹ کر آپ کی طرف نہ آ جائے انہوں نے کہا۔ واللہ تم لوگ ہم سے زیادہ حق دار نہیں ہو۔ واللہ ہم نے دشمن کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ اللہ نے اس کی مشکیں ہمیں دے دی تھیں، اور ہم دشمن کو قتل کر سکتے تھے۔ واللہ ہم نے مال کے لوٹنے کے ایسے مواقع بھی دیکھے ہیں کہ اس کے لینے سے منع

---

[1] (الف) میں ''فتنیہ مسمین'' جس کے معنی ان ناموں والے نوجوان تھے'' ہوں گے۔ اور (ب ج د) میں فتیہ مسلمین ہے۔ جس کے معنی میں نے ترجمے میں اختیار کئے ہیں۔ (احمد محمودی)

کرنے والا کوئی نہ تھا لیکن ہمیں رسول اللہ ﷺ پر دشمن کے حملہ کرنے کا خوف تھا اس لئے ہم آپ ہی کی حفاظت میں لگے رہے اس لئے اس مال کے ہم سے زیادہ تم حق دار نہیں ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن الحارث وغیرہ نے سلیمان بن موسیٰ سے انہوں نے مکحول سے ابوامامہ الباہلی کی روایت بیان کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کا (یعنی ابوامامہ کا) نام صدی بن عجلان تھا۔

انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن الصامت سے انفال کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ آیت ہم بدر والوں کے متعلق نازل ہوئی جب کہ ہم میں غنیمت کے مال کے بارے میں اختلاف ہونے لگا اور اس کے متعلق ہمارے اخلاق بگڑنے لگے تو اللہ نے اس معاملے کو ہمارے اختیار سے نکال لیا اور اسے اپنے رسول کے اختیار میں دے دیا تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے درمیان عن بواء (یعنی) مساوی تقسیم فرما دی عن بواء کے معنی علی السواء یعنی مساویانہ ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا اور کہا کہ مجھ سے بنی ساعدہ کے بعض افراد نے ابواسید الساعدی مالک بن ربیعہ کی روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ بدر کے روز مجھے بنی عایذ المخز ومیین المرزبان کی تلوار ملی تھی لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ان کے ہاتھوں میں سے مال غنیمت کو لوٹا دینے کا حکم فرمایا تو میں نے وہ تلوار بھی لاکر غنیمت میں ڈال دی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ سے کوئی چیز مانگی جاتی تو آپ اس کے دینے سے انکار نہ فرماتے۔ یہ بات الارقم بن ابی الارقم نے جان لی اور رسول اللہ ﷺ سے وہ تلوار طلب کر لی تو آپ نے وہ تلوار انہیں دے دی۔

ابن رواحہ اور زید کے ذریعے خوش خبری کی روانگی

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس فتح کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو العالیہ (مدینہ کے بلند حصے میں رہنے والوں) کو اس امر کی خوش خبری دینے کے لئے روانہ فرمایا جو اللہ نے اپنے رسول ﷺ اور مسلمین کو فتح عنایت فرمائی تھی۔ اور زید بن حارثہ کو السافلہ (مدینہ کے نشیبی حصے میں رہنے والوں) کو خوش خبری دینے کے لئے روانہ فرمایا۔ اسامہ بن زید نے کہا کہ ہمیں یہ خبر اس وقت پہنچی جبکہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی رقیہ پر جو عثمان بن عفان کے پاس (یعنی ان کی زوجیت میں) تھیں مٹی برابر کر دی تھی (یعنی انہیں دفن کر دیا تھا)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے عثمان کے ساتھ مجھے بھی اس پر خلیفہ بنایا تھا ہمیں خبر ملی کہ زید بن حارثہ آئے ہیں تو میں بھی ان کے پاس آیا اور وہ مسجد میں کھڑے ہوئے تھے اور لوگوں نے ان کو گھیر لیا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ

عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوجہل بن ہشام اور زمعہ بن الاسود اور ابوالبختری العاص بن ہشام اور امیہ بن خلف اور الحجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ قتل ہو گئے انہوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا ابا جان کیا یہ صحیح ہے۔ انہوں نے کہا ہاں بیٹا واللہ۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بدر سے واپسی

پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی واپسی مدینہ کی جانب اس طرح ہوئی کہ آپ کے ساتھ مشرکین قیدی ان میں عقبہ بن ابی معیط اور النضر بن الحارث اور وہ مال غنیمت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تھا جو مشرکین سے حاصل ہو تھا۔ اور مال غنیمت کی نگرانی پر عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار کو مقرر فرمایا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کے رجز گو نے کہا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے اس (رجز گو) کا نام عدی بن ابی الزغباء بتایا ہے۔

اَقِمْ لَهَا صُدُوْرَهَا يَا بَسْبَسُ لَيْسَ بِذِى الطَّلْحِ لَهَا مُعَرَّسُ

اے بسبس ذی الطلح میں اس قافلے کے لئے رات گزارنے کا کوئی مقام نہیں ہے اس لئے اونٹوں کے سینے اس کے لئے قائم رکھ۔

وَلَا بِصَحْرَاءِ غُمَيْرٍ مَحْبِسُ اِنَّ مَطَايَا الْقَوْمِ لَا تُخَيَّسُ

اور صحراء غمیر میں بھی رکنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور ایسے لوگوں کی سواریوں کو (ناموزوں مقام پر اتار کر) ذلیل نہیں کیا جا سکتا۔

فَحَمْلُهَا عَلَى الطَّرِيْقِ اَكْيَسُ قَدْ نَصَرَاللّٰهُ وَفَرَّ الْاَخْنَسُ

اس لئے ان اونٹوں کو لئے ہوئے راستے پر چلے چلنا ہی ہوشیاری ہے۔ اللہ نے اپنی مدد تو دے ہی دی اور اخنس تو بھاگ ہی گیا۔

پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (تشریف لے) چلے یہاں تک کہ جب تنگ راہ الصفرا سے نکلے تو اس تنگ راہ اور النازیہ کے درمیان سیر نامی ایک ٹیلے پر وہاں کے ایک بڑے درخت کے پاس نزول فرمایا۔ اور یہیں آپ نے وہ غنیمت مساویانہ تقسیم فرما دی جو اللہ نے مشرکوں سے مسلمانوں کو دلائی تھی۔ پھر آپ نے کوچ فرمایا یہاں تک کہ جب مقام الروحا پر پہنچے تو مسلمان اس فتح کی تہنیت پیش کرنے کے لئے آپ سے آ ملے جو اللہ نے آپ کو اور آپ کے ساتھ والے مسلمانوں کو عنایت فرمائی تھی۔ عاصم بن عمر بن قتادہ اور یزید بن رومان نے جیسا مجھ سے بیان کیا ہے اس کے لحاظ سے سلمہ بن سلامہ نے ان سے کہا کہ تم ہمیں کس بات کی مبارک باد

دیتے ہو واللہ ہم نے تو صرف چند چند یا صاف بوڑھوں سے مقابلہ کیا جو قربانی کے اونٹوں کے مانند زانو بندھے ہوئے تھے اور ہم نے ان کی قربانی کردی تو رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا:

اَیِ ابْنَ اَخِی[۱] اُولٰٓئِکَ الْمَلَاُ ۔ ''بابا! وہی تو سرگروہ تھے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ الملاء کے معنی اشراف ورؤساء کے ہیں۔

النضر اور عقبہ کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مقام الصفراء میں تشریف فرما تھے تو النضر بن الحارث کا قتل کیا (یعنی قتل کروایا) مکہ کے بعض اہل علم نے مجھے خبر دی کہ علی بن ابی طالب اس کے قتل کرنے والے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر آپ وہاں سے نکلے اور جب عرق الظبیہ میں تشریف فرما ہوئے تو عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا (یعنی قتل کروایا)۔

ابن ہشام نے کہا کہ عرق الظبیہ کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے ہے۔

ابن اسحٰق[۲] نے کہا کہ عقبہ بن معیط کو بنی العجلان کے عبداللہ بن سلمہ نے قید کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم فرمایا تو اس نے کہا اے محمد بچوں کے لئے کون ہوگا تو آپ نے فرمایا:

النار۔ آگ ہوگی۔ تو اس کو بنی عمرو بن عوف والے عاصم بن ثابت ابن ابی الاقلح الانصاری نے قتل کیا جیسا کہ مجھ سے ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے بیان کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے کہا۔ یہ مجھ سے ابن شہاب الزہری وغیرہ اہل علم نے بیان کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسی مقام پر فروہ بن عمرو البیاضی کے آزاد کردہ ابوہند رسول اللہ ﷺ سے آکر ملے جو اپنے ساتھ ایک چھوٹی مشک حمیت میں حیس بھر کر لائے تھے (پنیر اور گھی ملا کر کھانے کی ایک چیز بنائی جاتی ہے۔ جس کو حیس کہتے ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ حمیت مشک کو کہتے ہیں۔

---

۱ ابن اح کا لفظ ہر ایک کم سن کے لئے عرب استعمال کرتے ہیں اسی لئے میں نے اس کا ترجمہ ''بابا'' کیا ہے اور ملاء کے معنی امراء۔ اشراف وہ شان والی ہستیاں جو آنکھوں میں جچیں اسی لئے میں نے اس کا ترجمہ سرگروہ کیا ہے۔ (احمد محمودی)

۲ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

اور یہ ابو ہند جنگ بدر کی شرکت سے پیچھے رہ گئے تھے اس کے سوا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے حجام (سینگیاں لگانے والے) تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّمَا اَبُوْهِنْد امْرُؤٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَانْكِحُوْهُ وَانْكِحُوْا اِلَيْهِ.

''ابو ہند تو انصار میں سے ہیں اس لئے ان (کی لڑکیوں) سے نکاح کرو اور (اپنی لڑکیاں) ان کے نکاح میں دو۔ تو صحابہ نے اس کی تعمیل کی''۔

کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ چلے یہاں تک کہ قیدیوں سے ایک روز پہلے مدینہ تشریف لائے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن اسعد زرارہ نے کہا کہ جب قیدیوں کو لایا گیا تو اس وقت لایا گیا جبکہ سودہ بنت زمعہ نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ عفراء کے رشتہ داروں کے پاس عفراء کے دونوں بیٹوں عوف اور معوذ پر نوحہ خوانی کے مقام پر تھیں (راوی نے) کہا کہ یہ واقعہ عورتوں پر پردہ فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ (راوی نے) کہا کہ۔ (ام المومنین) سودہ کہتی تھیں کہ واللہ میں ان کے پاس ہی تھی کہ وہ قیدی ہمارے پاس لائے گئے۔ اور کہا گیا کہ قیدی لائے گئے ہیں۔ (ام المومنین نے) کہا تو میں اپنے گھر لوٹی۔ اور رسول اللہ ﷺ گھر ہی میں تھے تو دیکھا کہ ابو یزید سہیل بن عمرو حجرے کے ایک کونے میں ہے اور اس کے دونوں ہاتھ رسی سے اس کی گردن میں بندھے ہوئے ہیں۔ (ام المومنین نے) کہا نہیں واللہ جب میں نے ابو یزید کو اس حالت میں دیکھا تو میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور میں نے کہہ دیا کہ اے ابو یزید تم لوگوں نے اپنے ہاتھ (پاؤں دوسروں کے اختیار میں) دے دیئے تم لوگ عزت کی موت مر کیوں نہ گئے۔ اور واللہ حجرے میں سے رسول اللہ ﷺ کے اس قول کے سوا کوئی مجھے اپنے ہوش میں نہ لایا۔ (آپ نے فرمایا):

يَا سَوْدَةُ اَعَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَعَلٰى رَسُوْلِهٖ تُحَرِّضِيْنَ.

''اے سودہ کیا عزوجلال والے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت پر ابھار رہی ہو''۔

(ام المومنین نے) کہا کہ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جب میں نے ابو یزید کے ہاتھوں کو اس کے گلے میں بندھا ہوا دیکھا تو میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور یہ ساری باتیں کہہ دیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی عبدالدار والے نبیہ بن وہب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب قیدیوں کو لے کر تشریف لائے۔ تو انہیں اپنے اصحاب میں بانٹ دیا اور فرمایا:

اِسْتَوْصُوْا بِالْاُسَارٰى خَيْرًا.

''قیدیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی وصیت یاد رکھو''۔

(راوی نے) کہا مصعب بن عمیر کا حقیقی بھائی ابوعزیز بن عمیر بن ہاشم قیدیوں میں تھا۔ (راوی نے) کہا کہ۔ (خود) ابوعزیز نے کہا میرے پاس سے میرا بھائی مصعب بن عمیر اور انصاریوں میں سے ایک شخص جس نے مجھے قید میں رکھا تھا گزرے تو اس نے (میرے بھائی نے) کہا کہ اس پر اپنی گرفت مضبوط رکھنا کیونکہ اس کی ماں ساز وسامان والی ہے شاید وہ اس کا فدیہ دے کر تم سے چھڑا لے۔ اس نے کہا کہ جب بدر سے مجھے لے کر آ رہے تھے تو میں انصار کی ایک جماعت میں تھا ان کی حالت یہ تھی کہ جب وہ اپنا ناشتہ اور شام کا کھانا لاتے تو رسول اللہ ﷺ کی جو انہیں ہماری نسبت نصیحت تھی اس کی وجہ سے وہ لوگ خاص طور پر مجھے روٹی دیتے اور خود کھجور کھاتے۔ ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ میں روٹی کا کوئی ٹکڑا نہ پڑا جو مجھ کو نہ دیا ہو۔ کہا۔ تو مجھے شرم دامن گیر ہوتی اور اس کو واپس کر دیتا تو وہ پھر مجھے واپس دے دیتا اور چھوتا تک نہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ النضر بن الحارث کے بعد بدر میں مشرکین کا پرچم بردار ابوعزیز ہی تھا۔ جب ا کے بھائی مصعب نے ابوالیسر سے جنہوں نے اسے قید کیا تھا مذکورہ بالا الفاظ کہے تو ابوعزیز نے ان سے کہا بھائی صاحب کیا آپ کو میرے متعلق یہی وصیت ہوئی ہے۔ تو مصعب نے اس سے کہا کہ تو میرا بھائی نہیں ہے بلکہ وہ میرا بھائی ہے۔ پھر اس کی ماں نے پوچھا کہ زیادہ سے زیادہ فدیہ جس کی ادائی پر کسی قریشی کو چھوڑا گیا ہے اس کی مقدار کیا ہے اس سے کہا گیا کہ چار ہزار درہم تو اُس نے چار ہزار درہم اِس کا فدیہ بھیج کر اس کو چھڑا لیا۔

قریش کے آفت زدوں کا مکہ پہنچنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش کے آفت زدہ افراد میں سے پہلا شخص جو مکہ پہنچا ہے وہ الحیسمان بن عبداللہ الخزاعی تھا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ تمہارے اس طرف کی کیا خبر ہے تو اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوالحکم بن ہشام اور امیہ بن خلف اور زمعہ بن الشود اور الحجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور ابوالبختر ی بن ہشام سب قتل ہو گئے اور جب وہ قریش کے شرفاء کے نام شمار کرنے لگا تو صفوان بن امیہ جو مقام حجر میں بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا واللہ اگر یہ شخص عقل رکھتا ہے تو اس سے میرے متعلق سوال کرو تو لوگوں نے اس سے کہا اچھا صفوان بن امیہ کے متعلق کیا خبر ہے۔ تو اس نے کہا وہ تو مقام حجر میں بیٹھا ہوا ہے اور واللہ بے شبہہ میں نے اس کے باپ کو اور اس کے بھائی کو اس وقت دیکھا ہے جب کہ وہ قتل ہو رہے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عبداللہ ابن عباس نے ابن عباس کے آزاد کردہ عکرمہ کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ ابورافع نے کہا کہ میں عباس

بن عبدالمطلب کا غلام تھا اور اسلام ہم گھر والوں میں داخل ہو چکا تھا۔عباس نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور ام الفضل نے اسلام اختیار کر لیا اور میں نے بھی اسلام اختیار کر لیا تھا۔اور عباس اپنی قوم سے ڈرتے اور ان کی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے اور اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔اور وہ بہت مال دار تھے اور ان کا مال ان کے لوگوں میں پھیلا ہوا تھا۔اور ابولہب بدر میں شریک نہ تھا اور اپنے بجائے العاصی بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کیا تھا اور تمام لوگوں نے ایسا ہی کیا تھا جو شخص نہ گیا اور رہ گیا اس نے اپنی بجائے کسی اور شخص کو روانہ کیا تھا اور جب بدر کے آفت زدہ قریش والوں کی خبر اس کے پاس آئی تو اللہ نے اس کو ذلیل و رسوا کیا اور ہم نے خود میں قوۃ و اعزاز کا احساس کیا۔

(ابورافع نے) کہا کہ میں ایک ضعیف شخص تھا اور میں تیروں کے بنانے کا کام کیا کرتا تھا اور انہیں میں زمزم کے پاس کے خیمے میں چھیلا کرتا تھا تو واللہ میں اسی خیمے میں اپنے تیر چھیلتے ہوئے بیٹھا تھا اور میرے پاس ام الفضل بھی بیٹھی ہوئی تھیں اور جو خبر ہمیں مل چکی تھی اس نے ہمیں مسرور کر دیا تھا کہ یکا یک ابولہب بری طرح (سے) اپنے پیر گھسیٹتا (ہوا) آیا حتیٰ کہ خیمے کے کنارے (آکر) بیٹھ گیا اور اس کی پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ لوگوں نے کہا یہ لو ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب آ گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوسفیان کا نام المغیرہ تھا۔

(راوی نے) کہا۔ابولہب نے کہا اس کو میرے پاس لاؤ۔اپنی عمر کی قسم تجھ کو تو سب کچھ معلوم ہوگا۔

(راوی نے) کہا۔آخر وہ اس کے پاس بیٹھ گیا اور لوگ اس کے پاس کھڑے تھے۔تو اس نے کہا بابا! مجھے بتاؤ تو ان لوگوں کی کیا حالت رہی۔

اس نے کہا واللہ واقعہ تو بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ ہم ان لوگوں کے مقابل ہوئے اور اپنے شانے ان کے حوالے کر دیے (اپنی مشکیں کسوا دیں) وہ ہمیں جس طرح چاہتے قتل کرتے اور جس طرح چاہتے قیدی بنا رہے تھے اور اللہ کی قسم باوجود اس کے لوگوں پر میں نے کوئی ملامت نہیں کی۔ہم ایسے لوگوں کے مقابل ہو گئے تھے جو گورے گورے تھے اور ابلق گھوڑوں پر آسمان و زمین کے درمیان تھے۔واللہ وہ کسی چیز کو نہ چھوڑتے تھے اور کوئی چیز ان کے مقابل قائم نہ رہتی تھی۔ابورافع نے کہا۔میں نے خیمے کی طنابیں اپنے ہاتھوں سے اٹھائیں۔ پھر میں نے کہا واللہ وہ تو فرشتے تھے۔

(راوی نے) کہا۔ابولہب نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا۔انہوں نے کہا کہ۔میں نے بھی اس کا بدلہ لیا تو اس نے مجھ کو اٹھا لیا اور مجھے زمین پر دے مارا۔پھر مجھ پر بیٹھ گیا اور مارنے لگا۔اور میں کمزور تھا تو ام فضل خیمے کی لکڑیوں میں سے ایک لکڑی لے کر اس کی طرف بڑھی اور اس (لکڑی)

سے اس کو ایسا مارا کہ اس کا سر بری طرح پھٹ گیا اور کہا کہ اس کا سردار اس کے پاس[1] نہ ہونے کے سبب سے تو نے اس کو کمزور سمجھ لیا۔ پھر وہ اٹھ کر ذلت کے ساتھ چلا گیا۔ اور واللہ وہ سات روز سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ اللہ نے اس کو عدسہ[2] نامی بیماری میں مبتلا کر دیا اور اس بیماری نے اس کی جان لے لی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد عباد کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ (پہلے تو) قریش نے اپنے مقتولوں پر نوحہ خوانی کی اس کے بعد کہا کہ ایسا نہ کرو کہ محمد اور اس کے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچے گی تو وہ تمہاری اس حالت پر خوش ہوں گے اور اپنے قیدیوں (کی رہائی) کے متعلق بھی کسی شخص کو نہ بھیجو یہاں تک کہ ان کا کچھ انتظار کر لو ایسا نہ ہو کہ محمد اور اس کے ساتھی فدیے میں سختی کرنے لگیں۔ انہوں نے کہا کہ الاسود بن المطلب کی اولاد میں سے تین شخص اس آفت میں مبتلا ہوئے تھے زمعہ بن الاسود اور عقیل بن الاسود اور الحارث بن زمعہ اور وہ اپنی اولاد پر رونا چاہتا تھا۔ (راوی نے) کہا کہ۔ وہ اسی (شش و پنج) میں تھا کہ اس نے رات میں یکا یک (کسی کے) رونے کی آواز سنی تو اس نے اپنے ایک غلام سے کہا۔ اور (اس کی) بینائی جا چکی تھی۔ دیکھ تو کیا پکار کر رونا جائز قرار دیا گیا ہے۔ کیا قریش اپنے مقتولوں پر رو رہے ہیں۔ کہ میں بھی ابوحکیمہ یعنی زمعہ پر رووٴں کیونکہ میرے اندر آگ لگ گئی ہے۔ (راوی نے) کہا جب غلام واپس آیا تو اس نے کہا وہ ایک عورت ہے جو صرف اپنے ایک اونٹ کے کھو جانے پر رو رہی ہے۔ راوی نے کہا۔ اسی موقع پر الاسود کہتا ہے۔

اَتَبْكِیْ اَنْ یَضِلَّ لَهَا بَعِیْرٌ وَیَمْنَعُهَا مِنَ النَّوْمِ السُّهُوْدُ

کیا وہ اپنے ایک اونٹ کے کھو جانے پر روتی ہے اور سونے سے بے خوابی اس کو روک رہی ہے۔

فَلَا تَبْكِیْ عَلٰى بِكْرٍ وَلٰكِنْ عَلٰى بَدْرٍ تَقَاصَرَتِ الْجُدُوْدُ

اے عورت جوان اونٹ کے کھو جانے پر نہ رو بلکہ (واقعہ) بدر میں رو جس کا نصیبہ پھوٹ گیا ہے۔

عَلٰى بَدْرٍ سَرَاةِ بَنِیْ هُصَیْصٍ وَمَخْزُوْمٍ وَرَهْطِ اَبِی الْوَلِیْدِ

بدر پر رو بنی ہصیص کے سردار پر رو۔ اور (بنی) مخزوم پر رو اور ابوالولید کی جماعت پر رو۔

وَبَكِّیْ اِنْ بَكَیْتِ عَلٰى عَقِیْلٍ وَبَكِّیْ حَارِثًا اَسَدَ الْاُسُوْدِ

اور اگر تجھے رونا ہے تو عقیل پر رو۔ اور حارث پر رو جو شیروں کا شیر تھا۔

---

[1] (ب ج د) میں ''غاب عنه سیده'' ہے اور (الف) میں ''غلب عنه سیده'' ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

[2] ابوذر نے کہا هی قرحه قاتله کا لطاعون۔ وہ طاعون کی طرح کا ایک پھوڑا ہے۔ (احمد محمودی)

وَبَکِّیْهِمْ وَلَا تَسْمِیَ جَمِیْعًا وَمَا لِاَبِیْ حَکِیْمَةَ مِنْ نَدِیْدٖ

اوران سب پرروا اور رونے سے بیزار نہ ہو اور ابوحکیمہ کا تو کوئی مدمقابل ہی نہ تھا۔

اَلَاقَدْ سَادَ بَعْدَ هُمْ رِجَالًا وَلَوْلَا یَوْمُ بَدْرٍ لَمْ یَسُوْدُوْا

سن لو کہ ان اگلے لوگوں کے بعد ایسے لوگ سردار بن گئے ہیں کہ اگر جنگ بدر نہ ہوئی ہوتی تو وہ ہرگز سردار نہ بن سکتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ قیدیوں میں ابووداعہ بن ضبیرۃ السہمی بھی تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ لَهٗ بِمَکَّةَ ابْنًا کَیِّسًا تَاجِرًا ذَا مَالٍ وَکَاَنَّکُمْ بِهٖ قَدْ جَآءَ کُمْ فِیْ طَلَبِ فِدَاءِ اَبِیْهِ.

"مکہ میں اس کا ایک ہوشیار لڑکا ہے جو تاجر اور مال دار ہے اور گویا وہ تمہارے پاس اپنے باپ کا فدیہ دے کر چھڑانے کے لئے آ چکا ہے"۔

اور جب قریش نے یہ کہا کہ اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑانے کے متعلق جلدی نہ کرو کہ محمد اور اس کے ساتھی سختی نہ کریں تو مطلب بن ابی وداعہ نے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ الفاظ (ارشاد) فرمائے تھے کہا کہ تم سچ کہتے ہو جلدی نہ کرنا چاہئے اور خود رات کو چھپ کر نکل گیا اور مدینہ آیا اور اپنے باپ کو چار ہزار درہم دے کر چھڑا لے گیا۔

سہیل بن عمرو کا حال

کہا کہ قریش نے قیدیوں کی رہائی کے لئے آدمی بھیجے تو مکرز بن حفص ابن الاخیف سہیل بن عمرو کی رہائی کے لئے آیا اور اس کو بنی سالم بن عوف والے مالک بن الدخشم نے اسیر کیا تھا تو اس نے کہا۔

اَسَرْتُ سُهَیْلًا فَلَا اَبْتَغِیْ اَسِیْرًا بِهٖ مِنْ جَمِیْعِ الْاُمَمِ

میں نے سہیل کو اسیر کیا ہے اور اس کے عوض میں تمام اقوام میں سے کسی کو بھی اسیر بنانا نہیں چاہتا۔

وَخِنْدِفُ تَعْلَمُ اَنَّ الْفَتٰی فَتَاهَا سُهَیْلٌ اِذَا یُظَّلَمْ

اور (بنی) خندف جانتے ہیں کہ جوان مرد (صرف) ان کے قبیلے میں سے سہیل ہی جواں مرد ہے جبکہ وہ اپنے ظلم کا بدلہ لینا چاہے۔

ضَرَبْتُ بِهٖ الشَّفْرِ حَتّٰی انْثَنٰی وَ اَکْرَهْتُ نَفْسِیْ عَلٰی ذِی الْعَلَمْ

میں نے اس پر (تلوار کی) باڑ ماری حتیٰ کہ وہ جھک پڑا اور ہونٹ کٹے پر (دست درازی کرنے میں) میں نے اپنے نفس کو مجبور کیا۔

اور سہیل کا نیچے کا ہونٹ کٹا ہوا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر مالک بن الاخشم کی جانب اس شعر کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی عامر بن لوئ والے محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا کہ عمر بن الخطاب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں سہیل بن عمرو کے سامنے کے دونوں (نیچے اور اوپر کے) دو دو دانت توڑ دوں کہ اس کی زبان لٹک جائے اور آپ کے خلاف کسی جگہ تقریر کرنے کے لئے کبھی نہ کھڑا ہو سکے۔ (راوی نے) کہا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا اُمَثِّلُ بِهٖ فَيُمَثِّلَ اللّٰهُ بِیْ وَ اِنْ كُنْتُ نَبِيًّا.

''(نہیں) میں اس کو مثلہ نہ کروں گا (ایسے اعضا معدوم نہ کروں گا جس سے صورت بگڑ جائے) کہ اللہ مجھے بھی مثلہ کر دے گا اگر چہ کہ میں نبی ہوں۔''

مجھے یہ بھی خبر معلوم ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث میں فرمایا:

اِنَّهٗ عَسٰى اَنْ يَقُوْمَ مَقَامًا لَا تَذُمُّهٗ.

''اور بات یہ ہے کہ اس سے امید ہے کہ وہ ایسے مقام پر کھڑا ہو گا کہ تم اس کی مذمت نہ کرو''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان شاء اللہ اس مقام کا ذکر عنقریب ہم اس کے مقام پر کریں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مکرز نے ان لوگوں سے سہیل کے متعلق بات چیت کی اور ان کی رضا مندی حاصل کر لی تو ان لوگوں نے کہا اچھا جو کچھ ہمیں دینا ہے لاؤ دے دو تو اس نے کہا کہ اس کے پاؤں کے بجائے میرا پاؤں رکھ لو (یعنی اس کے بجائے مجھے قید میں رکھو) اور اسے چھوڑ دو کہ وہ تمہارے پاس اپنا فدیہ روانہ کرے تو سہیل کو چھوڑ دیا اور مکرز کو اپنے پاس قید رکھا تو مکرز نے کہا۔

فَدَيْتُ بِاَذْوَادٍ ثَمَانٍ سِبٰى فَتًى ... يَنَالُ الصَّمِيْمَ غُرْمُهَا لَا الْمَوَالِيَا

میں نے آٹھ اونٹ (یا قیمتی اونٹ) اس نوجوان کے چھڑانے کے لئے دیئے جس کے تاوان میں غلام نہیں شرفا پکڑے جاتے ہیں۔

رَهَنْتُ يَدِیْ وَالْمَالُ اَيْسَرُ مِنْ يَدِیْ ... عَلَیَّ وَلٰكِنِّیْ خَشِيْتُ الْمَخَازِيَا

میں نے اپنے ہاتھ کو (یعنی اپنی ذات کو) رہن کر دیا حالانکہ مجھے اپنے آپ کو رہن کرنے کی بہ نسبت مال کا رہن کرنا آسان تھا لیکن میں رسوائیوں سے ڈرا۔

وَقُلْنَا سُهَيْلٌ خَيْرُنَا فَاذْهَبُوْا بِهٖ ... لِاَبْنَاءَ نَا حَتّٰى نُدِيْرَ الْاَمَانِيَا

اور ہم نے کہا کہ سہیل ہم میں سے بہترین شخص ہے اس لئے ہمارے بچوں کے واسطے اسی کو لے

جاؤ تا کہ ہم اپنی امیدوں میں (کامیابی کی) رونق پائیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعران اشعار کو مکرز کی طرف منسوب کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ عمرو بن ابی سفیان بن حرب بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں قید تھا۔ اور یہ عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی کا لڑکا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمرو بن ابی سفیان کی ماں۔ ابوعمرو کی بیٹی تھی اور ابومعیط بن ابی عمرو کی بہن تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ نے اسیر کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا انہوں نے کہا اس لئے ابوسفیان سے کہا گیا کہ اپنے بچے عمرو کا فدیہ دے تو اس نے کہا کہ (کیا خوب) میرا خون بھی بہے اور مال بھی جائے۔ انہوں نے حنظلہ کو تو قتل ہی کر دیا اور (اب میں) عمرو کا بھی فدیہ دوں اس کو انہیں لوگوں کے ہاتھوں میں رہنے دو جب تک ان کا جی چاہئے اس کو قید رکھیں (راوی نے) کہا وہ اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ میں قید تھا کہ بنی عمرو ابن عوف کی شاخ بنی معاویہ میں سے سعد بن نعمان بن اکال عمرے کے لئے نکلے اور ان کے ساتھ چند دودھیل اونٹنیاں بھی تھیں اور یہ سن رسیدہ مسلمان تھے اور مقام نقیع میں اپنی بکریوں میں رہا کرتے تھے اور وہیں سے وہ عمرے کے لئے نکلے اور جو سلوک ان کے ساتھ کیا گیا اس کا انہیں خوف تک بھی نہ تھا اور انہیں یہ گمان تک بھی نہ تھا کہ وہ مکہ میں قید کر لئے جائیں گے کیونکہ وہ عمرے کے لئے نکلے تھے اور قریش سے اس بات کا عہد تھا کہ کوئی شخص حج یا عمرے کیلئے آئے تو اسکے ساتھ بجز بھلائی کے کسی دوسری طرح پیش نہ آئیں گے غرض ابوسفیان بن حرب نے مکہ میں ان پر ظلم وزیادتی کی اور انہیں اور ان کے لڑکے عمرو کو قید کر لیا۔ اور ابوسفیان نے کہا۔

اَرَهْطَ بْنَ اَكَّالٍ اَجِيْبُوْا دُعَاءَهٗ　　　تَفَاقَدْتُّمْ لَا تُسْلِمُو السَّيِّدَ الْكَهْلَا

اے بنی اکال کی جماعت اس کی پکار کا جواب دو وہ تمہارے ہاتھ سے نکل گیا (لیکن ایسے) سن رسیدہ سردار کو (دشمن کے ہاتھوں میں) نہ چھوڑ دو۔

فَاِنَّ بَنِيْ عَمْرٍو لِئَامٌ اَذِلَّةٌ　　　لَئِنْ لَّمْ يَفُكُّوْا عَنْ اَسِيْرِهِمُ الْكَبْلَا

کیونکہ بنی عمرو ذلیل اور فرومایہ (شمار) ہوں گے اگر انہوں نے اپنے ایسے قیدی کو جو سخت قید میں ہے رہائی نہ دلائی۔

تو حسان بن ثابت نے اس کے جواب میں کہا۔

لَوْكَانَ سَعْدٌ يَوْمَ مَكَّةَ مُطْلَقًا　　　لَاَكْثَرَ فِيْكُمْ قَبْلَ اَنْ يُّوْسَرَ الْقَتْلَا

مکہ (میں اس کی گرفتاری) کے روز اگر سعد آزاد ہوتا تو قید ہونے سے پہلے اس نے تم میں سے بہتوں کو۔

بِعَضْبِ حُسَامٍ اَوْ بِصَفْرَاءَ نَبْعَةٍ　　　تَحِنُّ اِذَا مَا انْبَضَتْ تَحْفِزُ النَّبْلَا

تیز تلوار سے قتل کر دیا ہوتا یا نبعہ (کے درخت کی لکڑی) کی زرد (کمان) سے جس سے ایک (زناٹے کی) آواز آتی ہے جبکہ وہ تیر کی انتہا تک کھینچی جائے۔

اور بنی عمرو بن عوف رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو اس کی اطلاع دی اور آپ سے استدعا کی کہ عمرو بن ابی سفیان کو ان کے حوالے کیا جائے کہ اس کے عوض میں وہ اپنے آدمی کو چھڑا لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی استدعا منظور فرمائی انہوں نے اس کو ابوسفیان کے پاس روانہ کیا تو اس نے سعد کو چھوڑ دیا۔

ابوالعاص[1] بن الربیع کی قید

ابن اسحٰق نے کہا کہ قیدیوں میں ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزی ابن عبد شمس رسول اللہ ﷺ کے داماد آپ کی صاحبزادی زینب کے شوہر بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کو خراش بن الصمۃ بنی حرام میں سے ایک شخص نے قید کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوالعاص کا مکہ کے ان لوگوں میں شمار تھا جو مال امانت اور تجارت کے لحاظ سے مشہور تھے۔ اور یہ ہالہ بنت خویلد کے فرزند تھے اور (ام المومنین) خدیجہ ان کی خالہ تھیں (جناب) خدیجہ نے رسول اللہ ﷺ سے استدعا کی کہ (زینب سے) ان کا نکاح کر دیں اور رسول اللہ ﷺ ان کی مخالفت نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ واقعہ آپ پر وحی کے نزول سے پہلے کا تھا۔ آپ نے (ان سے) ان کا نکاح کر دیا تھا۔ اور وہ (جناب خدیجہ) ان کو اپنے لڑکے کی طرح سمجھتی تھیں اور جب اللہ نے اپنے رسول کو اپنی نبوت کی عزت عطا فرمائی تو آپ پر (جناب) خدیجہ اور آپ کی لڑکیاں تو ایمان لائیں اور آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی کہ جو چیز آپ لائے ہیں وہ سچ ہے اور ان سب نے آپ ہی کا دین اختیار کر لیا لیکن ابوالعاص اپنے شرک ہی پر جمے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے رقیہ یا ام کلثوم سے عتبہ بن ابی لہب کا نکاح کر دیا تھا۔ جب آپ نے قریش کو اللہ کے احکام پہنچانے اور ان سے مخالفت کرنے کی ابتداء فرمائی تو ان لوگوں نے کہا کہ تم نے محمد کو ان کی فکروں سے سبکدوش کر دیا ہے اس لئے اس کی بیٹیوں کو اس کے پاس لوٹا دو اور ان کی فکر میں اس کو مشغول کر دو۔ اور ان سب نے ابوالعاص کے پاس جا کر اس سے کہا کہ تو اپنی بیوی کو چھوڑ دے قریش کی جو عورت تو چاہے ہم اس سے تیرا نکاح کر دیں گے۔ انہوں نے کہا نہیں واللہ ایسی حالت میں تو میں نہ اپنی بیوی کو چھوڑوں گا اور نہ اپنی بیوی کے بدلے قریش کی کسی عورت کو میں پسند کرتا ہوں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کی دامادی کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ پھر وہ لوگ عتبہ ابن ابی لہب کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ محمد کی بیٹی

---

[1] (الف) ''العاصی'' آخر میں یا کے ساتھ اور (ب ج د) میں العاص بغیر یا کے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

کو طلاق دے دے۔ قریش کی جو عورت تو چاہے ہم اس سے تیرا نکاح کئے دیتے ہیں تو اس نے کہا کہ اگر تم میرا نکاح ابان بن سعید بن العاص کی بیٹی یا سعید بن العاصی[1] کی بیٹی سے کر دو تو میں اسے چھوڑے دیتا ہوں۔ انہوں نے سعید بن العاصی کی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا اور اس نے ان کو (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کو) چھوڑ دیا۔ وہ ان کے ساتھ خلوت میں بھی نہیں گیا تھا۔ اس طرح اللہ نے ان کو (صاحبزادی صاحبہ کو) اس کے ہاتھوں سے چھڑا کر ان کی عزت رکھ لی اور اس کو ذلیل کیا۔ اس کے بعد عثمان بن عفان اس کے بجائے ان کے شوہر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں مجبوری کے تحت (ایسے تعلقات کو) نہ جائز فرماتے تھے اور نہ ناجائز۔ اور زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے جب اسلام اختیار کر لیا تھا تو ان کے اور ابوالعاصی بن الربیع کے درمیان اسلام نے تو تفریق کر دی تھی لیکن ان کو ان سے الگ کرا لینے کا اختیار رسول اللہ ﷺ کو نہ تھا اس لئے وہ (صاحبزادی صاحبہ) باوجود اپنے اسلام کے انہیں کے ساتھ رہیں حالانکہ وہ اپنے شرک پر (قائم) تھے۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی اور قریش بدر کی جانب بڑھے تو انہیں میں ابوالعاصی بن الربیع بھی تھے اور بدر کے قیدیوں میں وہ بھی گرفتار ہو گئے اور مدینہ میں وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد عباد سے عائشہ کی روایت بیان کی۔

(ام المومنین نے) کہا کہ جب مکہ والوں نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے (رقم) روانہ کی تو زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے بھی ابوالعاصی کی رہائی کے لئے کچھ مال روانہ کیا اور اس میں اپنی ایک مالا بھی روانہ کی جس کو خدیجہ نے رخصت کرتے وقت انہیں پہنا کر ابوالعاصی کے پاس روانہ کیا تھا۔

(ام المومنین نے) کہا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس (مالا) کو ملاحظہ فرمایا تو اس کو دیکھ کر آپ کا دل بہت بھر آیا اور فرمایا:

اِنْ رَأَيْتُمْ اِنْ تُطْلِقُوْا لَهَا اَسِيْرَهَا وَتَرُدُّوْا عَلَيْهَا مَالَهَا فَافْعَلُوْا.

''اگر تمہیں مناسب معلوم ہو کہ اس کے قیدی کو تم اس کے لئے چھوڑ دو اور اس کا مال اس کو لوٹا دو تو (ایسا) کرو''۔

ان لوگوں نے کہا اچھا یا رسول اللہ۔ اور انہوں نے ابوالعاصی کو چھوڑ دیا اور (بی بی) زینب کا جو کچھ مال تھا وہ واپس کر دیا۔

---

[1] یہاں بھی (الف) میں العاصی بیاء لکھا ہے اور (ب ج د) میں العاص بغیر یاء کے۔ (احمد محمودی)

زینب کا مدینہ کی جانب سفر

کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اقرار لے لیا تھا یا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا تھا کہ زینب کو آپ کے پاس آنے کی اجازت دی جائے گی یا ان کی رہائی کی شرطوں میں یہ بھی ایک شرط تھی لیکن یہ بات نہ ان کی جانب سے ظاہر ہوئی نہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے کہ معلوم ہوتا کہ وہ کیا (معاملہ) تھا۔ مگر جب ابوالعاصی کو چھوڑ دیا گیا اور وہ مکہ چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ اور انصار میں سے ایک شخص کو اسی وقت روانہ فرمایا اور (یہ) فرمایا:

كُوْنَا بِبَطْنِ يَأْجِجَ حَتّٰى تَمُرَّ بِكُمَا زَيْنَبُ فَتَصْحَبَا هَا حَتّٰى تَأْتِيَانِىْ بِهَا.

''تم دونوں (جا کر) بطن یأجج میں رہو۔ یہاں تک کہ تمہارے پاس سے زینب گزرے (جب وہ تمہارے پاس سے گزرے) تو اس کے ساتھ ہو جاؤ یہاں تک کہ اس کو میرے پاس لاؤ''۔

پس وہ دونوں اسی وقت نکلے اور یہ واقعہ بدر کے ایک مہینے بعد کا یا اس سے کچھ کم یا زیادہ کا تھا۔ اور جب ابوالعاص مکہ آئے تو انہوں نے زینب کو اپنے والد سے جا کر ملنے کا حکم دیا تو وہ جانے کے سامان کرنے لگیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ (بی بی) زینب کے متعلق مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ خود انہوں نے کہا کہ اس اثناء میں کہ میں اپنے والد سے جا کر ملنے کا سامان مکہ میں کر رہی تھی کہ مجھ سے عتبہ کی بیٹی ہند ملی اور اس نے کہا۔ اے محمد (ﷺ) کی بیٹی کیا مجھے اس کی خبر نہیں مل گئی کہ تم اپنے والد سے جا کر ملنے کا ارادہ رکھتی ہو۔ (بی بی زینب نے) کہا۔ میں نے کہا کہ میرا یہ ارادہ تو نہیں ہے۔ اس نے کہا اے میری چچا زاد بہن (ایسا) نہ کہو (یعنی مجھ سے بات نہ چھپاؤ)۔ اگر تمہیں کسی سامان کی ضرورت ہو جو تمہیں تمہارے سفر میں آرام دے یا تمہیں اپنے والد تک پہنچنے کے لئے رقم کی ضرورت ہو تو تمہارے کام کی چیز میرے پاس موجود ہے اس لئے (اس خبر کی اطلاع دینے میں) مجھ سے بخل نہ کرو۔ کیونکہ عورتوں کے تعلقات میں وہ چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی جو مردوں کے تعلقات میں ہو۔ (بی بی زینب نے) کہا۔ واللہ میں نے تو یہی خیال کیا کہ اس نے جو کچھ کہا وہ (حقیقت میں ویسا ہی) کرنے کے لئے کہا تھا۔ کہا۔ لیکن مجھے اس سے خوف ہوا اور میں نے اس بات کے کہنے سے انکار کر دیا کہ میں اس بات کا ارادہ رکھتی ہوں اور میں نے تیاری کر لی ہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی اپنے سفر کی تیاری کر چکیں تو ان کا دیور (یا جیٹھ) ان کے شوہر کا بھائی کنانہ بن الربیع ان کے پاس اونٹ لایا اور وہ اس پر سوار ہو گئیں اور اس نے اپنی کمان اور ترکش

لے لیا اور ان کو لے کر دن کے وقت اس اونٹ کی نکیل کھینچتا ہوا لے چلا اس حال میں کہ وہ اپنے ہودج میں بیٹھی ہوئی ہیں قریش کے لوگوں میں اس کا چرچا ہوا اور ان کی تلاش میں نکلے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو ذی طوی میں آ ملایا اور پہلا شخص جو ان تک آ پہنچا وہ ہبار بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزی الفہری تھا اور وہ اپنے ہودج ہی میں تھیں کہ ہبار نے انہیں اپنی برچھی سے ڈرایا۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ حاملہ تھیں اور جب انہیں ڈرایا دھمکایا گیا تو ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ اور ان کا دیور (یا جیٹھ) بیٹھ گیا اور اپنے ترکش میں سے تیر زمین پر جھٹک دیئے اور کہا واللہ جو شخص میرے نزدیک آئے اس کو میں اپنے تیر کا نشانہ بناتا ہوں آخر لوگ اس کے پاس سے لوٹ گئے اور ابوسفیان قوم کے کچھ اور بڑے لوگوں کو لئے ہوئے آیا اور کہا اے شخص اپنے تیروں کو روک کہ ہم تجھ سے کچھ بات چیت کریں۔ اس نے تیر روک لئے اور ابوسفیان آگے بڑھا اور اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا تو نے سیدھی راہ اختیار نہیں کی۔ تو اس عورت کو لے کر دن دہاڑے سب لوگوں کے سامنے نکلا ہے اور تجھے ہماری مصیبت اور ذلت کا بھی علم ہے اور محمد (ﷺ) کی جانب سے جیسی بربادی ہم پر آئی وہ بھی تجھے معلوم ہے ایسی حالت میں جب تو اس کی بیٹی کو اس کی جانب کھلم کھلا سب لوگوں کے سامنے ہمارے درمیان سے لے کر جائے گا تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ واقعہ بھی اسی ذلت کے سبب سے رونما ہوا ہے جو ہم پر مصیبت آئی ہے اور یہ کہ اس کا وقوع بھی ہمارے ضعف اور ہماری کمزوری کے سبب سے ہوا ہے اور اپنی عمر کی قسم! ہمیں اس کو اس کے باپ سے روکنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہمیں کوئی انتقام مطلوب ہے لیکن (اس وقت تو) اس عورت کو لے کر تو لوٹ جا۔ یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو جائیں اور لوگ یہ کہنے لگیں کہ ہم نے اس کو لوٹا دیا ہے تو پھر اس کو چپکے سے لے کر نکل جا اور اس کو اس کے باپ کے پاس پہنچا دے۔ (راوی نے) کہا کہ۔ اس نے ویسا ہی کیا اور وہ چند روز وہیں رہیں یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو گئیں تو انہیں لے کر وہ رات کے وقت نکلا اور انہیں زید بن حارثہ اور ان کے ساتھی کے حوالے کر دیا اور وہ دونوں انہیں لئے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن رواحہ نے یا بنی سالم بن عوف والے ابوخیثمہ نے (بی بی) زینب کے واقعے کے متعلق کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار ابوخیثمہ کے ہیں۔

أَتَانِي الَّذِي لَا يَقْدُرُ النَّاسُ قَدْرَهُ   لِزَيْنَبَ فِيهِمْ مَنْ عُقُوقٍ وَمَأْثَمِ

میرے پاس وہ شخص آیا (یا اس واقعے کی خبر پہنچی) جس کی جیسی قدر کرنا چاہئے لوگ اس کی ویسی قدر نہیں کرتے وہ شخص (یا وہ واقعہ) زینب سے تعلق رکھنے والا ہے جو ان لوگوں کے خلاف اور

(ان کی دانست میں) گناہ تھا۔

وَ اِخْرَاجُهَا لَمْ يُخزَ فِيهَا مُحَمَّدٌ عَلَى مَاء قَطٍ وَبَيْنَنَا عِطْرُ مَنْشَمِ

وہ زینب کا (مکہ سے) نکال لانا تھا۔ جس میں محمد (رسول اللہ ﷺ) کی کسی طرح رسوائی نہیں ہوئی۔ باوجود اس کے کہ جنگی احکام نافذ تھے اور ہم میں ان میں منحوس عطر مہک رہا تھا۔

وَأَمْسٰى أَبُوسُفْيَانَ مِنْ خِلْفِ ضَمْضَمْ وَمِنْ حَرْبِنَا فِي رَغْم أَنْفٍ وَمَنْدمِ

اور ابوسفیان اپنے حلیف ضمضم کے متعلق اور ہم سے لڑائی مول لینے کے سبب سے ذلیل اور نادم ہو چکا تھا۔

قَرَنَّا ابْنَهَ عَمْرًا وَمَوْلَى يَمِينِه بِذِى حَلَقٍ جَلْدِ الَّصلاصِلِ مُحْكَمِ

ہم نے اس کے بیٹے عمرو اور اس کے حلیف کو حلقوں والی بڑی جھنکار والی مضبوط (زنجیر) میں جکڑ دیا۔

فَأَقْسَمتُ لَا تَنْفَكُّ مِنَّا كَتَائِبٌ سَرَاةُ خَمِيسٍ فِي لُهَامٍ مُسَوَّمِ

پھر میں نے قسم کھالی کہ ہمارے لشکر کی ٹولیاں۔ لشکر کے سردار ایک خاص نشان والے عدد کثیر کے ساتھ ہمیشہ۔

تَرُوْٓعُ قُرَيْشَ الْكُفْرِ حَتَّى نَعُلَّهَا بِخَاطِمَةٍ فَوْقَ الْأنُوفِ بِمِيسَمِ

کفر کی ٹولیوں کو ڈراتے رہیں گے حتیٰ کہ بار بار حملہ کر کے ان کی ناکوں میں داغ دینے والے آلے کے ذریعے نکیل ڈال دیں گے۔

نُنَزِّلُهُمْ أَكْنَافَ نَجْدٍوَ نَخْلَةٍ وَإِنْ يُتْهِمُوا بِا الْخَيْلِ وَالَّرجْلِ نُتْهِمِ

ہم نجد (سطح مرتفع) و نخلہ (کھجور بن) کے اطراف و اکناف میں ان سے مقابلہ کرتے رہیں گے اور اگر وہ سوار اور پیادوں کو لے کر تہامہ (نشیبی زمین) میں اتر جائیں تو ہم وہاں بھی نازل ہوں گے۔

بَدَ الدَّهْرِ حَتَّى لَا يُعَوَّجَ سِرْبُنَا وَنُلْحِقُهُمْ آثَارَ عَادٍ وجُرْهُمِ

---

[1] (الف) میں نزوع زائے معجمہ سے لکھا ہے جس کے متعلق حاشیہ (ب) میں لکھا ہے کہ وہ تحریف ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس کے بھی معنی بن سکتے ہیں کیونکہ اس کے معنی حرکت دینے اور موڑنے کے ہیں۔ لیکن نسخہ (ب ج د) راجح اور نسخہ (الف) مرجوح ہے۔ (احمد محمودی)

اب تک (ان سے مقابلہ کرتے رہیں گے) یہاں تک کہ ہمارا راستہ ہو جائے اور ہم انہیں عاد و جرہم کے نشانات سے ملادیں گے (یعنی برباد و ہلاک کر دیں گے)۔

وَيَنْدَمُ قَوْمٌ لَمْ يُطِيعُوا مُحَمَّدًا عَلَى أَمْرِهِمْ وأيُّ حِينِ تَنْدُمِ

اور وہ قوم اپنے کئے پر پچتائے گی جس نے محمد (رسول اللہ ﷺ) کی اطاعت نہ کی اور کیسے وقت وہ پچتائے گی (جبکہ پچتانا کچھ کام نہ آئے گا)۔

فأَبْلِغْ أَبَاسُفْيَان اِمَّا لَقِيتَهُ لَئِنْ أَنْتَ لَمْ تُخْلِصْ سُجُودًا وَتُسْلِمِ

تو اے مخاطب) اگر تو ابوسفیان سے ملے تو تو اس کو وہ پیام پہنچادے کہ اگر تو خلوص کے ساتھ نہ جھکا اور بات نہ مانی تو۔

فَأَبْشِرْ بِخِزْيٍ فِي الْحَيَاةِ مُعَجَّلٍ وَسِرْبَالِ قَارٍ خَالِدًا فِى جَهَنَّمِ

زندگی ہی میں فوری رسوائی و ذلت کی اور جہنم میں روغن قار کے ابدی لباس پہننے کی ابھی سے خوشیاں منا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں ''وسربال نار'' بھی آیا ہے یعنی آگ کے کپڑے پہننے کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوسفیان کے حلیف سے مراد عامر بن الحضرمی ہے جو قیدیوں میں تھا۔ اور الحضرمی اور حرب بن امیہ کے درمیان معاہدہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوسفیان کے حلیف سے مراد عقبہ بن الحارث بن الحضرمی ہے اور عامر بن الحضرمی (جس کا ذکر ابن اسحٰق نے کیا ہے) وہ تو بدر میں قتل ہو چکا تھا۔

اور جب وہ لوگ لوٹ گئے جو زینب کی جانب نکلے تھے اور ان سے اور ہند بنت عتبہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے ان سے کہا۔

اَفِي السِّلْمِ اَعْيَارًا جَفَاءً وَغِلْظَةً وَفِى الْحَرْبِ اَشْبَاهَ النِّسَاءِ الْعَوَارِكِ

کیا صلح و آشتی کی حالت میں (لوگ) بے وفائی اور سختی میں گدھوں کی طرح اور حالت جنگ میں حیض والی عورتوں کی طرح ہیں۔

اور جب کنانہ بن الربیع نے زینب کو ان دونوں شخصوں کے حوالے کیا تو زینب کے متعلق اس نے کہا۔

عَجِبْتُ لِهَبَّارٍ وَ اَوْبَاشِ قَوْمِهِ يُرِيْدُوْنَ اِخْفَارِىْ بِبِنْتِ مُحَمَّدِ

میں ہبار اور اس کی قوم کے اوباشوں سے حیران ہوں کہ وہ چاہتے ہیں کہ محمد (ﷺ) کی بیٹی کے ساتھ جو میرا معاہدہ ہے وہ توڑ دیا جائے۔

وَلَسْتُ اُبَالِیْ مَا حَیِیْتُ غَدِیْدَھُمْ وَمَا اسْتَجْمَعَتْ قَبْضًا یَدِی بِالْمُھَنَّدِ

اور جب تک میں زندہ ہوں ان کی بڑی تعداد کی کوئی پروانہیں کرتا جب تک کہ میرا ہاتھ ہندی تلوار کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بکیر بن عبداللہ بن الاشج سے اورانہوں نے سلیمان بن یسار سے اورانہوں نے ابواسحٰق نے الدوسی سے ابوہریرہ کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت روانہ فرمائی جس میں میں بھی تھا اور ہمیں حکم فرمایا تھا۔

اِنْ ظَفِرْتُمْ بِھَبَّارِ بْنِ الْاَسْوَدِ اَوِ الرَّجُلِ الْاٰخِرِ الَّذِیْ سَبَقَ مَعَہٗ اِلٰی زَیْنَبَ فَحَرِّقُوْھُمَا بِالنَّارِ.

''اگر تم ہبار بن الاسود پر یا اس دوسرے شخص پر جو اس کے ساتھ زینب کی جانب بڑھا تھا قابو پاؤ تو ان دونوں کو آگ سے جلا دو''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے اس دوسرے شخص کا نام اپنی روایت میں بتایا ہے کہ وہ نافع بن عبد قیس تھا۔

(ابن اسحٰق نے) کہا کہ جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے ہماری جانب کہلا بھیجا کہ:

اِنِّیْ قَدْ[1] کُنْتُ اَمَرْتُکُمْ بِتَحْرِیْقِ ھٰذَیْنِ الرَّجُلَیْنِ اِنْ اَخَذْتُمُوْھُمَا ثُمَّ رَاَیْتُ اَنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یُّعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا اللّٰہُ فَاِنْ ظَفِرْتُمْ بِھِمَا فَاقْتُلُوْھُمَا.

''بے شبہ میں نے تمہیں ان دونوں آدمیوں کے متعلق حکم دیا تھا کہ اگر تم ان کو گرفتار کرلو تو جلا دینا۔ اس کے بعد میری یہ رائے ہوئی ہے کہ اللہ کے سوا کسی شخص کے لئے یہ بات سزاوار نہیں کہ وہ آگ کی سزا دے اس لئے اگر تم ان پر قابو پاؤ تو انہیں قتل کر دینا''۔

ابوالعاص بن الربیع کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد ابوالعاص مکہ میں رہے اور (بی بی) زینب رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ میں رہیں کہ اسلام نے ان دونوں میں تفریق کر دی تھی یہاں تک کہ فتح (مکہ) کے کچھ روز پہلے ابوالعاص شام کی جانب تجارت کے لئے نکل گئے اور یہ خود اپنے مال کے لحاظ سے بھی بے فکر تھے اور قریش کے بہت سے افراد نے بھی تجارت کے لئے اپنے مال دیئے تھے۔ جب وہ اپنی تجارت سے فارغ ہوئے اور لوٹ کر آنے

---

[1] (ب ج د) میں ''قد'' نہیں ہے۔ صرف (الف) میں ہے۔ (احمد محمودی)

لگے تو رسول اللہ ﷺ کی روانہ کی ہوئی جماعت کے لوگوں نے انہیں ملا لیا اور جو کچھ ان کے ساتھ تھا وہ لے لیا لکن یہ خود بھاگ نکلے اور گرفتار نہ ہو سکے۔ وہ جماعت جب ان سے حاصل کیا ہوا مال لے کر (مدینہ) آ گئی تو ابوالعاص بھی رات کی تاریکی میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب کے پاس آ گئے اور ان سے پناہ طلب کی تو انہوں نے انہیں پناہ دے دی۔ اور یہ اپنے مال کی طلب کے لئے آئے تھے۔ یزید بن رومان کے بیان کے موافق جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے لئے برآمد ہوئے اور آپ نے تکبیر فرمائی تو اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی (یعنی سب کے سب نماز پڑھنے لگے) (اس وقت) زینب نے عورتوں کے چبوترے سے بلند آواز سے کہا لوگو! میں نے ابوالعاص بن الربیع کو پناہ دی ہے۔ (راوی نے) کہا کہ۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا لوگوں کی جانب توجہ فرمائی تو فرمایا:

اَيُّهَا النَّاسُ هَلْ سَمِعْتُمْ مَا سَمِعْتُ.

''لوگو! کیا (وہ) تم نے بھی سنا جو میں نے سنا ہے''۔

لوگوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا:

اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا عَلِمْتُ بِشَیْءٍ مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰی سَمِعْتُ مَا سَمِعْتُمْ اِنَّهٗ يُجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَدْنَاهُمْ.

''سن لو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے مجھے کسی بات کا علم نہ تھا یہاں تک کہ میں نے وہ (آواز) سنی جس کو تم نے بھی سنا۔ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے مقابل ان میں ایک ادنیٰ شخص بھی پناہ دیتا ہے۔ (پناہ دینے کا حق رکھتا ہے)''۔

پھر رسول اللہ ﷺ واپس (بیت الشرف میں) اپنی صاحبزادی کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا:

اَیْ بُنَيَّةُ اَكْرِمِیْ مَثْوَاهُ وَلَا يَخْلُصَنَّ اِلَيْكِ فَاِنَّكِ لَا تَحِلِّيْنَ لَهٗ.

''بیٹی اس کی خاطر داری کرنا اور اس کو اپنے ساتھ خلوت میں نہ آنے دینا کیونکہ تم اس کے لئے حلال نہیں ہو''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جماعت سے جس نے ابوالعاص کا مال لے لیا تھا کہلا بھیجا کہ:

اِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ وَقَدْ اَصَبْتُمْ لَهٗ مَالًا فَاِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَرُدُّوْا عَلَيْهِ الَّذِیْ لَهٗ فَاِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ.

''یہ شخص ہم سے جو تعلق رکھتا ہے اس کا تو تمہیں علم ہی ہے اور اب تم نے اس کا مال لے لیا ہے تو

اگر تم اُس کے ساتھ نیک سلوک کرو اور اس کا مال اسے لوٹا دو تو ہمیں یہ بات پسندیدہ ہے''۔

وَاِنْ اَبَيْتُمْ فَهُوَ فِي اللّٰهِ الَّذِيْ اَفَاءَ عَلَيْكُمْ فَاَنْتُمْ اَحَقُّ بِهٖ.

''اور اگر تم (ایسا کرنے سے) انکار کرو تو تم کو اس کا زیادہ حق ہے۔ کیونکہ وہ (مال) اللہ کی راہ میں (آ گیا) ہے جس نے وہ تمہیں غنیمت میں عنایت فرمایا ہے''۔

آخر ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ (ایسا نہ ہوگا) بلکہ ان کا مال انہیں واپس کر دیں گے۔ اور انہوں نے ان کا مال انہیں لوٹا دیا یہاں تک کہ کوئی شخص ڈول لاتا کوئی مشک لاتا کوئی لوٹا لاتا اور کوئی ٹیڑھے سر والی لکڑی لا رہا تھا جو گٹھڑیوں کے اٹھانے کے لئے ان میں لگائی جاتی ہے یہاں تک کہ ان کا تمام مال انہیں واپس کر دیا گیا اور اس میں سے ان کی کوئی چیز گم نہ ہوئی۔ اس کے بعد وہ انہیں مکہ اٹھا لے گئے اور قریش کے ہر ایک سامان والے کو اس کا سامان اور جس نے تجارت میں حصہ لیا تھا اس کو اس کا حصہ ادا کر دیا پھر انہوں نے کہا۔ اے گروہ قریش! کیا تم میں سے کسی کا کچھ مال میرے پاس رہ گیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تمہیں جزائے خیر دے کچھ باقی نہیں رہا اور ہم نے تم کو پورا حق ادا کرنے والا اور شریف پایا۔ (تو) انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ واللہ مجھے آپ کے پاس اسلام اختیار کرنے سے کوئی امر مانع نہ تھا بجز اس خوف کے کہ تم خیال کرنے لگو کہ میں نے صرف تمہارا مال کھا جانا چاہا۔ پس (اب) جبکہ اللہ نے تمہارے مالوں کو تم تک پہنچا دیا اور مجھے اس سے فراغت ہوگئی تو میں نے اسلام اختیار کر لیا۔ پھر وہ نکلے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے داؤد بن الحصین نے عکرمہ سے ابن عباس کی حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے زینب کو ان کی زوجیت میں پہلے ہی کے نکاح کے لحاظ سے دے دیا اور کسی طرح کی تجدید نہیں کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ ابو العاص جب شام سے مشرکوں کے مال لے کر آئے تو ان سے کہا گیا کہ تمہیں اسلام اختیار کرنے کی جانب رغبت ہے اس شرط پر کہ یہ تمام مال تم لے لو کیونکہ یہ مشرکوں کے مال ہیں تو ابو العاص نے کہا کہ میں اپنے اسلام کی ابتدا اپنی امانت میں خیانت کر کے کروں تو کس قدر برا ہوگا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے عبدالوارث بن سعید التنوری نے داؤد بن ابی ہند سے عامر الشعبی روایت اسی طرح بیان کی جس طرح ابو عبیدہ نے ابو العاص کے متعلق (مذکورۂ بالا) روایت بیان کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بغیر فدیہ لئے جن قیدیوں کو بطور احسان کے چھوڑ دیا گیا ان میں سے جن کے نام

ہمیں بتائے گئے ہیں وہ بنی عبد شمس بن مناف میں سے ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزی بن عبدالشمس بن عبد مناف ہیں جن پر رسول اللہ ﷺ نے احسان فرمایا بعد اس کے کہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے ان کا فدیہ روانہ کیا تھا۔ اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے المطلب بن حطب بن الحارث بن عبید بن عمر بن مخزوم تھا جو بنی الحارث الخزرج میں سے ایک شخص کا لڑکا تھا وہ انہیں کے ہاتھوں میں دے دیا گیا۔ انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ اپنی قوم سے جاملا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس بنی نجار والے ابوایوب نے خالد بن زید کو گرفتار کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور صیفی بن ابی رفاعہ بن عایذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم وہ اس کے لوگوں میں چھوڑ دیا گیا اور جب کوئی اس کے لئے فدیہ نہیں لایا تو اس سے اقرار لیا کہ وہ اپنا فدیہ خود بھیج دے گا اور اس کو چھوڑ دیا تو اس نے انہیں کچھ بھی ادا نہ کیا تو حسان بن ثابت نے اس کے متعلق کہا۔

وَمَا كَانَ صَيْفِيٌّ لِيُوْفِيْ اَمَانَةً   قَفَا ثَعْلَبٍ اَعْيَا بِبَعْضِ الْمَوَارِدِ

صیفی ایسا شخص تو تھا نہیں کہ امانت پوری ادا کرتا وہ تو لومڑی کی گردن (کے مانند) تھا جو پانی پینے کے کسی مقام پر تھک گئی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت ان کے ابیات میں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابوعزہ بن عبداللہ بن عثمان بن اہیب بن حذافہ بن جمح جو محتاج اور بہت سی لڑکیوں والا تھا اس نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی اور کہا یا رسول اللہ آپ کو تو معلوم ہے کہ میرے پاس کسی قسم کا مال نہیں ہے اور میں خود حاجت مند اور بال بچے والا ہوں اس لئے آپ مجھ پر احسان فرمایئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر احسان فرمایا اور اس سے اقرار لیا کہ وہ آپ کے مقابلے میں کسی کی مدد نہ کرے تو ابوعزہ اس سلوک کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی مداحی کرتا ہے اور آپ کی قوم میں آپ کی جو فضیلت ہے اس کا بیان کرتا ہے۔

مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّی الرَّسُوْلَ مُحَمَّدًا   بِاَنَّكَ حَقٌّ وَالْمَلِيْكُ حَمِيْدُ

میری جانب سے محمد رسول (اللہ) کو (یہ پیام) پہنچانے والا کون ہے کہ آپ سچے ہیں اور بادشاہ (حقیقی) قابل حمد وثنا ہے۔

وَاَنْتَ امْرُؤٌ تَدْعُوْا اِلَى الْحَقِّ وَالْهُدٰى   عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ شَهِيْدُ

اور آپ ایسے شخص ہیں کہ سچائی اور سیدھی راہ کی جانب بلاتے ہیں اور آپ (کی سچائی) پر عظمت والے اللہ کی جانب سے گواہ موجود ہیں۔

وَاَنْتَ امْرُؤٌ بُوِّئْتَ فِيْنَا مَبَاءَةً   لَهَا دَرَجَاتٌ سَهْلَةٌ وَصُعُوْدُ

اور آپ ایسے شخص ہیں کہ ہم میں آپ نے ایسا مقام حاصل فرمالیا ہے جس کی سیڑھیوں پر چڑھنا (ایک لحاظ سے) نہایت آسان اور (ایک لحاظ سے) نہایت مشکل ہے۔

فَاِنَّكَ مَنْ حَارَبْتَهٗ لَمُحَارَبٌ شَقِيٌّ وَمَنْ سَالَمْتَهٗ لَسَعِيْدُ

آپ کی حالت یہ ہے کہ آپ جس سے نبرد آزما ہوں وہ بدنصیب دشمن ہے اور جس سے آپ صلح فرمالیں وہ خوش نصیب ہے۔

وَلٰكِنْ اِذَا ذَكِّرْتُ بَدْرًا وَاَهْلَهٗ تَاَوَّبَ مَابِیْ حَسْرَةٌ وَقُعُوْدُ

لیکن مجھے جب بدر اور بدر والوں کی یاد دلائی جاتی ہے۔ تو حسرت و کم ہمتی جو مجھ میں موجود ہے وہ مجھ گھیر لیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس روز مشرکوں کا فدیہ چار ہزار درہم سے ایک ہزار درہم تک تھا۔ لیکن جس شخص کے پاس کچھ نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر احسان فرمایا۔

عمیر بن وہب کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروۃ بن الزبیر کی روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ بدر والے قریش کی مصیبت کے کچھ ہی دن بعد مقام حجر میں عمیر بن وہب الجمحی صفوان بن امیہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور عمیر بن وہب قریش کے شیطانوں میں سے ایک شیطان تھا جو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو تکلیفیں پہنچایا کرتا تھا اور جب تک آپ مکہ میں تھے اس کی طرف سے ان لوگوں کی سختیوں ہی سے مڈ بھیڑ ہوتی رہی اور اس کا بیٹا وہب بن عمیر بدر کے قیدیوں میں تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو بنی زریق کے ایک شخص رفاعہ بن رافع نے اسیر کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ اس نے بدر کے گڑھے والوں اور ان کی مصیبت کا ذکر کیا تو صفوان نے کہا کہ واللہ ان لوگوں کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں۔ عمیر نے کہا واللہ تو نے سچ کہا۔ سن واللہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جس کے ادا کرنے کی میرے پاس کوئی صورت نہیں اور بال بچے نہ ہوتے جن کے برباد ہو جانے کا اپنے بعد مجھے خوف ہے تو سوار ہو کر محمد کی طرف (اس لئے) جاتا کہ اس کو قتل کر دوں کیونکہ مجھے ان کے پاس جانے کے لئے ایک (یہ) سبب بھی ہے کہ میرا لڑکا ان کے پاس قید ہے۔

(راوی نے) کہا۔ تو صفوان نے اس کو غنیمت جانا اور کہا میں اس قرض کو تمہاری جانب سے ادا کر دیتا

ہوں اور تیرے بال بچے میرے بال بچوں کے ساتھ رہیں گے اور جب تک وہ رہیں گے میں ان کی مدد کرتا رہوں گا اور میرے بس کی کوئی شئے ایسی نہ ہوگی جوان کو دینے سے عاجز رہوں۔ عمیر نے اس سے کہا ایسا ہی کروں گا۔ پھر عمیر نے اپنی تلوار تیز کرنے کے لئے دی۔ اور وہ اس کے لئے تیز کر دی گئی اور زہر آلود کر دی گئی اس کے بعد وہ چلا اور مدینہ آیا۔ عمر بن الخطاب کچھ مسلمانوں کے درمیان (جنگ) بدر ہی کے متعلق باتیں کر رہے تھے اور اللہ نے انہیں جو عزت عطا فرمائی اور ان کے دشمن کی جو حالت انہیں دکھا دی اس کا ذکر کر رہے تھے کہ یکا یک عمر نے عمیر بن وہب کو اس وقت دیکھا جب اس نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا اور تلوار حمائل کئے ہوئے تھا۔ تو عمر نے کہا کہ واللہ یہ کتا اللہ کا دشمن کوئی بدی لئے بغیر نہیں آیا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے ہمارے درمیان (جنگ کے لئے) ابھارا ہے اور یہی وہ ہے جس نے بدر کے روز ہماری تعداد کا تخمینہ ان لوگوں کو بتایا تھا۔ پھر عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ اللہ کا دشمن عمیر بن وہب اپنی تلوار حمائل کئے ہوئے آیا ہے۔ فرمایا:

فادخله عَلَیَّ. "اسے اندر میرے پاس لاؤ"۔

(راوی نے) کہا۔ تو عمر آئے اور اس کی تلوار کے حمائل کو اس کی گردن ہی میں اس کے گریبان سے ملا کر پکڑ لیا اور آپ کے ساتھ جو انصار تھے ان سے کہا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر لے چلو اور آپ کے پاس اسے بٹھاؤ۔ لیکن آپ کے متعلق اس خبیث سے احتیاط کرو کہ یہ شخص بھروسے کے قابل نہیں ہے۔ پھر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر لے گئے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملاحظہ فرمایا کہ عمر اس کو اس کی تلوار کے حمائل کے ساتھ پکڑے ہوئے ہیں تو فرمایا:

اَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ اُدْنُ يَا عُمَيْرُ. "اے عمر اس کو چھوڑ دو۔ اے عمیر نزدیک آؤ"۔

تو وہ نزدیک گیا اور اَنْعِمُوْا صَبَاحًا یعنی تمہارا دن اچھا گزرے کہا اور یہ زمانۂ جاہلیت کا آپس کا سلام تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَدْ اَكْرَمَنَا اللّٰهُ بِتَحِيَّةٍ خَيْرٍ مِّنْ تَحِيَّتِكَ يَا عُمَيْرُ بِالسَّلَامِ تَحِيَّةِ اَهْلِ الْجَنَّةِ.

"اے عمیر ہمیں اللہ نے ایک ایسی دعا کی عزت عطا فرمائی ہے جو تمہاری دعا سے بہتر ہے اور وہ سلام ہے جو جنت والوں کی دعا ہے"۔

اس نے کہا سنئے واللہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس سے بہت کم زمانے سے واقف ہوں۔ فرمایا:

فَمَا جَاءَ بِكَ يَا عُمَيْرُ. "اے عمیر تمہیں کونسی چیز لائی ہے"۔

کہا میں اس قیدی کے لئے آیا ہوں جو آپ لوگوں کے پاس گرفتار ہے۔ اس کے متعلق احسان کیجئے۔ فرمایا:

فَمَا بَالُ السَّيْفِ فِيْ عُنُقِكَ. ”پھر یہ تلوار تمہارے گلے میں کیوں ہے۔“

اس نے کہا اللہ ان تلواروں کا ستیاناس کرے وہ کچھ بھی کام آئیں فرمایا:

أَصْدِقْنِيْ مَالَّذِيْ جِئْتَ لَهٗ. ”مجھ سے سچ سچ کہہ دو کہ تم کس لئے آئے ہو“۔

اس نے کہا میں بجز اس کے اور کسی کام کے لئے نہیں آیا۔ فرمایا:

بَلْ قَعَدْتَ أَنْتَ وَصَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ فِي الْحِجْرِ فَذَكَرْتُمَا أَصْحَابَ الْقَلِيْبِ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قُلْتَ لَوْلَا دِيْنٌ عَلَيَّ وَعِيَالٌ عِنْدِيْ لَخَرَجْتُ حَتّٰى أَقْتُلَ مُحَمَّدًا فَتَحَمَّلَ لَكَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ بِدَيْنِكَ وَعِيَالِكَ عَلٰى اَنْ تَقْتُلَنِيْ لَهٗ وَاللّٰهُ حَائِلٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ذٰلِكَ.

”کیوں نہیں۔ تم صفوان بن امیہ کے ساتھ حجر میں بیٹھے تھے اور تم دونوں نے قریش کے گڑھے میں پڑے ہوئے لوگوں کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد تم نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور میرے پاس بال بچے نہ ہوتے تو میں نکلتا تاکہ میں محمد کو قتل کروں تو صفوان بن امیہ نے تمہارے قرض اور تمہارے بچوں کا بار اپنے ذمے لے لیا۔ اس شرط پر کہ تم اس کی خاطر مجھے قتل کردو۔ حالانکہ اللہ میرے اور (تمہارے) اس (ارادے کی تکمیل) کے درمیان حائل ہے۔ (یعنی تم اپنے اس ارادے کو پورا نہیں کر سکتے)“۔

تو عمیر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ (ﷺ) بے شک ہم آپ کو اس بات میں جھوٹا خیال کرتے تھے جو آپ ہمارے آگے آسمان کی خبریں پیش کیا کرتے تھے۔ اور جو آپ پر وحی اترا کرتی تھی۔ اور یہ بات تو ایسی تھی کہ اس وقت میرے اور صفوان کے سوا کوئی (اور) نہ تھا۔ اس لئے واللہ میں جانتا ہوں کہ یہ خبر آپ کے پاس اللہ کے سوا کوئی اور نہیں لایا۔ پس تعریف اس اللہ کی ہے جس نے مجھے اسلام کی راہ دکھادی اور مجھے اس طرح ہانک لایا۔ پھر انہوں نے سچی گواہی دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَقِّهُوْا أَخَاكُمْ فِيْ دِيْنِهٖ وَاقْرِئُوْهُ الْقُرْآنَ وَاَطْلِقُوْا لَهٗ اَسِيْرَهٗ.

”اپنے بھائی کو فقہ کی تعلیم دو اور انہیں قرآن پڑھاؤ اور ان کی خاطر سے ان کا قیدی رہا کردو“۔

اور سب نے ویسا ہی کیا۔ پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں اللہ کے نور کے بجھانے میں کوشاں تھا اور جو لوگ اللہ عزوجل کے دین پر تھے ان کی ایذارسانی میں بہت سخت تھا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جاؤں اور انہیں اللہ اور اس کے رسول اور اسلام کی طرف بلاؤں تاکہ اللہ انہیں سیدھی راہ پر لائے ورنہ انہیں ان کے اپنے دین پر رہنے کی صورت میں تکلیفیں دوں جس طرح آپ کے اصحاب کو ان

کے اپنے دین پر رہنے کی صورت میں تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ (راوی نے) کہا آخر رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دی اور وہ مکہ چلے گئے اور جب عمیر ابن وہب (مکہ سے) نکلے تھے تو (وہاں) صفوان (لوگوں سے) کہہ رہا تھا کہ (لوگو!) خوش ہو جاؤ کہ اب چند روز میں ایک ایسے واقعے کی خبر آئے گی کہ تمہیں بدر کا واقعہ بھلا دے گی اور صفوان (مدینہ سے آنے والے) قافلے والوں سے اس کے متعلق دریافت کرتا رہتا تھا حتیٰ کہ ایک سوار آیا تو اس نے ان کے اسلام لانے کی خبر سنائی۔ تو اس نے قسم کھالی کہ وہ ان سے نہ کبھی کوئی بات کرے گا اور نہ انہیں کبھی کوئی نفع پہنچائے گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عمیر مکہ آئے اور اسلام کی دعوت دینے کے لئے وہاں رہ گئے جو ان کی مخالفت کرتا اسے سخت ایذائیں دینے لگے تو ان کے ہاتھوں بہت سے لوگوں نے اسلام اختیار کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ عمیر بن وہب یا الحارث بن ہشام ان دونوں میں سے ایک صاحب ہیں جنہوں نے بدر کے روز ابلیس کو دیکھا کہ اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ کر جا رہا ہے تو کہا کہ اے سراقہ کہاں جا رہے ہو اور اللہ کے دشمن نے (سراقہ کی) شکل اختیار کی تھی۔ وہ تو چلا گیا۔ تو اللہ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:

﴿ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ ﴾

''اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ شیطان نے ان کے کام ان کے لئے اچھے کر دکھائے اور کہا کہ لوگوں میں سے کوئی آج تم پر غالب ہونے والا نہیں ہے اور میں تمہارا ساتھی ہوں''۔

اور بیان فرمایا کہ ابلیس نے انہیں دھوکا دیا اور سراقہ بن مالک بن جعشم کے مشابہ بن کر پہنچا جبکہ ان لوگوں نے اپنے اور بنی بکر بن مناۃ بن کنانہ کے درمیانی تعلقات اور اس جنگ کا ذکر کیا تھا جو ان کے درمیان تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتَانِ ﴾

''جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں''۔

اور اللہ کے دشمن نے اللہ کے لشکر فرشتوں کو دیکھا جن کے ذریعے اللہ نے اپنے رسول اور ایمان داروں کے ان کے دشمن کے مقابل میں مدد کی تو:

﴿ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَ قَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰى مَالَا تَرَوْنَ ﴾

''اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ گیا اور کہا میں تو تم سے الگ ہوں میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو''۔

اور دشمن خدا نے سچ کہا کہ اس نے وہ چیز دیکھی جو انہوں نے نہیں دیکھی اور کہا:

﴿ اِنِّیْ أَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴾

''میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے''۔

غرض مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اسے ہر منزل میں سراقہ کی صورت میں دیکھتے تھے۔ اور اسے اجنبی نہ سمجھتے تھے حتیٰ کہ جب بدر کا روز ہوا اور دونوں جماعتوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو وہ الٹے پاؤں لوٹ گیا۔ غرض وہ انہیں (مقام جنگ تک) لایا اور ان کو بے یار چھوڑ دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ''نکص'' کے معنی رجع کے ہیں یعنی لوٹ گیا۔ بنی اسید بن عمرو بن تمیم میں سے ایک شخص اوس بن حجر نے کہا ہے۔

نَكَصْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ ثُمَّ جِئْتُمْ   تَرَجُّوْنَ اَنْفَالَ الْخَمِيْسِ الْعَرَمْرَمِ

تم پچھلے پاؤں لوٹ گئے اور پھر بڑے بھاری لشکر کی غنیمت کی امید کر کے آ گئے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے کہا:

قَوْمِى الَّذِيْنَ هُمْ آوَوْا نَبِيَّهُمْ   وَصَدَّقُوْهُ وَ أَهْلُ الْاَرْضِ كُفَّارُ

میری قوم کے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے نبی کو پناہ دی اور ان کی تصدیق ایسی حالت میں کی کہ زمین والے کافر تھے۔

اِلَّا خَصَائِصَ أَقْوَامٍ هُمْ سَلَفٌ   لِلصَّالِحِيْنَ مَعَ الْاَنْصَارِ أَنْصَارُ

(ان لوگوں کے) خصائص ان لوگوں کی طرح کے نہیں ہیں جو ان کے پیشرو تھے۔ (یہ لوگ) نیکوں کی مدد کرنے والوں کے ساتھ ہو کر مدد کرنے والے ہیں۔

مُسْتَبْشِرِيْنَ بِقَسْمِ اللّٰهِ قَوْلُهُمْ   لَمَّا أَتَاهُمْ كَرِيْمُ الْاَصْلِ مُخْتَارُ

جب ان کے پاس شریف النسب، برگزیدہ (نبی) آیا تو وہ خدا کی تقسیم پر خوش ہو گئے۔ (کہ ان کو یہ سعادت حاصل ہو گئی)۔

أَهْلاً وَسَهْلاً فَفِىْ أَمْنٍ وَفِىْ سَعَةٍ   نِعْمَ النَّبِىُّ وَ نِعْمَ الْقَسْمُ وَالْجَارُ

اور ان کا قول اَهْلًا وَّسَهْلًا تھا یعنی آپ کے لئے یہی مقام سزاوار اور آرام دہ ہے آپ امن و کشائش میں رہیں گے۔ نبی بھی اچھا ہے اور (ہمارا) نصیب بھی اچھا اور پڑوس بھی اچھا ہے۔

فَأَنْزَلُوْهُ بِدَارٍ لَا يَخَافُ بِهَا   مَنْ كَانَ جَارَهُمْ دَارًا هِىَ الدَّارُ

انہوں نے آپ کو ایسے مقام پر اتارا جس میں کسی طرح کا خوف وخطر نہیں جو شخص ایسے لوگوں کا ہمسایہ ہوتو ایسا ہی گھر گھر (کہا جانے کا مستحق) ہے۔

وَقَاسِمُوْهُمْ بِهَا الْاَمْوَالَ اِذْ قَدِمُوْا　　مُهَاجِرِيْنَ وَقَسْمُ الْجَاحِدِ النَّارُ

جب وہ لوگ ہجرت کر کے آئے تو انہوں نے اپنے پڑوسی کو حصہ دار بنالیا اور منکر کے نصیب میں تو آگ ہے۔

سِرْنَا وَسَارُوْا اِلٰى بَدْرٍ لَحَيْنِهِمْ　　لَوْيَعْلَمُوْنَ يَقِيْنَ الْعِلْمِ لَا سَارُوْا

ہم بھی چلے اور وہ بھی بدر کی طرف اپنے موت (کی پیش قدمی) کے لئے چلے اگر انہیں (موت) کا یقینی علم ہوتا تو (بدر کی جانب) نہ چل کھڑے ہوئے۔

دَلَّاهُمْ بِغُرُوْرٍ ثُمَّ أَسْلَمَهُمْ　　اِنَّ الْخَبِيْثَ لِمَنْ وَالَاهُ غَوَّارُ

انہیں وہ فریب سے راہ بتا تالایا اور اس کے بعد اس نے دوستی چھوڑ دی۔ اسی پلید کی حالت ہی یہ ہے کہ جو شخص اس سے یارانہ کرے وہ اس کو دھوکا دینے والا ہے۔

وَقَالَ اِنِّىْ لَكُمْ جَارٌ فَأَوْرَدَهُمْ　　شَرَّ الْمَوَارِدِ فِيْهِ الْخِزْىُ[1] وَالْعَارُ

اور اس نے کہا کہ میں تمہارا حمایتی ہوں اور انہیں ایسے گھاٹ پر لا اتارا جو تمام گھاٹوں میں بد ترین تھا جس میں ذلت ورسوائی ہی تھی۔

ثُمَّ الْتَقَيْنَا فَوَلَّوْا سَرَاتِهِمْ　　مِنْ مُنْجِدِيْنَ وَمِنْهُمْ فِرْقَةٌ غَارُوْا

پھر جب ہم ایک دوسرے سے مل گئے تو وہ اپنے بہترین افراد کو چھوڑ کر پیٹھ پھیر کے بھاگے اور ان میں سے بعض تو اونچے مقامات پر (چلے گئے) اور بعضوں نے نشیبی زمینوں میں (پناہ لی)۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کا قول ”لما اتا ہم کریم الاصل مختار“ ابوزید انصاری نے سنایا ہے۔

قریش میں (حاجیوں کو) کھانا کھلانے والے

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش میں کھانا کھلانے والے شاخ بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے العباس بن عبدالمطلب تھے۔ اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا۔ اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے الحارث بن عامر بن نوفل اور طعیمہ بن عدی بن نوفل یہ دونوں باری باری سے اس کام کو انجام دیا

---

[1] (الف) میں ”الجزی“ جیم سے ہے جس کے معنی بن تو سکتے ہیں لیکن غیر مرجح ہیں۔ (احمد محمودی)

کرتے تھے۔اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے ابوالبختری ابن ہشام بن الحارث بن اسد اور حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد باری باری سے اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے النضر بن الحارث بن کلدۃ بن علقمہ بن عبد مناف ابن عبدالدار۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض نے النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدۃ ابن عبدمناف کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ابوجہل ابن ہشام ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔اور بنی جمح میں سے امیہ بن خلف ابن وہب بن حذافہ بن جمح۔اور بنی سہم بن عمرو میں سے الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم کے دونوں بیٹے نبیہ و منبہ باری باری سے۔اور بنی عامر بن لوی میں سے سہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر

''سیرۃ ابن ہشام کا نواں جز ختم ہوا''۔

بدر کے روز مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام

ابن ہشام نے کہا مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ بدر کے روز مسلمانوں کے ساتھ گھوڑوں میں مرثد بن ابی مرثد الغنوی کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام لسیل تھا۔اور المقداد بن عمرو البہرانی کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام بعزجہ تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ سبحہ تھا۔اور الزبیر بن العوام کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام الیعسوب تھا۔

سورۂ انفال کا نزول

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب واقعہ بدر ختم ہو چکا تو اللہ نے اس کے متعلق قرآن میں سے سورۂ انفال پوری کی پوری نازل فرمائی:

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾

''(اے نبی) تجھ سے یہ لوگ مال غنیمت کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ کہ مال غنیمت اللہ و رسول کا ہے اس لئے اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست رکھو۔اور اللہ اور اس کی بات مانو اگر تم ایماندار ہو''۔

عبادہ بن صامت سے آیت انفال کے متعلق دریافت کیا جاتا تھا تو مجھے جو خبر معلوم ہوئی ہے اس کے لحاظ سے وہ کہتے تھے کہ ہمارے گروہ اصحاب بدر کے متعلق نازل ہوئی جبکہ بدر کے روز ہم نے مال غنیمت کے متعلق اختلاف کیا تو اللہ نے اسے ہمارے اختیار سے لے لیا جب کہ اس کے متعلق ہمارے اخلاق بگڑ گئے اور

اسے اس نے اپنے رسول ﷺ کی جانب لوٹا دیا۔ اور آپ نے اسے ہمارے درمیان مساوی عن بواء تقسیم فرما دیا۔ عن بواء کے معنی علی السواء ہیں۔ یعنی برابر برابر۔ اور اسی میں اللہ کا تقویٰ اور اس کی اطاعت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور آپس کے تعلقات کی درستی تھی۔

اس کے بعد ان لوگوں کی حالت اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے اس وقت کے نکلنے کی کیفیت بیان فرمائی جب کہ انہیں معلوم ہوا کہ قریش بھی ان کی جانب چل پڑے ہیں۔ یہ تو صرف قافلے کے ارادے سے غنیمت کی امید میں نکلے تھے۔ تو فرمایا:

﴿ كَمَا أَخْرَجَكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكَارِهُوْنَ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴾

''جس طرح تیرے پروردگار نے تجھے تیرے گھر سے (ایک امر) حق کے ساتھ نکالا حالانکہ ایمان داروں کا ایک گروہ (اسے) ناپسند کر رہا تھا۔ تجھ سے (امر) حق میں اس کا ظاہر ہو جانے کے بعد جھگڑتے ہیں۔ گویا وہ موت کی جانب ہانکے جا رہے ہیں اور وہ (اس موت کو) دیکھ رہے ہیں''۔

یعنی دشمن کے مقابلے کو ناپسند کرنے' اور قریش کے چل پڑنے کی خبر جو انہیں ملی تھی اس کے نہ ماننے' کے سبب سے:

﴿ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ ﴾

''اور (یاد کرو اس وقت کو) جبکہ اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ دو گروہوں میں سے ایک بے شبہ تمہارے لئے (مقرر کر دیا گیا) ہے۔ اور تم چاہتے کہ قوت نہ رکھنے والا گروہ تمہارے (مقابلے کے) لئے ہو''۔

یعنی غنیمت مل جائے اور جنگ نہ ہو:

﴿ وَ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِيْنَ ﴾

''اور اللہ چاہتا ہے کہ اپنے کلمات کے ذریعے حق کو استحکام دے اور کافروں کے پیچھے رہنے والوں (تک) کو کاٹ دے''۔

یعنی بدر کے اس واقعے کے ذریعے قریش کے سورماؤں اور ان میں سے سرداروں کے ساتھ مڈبھیڑ کرا دے۔

﴿ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ ﴾ ''جبکہ تم اپنے پروردگار سے امداد طلب کر رہے تھے''۔

﴿فَاسْتَجَابَ لَكُمْ ﴾ ''تو اس نے تمہاری دعا قبول کر لی''۔

تمہاری دعا اور رسول اللہ ﷺ کی دعا کے سبب سے:

﴿ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ إِذْ يُغَشِّيكُمُ[1] النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ ﴾

''کہ میں تمہیں لگا تار ایک ہزار فرشتوں کے ذریعے امداد دینے والا ہوں (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ چھا رہی تھی تم پر اونگھ (بن کر) اس کی جانب کی بے خوفی''۔

یعنی میں نے تم پر امن و بے خوفی اتاری حتیٰ کہ تم کسی سے نہ ڈر کر سو گئے:

﴿ وَيُنَزِّلُ[2] عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً ﴾

''اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ وہ آسمان سے تم پر بارش نازل فرما رہا تھا''۔

اس بارش کا ذکر فرما رہا ہے جو اسی رات ہوئی اور اس نے مشرکوں کو چشموں کی جانب بڑھنے سے روک دیا۔ اور مسلمانوں کو ان کی جانب بے روک ٹوک راستہ مل گیا:

﴿ لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴾

''تا کہ تمہیں اس (پانی) کے ذریعے پاک صاف کر دے۔ اور شیطان کی گندگی تم سے دور کر دے۔ اور تا کہ تمہارے دلوں کو قوی بنا دے اور اس کے ذریعے تمہارے قدم جما دے''۔

یعنی تمہارے دلوں سے شیطانی شکوک دور کر دے۔ کہ وہ انہیں ان کے دشمنوں سے ڈرا رہا ہے تھا۔ اور ان کے لئے زمین کو سخت بنا دیا تا کہ وہ اس مقام تک پہنچ جائیں جہاں وہ اپنے دشمن کے مقابلے میں سبقت کر کے پہنچ گئے۔ پھر فرمایا:

﴿ إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ ﴾

''جبکہ تیرا پروردگار فرشتوں کی جانب وحی فرما رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں''۔

﴿ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ﴾ ''اس لئے جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا انہیں ثابت قدم رکھو''۔

یعنی ایمانداروں کی امداد کرو:

﴿ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴾

''عنقریب میں ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا جنہوں نے کفر کیا ہے۔ پس گردنوں پر

---

[1] (الف ج د) میں ''یغشاکم'' ہے۔ اور (ب) میں ''یغشیکم'' ہے۔ کلام مجید میں دونوں روایتیں ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف ج د) میں ''وانزلت علیکم'' ہے۔ اور (ب) میں ''ینزل علیکم'' ہے اور یہی نسخہ صحیح ہے۔ کیونکہ اول الذکر نسخوں کی مطابقت کلام مجید کی کسی روات سے نہیں ہوتی۔ (احمد محمودی)

ماروان کے ایک ایک جوڑ بند پر مارو۔ یہ (سزا انہیں) اس لئے (دی جارہی ہے) کہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے (اسے ایسی ہی سزا ملتی ہے) کیونکہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے''۔

پھر فرمایا:

﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴾

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہاری ان لوگوں سے مڈ بھیڑ ہو جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے اس حالت سے کہ ان کا لشکر بڑا ہو تو تم ان کے آگے پیٹھ نہ پھیرو ایسے وقت جو شخص ان کے سامنے پیٹھ پھیرے گا۔ بجز اس شخص کے جو جنگ ہی کی خاطر ٹیڑھی چال چل رہا ہو یا کسی جماعت سے ملنے کے لئے تیز جا رہا ہو۔ تو بے شبہ وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہو گیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا برا ٹھکانا ہے''۔

یعنی انہیں ان کے دشمن پر ابھارنے کے لئے فرمایا تا کہ جب وہ ان کے مقابل ہوں تو ان سے ڈر کر وہ پیچھے نہ ہٹیں۔ حالانکہ اللہ نے ان کے لئے تو بڑے بڑے وعدے فرمائے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے جو کنکریاں انہیں پھینک ماری تھیں اس کے متعلق فرمایا:

﴿ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ﴾

''اور جب تو نے کنکریاں پھینک ماریں تو تو نے نہیں پھینک ماریں بلکہ اللہ نے پھینک ماریں''۔

یعنی اگر اس میں اللہ نے آپ کو جو امداد کی وہ نہ کی ہوتی اور آپ کے دشمن کے دلوں میں انہیں شکست دیتے وقت جو بات ڈالی وہ نہ ڈالی ہوتی تو آپ کے پھینکنے سے وہ (اثر) نہ ہوا ہوتا (جو ہوا)۔

﴿ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ﴾

''اور تا کہ ایمان داروں کو اپنی جانب سے بہترین آزمائش میں ڈالے (کہ دشمن کو بھی ان کا تجربہ ہو جائے)''۔

یعنی تا کہ ان کی تعداد کی کمی کے باوجود انہیں ان کے دشمن پر غلبہ دے کر انہیں اپنی اس نعمت کا علم دے جو ان پر ہے تا کہ اس ذریعے سے وہ اس کا حق جانیں اور اس کی اس نعمت کا شکر ادا کریں۔ پھر فرمایا:

﴿ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ﴾

''اگر تم (انصاف کی) فتح چاہتے ہو تو بس (ایسی) فتح تو تمہارے پاس آ گئی''۔

ابوجہل کے قول کا جواب ہے جو اس نے کہا تھا کہ یا اللہ ہم میں جو زیادہ قاطع رحم ہے اور ہمارے آگے ایک غیر معروف بات پیش کر رہا ہے اسے آج صبح ہلاک کر دے اور استفتاح کے معنی دعا میں انصاف کرنے کے ہیں۔

﴿ وَاَنْ تَنْتَهُوا ﴾ ''اور اگر تم باز آ جاؤ''۔

یعنی قریش سے خطاب ہے:

﴿ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَنْ تَعُوْدُوا نَعُدْ ﴾

''تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم نے دوبارہ (ایسا ہی) کیا تو ہم بھی دوبارہ (ایسا ہی) کریں گے''۔

یعنی جس طرح بدر میں ہم نے تم پر مصیبت ڈالی ویسی ہی دوبارہ (بھی) ڈالی جائے گی:

﴿ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

''اور تمہاری جماعت ہرگز تمہارے کسی کام نہ آئے گی اگرچہ وہ زیادہ ہو۔ اور اس میں کچھ شبہہ نہیں کہ اللہ ایمانداروں کے ساتھ ہے''۔

یعنی تم لوگوں کی تعداد اور کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئے گی کیونکہ میں[1] ایمانداروں کے ساتھ ہوں ان کے مخالفوں کے خلاف ان کی مدد کرتا رہوں گا پھر فرمایا:

﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴾

''اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اور اس سے منہ نہ پھیرو حالانکہ تم (اس کا کلام) سنتے ہو''۔

یعنی اس کے احکام کی مخالفت نہ کرو حالانکہ تم اس کی بات سنتے ہو اور یہ دعویٰ رکھتے ہو کہ تم اس کے طرف داروں میں سے ہو۔

﴿ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴾

''اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ (کوئی بات) نہیں سنتے۔ (یعنی کوئی بات نہیں مانتے)''۔

---

[1] (الف) ''فان اللہ'' ہے اور (ب ج د) میں ''فانی'' ہے اور یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس کے بعد انصرھم صیغہ متکلم ہے۔ (احمد محمودی)

یعنی منافقوں کے مثل نہ ہو جاؤ جو آپ کے سامنے اطاعت کا اظہار کرتے ہیں اور راز میں آپ کے احکام کے خلاف کیا کرتے ہیں۔

﴿ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴾

''(روئے زمین پر) چلنے والوں میں اللہ کے پاس بدترین وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں اور عقل (بھی) نہیں رکھتے ہیں''۔

یعنی جن منافقوں کی طرح ہونے سے میں نے تم کو منع کیا ہے۔ وہ بھلائی سے گونگے ہیں۔ (یعنی کوئی اچھی بات اپنے منہ سے نہیں نکالتے) حق سے بہرے ہیں (کوئی سچی بات سن نہیں سکتے) عقل نہیں رکھتے۔ یعنی اس (نافرمانی کا) جو برا انجام ہوگا اور جو سزا انہیں ملے گی اس کو نہیں جانتے۔

﴿ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ﴾

''اور اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی جانتا تو انہیں سناتا''۔

یعنی جو بات انہوں نے اپنی زبانوں سے کہی اسی بات کو ان کے لئے اثر انداز بنا دیتا لیکن ان کے دلوں (کی استعدادوں) نے ان کے اس قول کی مخالفت کی۔

﴿ وَلَوْ خَرَجُوْا مَعَكُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴾

''اور اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو بھی پیٹھ پھیر دیتے اور وہ ہیں ہی روگردان''۔

یعنی جس کام کے لئے وہ نکلتے اس میں سے کچھ بھی پورا نہ کرتے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ﴾

''اے وہ لوگوں جو ایمان لا چکے ہو اللہ اور اس کے رسول (کے احکام) کو قبول کرو جب کہ وہ تمہیں ایسی چیز کی جانب دعوت دے جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے''۔

یعنی جنگ کی جانب جس کے ذریعے اللہ نے تمہاری ذلت کے بعد تمہیں عزت دی اور تمہاری کمزوری کے بعد تمہیں زورآور بنایا اور تمہیں ان کے مجبور کر دینے کے بعد اسی جنگ کے ذریعے تم سے تمہارے دشمن کو دفع کیا۔

﴿ وَاذْكُرُوْا اِذْ أَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ أَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوَاكُمْ وَ أَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

''اور (یاد کرو اس وقت کو) جبکہ تم تھوڑے اور سرزمین (مکہ) میں کمزور سمجھے جاتے تھے تم

ڈرتے تھے کہ لوگ چٹ نہ کر جائیں تو اس نے تمہیں پناہ دی اور اپنی مدد سے تمہاری تائید کی اور تمہیں اچھی چیزیں عنایت فرمائیں تا کہ تم قدر کرو۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور رسول کی خیانت اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو حالانکہ تم علم رکھتے ہو''۔

یعنی رسول کے آگے ایسا اظہار حق جس سے وہ راضی ہو جائے نہ کرو کہ اس کے بعد بھی اس کی مخالفت مخفی طور پر اس کے غیروں کے آگے کرنے لگو کیونکہ یہ تمہاری امانتوں کی بربادی اور خود تمہاری اپنی ذات سے خیانت ہے۔

﴿ یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ یُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یَغْفِرْلَكُمْ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴾

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ سے ڈرو تو اللہ تمہیں ایک امتیاز عطا فرمائے گا اور تمہارے گناہوں کا تم سے کفارہ کر دے گا اور تمہیں ڈھانک لے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے''۔

یعنی حق و باطل کا امتیاز جس کے ذریعے تمہارے حق کو غلبہ عطا فرمائے گا اور اس کے ذریعے ان لوگوں کے باطل (کی آگ) کو بجھا دے گا جنہوں نے تمہاری مخالفت کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو اپنی وہ نعمت یاد دلائی جو آپ پر اس وقت ہوئی جبکہ ان لوگوں نے آپ کے خلاف خفیہ تدبیریں کیں کہ آپ کو قتل کر دیں یا قید کر دیں یا جلاوطن کر دیں۔

﴿ وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاكِرِیْنَ ﴾

''اور وہ (بھی) خفیہ تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ (بھی) خفیہ تدبیریں کرتا ہے اور اللہ تو تمام خفیہ تدبیریں کرنے والوں میں سب سے بہتر خفیہ تدبیریں کرنے والا ہے''۔

یعنی میں نے ان کے مقابل اپنے اسباب محکمہ کے ذریعے ایسی خفیہ تدبیریں کیں کہ تجھ کو ان سے چھڑا لیا۔ اس کے بعد قریش کی ناتجربہ کاری بے عقلی اور خود اپنے خلاف ان کی انصاف طلبی کی دعا کا ذکر فرماتا ہے۔

﴿ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ ﴾

''(وہ وقت یاد کرو) جبکہ انہوں نے کہا کہ یا اللہ اگر یہی بات حق ہو اور تیرے پاس سے آئی ہوئی ہو''۔

یعنی جو چیز محمد ﷺ نے پیش کی ہے۔

﴿فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ ﴾ ''تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا''۔

یعنی جس طرح تو نے لوط کی قوم پر پتھر برسائے تھے۔

﴿ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴾

''یا کوئی تکلیف دہ عذاب ہم پر لا''۔

یعنی ایسے عذابوں میں سے کوئی عذاب جو ہم سے پہلے کی کسی قوم پر نازل فرمایا ہو۔

اور وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ ہمیں عذاب نہیں دے گا۔ ایسی حالت میں کہ ہم اس سے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں اور اس نے کسی امت کو ایسی حالت میں عذاب نہیں دیا ہے کہ اس کا نبی اسی کے ساتھ ہو یہاں تک کہ اس کو اس کے درمیان سے نکال لے۔ اور یہ ان کا قول اس وقت کا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ انہیں میں (تشریف فرما) تھے۔ تو وہ اپنے نبی ﷺ سے ان لوگوں کی نادانی اور ان کی بے وقوفی اور ان کی خود اپنے نفس کے خلاف حق کی فتح کے مطالبے کی یاد دلاتا ہے جبکہ انہیں ان کی بداعمالیوں کے برے نتیجوں کی اطلاع دی گئی تھی۔

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴾

''اور اللہ (ایسا) نہیں کہ انہیں ایسی حالت میں عذاب دیتا کہ تو ان میں تھا اور اللہ انہیں ایسی حالت میں (بھی) عذاب دینے والا نہیں کہ وہ استغفار کرتے رہیں''۔

یعنی ان کے اس قول کی یاد دلا رہا ہے کہ ہم استغفار کر رہے ہیں اور محمد ہمارے درمیان ہے۔ پھر فرمایا:

﴿ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ ﴾

''اور ان میں (ایسی) کیا بات ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ دے''۔

اگرچہ تو ان کے درمیان ہو اور اگرچہ وہ استغفار کرتے رہیں جس طرح کہ وہ کہتے ہیں۔

﴿ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ﴾

''حالانکہ وہ مسجد حرام سے پھیرتے ہیں''۔

یعنی ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور اس کی عبادت کرتے رہتے ہیں۔ یعنی آپ کو اور آپ کے پیروؤں کو۔

﴿ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ ﴾

''حالانکہ وہ اس کے (حقیقی) سرپرست نہیں اس کے (حقیقی) سرپرست تو صرف متقی لوگ ہیں''۔

یعنی جو لوگ اس کے حرم کی جیسی چاہئے عظمت کرتے ہیں اور اس کے پاس اچھی طرح نماز ادا کیا کرتے ہیں یعنی آپ اور وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے ہیں۔

﴿ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴾

''اور لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

﴿ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَّ تَصْدِيَةً ﴾

''اوراس گھر کے پاس ان کی نماز سیٹیوں اور تالیوں کے سوا کچھ نہ تھی''۔

یعنی وہ گھر جس کے متعلق وہ خود اس بات کا دعویٰ رکھتے ہیں کہ اسی کے سبب سے (دشمن کی) مدافعت ہوتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مکاء کے معنی صفیر (یعنی سیٹی) اور تصدیہ کے معنی تصفیق (یعنی تالی) کے ہیں۔عنترہ بن عمرو بن شداد العبسی نے کہا ہے۔

وَكُرُبَّ قِرْنٍ قَدْ تَرَكْتُ مُحَدَّلًا　　تَمْكُوْ فَرِيْصَتُهٗ كَشِدْقِ الْأَعْلَمِ

اور میں نے بعض مقابل والوں کو زمین پر (ایسا) پچھاڑا کہ ان کے شانوں کے گوشت سے ہونٹ کے اونٹ کی باچھوں کی طرح آواز نکل رہی تھی۔شاعر کی مراد برچھی کے وار سے خون (کے شرائے کی آواز ہے جو سیٹی کی طرح نکل رہی ہو۔اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور الطرماح بن حکیم الطائی نے کہا ہے۔

لَهَا كُلَّمَا رِيعَتْ صَدَاةٌ وَرَكْدَةٌ　　بِمُصْدَانِ أَعْلَا ابْنَىْ شَمَامَ الْبَوَائِنِ

جب کبھی وہ (جنگلی بکری) شمام (نامی پہاڑ) کی بلندیوں پر اس کے ابنی شمام (نامی) ایک دوسرے کے مقابل کے پہاڑوں کی چوٹیوں یا محفوظ مقاموں پر چڑھنا شروع کرتی ہے تو اس سے آواز ہوتی ہے اور (پھر) خاموشی ہو جاتی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

شاعر جنگلی بکری کا بیان کر رہا ہے کہ جب بدکتی ہے تو اپنے پاؤں چٹان پر مارتی جاتی ہے اور پھر سنتی ہوئی خاموشی کھڑی ہو جاتی ہے اور اس کے پاؤں کا چٹان پر پڑنا تالی کی سی آواز دیتا ہے اور مصدان کے معنی الحرز[1] کے ہیں یعنی پہاڑ پر کے ایسے بلند مقامات جہاں چڑھ جانے والا محفوظ ہو جاتا ہے۔اور ابنا شمام دو پہاڑوں کے نام ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور یہ وہ باتیں تھیں جن سے اللہ راضی نہ تھا اور نہ اسے پسندیدہ تھیں اور یہ باتیں ان پر فرض کی گئی تھیں اور نہ انہیں اس کا حکم دیا گیا تھا۔

﴿ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴾

---

[1] (ب) میں مصدان کے معنی الحزن کے ہیں۔یعنی سخت زمین۔(احمد محمودی)

’’تو اس کفر کے عوض میں جو تم کرتے تھے عذاب چکھو‘‘۔
یعنی ان کے قتل کا عذاب جو بدر کے روز ان پر ڈالا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحیٰی بن عباد عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد عباد سے عائشہ کی روایت بیان کی۔(ام المومنین نے) کہا کہ یَاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ کے نزول اور اس میں اللہ (تعالیٰ) کے اس قول کے نزول میں۔

﴿ وَ ذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ أُولِی النَّعْمَةِ وَ مَھِّلْھُمْ قَلِیْلًا اِنَّ لَدَیْنَا اَنْکَالًا وَّ جَحِیْمًا وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴾

’’مجھے اور آسائش میں بسر کرنے والے جھٹلانے والے کو چھوڑ دے اور انہیں تھوڑی سی مہلت دے۔ بے شبہہ ہمارے پاس بیڑیاں یا عبرت ناک سزائیں ہیں۔ اور بھڑکتی آگ ہے اور گلے میں پھنسنے والی غذا ہے اور دردناک عذاب ہے‘‘۔

تھوڑا سا وقفہ ہوا تھا کہ اللہ (تعالیٰ) نے قریش پر واقعۂ بدر کی مصیبت ڈالی۔

ابن ہشام نے کہا کہ انکال کے معنی قیود یعنی بیڑیوں کے ہیں اس کا واحد نکل ہے۔ رئوبة بن العجاج نے کہا ہے۔

یَکْفِیْکَ نِکْلِیْ بَغْیَ کُلِّ نِکْلٍ

’’ہر قید سے سرکشی کے لئے میرے پاس کی قید تیرے لئے کافی ہو جائے گی‘‘۔

اور یہ بیت اس کے ایک (رجز) میں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ پھر فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ ﴾

’’جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ اللہ کی راہ سے پھیرنے کے لئے اپنے مال خرچ کر رہے ہیں تو انہوں نے جلد وہ مال (اور بھی) خرچ کرنا ہوگا‘‘۔

اور اس کے بعد:

﴿ عَلَیْھِمْ حَسْرَةً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی جَھَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ ﴾

’’یہ خرچ کرنا ان کے لئے حسرت کا سبب ہوگا۔ اس پر مزید یہ کہ وہ مغلوب بھی ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ جہنم (ایک گڑھے) میں جمع کئے جائیں گے‘‘۔

یعنی وہ لوگ جو ابوسفیان اور ان لوگوں کے پاس گئے تھے جن کے پاس مال تھا اور ان سے سوال کیا تھا کہ انہیں اس مال کے ذریعے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے تائید دی جائے تو انہوں نے ویسا ہی

کیا۔ پھر فرمایا:

﴿ قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفِرْلَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ وَ اِنْ يَّعُوْدُوْا (لحريك) فَقَدْ مَضَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴾

''(اے نبی) ان لوگوں سے کہہ دے جنہوں نے کفر کیا ہے کہ اگر وہ باز آ جائیں تو جو کچھ گزر گیا وہ انہیں بخش دیا جائے گا اور اگر انہوں نے (تجھ سے جنگ) دوبارہ کی تو پہلے لوگوں کا طریقہ تو (بطور نمونہ) گزر ہی چکا ہے یعنی ان میں سے جو لوگ بدر میں قتل کئے گئے۔ پھر فرمایا:

﴿ وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ﴾

''اور ان سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ (مذہب اسلام اختیار کرنے والوں کے لئے) ایذا رسانی باقی نہ رہے اور اللہ کا دین (قانون جزا) سب کا سب (جاری) ہو جائے''۔

یعنی یہاں تک کہ کسی ایماندار کو اس کے دین سے پھیرنے کے لئے ایذا نہ دی جا سکے۔ اور اللہ کی خالص یکتائی جس میں کسی شریک کا کوئی شائبہ نہ ہو قائم ہو جائے۔ اور اس کے سوا (اس کے) جتنے ہمسر ہوں انہیں تباہ کر دیا جائے:

﴿ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ وَاِنْ تَوَلَّوْا ﴾

''تو اگر وہ باز آ گئے تو بے شبہ اللہ ان اعمال کو جو وہ کرتے ہیں دیکھنے والا ہے اور اگر انہوں نے تمہارے حکم سے روگردانی کی اور اپنے اسی کفر کی طرف گئے جس پر وہ (جمے ہوئے) ہیں''۔

﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ مَوْلٰكُمْ ﴾ ''تو اللہ تمہارا محافظ ہے''۔

جس نے تم کو عزت دی اور بدر کے روز باوجود ان کی زیادتی اور تمہاری کمی کے ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کی۔

﴿ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴾

''وہ کتنا بہتر محافظ اور کس قدر اچھا حمایتی ہے''۔

پھر اس نے انہیں غنیمت کی تقسیم کی اطلاع دی اور جب ان کے لئے اس (غنیمت) کو جائز قرار دیا تو اس کے متعلق اپنے احکام بتائے۔ اور فرمایا:

﴿ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

''اور (یہ) جان لو کہ جو کچھ تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا ہے اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر ایمان لائے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر امتیاز کے روز اتارا ہے جس دن دو جماعتیں ایک دوسرے سے بھڑ گئی تھیں۔ اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے''۔

یعنی جس روز میں نے اپنی قدرت سے حق سے باطل کا امتیاز پیدا کر دیا۔ جس دن تمہاری اور ان کی دونوں جماعتیں ایک دوسرے سے مقابل ہو گئیں۔

﴿ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا ﴾ ''جبکہ تم وادی کے ادھر کے کنارے تھے''۔

﴿ وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى ﴾ ''اور وہ وادی کے اُدھر کے کنارے تھے۔ مکہ کی جانب''۔

﴿ وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ﴾ ''اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا''۔

یعنی ابوسفیان کا قافلہ جس کے لینے کے لئے تم نکلے تھے اور وہ اس کی حفاظت کے لئے نکلے تھے۔ نہ تمہاری جانب سے کوئی مقام متعین کیا گیا تھا اور نہ ان کی جانب سے۔

﴿ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ﴾

''اور اگر تم آپس میں ایک دوسرے سے وعدے بھی کرتے تو وقت و مقام موعود میں ضرور (کچھ نہ کچھ) مختلف ہو جاتے''۔

اور اگر اس مقابلے کا تعین تمہارے اور ان کے وعدوں کی بناء پر ہوتا اور اس کے بعد ان کی تعداد کی زیادتی اور اپنی تعداد کی کمی کی خبر تمہیں پہنچتی تو تم ان سے نہ بھڑتے۔

﴿ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ﴾

''اور لیکن (یہ سب کچھ) اس لئے (ہوا) کہ اللہ اس کام کو پورا کر دے جو فیصلہ شدہ تھا''۔

یعنی تا کہ اس بات کو پورا کر دے جو اس نے اپنی قدرت سے بغیر تمہاری مدد[1] کے اسلام اور مسلمانوں کو عزت دینے اور کفر اور کافروں کو ذلیل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اس نے جو کچھ ارادہ فرمایا وہ اپنی مہربانی سے کر دیا۔ پھر فرمایا:

﴿ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾

''تا کہ جو بھی ہلاک ہو وہ حجت قائم ہونے کے بعد ہلاک ہو اور جو بھی زندہ رہے وہ حجت قائم

---

[1] (الف) میں ''عن غير ملاء'' ہے اور (ب ج د) میں ''عن غير بلاء'' ہے یعنی بغیر تمہیں مصیبت میں ڈالے۔ (احمد محمودی)

ہونے کے بعد زندہ رہے اور اللہ بڑا سننے والا اور بہت جاننے والا ہے''۔

یعنی تا کہ جو شخص بھی کفر اختیار کرے تو وہ نشانیوں اور عبرتوں کو دیکھنے اور قائم ہونے کے بعد کفر اختیار کرے اور جو شخص بھی ایمان اختیار کرے وہ اسی طرح اختیار کرے۔ اس نے اس کے بعد آپ پر اپنے مہربان ہونے اور آپ کے لئے اپنی خفیہ تدبیریں کرنے کا ذکر فرمایا۔ اور اس کے بعد فرمایا:

﴿ اِذْ یُرِیْکَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلاً وَّلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ لَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾

''(اے نبی وہ وقت یاد کر) جب کہ اللہ نے تیرے خواب میں انہیں کم کر کے بتایا اور اگر تجھے ان کی تعداد بڑھا کر بتاتا تو تم لوگ کمزور پڑ جاتے اور معاملۂ (جنگ) میں اختلاف کرتے لیکن اللہ نے بچالیا۔ بے شبہ وہ دلوں کی حالت خوب جاننے والا ہے''۔

تو اللہ نے جو کچھ اس کے متعلق دکھایا وہ ان پر اس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت تھی جس کے ذریعے انہیں ان کے دشمن پر دلیر بنا دیا اور ان سے اس کمزوری کو روک دیا جس میں ان کے مبتلا ہو جانے کا خوف تھا کیونکہ جو قوتیں ان میں (فطرۃ) تھیں اس سے وہ واقف تھا۔

﴿ وَاِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلاً وَّ یُقَلِّلُكُمْ فِیْۤ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ﴾

''اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ تم ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تو تمہیں تمہاری آنکھوں میں ان کی تعداد کم بتائی اور ان کی آنکھوں میں (بھی) تمہاری کم تعداد بتائی تا کہ اللہ امر فیصل شدہ کو پورا کر دے''۔

یعنی تا کہ جنگ پر دونوں متفق ہو جائیں اور جن سے وہ انتقام لینا چاہتا تھا وہ انتقام پورا ہو اور اپنی حفاظت میں سے جن لوگوں پر وہ اتمام نعمت کرنا چاہتا تھا ان پر نعمت پوری ہو۔ پھر انہیں نصیحتیں فرمائیں اور سمجھایا اور ان کی جنگ میں انہیں جس راہ پر چلنا سزاوار تھا وہ راہیں انہیں بتائیں اور فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً ﴾

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم کسی جماعت کے مقابل ہو''۔

یعنی راہ خدا کی جنگ میں۔

﴿ فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا ﴾ ''تو جمے رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو''۔

یعنی اس کی یاد جس کے لئے تم نے اپنی جانیں نثار کر دیں اور جو بیعت تم نے اس سے کی ہے اس کے پورا

کرنے کو یاد رکھو۔

﴿ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَأَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا ﴾

''تا کہ تم پھلو پھولو۔ اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں کشمکش نہ کرو کہ تم کمزور ہو جاؤ گے یعنی اختلاف نہ کرو کہ تمہارا معاملہ تتر بتر ہو جائے گا''۔

﴿ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ ﴾

''اور صبر کرو بے شبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

یعنی اگر تم ایسا کرو گے تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔

﴿ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ ﴾

''اور تم ان کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اکڑتے اور لوگوں کو (اپنی شان) بتاتے نکلے ہیں''۔

یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے سے نہ بنو۔ جنہوں نے کہا ہے کہ ہم جب تک بدر نہ پہنچیں گے واپس نہ ہوں گے۔ اور وہاں ہم کاٹنے کے قابل جانور کاٹیں گے اور شراب پئیں گے اور وہاں ہمارے سامنے گانے والی لونڈیاں گائیں بجائیں گی۔ اور عرب ہمارے حالات سنیں گے۔ یعنی تمہارے کام دکھائے اور شہرت کی خاطر نہ ہوں اور نہ اس لئے ہوں کہ لوگوں سے کوئی چیز حاصل کرو۔ اپنی نیتیں اللہ کے لئے خالص کرو اور (تمہارے کام) اپنے دین کی مدد اور اپنے نبی کی تائید کی خاطر ہوں۔ تم اپنے کام اسی کے لئے کرو اور اس کے سوا کسی اور چیز کے طالب نہ بنو۔ پھر فرمایا:

﴿ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ ﴾

''اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ شیطان نے ان کے کام ان کے آگے سنوار کر پیش کئے اور کہا کہ آج لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہیں (ہوسکتا)''۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے بعد اللہ نے اہل کفر کا ذکر فرمایا اور موت کے وقت انہیں جس حالت کا سامنا ہوگا اور ان کے صفات بیان فرمائے اور اپنے نبی کو ان کے متعلق خبر دی حتیٰ کہ اس مقام پر پہنچا اور فرمایا:

﴿ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴾

''تو اگر جنگ میں تو ان پر غلبہ پالے تو پریشان کر دے اور ان کے ذریعے ان لوگوں کو جو ان کے پیچھے ہیں شاید کہ وہ نصیحت حاصل کریں''۔

یعنی انہیں ایسی سزا دے کہ وہ اپنے پیچھے والوں کے لئے عبرت کا سبب ہوں تا کہ انہیں سمجھ آئے۔

﴿ وَ أَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ۔

الی قولہ ﴿ وَمَا تُنفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُوَفَّ اِلَیْكُمْ ﴾

''اورتم تیار کر رکھوان (کے مقابلے) کے لئے سامان جنگ جتنا تم سے ہو سکے اور بندھے ہوئے (یا مستعد) گھوڑے جس کے ذریعے تم اپنے اور اللہ کے دشمن کو ڈراتے رہو۔ یہاں تک کہ فرمایا۔ اور جو چیز بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمہاری جانب پوری پوری پہنچا دی جائے گی''۔

﴿ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴾ ''اورتم پرظلم نہیں کیا جائے گا''۔

یعنی اللہ کے پاس آخرت میں اس کا اجر ہوگا اور دنیا میں اس کا فوری معاوضہ ضائع نہ جائے گا۔ پھر فرمایا:

﴿ وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا ﴾

''اوراگر وہ صلح کی جانب مائل ہوں تو تو بھی اس کی جانب مائل ہو جا''۔

یعنی اگر وہ اسلام اختیار کرنے کے لئے صلح کی دعوت دیں تو اس شرط پر ان سے صلح کرلے۔

﴿ وَ تَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ ﴾ ''اوراللہ پر بھروسہ کر۔ اللہ تیرے لئے کافی ہے''۔

﴿ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾ ''بے شبہ اللہ تو بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے''۔

ابن ہشام نے کہا جنحو اللسلم کے معنی مالوا الیك للسلم یعنی صلح کے لئے تیری طرف مائل ہوں۔ الجنوح کے معنی المیل کے ہیں۔ لبید بن ربیعہ نے کہا ہے۔

جُنُوْحَ الْهَا لِکِیّ عَلٰی یَدَیْهِ مُکِبًّا یَجْتَلِیْ نُقَبَ النِّصَالِ

(وہ اس طرح جھکا ہوا ہے) جس طرح صیقل کرنے والا تیر کا زنگ دور کرکے اسے جلا دینے کے لئے سر نیچے کئے ہوئے اپنے ہاتھوں پر جھکا رہتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ شاعر کی مراد وہ صیقل کرنے والا ہے جو اپنے کام پر جھکا رہتا ہے۔ النقب کے معنی تلوار کے زنگ کے ہیں یجتلی کے معنی تلوار کو جلا دینا ہے اور السلم کے معنی صلح کے ہیں۔ اللہ کی کتاب میں ہے۔

﴿ فَلَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْا اِلَی السَّلْمِ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ﴾

''تو تم کمزور نہ ہو جاؤ اور صلح کے طالب نہ بنو اور تم ہی برتر رہو گے''۔

اور ایک قرأت میں الی السلم آیا ہے اور وہ بھی اسی کے معنی میں ہے۔ زہیر بن ابی سلمی نے کہا۔

وَقَدْ قُلْتُمَا اِنْ نُدْرِكِ السِّلْمَ وَاسِعًا بِمَالٍ وَمَعْرُوْفٍ مِنَ الْقَوْلِ نَسْلِمِ

حالانکہ تم نے تو کہا تھا کہ اگر وسعت مال اور رواج کے موافق شرطوں کے ساتھ ہمیں صلح حاصل

ہوتو ہم صلح کرلیں گے اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے حسن بن ابی الحسن البصری کی روایت پہنچی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے **وان جَنَحُوْا للسلم** کے معنی للاسلام کے ہیں اور اللہ کی کتاب میں ہے۔

﴿ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً ﴾

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ''۔

بعضوں نے **فی السلم** پڑھا ہے۔ اور اس سے مراد اسلام ہی ہے امیہ بن ابی الصلت نے کہا ہے۔

فَمَا اَنَا اَبُو السِّلْمِ حِیْنَ تُنْذِرُهُمْ　　　رُسُلُ الْاِلٰهِ وَمَا کَانُوْا لَهٗ عَضُدَا

جب اللہ کے رسول انہیں ڈراتے ہیں تو وہ اسلام کی طرف رجوع نہیں ہوتے اور اس کی قوت بازو نہیں بنتے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور جو ڈول لمبا بنایا جاتا ہے اس کو عرب سلم کہتے ہیں۔

بنی قیس بن ثعلبہ میں کا ایک شخص طرفۃ بن العبد نامی اپنی اونٹنی کی تعریف میں کہتا ہے۔

لَهَا مِرْ فَقَانِ اَفْتَلَانِ کَاَنَّمَا　　　تَمُرُّ بِسَلْمَی دَالِجُ[ا] مُتَشَدِّدِ

اس (اونٹنی) کے اگے پیر کے دونوں جوڑ اس طرح مڑے ہوئے ہیں گویا وہ باولی سے پانی لا کر حوض میں ڈالنے والے اور سخت کوشش کرنے والے کے دو ڈول لے کر گزر رہی ہے۔ (یعنی جس طرح کم فاصلے پر پانی لے جانے والا زیادہ پانی لے جانے کے لئے بھرے ہوئے دو دو ڈول لے جاتا ہے اور اسے اپنے کپڑوں سے نہ لگنے کے لئے دور رکھتا ہے اسی طرح اس کے پاؤں کے دونوں جوڑ باہر کی جانب نکلے ہوئے ہیں)۔

اور بعض روایتوں میں دالح آیا ہے۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

﴿ وَاِنْ یُّرِیْدُوْا اَنْ یَّخْدَعُوْکَ فَاِنَّ حَسْبَکَ اللّٰهُ ﴾

''اور اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دھوکا دیں تو بے شبہ تیرے لئے اللہ کافی ہے''۔

یعنی وہ اس دھوکے کے پیچھے ہے (یعنی ان کی دھوکا دہی کے بعد خدائی تدبیریں اور اسباب بھی تو ہیں)۔

﴿ هُوَ الَّذِیْ اَیَّدَکَ بِنَصْرِهٖ ﴾ ''وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے تجھے قوی کر دیا''۔

ا (ب) میں ''دالج'' جیم سے ہے جس کے معنی میں نے ترجمے میں اختیار کئے ہیں۔ اور (الف ج د) میں ''دالح'' **حاء حطی** سے ہے جس کے معنی چھوٹے چھوٹے قدم ڈالنے کے ہیں۔ دونوں معنی مطلب کے لحاظ سے قریب قریب ہیں۔ **(احمد محمودی)**

ضعف کے بعد۔

﴿ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ﴾

''اور ایمانداروں (کی مدد) سے۔اوران کے دلوں میں محبت (پیدا کر) دی''۔

﴿ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ﴾

''جو کچھ زمین میں ہے اگر تو وہ سب کا سب خرچ کر دیتا تو بھی ان کے دلوں میں محبت نہ پیدا کر سکتا۔ لیکن اللہ نے ان میں محبت پیدا کر دی۔اپنے دین کے ذریعے جس پر ان سب کو مجتمع کر دیا ہے''۔

﴿ إِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ ''بے شبہ وہ غالب حکمت والا ہے''۔

پھر فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَ إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْا أَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴾

''اے نبی ایماندار جنہوں نے تیری پیروی اختیار کی ہے۔اور اللہ تیرے لئے کافی ہے۔اے نبی ایمانداروں کو جنگ کرنے کی ترغیب دے اگر تم میں سے صبر کرنے کی ترغیب دے اگر تم میں سے صبر کرنے والے بیس ہوں تو دوسو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں سے سو ہوں تو جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان میں سے ہزار پر غالب رہیں گے اس لئے کہ وہ سمجھ کے پیچھے ہیں''۔

یعنی ان لوگوں کی جنگ کسی خاص نیت سے نہیں اور نہ کسی حق بات کے لئے ہے اور نہ بھلائی برائی کی تمیز پر مبنی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبداللہ بن نجیح نے عطا بن ابی رباح سے عبداللہ بن عباس کی روایت بیان کی اور کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں کو بہت بار معلوم ہوا اور بیس کا دوسو سے اور سو کا ہزار سے جنگ کرنا انہیں بڑا (سخت) معلوم ہوا۔تو اللہ نے ان پر تخفیف کر دی اور دوسری آیت نے اس کو منسوخ کر دیا۔اس کے بعد فرمایا:

﴿ اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ أَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَ إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ أَلْفٌ يَّغْلِبُوْا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللّٰهِ ﴾

''اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی اور اس نے معلوم کر لیا ہے کہ تم میں ایک طرح کی کمزوری ہے اس لئے اگر تم میں سے صبر کرنے والے سو ہوں تو وہ دوسو پر غلبہ حاصل کریں اور اگر تم میں سے ہزار

ہوں تو وہ بحکم الٰہی دو ہزار پر غالب رہیں''۔

کہا کہ اس کے بعد ان کی یہ حالت رہی کہ اگر دشمن کی تعداد کے نصف ہوتے تو (یہ سمجھتے تھے کہ) ان سے بھاگنا انہیں سزاوار نہیں اور جب اس سے بھی کم ہوتے تو (سمجھتے تھے) ان سے جنگ کرنا ان پر واجب نہیں اور ان کے مقابلے سے ہٹ جانا ان کے لئے جائز ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اس نے آپ پر قیدیوں کے قید کرنے اور غنیمت کے حاصل کرنے کے متعلق ناراضی ظاہر فرمائی اور آپ سے پہلے انبیاء میں سے کسی نبی نے اپنے دشمن سے غنیمت حاصل کر کے نہیں کھائی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسَاجِدَ وَطَهُوْرًا وَاُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تُحْلَلْ لِنَبِيٍّ كَانَ قَبْلِیْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ خَمْسٌ لَمْ يُؤْتَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِیْ.

''مجھے رعب کے ذریعے مدد دی گئی اور زمین (کے ٹکڑے) میرے لئے سجدہ گاہیں اور پاک بنا دئے گئے اور مجھے کثیر معانی کا جامع کلام عطا فرمایا گیا۔ اور غنیمتیں میرے لئے جائز کر دی گئیں اور مجھ سے پہلے کسی نبی کے لئے جائز نہیں کی گئیں اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی۔ (یہ) پانچ (چیزیں) مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر فرمایا۔

﴿ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ (اَیْ قَبْلَكَ) اَنْ تَكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰی (مِنْ عَدُوِّهٖ) حَتّٰی يُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ ﴾

''کسی نبی کو حق نہ تھا (یعنی آپ سے پہلے) کہ اس کے پاس (اس کے دشمن) قیدی بنے رہیں یہاں تک کہ وہ زمین میں خوب خون ریزی نہ کر لے''۔

یعنی دشمنوں کو خوب قتل نہ کر لے حتیٰ کہ انہیں اس سرزمین سے جلاوطن کر دے۔

﴿ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ﴾ ''تم دنیوی ساز و سامان چاہتے ہو''۔

﴿ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ﴾ ''اور اللہ تو انجام (کی درستی) چاہتا ہے''۔

یعنی ان کا قتل تا کہ جس دین کا غلبہ وہ چاہتا ہے۔ اس دین کا غلبہ ہو جس کے ذریعے آخرت حاصل کی جاتی ہے۔

﴿ لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ (اَیْ مِنَ الْاَسَارٰی وَالْمَغَانِمِ) عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾

''اگر سابقہ نوشتہ الٰہی نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے (قیدی گرفتار کئے اور غنیمتوں کا مال) حاصل کیا اس کے متعلق تمہیں ضرور دردناک عذاب چھولیتا''۔

یعنی اگر یہ میری عادت سابقہ نہ ہوتی کہ میں بغیر کسی بات کی ممانعت کے پہلے ہی سے عذاب نہیں دیا کرتا تو ضرور تمہیں اس تمہارے کئے پر عذاب دیتا۔ اور اس نے انہیں منع نہیں فرمایا تھا۔ پھر اس نے آپ کے اور آپ کی امت کے لئے اپنی رحمت سے اس (مال غنیمت) کو جائز کر دیا اور رحمٰن و رحیم کی جانب سے بطور عطیہ مرحمت فرمایا۔ پھر فرمایا:

﴿ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾

''لہٰذا جو کچھ تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے اس میں سے کھاؤ اس حال میں کہ وہ حلال اور پاک ہے' اور اللہ سے ڈرتے رہو' بے شبہ اللہ بڑا ڈھانک لینے والا' اور بڑا مہربان ہے''۔

اس کے بعد فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِّنَ الْأَسْرٰى إِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾

''اے نبی ان لوگوں سے کہہ دے جو تم میں سے کسی کے ہاتھ میں بطور قیدی کے ہوں کہ اللہ تمہارے دلوں میں کوئی بھلائی معلوم کرے گا تو تمہیں اس سے بہتر (چیز) عطا فرمائے گا جو تم سے لی گئی ہے اور اللہ (غلطیوں کو) بہت ڈھانک لینے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے''۔

اور مسلمانوں کو آپس میں قرابت دارانہ تعلقات رکھنے کی ترغیب دی اور مہاجرین و انصار میں ان کے سوا دوسروں کو چھوڑ کر۔ دینی رشتہ داری قائم فرمادی۔ اور کافروں کے درمیان ایک دوسرے سے رشتہ داری قرار دی۔ اور فرمایا:

﴿ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴾

''اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا''۔

یعنی اگر دوسروں کو چھوڑ کر ایماندار کا رشتہ دار نہ بنے اگرچہ وہ دوسرا حقیقی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو تو زمین میں فساد ہوگا۔ یعنی حق و باطل شبہے میں پڑ جائے گا۔ اور ایماندار کی رشتہ داری ایماندار کے ساتھ ہونے کے بجائے کافر سے ہو تو زمین میں فساد ہوگا۔ دوسروں کو چھوڑ کر مہاجرین و انصار میں اس رشتہ داری کو قائم کرنے کے بعد پھر میراث انہیں حقیقی رشتہ داروں ہی کی طرف ردفرمادی جنہوں نے اسلام اختیار کرلیا اور فرمایا:

﴿ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولٰئِكَ مِنْكُمْ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ

بَعْضُهُمْ أَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ ﴾

''اور جولوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا تو وہ تمہی میں سے ہیں۔اور نوشتۂ الٰہی کے لحاظ سے بعض رشتہ دار بعض سے زیادہ قریب ہیں''۔

یعنی میراث کے لحاظ سے۔

﴿ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾

''بے شبہ اللہ ہر چیز کو اچھی طرح سے جاننے والا ہے''۔

فہرست ان مسلمانوں کی جو بدر میں حاضر تھے

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ نام ان مسلمانوں کے ہیں جو بدر میں حاضر تھے۔قریش کی شاخ ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئ بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ میں سے۔

محمد رسول اللہ ﷺ سید المسلمین ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

اور اللہ اور اس کے رسول کے شیر رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

اور علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

اور زید بن حارثہ بن شرجیل بن کعب بن عبدالعزی بن امراء القیس الکلبی جن پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے انعام فرمایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبدالعزی ابن امراء القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللہ بن زفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ انسہ۔

اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ ابو کبشہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ انسہ حبشی تھے اور ابو کبشہ فارسی تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو مرثد کناز بن حصن بن یربوع بن عمرو بن یربوع بن خرشہ بن سعد بن طریف بن حلان بن غنم بن غنی بن یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان۔

ابن ہشام نے کہا کناز بن حصین۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کا بیٹا مرثد بن ابی مرثد حمزہ بن عبدالمطلب کا حلیف۔

اور عبیدہ بن الحارث بن المطلب۔

اور ان کے دونوں بھائی الطفیل بن الحارث۔

اور الحصین بن الحارث۔

اور مسطح جن کا نام عوف بن اثاثہ بن عباد بن عبد المطلب تھا۔ (جملہ) بارہ آدمی۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص ابن امیہ بن عبد شمس جو اپنی بیوی رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی رقیہؓ کے پاس رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے (غنیمت میں سے) ان کو حصہ دیا تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میرا اجر۔ فرمایا وَاَجْرُكَ۔ (ہاں) تمہارا اجر (بھی ثابت ہے)۔

اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔

اور ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو حذیفہ کا نام مہشم تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سالم' ثبیت بن یعار بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کے' اس شرط سے آزاد کئے ہوئے تھے کہ ان کو ولاء حاصل نہ ہو گی' اس نے (ثبیتہ نے) انہیں شرط مذکور کے ساتھ آزاد کیا تو یہ ابو حذیفہ کے پاس بے یار و مددگار ہو کر آ گئے تو ابو حذیفہ بن عتبہ نے انہیں متبنیٰ بنا لیا اور بعض کہتے ہیں ثبیہ بنت یعاد ابو حذیفہ بن عتبہ کی زوجیت میں تھی اس لئے جب اس نے سالم کو بشرط مذکور آزاد کیا۔ تو سالم کو مولی ابی حذیفہ کہنے لگے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بعضوں کا دعویٰ ہے کہ ابو العاص بن امیہ بن عبد شمس کے آزاد کردہ صبیح نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلنے کی تیاری کر لی تھی اس کے بعد وہ بیمار ہو گئے تو ابو سلمہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم انہیں اپنے اونٹ پر اٹھا لے گئے پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام جنگوں میں صبیح شریک رہے۔

اور حلفاء بنی عبد شمس کی شاخ بنی اسد بن خزیمہ میں سے عبد اللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

اور عکاشہ بن محصن بن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان ابن اسد۔

اور شجاع بن وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر ابن غنم بن دودان بن اسد۔

اور ان کے بھائی عقبہ بن وہب۔

اور یزید بن رقیش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

اورابوسنان بن محصن بن حرثان بن قیس۔عکاشہ بن محصن کے بھائی۔

اوران کے بیٹے سنان بن ابی سنان۔

اورمحرز بن نصلہ بن عبداللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان ابن اسد۔

اورربیعہ بن اکثم بن سنجرہ بن عمرو بن لکیز بن عامر بن غنم ابن ودان بن اسد۔

اورحلفاء بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد میں سے ثقف ابن عمرو۔

اوران کے دونوں بھائی مالک بن عمرو۔

اورمدلج بن عمرو۔

ابن ہشام نے کہامدلاج بن عمرو۔

ابن اسحٰق نے کہا یہ لوگ بنی حجر میں سے بنی سلیم والے ہیں۔

اورابومخشی ان کے حلیف۔(جملہ) سولہ شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابومخشی بنی طی میں سے تھے اوران کا نام سوید ابن مخشی تھا۔

ابن اسحٰق نے کہااور بنی نوفل بن عبدمناف میں سے دو شخص۔

عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن الحارث ابن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان۔

اورعتبہ بن غزوان کے آزادکردہ خباب۔

اوربنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے تین شخص۔

الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد۔

اورحاطب بن ابی بلتعہ۔

اورحاطب کے آزادکردہ سعد۔

ابن ہشام نے کہا حاطب کے باپ ابی بلتعہ کا نام عمرو تھا اور وہ بنی لخم سے تھا اور حاطب کے مولی سعد بنی کلب میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا بنی عبدالدار بن قصی میں سے دو شخص۔مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی۔

اورسویبط بن سعد بن حریملہ بن مالک بن عمیلہ بن السباق بن عبدالدار۔

اوربنی زہرہ بن کلاب میں سے آٹھ شخص۔

عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ۔

اور سعد بن ابی وقاص اور[1] وقاص کا نام مالک بن اہیب بن عبدمناف ابن زہرہ تھا۔

اوران کے بھائی عمیر بن ابی وقاص۔

اوران کے حلیفوں میں سے المقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زہیر بن ثور بن ثعلبہ بن مالک بن اشرید بن ہزل بن قالیش بن دریم بن القین بن اہود بن بہراء بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ہزل بن قاس بن ذر۔ اور دہیر بن ثور کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن مسعود بن الحارث بن شمخ بن مخزوم ابن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل۔

اور مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد بن عبدالعزی بن حمالہ بن غالب ابن محلم بن عایذہ بن مبیع بن الہون بن خزیمہ جو القارہ سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ القارہ لقب ہے۔ اورانہیں کے متعلق کہا گیا ہے۔

قَدْ اَنْصَفَ الْقَارَةَ مَنْ رَامَاهَا.

''یعنی جس نے القارہ کا تیراندازی سے مقابلہ کیا اس نے ان سے انصاف کا معاملہ کیا۔ اور یہ لوگ تیرانداز تھے''۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ذوالشمالین بن عبدعمرو بن نضلہ بن غبشان ابن سلیم بن ملکان بن افصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر جو خزاعہ میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ انہیں ذوالشمالین اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہ بائیں ہاتھ سے کام کیا کرتے تھے اور ان کا نام عمیر تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور خباب بن الارت۔

ابن ہشام نے کہا خباب[2] بن الارت بنی تمیم میں سے تھے اور ان کی اولاد بھی ہے اور وہ کوفے میں رہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ خباب خزاعہ میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی تمیم بن مرہ میں سے پانچ آدمی۔

ابوبکر الصدیق اور آپ کا نام عتیق بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوبکر کا نام عبداللہ تھا اور عتیق آپ کا لقب تھا اور یہ لقب آپ کی خوبصورتی اور

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں خبان لکھ دیا ہے جو تحریف ہے۔ (احمد محمودی)

شرافت کے سبب تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابوبکر کے آزاد کردہ بلال بلال بنی جمح کے مولدین میں سے تھے ان کو ابوبکر نے امیہ بن خلف سے خریدا تھا۔ اور بلال رباح کے بیٹے تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔

اور عامر بن فہیرہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ عامر بن فہیرہ بن اسد کے مولدین میں سے اور سیاہ فام تھے۔ انہیں سے ابوبکر نے انہیں خریدا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور صہیب بن سنان جو نمر بن قاسط میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا النمر بن قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کہتے ہیں افصی بن دعمی بن جدیلہ۔ بعض کہتے ہیں کہ صہیب عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ رومی تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ النمر بن قاسط میں سے تھے اور رومیوں کے پاس قید ہو گئے تھے اور انہیں رومیوں ہی سے خریدا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے حدیث کی روایت کی گئی ہے کہ صہیب سابق الروم صہیب تمام رومیوں پر سبقت کرنی والے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ شام کے رہنے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے بدر سے واپس ہونے کے بعد یہ آئے اور آپ سے گفتگو کی تو آپ نے انہیں بھی (غنیمت بدر میں سے) حصہ عنایت فرمایا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی اجر ملے گا تو فرمایا:

واجرك اور تمھارا۔ ''اجر (بھی ثابت ہے)''۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے پانچ آدمی۔ ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ابوسلمہ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔

اور شماس بن عثمان بن الشرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا کہ شماس کا نام عثمان تھا اور شماس ان کا نام اس وجہ سے پڑ گیا کہ وہ شمامسۃ میں سے تھے اور زمانہ جاہلیت میں مکہ آئے تھے اور (بہت) خوب صورت تھے۔ لوگ ان کی خوبصورتی کو دیکھا کر حیران ہو گئے تو عتبہ بن ربیعہ نے جو شماس کا ماموں تھا کہا کہ میں تمہارے پاس اس سے زیادہ خوب رو شماس کو لاتا ہوں اور اپنے بھانجے عثمان بن عثمان کو لایا تو ان کا نام شماس مشہور ہو گیا۔ اس کا ذکر ابن شہاب الزہری وغیرہ نے کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ارقم بن ابی الارقم اور ابوالارقم کا نام عبد مناف ابن اسد تھا اور اسد کی کنیت ابوجندب تھی۔ اور وہ عبداللہ بن عمر بن مخزوم کا بیٹا تھا۔

اور عمار بن یاسر۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمار بن یاسر عنسی مذحج کی شاخ میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معتب بن عوف بن عامر بن فضل بن عفیف بن کلیب بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو۔ان کے (بنی مخزوم کے) حلیف تھے اور تھے بنی خزاعہ میں سے۔اور عیہامہ جنہیں کہا جاتا تھا وہ یہی ہیں۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے چودہ شخص۔

عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح ابن رزاح بن عدی۔

اور عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ مہجع جو یمن والوں میں سے تھے۔اور بدر کے روز دونوں صفوں کے درمیان مسلمانوں میں سے تھے۔اور بدر کے روز دونوں صفوں کے درمیان مسلمانوں میں سے جو سب سے پہلے شہید ہوئے وہ یہی تھے۔ان کو تیر سے مارا گیا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مہجع بنی عک میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عمرو بن سراقہ بن المعتمر بن انس بن اداۃ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی۔

اور ان کے بھائی عبداللہ بن سراقہ۔

اور واقد بن عبداللہ بن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع ابن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم جو ان کے حلیف تھے۔

اور خولی بن ابی خولی۔

اور مالک بن ابی خولی ان کے دونوں حلیف۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوخولی عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن ربیعہ جو آل الخطاب کے حلیف غز بن وائل میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا غز بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کہتے ہیں افصی بن دعمی بن جدیلہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن البکیر بن عبد یالیل بن ناشب بن وغیرہ بنی سعد بن لیث میں سے۔

اور عاقل بن البکیر۔

اور خالد بن البکیر۔

اور ایاس بن البکیر بنی عدی بن کعب کے حلیف۔

اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس ہونے کے بعد یہ شام سے آئے اور آپ سے عرض کی تو آپ نے انہیں (غنیمت بدر میں سے) حصہ عنایت فرمایا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے بھی اجر ملے گا فرمایا:

وَاَجْرُكَ۔ اور تمہارا اجر (بھی ثابت ہے)۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے پانچ شخص۔

عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافۃ بن جمح۔

اور ان کے بیٹے السائب بن عثمان۔

اور ان کے دونوں بھائی قدامۃ بن مظعون۔

اور عبداللہ بن مظعون۔

اور معمر بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافۃ بن جمح۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے ایک شخص۔

خنیس بن حذافعہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔

اور بنی عامر بن لوئ کی شاخ بنی مالک بن حسل بن عامر میں سے پانچ شخص ابو سبرہ بن رہم بن عبدالعزی بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک ابن حسل۔

اور عبداللہ مخرمہ بن عبدالعزی بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک اور عبداللہ بن سہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل۔ یہ اپنے باپ سہیل بن عمرو کے ساتھ نکلے تھے۔ جب لوگ بدر میں آ کر اترے تو یہ بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے اور آپ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک رہے۔

اور سہیل بن عمرو کے آزاد کردہ عمیر بن عوف۔

اور ان کے حلیف سعد بن خولہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ سعد بن خولہ یمن کے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی الحارث بن فہر میں سے پانچ شخص۔

ابو عبیدہ بن الجراح اور ان کا نام عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب ابن ضبہ بن الحارث تھا۔

اور عمرو بن الحارث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث۔

اور سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث۔

اور ان کے بھائی صفوان بن وہب اور یہ دونوں البیضاء کے بیٹے تھے۔

اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ ابن الحارث۔

غرض جملہ مہاجرین جو بدر میں حاضر تھے اور جن کو رسول اللہ ﷺ نے حصہ اور اجر عطا فرمایا (وہ سب) تراسی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسرے بہت سے اہل علم نے بدری مہاجرین میں بنی عامر بن لوئ میں سے وہب بن ابی سرح کا اور طالب بن عمرو کا اور بنی الحارث بن فہر میں سے عیاض بن ابی زہیر کا بھی ذکر کیا ہے۔

انصار اور ان کے ساتھی

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمان انصار اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبد الاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے پندرہ شخص۔

سعد بن معاذ بن النعمان بن امرء القیس بن زید بن عبد الاشہل۔

اور عمرو بن معاذ بن النعمان۔

اور الحارث بن اوس بن معاذ بن النعمان۔

اور الحارث بن انس بن رافع بن امرء القیس۔

اور بنی عبید بن کعب عبد الاشہل میں سعد بن زید بن مالک بن عبید۔

اور بنی زعوراء بن عبد الاشہل میں سے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے زعوراء کہا ہے۔

سلمہ بن سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء۔

اور عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعوراء۔

اور سلمہ بن ثابت بن وقش۔

اور رافع بن یزید بن کرز بن سکن بن زعوراء۔

اور الحارث بن خزمہ بن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج۔ بنی عوف بن الخزرج میں سے ان کے حلیف۔

اور بنی حارثہ بن الحارث میں سے ان کے حلیف محمد بن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن الحارثہ بن الحارث۔

اور بنی حارثہ بن الحارث میں سے ان کے حلیف سلمہ بن اسلم بن حریش بن عدی بن مجدعہ بن الحارث۔

ابن ہشام نے کہا اسلام بن حریس بن عدی۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ابوالہیثم بن التیہان۔
اور عبید بن التیہان۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعض عتیک بن التیہان کہتے ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن سہل۔
ابن ہشام نے کہا عبداللہ بن سہل بنی زعوراء والے۔ اور بعضوں نے کہا غسان میں سے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی ظفر کی شاخ بنی سواد بن کعب (اور کعب ہی کا نام ظفر ہے) میں سے دو شخص۔
ابن ہشام نے کہا ظفر بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔
ابن اسحٰق نے کہا قتادہ بن النعمان بن زید بن عامر بن سواد۔
اور عبید بن اوس بن مالک بن سواد۔

ابن ہشام نے کہا عبید بن اوس وہ ہیں جنہیں مقرن کہا جاتا تھا اس لئے کہ انہوں نے بدر کے روز چار قیدیوں کو ایک جگہ کر دیا تھا اور انہوں نے اس روز عقیل بن ابو طالب کو بھی گرفتار کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عبد بن رزاح بن کعب میں سے تین آدمی۔ نصر بن الحارث بن عبد۔
اور معتب بن عبد۔
اور ان کے حلیفوں میں سے بنی بلی میں سے عبداللہ بن طارق۔
اور بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے تین شخص۔
مسعود بن سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے مسعود بن عبد سعد کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ابوعبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ۔

اور ان کے حلیف بنی بلی میں سے ابو بردہ بن نیار جن کا نام ہانی بن نیار بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کاہل بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے پانچ شخص۔

عاصم بن ثابت بن قیس اور قیس ہی ابوالاقلح بن عصمہ بن مالک بن امۃ بن ضبیعہ تھا۔
اور معتب بن قشیر بن ملیل بن زید بن العطاف بن ضبیعہ۔

اور ابو کیل بن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ۔

اور عمرو بن معبد بن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ۔

ابن ہشام نے کہا عمیر بن معبد۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سہل بن حنیف بن واہب بن الحکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ بن الحارث ابن عمرو۔ اور عمرو ہی وہ شخص ہے جس کو بخرج بن حنش بن عوف بن عمرو بن عوف کہا جاتا تھا۔

اور بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے نو شخص۔

مبشر بن عبدالمنذر بن زنبر بن زید بن امیہ۔

اور رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنبر۔

اور سعد بن عبید بن النعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ۔

اور عویم بن ساعدہ۔

اور رافع بن عنجدہ۔

ابن ہشام نے کہا عنجدہ ان کی ماں تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبید بن ابی عبید۔

اور ثعلبہ بن حاطب۔

اور ان لوگوں کو اس بات کا دعویٰ تھا کہ ابولبابہ بن عبدالمنذر اور الحارث بن حاطب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے تو آپ نے ان دونوں کو واپس فرما دیا اور ابولبابہ کو مدینہ پر امیر مقرر فرمایا تھا اور اصحاب بدر کے ساتھ ان دونوں کو دو حصے عنایت فرمائے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ آپ نے انہیں الروحاء سے واپس فرمایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا اور حاطب' عمرو بن عبید بن امیہ کا بیٹا تھا اور ابولبابہ کا نام بشیر تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے سات شخص۔

انیس بن قتادہ بن ربیعہ بن خالد بن الحارث بن عبید۔

اور ان کے حلیفوں بنی بلی میں سے معن بن عدی بن الجد بن العجلان ابی ضبیعہ۔

اور ثابت بن اقرم بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان۔

اور عبداللہ بن سلمہ بن مالک بن الحارث بن عدی بن العجلان۔

اور زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان۔

اور عاصم بن عدی بن الجد بن العجلان نکلے تھے۔لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں واپس فرما دیا اور اصحاب بدر کے ساتھ انہیں حصہ عطا فرمایا:

اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے سات شخص۔

عبداللہ بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن البرک اور البرک کا نام امراء القیس ابن ثعلبہ تھا۔

اور عاصم بن قیس۔

ابن ہشام نے کہا عاصم بن قیس بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امرءالقیس بن ثعلبہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابوضیاح بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امرٔ القیس بن ثعلبہ۔

اور ابوحنہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابوضیاح کے بھائی تھے۔اور بعضوں نے ابوحبہ کہا ہے اور امرٔ القیس کو البرک بن ثعلبہ کہا جاتا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سالم بن عمیر بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امرءالقیس ابن ثعلبہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ثابت بن عمرو بن ثعلبہ بھی کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن النعمان بن امیہ بن امرٔ القیس بن ثعلبہ۔

اور خوات بن جبیر بن النعمان جن کو رسول اللہ ﷺ نے اصحاب بدر کے ساتھ حصہ عطا فرمایا۔

اور بنی جحجبی بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے دو شخص۔

منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ بن الجلاح بن الحریش بن جحجبی بن کلفہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے الحریس بن جحجبی کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلفاء بنی انیف میں سے ابوعقیل بن عبداللہ بن ثعلبہ بن بیحان بن عامر بن الحارث بن مالک بن عامر بن انیف ابن جشم بن عبداللہ بن تیم بن اراش بن عامر بن عمیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے تمیم بن اراشہ اور قسمیل بن فاران کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی غنم بن السلم بن امرٔالقیس بن مالک ابن الاوس میں سے پانچ آدمی۔

سعد بن خثیمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم۔

اور منذر بن قدامہ۔

اور مالک بن قدامہ بن عرفجہ۔

ابن ہشام نے کہا عرفجہ بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ ابن غنم۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن عرفجہ۔

اور بنی غنم کے آزاد کردہ تمیم۔

ابن ہشام نے کہا کہ تمیم سعد بن خثیمہ کے آزاد کردہ تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے تین آدمی۔

جبیر بن عتیک بن الحارث بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ۔

اور مالک بن نمیلہ۔ ان کے حلیف بنی مزینہ میں سے۔

اور ان کے حلیف بنی بلی میں سے النعمان بن عصر۔

غرض اوس میں سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ بدر میں جو شریک رہے اور جن کو آپ نے حصہ اور اجر عطا فرمایا (وہ) اکسٹھ آدمی تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمان انصار الخزرج کے قبیلہ بنی امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے چار شخص۔

خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس۔

اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امراء القیس۔

اور عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امرٔ القیس بن عمرو بن امرٔ القیس۔

اور خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرٔ القیس۔

اور بنی زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے دو شخص۔

بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے جلاس کہا ہے اور ہمارے خیال میں یہ غلطی ہے۔

اور ان کے بھائی سماک بن سعد۔

اور بنی عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزج میں سے تین آدمی۔

سبیع بن قیس بن عیشہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن عدی۔

اور ان کے بھائی عباد بن قیس بن عیشہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قیس بن عبسہ بن امیہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن عبس۔

اور بنی احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث ابن الخزرج میں سے ایک ہی شخص۔

یزید بن الحارث بن قیس بن مالک بن احمر انہیں کو ابن فسحم بھی کہا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا فسحم ان کی ماں تھی اور بنی القین بن جسر میں سے عورت تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی جشم بن الحارث بن الخزرج۔ اور زید ابن الحارث بن الخزرج میں سے جو دونوں توام تھے چار شخص۔

خبیب بن اساف بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم۔

اور عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ بن زید۔

اوران کے بھائی حریث بن زید بن ثعلبہ۔

اورانہوں نے سفیان بن بشر کے متعلق بھی (شرکت بدر کا) دعویٰ کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا سفیان بن نسر بن عمرو بن الحارث بن کعب ابن زید۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج میں سے چار آدمی۔

تمیم بن یعار بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔

اور بنی حارثہ میں سے عبداللہ بن عمیر۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عبداللہ بن عمیر بن عدی بن امیہ بن جدارہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور زید بن المزین بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔

ابن ہشام نے کہا زید بن المری۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن عرفطہ بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔

اور بنی الابجر میں سے جن کو بنوخدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج بھی کہتے ہیں ایک شخص۔

عبداللہ بن ربیع بن قیس بن عمرو بن عباد بن الابجر۔

اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی عبید بن مالک بن سالم بن غنم ابن عوف بن الخزرج میں سے جس کو بنوالحبلی بھی کہتے ہیں۔ دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا الحبلی کا نام سالم بن غنم بن عوف تھا۔ اس کے پیٹ کے بڑے ہونے کے سبب سے الحبلی مشہور ہوگیا۔

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن مالک بن الحارث بن عبید جو ابن سلول کے نام سے مشہور تھا۔ سلول ایک

عورت کا نام تھا جواس کی (ابی کی) ماں تھی۔

اوراوس بن خولی بن عبداللہ بن الحارث بن عبید۔

اور بنی حزء بن عدی بن مالک بن سالم بن غنم میں سے چھے شخص۔

زید بن ودیعہ بن عمرو بن قیس بن جزء۔

اور بنی عبداللہ بن غطفان میں سے ان کے حلیف عقبہ بن وہب ابن کلدہ۔

اوررفاعہ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم۔

اوریمن والے ان کے حلیف عامر بن سلمہ بن عامر۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عمرو بن سلمہ کہا ہے اور وہ بنی بلی کی شاخ قضاعہ میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اورابوحمیضہ معبد بن عباد بن قشیر بن المقدم بن سالم بن غنم۔

ابن ہشام نے کہا معبد بن عبادہ بن قشغر بن المقدم اور بعضوں نے کہا عبادہ بن قیس بن القدم۔

ابن اسحٰق نے کہا اوران کے حلیف عامر بن البکیر۔

ابن ہشام نے کہا عامر بن العکیر اور بعض عاصم بن العکیر کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کی شاخ بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے ایک شخص، نوفل بن عبداللہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان۔

اور بنی اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف میں سے دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ غنم بن عوف ہے جو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کا بھائی ہے اور غنم بن سالم وہ ہے جس کے متعلق اس سے پہلے ابن اسحٰق نے کہہ دیا ہے۔

عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم۔ اوران کے بھائی اوس ابن الصامت۔

اور بنی دعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم میں سے ایک شخص النعمان بن مالک ابن ثعلبہ بن دعد اور یہ النعمان وہ ہیں جن کوقوقل کہا جاتا تھا۔

اور بنی قریوش بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم میں سے ایک شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قریوش بن غنم کہا ہے۔

ثابت بن ہزال بن عمرو بن قریوش۔

اور بنی مرضخہ بن غنم میں سے ایک شخص ابن سالم مالک بن الدخشم بن مرضخہ۔

ابن ہشام نے کہا مالک بن الدخشم بن مالک بن الدخشم بن مرضخہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی لوذان بن سالم میں سے تین آدمی۔

ربیع بن ایاس بن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان۔

اور ان کے بھائی ورقہ بن ایاس۔

اور ان کے یمن والے حلیف عمرو بن ایاس۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے کہا کہ عمرو بن ایاس ربیع اور ورقہ کے بھائی تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف بنی بلی کی شاخ بنی غصینہ میں سے پانچ شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ غصینہ ان کی ماں تھی اور ان کے باپ کا نام عمرو بن عمارہ تھا۔

المجذر بن ذیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن غصینہ ابن عمرو بن بتیرہ بن مشنو بن قسر بن تیم بن اراش بن عامر بن عمیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے قسر بن تمیم بن اراشہ کہا ہے۔

اور قسمیل بن فاران اور المجذر[1] کا نام عبداللہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبادہ بن الخشخاش بن عمرو بن زمزمہ۔

اور نحاب بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے بحاث بن ثعلبہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم اور ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے حلیف بنی بہراء عتبہ بن ربیعہ بن خالد بن معاویہ نے بھی بدر میں حاضری دی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عتبہ بن بہز بنی سلیم میں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج کی شاخ بنی ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ میں سے دو شخص۔

ابو دجانہ سماک بن خرشہ۔

ابن ہشام نے کہا ابو دجانہ سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور المنذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے المنذر بن عمرو بن خنیش کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی البدی بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ میں سے دو شخص۔

---

[1] (الف) میں تحریف کاتب سے الجمذر رہو گیا ہے۔ جو غلط ہے۔ (احمد محمودی)

ابواسید بن مالک بن ربیعہ بن البدی۔

اور مالک بن مسعوداور وہ البدی کی طرف (منسوب ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ مالک ابن مسعود بن البدی[1] ہے۔

ابن اسحٰق نے کہااور بنی طریف بن الخزرج بن ساعدہ میں سے ایک شخص۔

عبدربہ بن حق بن اوس بن وقش بن ثعلبہ بن طریف۔

اوران کے بنی جہینہ کے حلیفوں میں سے پانچ شخص۔

کعب بن حمار بن ثعلبہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے کعب بن جماز کہا ہےاور وہ غبشان میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہااور ضمرہ۔

اورزیاد۔

اوربسبس عمرو کے بیٹے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ضمرہ اورزیاد بشر کے بیٹے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہااور بنی بلی میں سے عبداللہ بن عامر۔

اور بنی جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کے قبیلہ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ سے بارہ شخص۔

خراش بن الصمہ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام۔

اورالحباب بن المنذر بن الجموح بن زید بن حرام۔

اورعمیر بن الحمام الجموح بن زید بن حرام۔

اورخراش بن الصمہ کے آزاد کردہ تمیم۔

اورعبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام۔

اورمعاذ بن عمرو بن الجموح۔

اورمعوذ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام۔

اورخلاد بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام۔

---

[1] (الف) میں ''الیدی'' یائے مثناۃ تحتانیہ دال سے پہلے لکھا ہے جو تحریف کاتب ہے۔(احمد محمودی)

اور عتبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام۔

اور ان کے آزاد کردہ حبیب الاسود۔

اور ثابت بن ثعلبہ بن زید بن الحارث بن حرام اور یہ وہ ثعلبہ ہیں جو الجذع کہلاتے تھے۔

اور عمیر بن الحارث بن ثعلبہ بن الحارث بن حرام۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہاں جہاں الجموح آیا ہے اس سے مراد الجموح بن زید ابن حرام ہے بجز جد بن الصمہ کے کہ وہ الصمہ بن عمرو بن الجموح بن حرام ہے۔

ابن ہشام نے کہا عمیر بن الحارث بن لبدہ بن ثعلبہ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی خنساء بن سنان بن عبید میں سے نو آدمی۔

بشیر بن البراء ب معرور بن صخر بن مالک خنساء۔

اور الطفیل بن مالک بن خنساء۔

اور الطفیل بن النعمان بن خنساء۔

اور سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء۔

اور عبداللہ بن الجد بن قیس بن صخر بن خنساء۔

اور عتبہ بن عبداللہ بن صخر بن خنساء۔

اور جبار بن صخر بن صخر بن امیہ بن خنساء۔

اور خارجہ بن حمیر۔

اور عبداللہ بن حمیر ان کے دونوں حلیف جو بنی دہمان میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے جبار بن صخر بن امیہ بن حناس کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی خناس بن سنان بن عبید میں سے سات شخص۔

یزید بن المنذر بن سرح بن خناس۔

اور معقل بن المنذر بن سرح بن خناس۔

اور عبداللہ بن النعمان بن بلدمہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے بلذمہ اور بلدمہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید ابن عدی۔

اور سواد بن زریق بن ثعلبہ بن عبید بن عدی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سواد بن رزن بن زید بن ثعلبہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معبد بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ اور بعضوں نے بروایت ابن ہشام معبد بن قیس بن صیفی بن صخر بن حرام ابن ربیعہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی ابن غنم۔

اور بنی النعمان بن سنان بن عبید میں سے چار شخص۔

عبداللہ بن عبد مناف بن النعمان۔

اور جابر بن عبداللہ بن رئاب بن النعمان۔

اور خلیدہ بن قیس بن النعمان۔

اور ان کے آزاد کردہ النعمان بن یسار۔

اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی حدیدہ بن عمرو بن غنم ابن سواد میں سے چار شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن سواد ہے۔ سواد کو غنم نامی کوئی لڑکا نہ تھا۔

ابوالمنذر یزید بن عامر بن حدیدہ۔

اور سلیم یزید بن عامر بن حدیدہ۔

اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ۔

اور سلیم بن عمرو کے آزاد کردہ عنترہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ عنترہ بنی سلیم بن منصور کی شاخ بنی ذکوان میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا بنی عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم میں سے چھ شخص۔

عبس بن عامر بن عدی۔

اور ثعلبہ بن عنمہ بن عدی۔

اور ابوالیسر کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم بن سواد۔

اور سہل بن قیس بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد۔

اور عمرو بن طلق بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم۔

اور معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عایذ بن عدی بن کعب بن عدی ابن ادی بن سعد بن علی بن اسد

بن سارده بن تزید بن جشم بن الخزرج بن حارثہ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عامر۔

ابن ہشام نے کہا اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے معاذ بن جبل کو بنی سواد میں اس لئے شمار کیا ہے۔ کہ اگر چہ وہ ان میں سے نہ تھے لیکن (رہتے) انہیں میں تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور جن لوگوں نے بنی سلمہ کے بتوں کو توڑا۔

وہ معاذ بن جبل۔

اور عبداللہ بن انیس۔

اور ثعلبہ بن عنمہ تھے۔ اور یہ سب کے سب بنی سواد بن غنم میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی زریق بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک ابن غضب بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی مخلد بن عامر بن زریق میں سے سات آدمی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے عامر بن الازرق کہا ہے۔

قیس بن محصن بن خالد بن مخلد۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قیس بن حصن کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو خالد الحارث بن قیس بن خالد بن مخلد۔

اور جبیر بن ایاس بن خالد بن مخلد۔

اور ابو عبادہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔

اور ان کے بھائی عقبہ بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔

اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد۔

اور مسعود بن خلدہ بن عامر بن مخلد۔

اور بنی خالد بن عامر بن زریق میں سے ایک صاحب عباد بن قیس بن عامر بن خالد۔

اور بنی خلدہ بن عامر بن زریق میں سے پانچ شخص۔

اسعد بن یزید بن الفاکہ بن زید بن خلدہ۔

اور الفاکہ بن بشر بن الفاکہ بن زید بن خلدہ۔

ابن ہشام نے کہا بسر بن الفاکہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معاذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ۔

اوران کے بھائی عایذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ۔

اور مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ۔

اور بنی العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق میں سے تین آدمی۔

رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان۔

اوران کے بھائی خلاد بن رافع بن مالک بن العجلان۔

اور عبید بن زید بن عامر بن العجلان۔

اور بنی بیاضہ بن عامر بن زریق میں سے چھ آدمی۔

زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ۔

اور فروہ بن عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ودفہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور خالد بن قیس بن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ۔

اور رجیلہ بن ثعلبہ بن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے رخیلہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عطیہ بن نویرہ بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ۔

اور خلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے حلیفہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج میں سے ایک صاحب۔

رافع بن المعلا بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن زید مناۃ ابن حبیب۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی النجار تیم اللہ بن عمرو بن الخزرج کی شاخ بنی غنم ابن مالک بن النجار کے قبیلہ بنی ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم میں سے ایک صاحب۔

ابوایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ۔

اور بنی عسیرہ بن عبد عوف بن غنم میں سے ایک صاحب۔

ثابت بن خالد بن النعمان بن خنساء بن عسیرہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عسیر اور عشیرہ بھی کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عمرو بن عبد عوف بن غنم میں سے دو آدمی۔

عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو۔

اور سراقہ بن کعب بن عبد العزی بن عزیہ بن عمرو۔

اور بنی عبید بن ثعلبہ بن غنم میں سے دو صاحب۔

حارثہ بن النعمان بن زید بن عبید۔

اور سلیم بن قیس بن قہد۔ اور قہد کا نام خالد بن قیس بن عبید تھا۔

ابن ہشام نے کہا حارثہ بن النعمان بن نفع بن زید۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عایذ بن ثعلبہ بن غنم میں سے دو صاحب۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عائذ۔

اور ان کے حلیف جہینہ میں سے عدی بن ابی الزغباء۔

اور بنی زید بن ثعلبہ بن غنم میں سے تین شخص۔

مسعود بن اوس بن زید۔

اور ابو خزیمہ بن اوس بن زید بن اصرم بن زید۔

اور رافع بن الحارث بن سواد بن زید۔

اور بنی سواد بن مالک بن غنم میں سے دس آدمی۔

عوف و معوذ

و معاذ الحارث بن رفاعہ بن سواد کے بیٹے اور یہ سب عفراء کے بچے تھے۔

ابن ہشام نے کہا عفراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار اور بعضوں نے رفاعہ بن الحارث بن سواد کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور النعمان بن عمرو بن رفاعہ بن سواد۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے نعیمان کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن مخلد بن الحارث بن سواد۔

اور عبد اللہ بن قیس بن خالد بن خلدہ بن الحارث بن سواد۔

اور ان کے حلیف بنی اشجع کے عصیمہ۔

اور ان کے بنی جہینہ میں سے حلیف ودیعہ بن عمرو۔

اور ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد۔

اور ان کا دعویٰ ہے کہ الحارث بن عفراء کے آزاد کردہ ابوالحمراء نے بھی بدر میں حاضری دی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوالحمراء الحارث بن رفاعہ کے آزاد کردہ تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عامر بن مالک بن النجار۔ اور عامر کا نام مبذول تھا۔ کی شاخ بنی عتیک بن عمرو بن مبذول میں سے تین صاحب۔

ثعلبہ بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک۔

اور سہل بن عتیک بن النعمان بن عمرو بن عتیک۔

اور الحارث بن الصمہ بن عمرو بن عتیک مقام الروحاء میں ان کو توڑا گیا (شاید ان کی کوئی ہڈی ٹوٹ گئی) تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حصہ عطا فرمایا۔

اور بنی عمرو بن مالک بن النجار جو بنو حدیلہ کہلاتے ہیں' کی شاخ بنی قیس ابن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ حدیلہ بنت مالک بن زید اللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج۔ معاویہ بن عمرو بن مالک النجار کی ماں تھی اس لئے بنومعاویہ اسی جانب منسوب ہوتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا ابی بن کعب بن قیس۔

اور انس بن معاذ بن انس بن قیس۔

اور بنی عدی بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے تین شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ لوگ بنو مغالہ بنت عوف بن عبد مناۃ بن عمرو ابن مالک بن کنانہ بن خزیمہ ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ مغالہ بنی زریق میں سے تھی اور عدی بن عمرو بن مالک بن النجار کی ماں تھی اس لئے بنی عدی اسی کی جانب منسوب ہوتے ہیں۔ اوس بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی۔

اور ابوشیخ ابی بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوشیخ ابی بن ثابت' حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابوطلحہ زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی۔

اور بنی عدی بن النجار کی شاخ بنی عدی بنی عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار میں سے آٹھ شخص۔

حارثہ بن سراقہ بن الحارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور عمرو بن ثعلبہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر اور اسی کی کنیت ابوحکیم تھی۔

اور سلیط بن قیس بن عمرو بن عتیک بن مالک بن عدی بن عامر اور ابوسلیط جس کا نام اسیرہ عمرو تھا۔ اور عمرو کی کنیت ابوخارجہ بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور ثابت بن خنساء بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور عامر بن امیہ بن زید بن الحسحاس بن مالک بن عدی بن عامر اور۔

اور المحرز بن عامر بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور سواد بن غزیہ بن اہیب بنی بلی میں سے ان کے حلیف۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سواد کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار میں سے چار شخص۔

ابوزید قیس بن سکن بن قیس بن زعوراء بن حرام۔

اور ابوالاعور بن الحارث بن ظالم بن عبس بن حرام۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ابوالاعور الحارث بن ظالم کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سلیم بن ملحان۔

اور حرام بن ملحان اور ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام تھا۔

اور بنی مازن بن النجار کی شاخ بنی عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار میں تین شخص۔

قیس بن ابی صعصعہ اور ابوصعصعہ کا نام عمرو بن زید بن عوف تھا۔

اور عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف۔

اور ان کے حلیف بنی اسد بن خزیمہ میں سے عصیمہ۔

اور بنی خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن میں سے دو شخص۔

ابوداؤد عمیر بن عامر بن مالک بن خنساء۔

اور سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء۔

اور بنی ثعلبہ بن مازن بن النجار میں سے ایک صاحب۔

قیس بن مخلد بن طعلبہ بن صخر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبہ۔

اور بنی دینار بن النجار کی شاخ بنی مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار ابن النجار میں سے پانچ آدمی۔

النعمان بن عبد عمرو بن مسعود۔

اور الضحاک بن عبد عمرو بن مسعود۔

اور سلیم بن الحارث بن ثعلبہ بن کعب بن حارثہ بن دینار جو عبد عمرو کے دونوں بیٹے' الضحاک اور النعمان کے مادری بھائی تھے۔

اور جابر خالد بن عبدالاشہل بن حارثہ۔

اور سعد بن سہیل بن عبدالاشہل ۔

اور بنی قیس بن مالک بن کعب بن حارثہ بن دینار بن النجار میں سے دو آدمی ۔

کعب بن زید بن قیس۔

اور ان کے حلیف بجیر بن ابی بجیر ۔

ابن ہشام نے کہا بجیر بنی عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان کی شاخ بنی جذیمہ بن رواحہ میں سے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض بنی الخزرج میں سے بدر میں جو لوگ حاضر تھے وہ جملہ ایک سو ستر آدمی تھے۔

ابن ہشام نے کہا اکثر اہل علم بنی الخزرج میں سے بدر میں حاضر ہونے والوں میں بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کے عتبان بن مالک بن عمرو بن العجلان ۔ اور ملیل بن وبرہ بن خالد بن العجلان اور عصمہ بن الحصین بن وبرہ بن خالد بن العجلان اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی زریق کے ہلال بن المعلا بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن مالک بن زید مناۃ بن حبیب کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض جملہ مسلمان مہاجرین و انصار جو بدر میں حاضر تھے اور جس کو حصہ اور اجر عطا فرمایا گیا (وہ سب) تین سو چودہ آدمی تھے۔ مہاجرین میں سے تراسی' اوس میں سے اکسٹھ اور خزرج میں سے ایک سو ستر۔

جنگ بدر میں مسلمانوں میں سے جو لوگ شہید ہوئے

مسلمانوں میں سے بدر کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو شہید ہوئے وہ قریش کی شاخ بنی المطلب بن عبد مناف میں سے ایک شخص عبیدہ بن الحارث بن المطلب تھے ان کو عتبہ بن ربیعہ نے قتل کیا۔ اس نے ان کا پیر کاٹ دیا تھا تو انہوں نے مقام الصفراء میں انتقال کیا۔ اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے دو شخص۔

عمیر بن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف ابن زہرہ جو ابن ہشام کے قول کے لحاظ سے سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے۔

اور ذوالشمالین بن عبد عمرو بن نضلہ ان کے حلیف بنی خزاعہ کی شاخ بنی غبشان میں سے تھے۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوی میں سے دو شخص۔

عاقل بن البکیر ۔ان کے حلیف بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ ابن کنانہ میں سے۔

اور مہجع عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ۔

اور بنی الحارث بن فہر میں سے ایک شخص صفوان بن بیضاء۔

اور انصار میں بنی عمرو بن عوف میں سے دو شخص۔

سعد بن خثیمہ۔

اور مبشر بن عبد المنذر بن زنبر۔

اور بنی الحارث بن الخزرج میں سے ایک شخص۔

یزید بن الحارث جو فسحم کہلاتے تھے۔

اور بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے ایک شخص۔

رافع بن الحمام۔

اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم میں سے ایک شخص۔

رافع بن المعلا۔

اور بنی النجار میں سے ایک شخص۔

حارثہ بن سراقہ بن الحارث۔

اور بنی غنم بن مالک بن النجار میں سے دو شخص۔

عوف

ومعوذ الحارث بن رفاعہ بن سواد کے دونوں بیٹے اور یہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔ جملہ آٹھ آدمی۔

بدر کے روز مشرکین میں سے جو قتل ہوئے

بدر کے روز مشرکین میں سے جو قتل ہوئے وہ قریش کی شاخ بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے بارہ شخص۔

حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس اس کو بقول ابن ہشام رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ زید بن حارثہ نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے قتل میں حمزہ اور علی اور زید مشترک تھے اس کا بھی ابن ہشام نے ذکر کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن الحضرمی۔

اور عامر بن الحضرمی ان کے دونوں حلیف۔ عامر کو عمار بن یاسر نے قتل کیا اور الحارث کو بقول ابن ہشام النعمان بن عصر اوس کے حلیف نے قتل کیا۔

اوران کا آزاد کردہ عمیر بن ابی عمیر۔

اوراس کا بیٹا۔عمیر بن ابی عمیر کو بقول ابن ہشام ابوحذیفہ کے آزاد کردہ سالم نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبیدہ بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس کو الزبیر بن العوام نے قتل کیا۔

اور العاص بن سعید بن العاص بن امیہ کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس کو بحالت قید بنی عمرو بن عوف والے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو عبیدہ بن الحارث بن المطلب نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا اس کو حمزہ اور علی نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو حمزہ بن عبدالمطلب نے قتل کیا۔

اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ کو علی بن ابی طالب نے۔

اوران کے بنی انمار (بن بغیض میں) سے حلیف عامر بن عبداللہ کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور بنی نوفل بن عبدمناف میں سے دو شخص۔

الحارث بنی عامر بن نوفل کو بعضوں کے بیان کے لحاظ سے بنی الحارثہ ابن الخزرج والے خبیب بن اساف نے قتل کیا۔

اور طعیمہ بن عدی بن نوفل کو علی بن ابی طالب نے اور بعض کہتے ہیں حمزہ بن عبدالمطلب نے۔

اور بنی اسد بن عبدالعزی بن قصی میں سے پانچ شخص۔

زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد۔

ابن ہشام نے کہا اس کو بنی حرام والے ثابت بن الجذع نے قتل کیا۔اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو حمزہ اور علی اور ثابت تینوں نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن زمعہ۔

ابن ہشام نے کہا اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

اور عقیل بن الاسود بن المطلب کو بقول ابن ہشام حمزہ اور علی نے مل کر قتل کیا۔

اورابوالبختری العاص بن ہشام بن الحارث بن اسد کوالمجذر بن زیادالبلوی نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا ابوالبختری العاصی بن ہاشم۔

ابن اسحٰق نے کہااور نوفل بن خویلد بن اسد اور اسی کا نام ابن العدویہ عدی خزاعہ تھا۔اور اسی نے ابوبکر الصدیق اور طلحہ بن عبید کو جب ان دونوں نے اسلام اختیار کیا تو ایک ہی رسی میں باندھ دیا تھا۔اور اسی لئے ان دونوں کا نام قرینین (یعنی ایک دوسرے سے ملاکر باندھے ہوئے) پڑ گیا تھا۔اور یہ شخص قریش کے شیاطین میں سے تھا۔اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے دو شخص۔

النضر بن الحارث بن کلدہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار کو بعضوں کے بیان کے موافق مقام الصفراء میں بحالت قید علی بن ابی طالب نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا مقام اثیل میں۔ابن ہشام نے کہا بعضوں نے النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہااور زید بن حیص عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کا آزاد کردہ۔

ابن ہشام نے کہا اس کو ابوبکر کے آزاد کردہ بلال بن رباح اور بنی عبدالدار کے حلیف بنی مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم میں سے زید نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو المقداد بن عمرو نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہااور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص۔

عمیر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔اور بعض کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے۔

ابن اسحٰق نے کہااور عثمان بن مالک بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو ابن کعب۔اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے ستر آدمی۔

ابوجہل بن ہشام اور اس کا نام عمرو بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔اس کو معاذ بن عمرو بن الجموح نے مار کر اس کا پاؤں کاٹ ڈالا اور اس کے بیٹے عکرمہ نے معاذ کے ہاتھ پر وار کر کے اس کا ہاتھ الگ کر دیا۔اس کے بعد معوذ بن عفراء نے ابوجہل کو مار کر اس کو زمین پر گرا دیا اور اس کو اس حالت میں چھوڑا کہ اس میں کچھ جان باقی تھی۔پھر عبداللہ بن مسعود نے اس کا کام تمام کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مقتولوں میں اس کو تلاش کرنے کے لئے حکم فرمایا تھا۔

اور العاصی بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔اس کو عمر بن الخطاب نے قتل کیا۔

اور بنی تمیم میں سے یزید بن عبداللہ ان کا حلیف۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ بنی تمیم کی شاخ بنی عمرو بن تمیم میں سے تھا اور بہادر تھا اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابومسافع الاشعری ان کا حلیف ان کو بقول ابن ہشام ابودجانہ الساعدی نے قتل کیا۔

اور ان کا حلیف حرملہ بن عمرو۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو بلحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید ابن ابی زہیر نے قتل کیا۔اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ علی بن ابی طالب نے قتل کیا اور حرملہ بنی اسد میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور مسعود بن ابی امیہ بن المغیرہ۔اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور ابوقیس بن الولید بن المغیرہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو حمزہ بن عبدالمطلب نے قتل کیا۔اور بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابوقیس بن الفاکہ بن المغیرہ۔اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں کے قول کے لحاظ سے اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رفاعہ بن ابی رفاعہ بن عایذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔اس کو بقول ابن ہشام بلحارث بن الخزرج والے سعد بن الربیع نے قتل کیا۔

اور المنذر بن ابی رفاعہ بن عایذ۔اس کو بقول ابن ہشام بنی عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کے حلیف معن بن عدی بن الجد ابن العجلان نے قتل کیا۔

اور عبداللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ بن عایذ۔اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور السائب بن ابی السائب بن عابد بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا کہ السائب بن ابی السائب رسول اللہ ﷺ کا شریک تھا جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیث آئی ہے کہ:

نِعْمَ الشَّرِيْكُ السَّائِبُ لَا يُشَارِیُ وَلَا يُمَارِیُ.

''السائب بہترین شریک ہے کہ نہ (وہ) اصرار کرتا ہے نہ جھگڑتا ہے''۔

اور انہوں نے اسلام اختیار کیا تھا اور اللہ بہتر جانتا ہے ہمیں جہاں تک اطلاع ملی ہے وہ اسلام میں بھی بہتر تھا۔اور ابن شہاب الزہری نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے ابن عباس کی روایت کا ذکر کیا ہے کہ السائب بن السائب بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے قریش میں سے

رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اور آپ نے انہیں الجعرانہ کے روز حنین کی غنیمت میں سے بھی عطا فرمایا تھا ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں نے بیان کیا ہے کہ اس کو الزبیر العوام نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الاسود بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اس کو حمزہ بن عبدالمطلب نے قتل کیا۔

اور حاجت بن السائب بن عویمر بن عمرو بن عابد بن عبد بن عمران بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا عایذ بن عمران بن مخزوم۔ اور بعضوں نے حاجز بن السائب کہا ہے۔ اور حاجب بن السائب کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عویمر بن السائب بن عویمر کو نعمان بن مالک القوقلی نے بقول ابن ہشام میدانی مقابلے میں قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عمرو بن سفیان اور جابر بن سفیان یہ دونوں بنی طئی میں سے ان کے حلیف تھے۔

عمرو کو یزید بن رقیش نے قتل کیا۔

اور جابر کو ابو بردہ بن[1] نیاز نے قتل کیا بقول ابن ہشام۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی میں سے پانچ شخص۔

منبہ بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم۔ اس کو بنی سلمہ والے ابوالیسر نے قتل کیا۔

اور اس کا بیٹا العاصی بن منبہ بن الحجاج اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور نبیہ بن الحجاج بن عامر اس کو بقول ابن ہشام حمزہ بن عبدالمطلب اور سعد بن ابی وقاص (ان دونوں) نے مل کر قتل کیا۔

اور ابوالعاص بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔

ابن ہشام نے کہا اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ النعمان بن مالک القوقلی نے اور بعض کہتے ہیں ابودجانہ نے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عاصم بن ابی عوف بن ضبیرہ بن سعید بن سعد ابن سہم۔ اس کو بقول ابن ہشام بنی سلمہ والے ابوالیسر نے قتل کیا۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی میں سے تین شخص۔

---

[1] (الف) میں ''ابو بردہ نیاز'' ہے درمیان میں ''بن'' کا لفظ نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ اس کو بنی مازن میں سے ایک انصاری نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے کہا ہے کہ اس کو معاذ بن عفراء اور خارجہ ابن زید اور خبیب بن اساف نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور اس کا بیٹا علی بن امیہ بن خلف اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

اور اوس بن معیر بن لوذان بن سعد بن جمح اس کو بقول ابن ہشام علی ابن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس کو الحصین بن الحارث ابن المطلب اور عثمان بن مظعون (ان دونوں) نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عامر بن لوئ میں سے دو شخص۔

معاویہ بن عامر عبدالقیس میں سے ان کا حلیف۔ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا اور بقول ابن ہشام بعضوں نے کہا ہے کہ عکاشہ بن محصن نے اس کو قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معبد بن وہب بنی کلب بن عوف بن کعب بن عامر لیث میں سے ان کا حلیف۔ معبد کو خالد اور ایاس بکیر کے دونوں بیٹوں نے قتل کیا اور بقول ابن ہشام بعضوں نے کہا کہ ابودجانہ نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بدر کے دن قریش کے جملہ مقتولوں کی تعداد ہمیں پچاس بتائی گئی۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابوعبیدہ نے ابوعمرو کی روایت کا ذکر کیا کہ بدر کے مقتول مشرک ستر اور اتنے ہی قیدی تھے۔ اور ابن عباس اور سعید بن المسیب کا یہی قول ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب میں ہے:

﴿أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا﴾

"اور کیا جب تم پر ایسی مصیبت آئی جس کی دونی مصیبت تم (دوسروں پر) ڈھا چکے ہو"۔

اور یہ فرمان جنگ احد والوں کے متعلق ہے۔ اور اس میں شہید ہونے والے مسلمان ستر تھے تو فرماتا ہے کہ تم تو بدر کے روز احد کے تم میں سے شہیدوں کی دونی تعداد کی مصیبت ڈھا چکے یعنی ستر کو تم نے قتل کیا اور ستر کو تم نے قید کیا۔ اور ابوزید انصاری نے کعب بن مالک کا یہ شعر مجھے سنایا۔

فَأَقَامَ بِالْعَطَنِ الْمُعَطَّنِ مِنْهُمْ سَبْعُوْنَ عُتْبَةُ مِنْهُمْ وَالْأَسْوَدُ

پانی کے گڑھے میں جہاں اونٹ بیٹھتے ہیں (وہاں) ان کے ستر آدمی جا کر ڈٹ گئے جن میں عتبہ اور الاسود بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا شاعر کی مراد بدر کے مقتولوں سے ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے جس میں جنگ احد کا بیان ہے ان شاء اللہ عنقریب اس کے

مقام پر میں اس کا ذکر کروں گا۔

ان ستر میں سے جن لوگوں کا ذکر ابن اسحٰق نے نہیں کیا ان میں سے چند یہ ہیں۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص۔

وہب بن الحارث بنی انمار بن بغیض میں سے ان کا حلیف۔

اور عامر بن زید یمن والوں میں سے ان کا حلیف۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے دو شخص۔

عتبہ بن زید یمن والوں میں سے ان کا حلیف۔

اور عمیر ان کا آزاد کردہ۔

اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے دو شخص۔

نبیہ بن زید بن ملیص۔

اور عبید بن سلیط بنی قیس میں سے ان کا حلیف۔

اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص۔

مالک بن عبد اللہ بن عثمان جو قید ہو گیا تھا اور قید ہی میں مر گیا اس لئے اس کو مقتولوں میں شمار کیا گیا۔

اور بعضوں کے قول کے لحاظ سے عمرو بن عبد اللہ بن جدعان۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے سات شخص۔

حذیفہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ اس کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔

اور ہشام بن ابی حذیفہ بن المغیرہ اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

اور زہیر بن ابی رفاعہ اس کو ابو اسید مالک بن ربیعہ نے قتل کیا۔

اور السائب بن ابی رفاعہ اس کو عبد الرحمٰن بن عوف نے قتل کیا۔

اور السائب ابن عویمر۔ یہ قید کر لیا گیا تھا۔ اس کے بعد فدیہ دے کر رہا ہوا لیکن حمزہ بن عبد المطلب کے (ہاتھ سے) اسے جو زخم لگا تھا اس کی وجہ سے راستے ہی میں مر گیا۔

اور عمیر ان کا بنی طئی میں سے حلیف اور القارہ میں سے بہترین حلیف۔

اور بنی جمح بن عمرو میں سے ایک شخص سبرۃ بن مالک ان کا حلیف۔

اور بنی سہم بن عمرو میں سے دو شخص۔

الحارث بن منبہ بن الحجاج۔ اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

اور عامر بن ابی عوف بن ضبیرۃ عاصم کا بھائی۔اس کو عبداللہ بن سلمہ العجلانی نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں ابودجانہ نے۔

جنگ بدر کے مشرک قیدیوں کے نام

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش کے مشرکوں میں سے بدر کے دن حسب ذیل قید ہوئے) بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے عقیل بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم۔اور نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

اور بنی المطلب بن عبدمناف میں سے دو شخص۔السائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب۔اور نعمان بن عمرو بن علقمہ بن المطلب۔

اور بنی عبدشمس بن عبدمناف میں سے سات شخص عمرو بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ ابن عبدشمس۔اور الحارث بن ابی وحزہ بن ابی عمرو بن امیہ بن عبدشمس۔اور بقول ابن ہشام بعضوں نے ابن ابی وحرۃ کہا ہے اور ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس۔اور ابوالعاص بن نوفل بن عبدشمس۔اور ان کے حلیفوں میں سے ابوریشہ بن ابی عمرو اور عمرو بن الازرق۔اور عقبہ بن الحارث بن الحضرمی۔

اور بنی نوفل بن عبدمناف میں سے تین شخص۔عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل۔اور عثمان ابن عبدشمس بن اخی غزوان بن جابر بنی مازن بن منصور میں سے ان کا حلیف اور ابوثوران کا حلیف۔

اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے دو شخص ابوعزیز بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار اور الاسود بن عامر ان کا حلیف یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بنوالاسود بن عامر بن عمرو بن الحارث السباق ہیں۔

اور بنی الاسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے تین شخص السائب بن ابی حبیش بن المطلب بن اسد۔اور الحویرث بن عباد بن عثمان بن اسد۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ الحلاث بن عایذ بن عثمان بن اسد ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سالم بن شماخ ان کا حلیف۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے نو شخص خالد بن ہشام بن المغیرہ ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ اور الولید بن الولید ابن المغیرہ اور عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور المنذر بن ابی رفاعہ بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور صیفی بن ابی رفاعہ اور ابوعطاء عبداللہ بن السائب بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور المطلب بن حنطب ابن الحارث بن عبید بن عمر بن مخزوم اور خالد بن الاعلم ان کا حلیف۔اس کے متعلق لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہی وہ شخص ہے جو شکست کھا کر پیٹھ پھیر کے بھاگا

ہےاوراسی نے یہ شعر کہا ہے۔

وَلَسْنَا عَلَى الْاَدْبَارِ تَدمِیْ كُلُوْمُنَا وَلٰكِنْ عَلَى اَقْدَامِنَا يَقْطُر الدَّمُ

ہم وہ نہیں ہیں کہ ہمارا خون ہماری پیٹھ کے زخموں سے (بہے) بلکہ ہم وہ ہیں کہ ہمارا خون ہمارے سامنے کے حصوں پر بہتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا ''لسنا علی الاعقاب'' کی بھی روایت آئی ہے اور خالد بن الاعلم خزاعہ میں سے تھا اور بعض کہتے ہیں کہ بنی عقیل میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے چار شخص ابو وداعہ بن ضبیرۃ بن سعید بن سعد بن سہم۔ یہی وہ پہلا شخص تھا جو بدر کے قیدیوں میں سے فدیے پر رہا ہوا۔ اس کا فدیہ اس کے بیٹے المطلب بن ابی وداعہ نے ادا کیا اور فروہ بن قیس بن عدی بن حذافہ بن سعید بن سہم اور حنظلہ بن قبیصہ بن حذافہ بن سعید بن سہم اور الحجاج بن الحارث بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے پانچ شخص عبداللہ بن ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ابو عزہ عمرو بن عبداللہ بن عثمان بن وہب بن حذافہ بن جمح اور الفاکہ امیہ بن خلف کا آزاد کردہ۔ اس کی آزادی کے بعد رباح بن المغترف نے اپنے نسب میں اس کے شامل ہونے کا دعویٰ کیا اور وہ اس بات کا دعوے دار تھا کہ وہ بنی شماخ بن محارب بن فہر میں سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ الفاکہ جرول بن حذیم بن عوف بن غضب بن شماخ بن محارب ابن فہر کا بیٹا تھا اور وہب بن عمیر بن وہب بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ربیعہ بن دراج بن العنبس بن اہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

اور بنی عامر بن لوئ میں سے تین شخص سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود ابن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔ اس کو بنی سالم بن عوف والے مالک بن الدخشم نے گرفتار کیا تھا اور عبد بن زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور عبدالرحمٰن بن منشویسن وقدان بن قیس بن عبد شمس ابن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔

اور بنی الحارث بن فہر میں سے دو شخص الطفیل بن ابی قنیع اور عتبہ بن عمرو بن جحدم۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض جملہ تینتالیس قیدیوں کے نام ہمارے پاس محفوظ ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ جملہ تعداد میں سے ایک شخص چھوٹ گیا ہے جس کے نام کا انہوں نے ذکر نہیں کیا اور قیدیوں میں سے جن لوگوں کے نام ابن اسحٰق نے ذکر نہیں کئے وہ یہ ہیں۔

بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے ایک شخص عتبہ جو بنی فہر میں سے ان کا حلیف تھا۔

اور بنی المطلب بن عبد مناف میں سے تین شخص عقیل بن عمر وان کا حلیف اور اس کا بھائی تمیم بن عمر و اور اس کا بیٹا۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص۔ خالد بن اسید بن ابی العیص اور ابوالعریض یسار' العاصی بن امیہ کا آزاد کردہ۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے ایک شخص بہان ان کا آزاد کردہ۔

اور بنی اسد بن عبد العزی میں سے ایک شخص عبداللہ بن حمید بن زہیر ابن الحارث۔

اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے ایک شخص عقیل ان کا یمنی حلیف۔

اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص۔ مسافع بن عیاض بن صخر بن عامر ابن کعب بن سعد بن تیم۔ اور جابر بن الزبیر کا حلیف۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ایک شخص قیس بن السائب۔

اور بنی جمح بن عمرو میں سے چھ شخص۔ عمرو بن ابی بن خلف اور ابورہم بن عبداللہ ان کا حلیف اور ان کا ایک اور حلیف جس کا نام میرے پاس سے جاتا رہا۔ اور امیہ بن خلف کے آزاد کردہ دو شخص جن میں سے ایک کا نام نسطاس تھا اور امیہ بن خلف کا غلام ابورافع۔

اور بنی سہم بن عمرو میں سے ایک شخص اسلم' نبیہ بن الحجاج کا آزاد کردہ۔

اور بنی عامر بن لوی میں سے دو شخص حبیب بن جابر۔ اور السائب بن مالک۔ اور بنی الحارث بن فہر میں سے شافع اور شفیع ان کے دونوں یمنی حلیف۔

جنگ بدر کے متعلق اشعار

ابن اسحٰق نے کہا کہ جنگ بدر کے متعلق جو شعر کہے گئے اور قبیلوں میں ایک دوسرے کے جواب لکھے گئے ان میں سے حمزہ بن عبدالمطلب کا کلام ہے اللہ ان پر رحم فرمائے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعران اشعار اور ان کے جواب میں جو اشعار لکھے گئے ہیں اس کا انکار کرتے ہیں۔

أَلَمْ تَرَأَمْرًا كَانَ مِنْ عَجَبِ الدَّهْرِ ۔۔۔ وَلِلْحَيْنِ أَسْبَابٌ مُبَيِّنَةُ[1] الْأَمْرِ

(اے مخاطب) کیا تو نے زمانے بھر کے عجیب واقعے پر غور نہیں کیا اور موت کے لئے بھی اسباب

---

[1] (الف) میں ''مبنية به'' تقدیم نون بر یا لکھا ہے۔ جو تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

ہوتے ہیں جن کا معاملہ ظاہر ہے۔

وَمَا ذَاكَ إِلاَّ أَنَّ قَوْمًا أَفَادَهُمْ فَخَانُوْا تَوَاصَوْا بِالْعُقُوْقِ وَبِالْكُفْرِ

اور وہ واقعہ بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ ایک قوم کو (خیر خواہی اور) نصیحت نے ہلاک کر دیا تو انہوں نے نافرمانی اور انکار سے عہد شکنی کی۔

عَشِيَّةَ رَاحُوْا نَحْوَ بَدْرٍ بِجَمْعِهِمْ فَكَانُوْا رُهُوْنًا لِلرَّكِيَّةِ مِنْ بَدْرِ

جس شام وہ اپنے جتھے کو لے کر بدر کی جانب چلے ہیں تو (وہ) بدر کی سنگ بستہ باولی (ہی) میں ہمیشہ کے لئے رہ گئے۔

وَكُنَّا طَلَبْنَا الْعِيْرَ لَمْ نَبْغِ غَيْرَهَا فَسَارُوْا إِلَيْنَا فَالْتَقَيْنَا عَلٰى قَدْرِ

ہم تو قافلے کی تلاش میں نکلے تھے۔اس کے سوا ہمارا اور کوئی مقصد نہ تھا وہ ہماری طرف چلے تو ہم دونوں تقدیر کے ٹھیرائے ہوئے مقام پر ایک دوسرے سے مقابلے ہو گئے۔

فَلَمَّا الْتَقَيْنَا لَمْ تَكُنْ مَثْنَوِيَّةٌ لَنَا غَيْرَ طَعْنٍ بِالْمُثَقَّفَةِ السُّمْرِ

پھر جب ہم ایک دوسرے کے مقابل ہو گے تو ہمارے لئے گندم گوں سیدھے کئے ہوئے نیزوں سے نیزہ زنی کرنے کے سوا واپسی کی کوئی صورت (ہی) نہ تھی۔

وَضَرْبٍ بِبِيْضٍ يَخْتَلِي الْهَامَ حَدُّهَا مُشَهَّرَةِ الْأَلْوَانِ بَيِّنَةِ الْأَثْرِ

اور بجز چمکتی ہوئی (ایسی) تلواروں سے مارنے کے جن کی دھاریں گردنوں کو الگ کر دیتی ہیں جن کے رنگ سفید اور جن کے جوہر خوب نمایاں ہیں۔

وَنَحْنُ تَرَكْنَا عُتْبَةَ الْغَيِّ ثَاوِيًا وَشَيْبَةَ فِي الْقَتْلٰى تَجَرْجَمُ فِي الْجَفْرِ

اور ہم نے گمراہی کی دہلیز (عتبہ) کو پیوند خاک کر کے چھوڑا۔اور شیبہ کو مقتولوں میں بڑی باؤلی کے درمیان پچھڑا ہوا یا لڑھکتا چھوڑا ہے۔

وَعَمْرٌو ثَوٰى فِيْمَنْ ثَوٰى مِنْ حُمَاتِهِمْ فَشُقَّتْ جُيُوْبُ النَّائِحَاتِ عَلٰى عَمْرٍو

ان لوگوں کے حمایتی جو پیوند خاک ہو گئے ان میں عمرو بھی خاک کا پیوند ہو گیا اس لئے نوحہ خواں عورتوں کے گریباں عمرو کے ماتم میں تار تار ہو گئے۔

جُيُوْبُ نِسَاءٍ مِّنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ كِرَامٍ تَفَرَّعْنَ الذَّوَائِبَ مِنْ فِهْرِ

ان شریف عورتوں کے گریبان جو لوی بن غالب میں سے ہیں اور فہر کی اعلیٰ شاخوں سے نکلی ہیں۔

أُولٰئِكَ قَوْمٌ قُتِّلُوْا فِيْ ضَلَالِهِمْ وَخَلَّوْا لِوَاءً غَيْرَ مُحْتَضَرِ النَّصْرِ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی گمراہی میں مارڈالے گئے اور پرچم ایسی حالت میں چھوڑ گئے کہ مرتے دم تک اس کے پاس مدد نہ پہنچ سکے۔

لِوَاءَ ضَلاَلٍ قَادَ اِبْلِيْسُ اَهْلَهٗ   فَخَاسَ بِهِمْ اِنَّ الْخَبِيْثَ اِلٰى غَدْرِ

گمراہی کے اس پرچم نے جس پرچم والوں کی قیادت ابلیس نے کی آخران کے ساتھ بے وفائی کی اور سچ تو یہ ہے کہ وہ پلید بے وفائی ہی کی طرف (جانے والا) ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ اِذْعَايَنَ الْاَمْرَ وَاضِحًا   بَرِئْتُ اِلَيْكُمْ مَابِى الْيَوْمَ مِنْ صَبْرِ

جب اس نے معاملے (مسلمانوں کی نصرت) کو واضح طور پر دیکھ لیا تو ان سے کہا کہ میں اپنی علیٰحدگی سے آگاہ کئے دیتا ہوں کہ آج مجھ میں صبر کا یارا نہیں۔

فَاِنِّىْ اَرٰى مَالَا تَرَوْنَ وَ اِنَّنِىْ   اَخَافُ عِقَابَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْقَسْرِ

کیونکہ میں ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جنہیں تم نہیں دیکھ رہے ہو اور بات یہ ہے کہ میں سزائے الٰہی سے ڈر رہا ہوں کہ اللہ قہر والا ہے۔

فَقَدَّمَهُمْ لِلْحَيْنِ حَتّٰى تَوَرَّطُوْا   وَكَانَ بِمَالَمْ يَخْبِرِ الْقَوْمَ ذَا خُبْرِ

آخر وہ انہیں موت کے لئے بڑھا لایا یہاں تک کہ وہ بھنور میں پھنس (کے رہ) گئے اور جس بات کی اس نے انہیں خبر نہیں دی وہ اسے خوب جانتا تھا۔

فَكَانُوْا غَدَاةَ الْبِيْرِ اَلْفًا وَجَمْعُنَا   ثَلَاثَ مِئِيْنٍ كَالْمُسَدَّمَةِ الزُّهْرِ

وہ لوگ اس (بدر کی) باولی پر پہنچنے کی صبح میں ایک ہزار تھے اور ہماری جماعت (والے) سفید نر اونٹوں کے مثل تین سو تھے۔

وَفِيْنَا جُنُوْدُ اللّٰهِ حِيْنَ يُمِدُّنَا   بِهِمْ فِىْ مَقَامٍ ثُمَّ مَسْتَوْضِحُ الذِّكْرِ

اور ہم میں اللہ کا لشکر تھا جب وہ وہاں کسی مقام میں ان کے مقابل ہماری مدد کرتا تھا تو لوگ اس کے بیان کی توضیح چاہتے تھے۔ (ہم سے پوچھتے تھے کہ آخر وہ لوگ کون تھے)۔

فَشَدَّبِهِمْ جِبْرِيْلُ تَحْتَ لِوَائِنَا   لَدٰى مَأْزِقٍ فِيْهِ مَنَايَا هُمْ تَجْرِىْ

غرض ہمارے پرچم کے نیچے رہ کر جبریل نے ایک تنگ مقام میں ان پر (ایسی) سختی کی کہ اس میں ان لوگوں پر (لگاتار) موتیں (چلی) آرہی تھیں۔

تو اس کا جواب الحارث بن ہشام بن المغیر ہ نے دیا اور کہا۔

اَلَا يَا لَقَوْمِىْ لِلصَّبَابَةِ وَالْهَجْرِ   وَلِلْحُزْنِ مِنِّىْ وَالْحَرَارَةِ فِى الصَّدْرِ

اے قوم سن عشق اور فراق، میرے غم اور سینے کی جلن (کا حال) سن۔

وَلِلدَّمْعِ مِنْ عَيْنَيَّ جَوْدًا كَأَنَّهُ   فَرِيْدٌ هَوٰى مِنْ سِلْكِ نَاظِمِهٖ[1] يَجْرِيْ

اور میری آنکھوں سے آنسوں کی جھڑی لگنے کا حال سن گویا (ان میں سے ہر ایک آنسو) در یتیم ہے جو لڑی پرونے والے کی لڑی سے نکل کر تیزی سے گرا جا رہا ہے۔

عَلَى الْبَطَلِ الْحُلْوِ الشَّمَائِلِ إِذْ ثَوٰى   رَهِيْنَ مَقَامٍ لِلرَّكِيَّةِ مِنْ بَدْرِ

شیریں خصال بہادر پر (آنکھیں رو رہی ہیں) کیونکہ وہ بدر کی سنگ بستہ باولی میں ہمیشہ کے لئے پیوند خاک ہو کر رہ گیا۔

فَلَا تَبْعَدَنَّ يَا عَمْرُو مِنْ ذِيْ قَرَابَةٍ   وَمِنْ ذِيْ نِدَامٍ كَانَ ذَا خُلُقٍ غَمْرِ

اے عمرو جو بڑا وسیع اخلاق کا تھا تو قرابت داروں اور ساتھ بیٹھنے والوں (کے دلوں) سے دور نہ ہو۔

فَإِنْ يَكُ قَوْمٌ صَادَ فُوَامِنْكَ دَوْلَةً   فَلَا بُدَّ لِلْأَيَّامِ مِنْ دُوَلِ الدَّهْرِ

اگر کسی قوم نے اتفاقی طور سے تجھ پر غلبہ پالیا ہے تو زمانے میں انقلابات زمانہ کا ہونا تو ضروری ہے۔

فَقَدْ كُنْتَ فِيْ صَرْفِ الزَّمَانِ الَّذِيْ مَضٰى   تُرِيْهِمْ هَوَانًا مِنْكَ ذَا سُبُلٍ وَعْرِ

کیونکہ اگلے زمانے کی گردشوں میں تیری حالت یہ تھی کہ تو اپنی (بہادری) سے انہیں ذلت کی سخت راہیں دکھاتا رہا ہے۔

فَإِنْ لَا أَمُتْ يَا عَمْرُو أَتْرُكْكَ ثَائِرًا   وَلَا أُبْقِ بُقْيَا فِيْ إِخَاءٍ وَلَا صِهْرِ

اے عمرو! اگر میں نہ مرا (زندہ رہا) تو تیرا بدلہ لے کر چھوڑوں گا۔ اور کسی قرابت یا سمدھیانے کے لحاظ سے کسی طرح کا رحم نہ کروں گا۔

وَ أَقْطَعُ ظَهْرًا مِنْ رِجَالٍ بِمَعْشَرٍ   كِرَامٍ عَلَيْهِمْ مِثْلَ مَا قَطَعُوْا ظَهْرِيْ

جس طرح ان لوگوں نے میری کمر توڑ دی ہے میں بھی ان کی کمر ان کے عزیز رشتہ داروں کے (قتل کے) ذریعے توڑ دوں گا۔

أَغَرَّهُمْ مَا جَمَّعُوْا مِنْ وَشِيْظَةٍ   وَنَحْنُ الصَّمِيْمُ فِي الْقَبَائِلِ مِنْ فِهْرِ

پراگندہ حشو و زوائد کو جوان لوگوں نے جمع کر لیا ہے اس نے انہیں مغرور بنا دیا ہے اور ہم تو خالص بنی فہر کے قبیلوں میں سے ہیں۔

---

[1] (الف) میں ''ناظمة'' ہے اگرچہ اس سے بھی مطلب نکل سکتا ہے لیکن ''ناظمه'' بہتر معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

فَيَالَ لُؤَيٍّ ذَبِّبُوْا عَنْ حَرِيْمِكُمْ وَآلِهَةٍ لَا تَتْرُكُوْهَا لِذِى الْفَخْرِ

پس اے بنی لوی! اپنی آبرو اور اپنے معبودوں کی حفاظت کرو۔ اور انہیں فخر کرنے والے کے لئے نہ چھوڑو۔

تَوَارَثَهَا آبَاؤُكُمْ وَ وَرِثْتُمْ أَوَاسِيَّهَا وَالْبَيْتَ ذَا السَّقْفِ وَالسِّتْرِ

تمہارے بزرگوں نے اور تم نے انہیں اور چھت اور پردوں والے گھر اور اس کی بنیادوں کو وراثت میں پایا ہے۔

فَمَا لِحَلِيْمٍ قَدْ أَرَادَ هَلَاكَكُمْ وَلَا تَعْذِرُوْهُ آلَ غَالِبَ مِنْ عُذْرِ

ایک متین شخص کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے تمہاری بربادی کا ارادہ کر لیا ہے۔ پس اے آل غالب! اس کو کسی عذر میں معذور نہ جانو۔

وَجِدُّوْا لِمَنْ عَادَيْتُمْ وَتَوَازَرُوْا وَكُوْنُوْا جَمِيْعًا فِى التَّأَسِّى وَفِى الصَّبْرِ

اور جن لوگوں سے تم نے دشمنی کی ہے ان کے (مقابلے کے) لئے کوشش کرو اور ایک دوسری کی حمایت کرو اور صبر و تحمل میں سب کے سب متفق رہو۔

لَعَلَّكُمْ أَنْ تَثْأَرُوْا بِأَخِيْكُمْ وَلَا شَيْءَ إِنْ لَمْ تَثْأَرُوْا بِذَوِى عَمْرٍو

شاید کہ تم اپنے بھائی کا بدلہ لے سکو اگر تم نے بدلہ نہ لیا تو تم عمرو سے کسی قسم کا تعلق رکھنے والے نہیں۔

بِمُطَّرِعَاتٍ فِى الْأَكُفِّ[1] كَأَنَّهَا وَمِيْضٌ تُطِيْرُ الْهَامَ بَيِّنَةُ الْأَثْرِ

ہاتھوں میں لچکنے والی (تلواروں) کے ذریعے جو بجلی کی چمک کی طرح ہیں گردن اڑا دیتی ہیں نمایا جو ہر والی ہیں۔

كَأَنَّ مَدَبَّ الذَّرِّ فَوْقَ مُتُوْنِهَا إِذَا جُرِّدَتْ يَوْمًا لِأَعْدَائِهَا الْخُزْرِ

جب وہ کسی وقت اپنے چندھے دشمنوں کے لئے برہنہ کی جاتی ہیں تو ان کی پیٹھوں پر (جوہر ایسے نمایاں ہوتے ہیں) گویا چیونٹیوں کے رینگنے کے نشانات ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے اس قصیدے میں روایت ابن اسحٰق میں سے دو لفظ بدل دئے ہیں۔ ایک تو آخر بیت کا ''الفخر'' اور دوسرا اول بیت کا ''مالحلیم'' ہے اس لئے کہ ان دونوں مقاموں پر ان الفاظ سے اس نے نبی ﷺ کا ارادہ کیا ہے۔

---

[1] (الف) میں ''اکف'' کے بجائے ''الف'' لکھا ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ علی بن ابی طالب نے جنگ بدر کے متعلق کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے علماء شعر میں سے کسی کو (بھی) ان شعروں اوران کے جواب کا جاننے والانہیں پایااور ہم نے ان اشعار کواسی لئے لکھ دیا ہے کہ بعضوں نے عمرو بن عبداللہ بن جدعان کے بدر کے روز قتل ہونے کے متعلق کہا ہے۔اورابن اسحٰق نے مقتولین (بدر) میں اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔اوراس کا ذکران اشعار میں آ گیا ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَبْلٰى رَسُوْلَهُ بَلَاءَ عَزِيْزٍ ذِى اقْتِدَارٍ وَذِىْ فَضْلِ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا امتحان لیا ہے۔ایسا امتحان جیسے عزت و اقتدار وفضل والوں کا (اس کی عزت واقتدار وفضیلت کے زیادہ کرنے کے لئے) لیا جاتا ہے۔

مَا أَنْزَلَ الْكُفَّارَ دَارَ مَذَلَّةٍ فَلَاقَوْا هَوَانًا مِنْ أَسَارٍ وَ مِنْ قَتَلِ

(ایسا امتحان) جس کے ذریعے کافروں کی میزبانی ذلت کے گھر میں کی۔آخرانہوں نے قتل و اسیری کی ذلت سے ملاقات کی۔

فَأَمْسٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أُرْسِلَ بِالْعَدْلِ

تو رسول اللہ (ﷺ) کی مدد (کرنے والوں) کوبھی عزت حاصل ہوگئی اور رسول اللہ (ﷺ) توانصاف (ہی) کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے تھے۔

فَجَاءَ بِفُرْقَانٍ مِنَ اللّٰهِ مُنْزَلٍ مُبَيَّنَةٍ آيَاتُهُ لِذَوِى الْعَقْلِ

اورآپ اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے اتاری ہوئی (حق و باطل میں) فرق ڈالنے والی چیز لے کر آئے جس کی آیتیں عقل والوں کے لئے واضح ہیں۔

فَآمَنَ أَقْوَامٌ بِذَاكَ وَأَيْقَنُوْا فَأَمْسَوْا بِحَمْدِ اللّٰهِ مُجْتَمِعِى الشَّمْلِ

تو کچھ لوگوں نے اس کو مان لیااور یقین کرلیا تو بحمد اللہ وہ اپنی تمام پراگندہ قوتوں کوایک جگہ جمع کر لینے والے ہوگئے۔

وَأَنْكَرَ أَقْوَامٌ فَزَاغَتْ قُلُوْبُهُمْ فَزَادَهُمْ ذُوالْعَرْشِ خَبْلًا عَلٰى خَبْلِ

اور چندلوگوں نے (اس کا) انکار کیا توان کے دل ٹیڑھے۔ہوگئے اورعرش والے نے ان کے فساد میں اورفساد کی زیادتی کردی۔

وَأَمْكَنَ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ رَسُوْلَهُ وَقَوْمًا غِضَابًا فِعْلُهُمْ أَحْسَنُ الْفِعْلِ

اوراس نے اپنے رسول کو بدر کے روزان پر قدرت دے دی اوراس قوم کوقدرت دے دی جو

غضب آلود تھی اور ان کا (یہ) کام بہترین کام تھا (کہ ان کا غصہ بھی خدا کے لئے تھا)۔

بِأَيْدِيهِمْ بِيضٌ خِفَافٌ عَصَوْابِهَا وَقَدْ حَادَثُوهَا بِالْجِلَاءِ وَبِالصَّقْلِ

ان کے ہاتھوں میں سفید (چمکتی ہوئی) سبک (تلواریں تھیں) جن سے انہوں نے وار کئے اور ان تلواروں کے جلا دینے اور صیقل کرنے میں انہوں نے اپنا وقت صرف کیا تھا۔

فَكَمْ تَرَكُوا مِنْ نَاشِيءٍ ذِيْ حَمِيَّةٍ صَرِيْعًا وَمِنْ ذِيْ نَجْدَةٍ مِنْهُمْ كَهْلِ

پس انہوں نے ان میں سے کتنے حمیت والے نوجوانوں اور رعب وداب والے ادھیڑوں (تجربہ کاروں) کو پچھاڑ ڈالا۔

تَبِيْتُ عُيُوْنُ النَّائِحَاتِ عَلَيْهِمْ تَجُوْدُ بِإِسْبَالِ الرَّشَاشِ وَبِالْوَبْلِ[1]

ان پر رونے والیوں کی آنکھیں جھڑی اور موسلا دھار بارش سے رات بھر سخاوت کرتی رہتی ہیں۔

نَوَابِحَ تَنْعٰى عُتْبَةَ الْغَيِّ وَابْنَهُ وَشَيْبَةَ تَنْعَاهُ وَتَنْعٰى أَبَاجَهْلِ

رونے والیاں گمراہ عتبہ اور اس کے بیٹے اور شیبہ اور ابوجہل کے مرنے کی خبریں سناتی رہتی ہیں۔

وَذَا الرِّجْلِ تَنْعٰى وَابْنَ جُدْعَانَ فِيهِمْ مُسَلَّبَةً حَرَّى مُبَيِّنَةَ الثُّكْلِ

اور ایک پاؤں والے (لنگڑے الاسود بن عبد الاسد المخزومی) کی سنانی سناتی ہیں اور ابن جدعان بھی انہیں میں ہے۔ اس حالت سے کہ وہ ماتمی سیاہ لباس پہنی ہوئی ہیں اور ان کے اندر آگ لگی ہوئی ہے اور عزیزوں کی جدائی (ان کے چہروں سے) عیاں ہے۔

تَرٰى مِنْهُمْ فِيْ بِئْرِ بَدْرٍ عِصَابَةً ذَوِيْ نَجَدَاتٍ فِي الْحُرُوْبِ وَفِي الْمَحْلِ

تو ان میں کی ایک قوی جماعت۔ جنگوں اور قحط سالیوں میں امداد دینے والی۔ کو بدر کی باولی میں پڑا ہوا دیکھے گا۔

دَعَا الْغَيُّ مِنْهُمْ مَنْ دَعَا فَأَجَابَهُ وَلِلْغَيِّ أَسْبَابٌ مُرَمَّقَةُ الْوَصْلِ

ان میں سے بہتوں کو گمراہی نے دعوت دی تو انہوں نے دعوت قبول کر لی اور گمراہی کی (جانب کھینچنے والی) بہت سے رسیاں ہیں (اگرچہ) ان میں اتصالی کشش کمزور ہے۔

فَأَضْحَوا لَدٰى دَارِ الْجَحِيْمِ بِمَعْزِلٍ عَنِ الشَّغْبِ وَالْعُدْوَانِ فِيْ أَشْغَلِ الشُّغْلِ

آخر وہ بھڑکتے ہوئے گھر کے پاس چیخ پکار اور ظلم و زیادتی سے الگ تھلگ زیادہ مصروف رکھنے والے شغل میں دن چڑھے پہنچ گئے۔

---

[1] (الف) میں والوبل ہے جو تحریف کاتب ہے کیونکہ اس سے شعر کا وزن باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)

تو اس کا جواب الحارث بن ہشام بن المغیرہ نے دیا اور کہا۔

عَجِبْتُ لِأَقْوَامٍ تَغَنّٰى سَفِيْهُهُمْ بِأَمْرِ سَفَاهٍ ذِي اعْتِرَاضٍ وَذِيْ بُطْلٍ

مجھے بعض لوگوں سے حیرت ہوئی جن میں سے نادان نادانی اور قابل اعتراض اور جھوٹ سے بھری ہوئی باتوں کو (بصورت شعر) گایا کرتے ہیں۔

تَغَنّٰى بِقَتْلٰى يَوْمِ بَدْرٍ تَتَابَعُوْا كِرَامَ الْمَسَاعِيْ مِنْ غُلَامٍ وَمِنْ كَهْلٍ

بدر کے روز کے مقتولین کے متعلق (اشعار) گاتے ہیں جن میں سے کم عمروں اور سن رسیدہ لوگوں کی لگا تار شریفانہ کوششیں ہوتی رہی ہیں۔

مَصَالِيْتُ بِيْضٌ مِنْ ذَوَّابَةِ غَالِبٍ مَطَاعِيْنُ فِي الْهَيْجَا مَطَاعِيْمُهُمْ فِي الْمَحْلِ

روشن چہرے والے' بہادر' بنی غالب کی اعلیٰ شاخوں میں سے' جنگ میں نیزہ باز' اور قحط میں کھانا کھلانے والے۔

أُصِيْبُوْا كِرَامًا لَمْ يَبِيْعُوْا عَشِيْرَةً بِقَوْمٍ سِوَاهُمْ نَازِحِي الدَّارِ وَالْأَصْلِ

وہ باعزت موت مرے انہوں نے اپنی قوم کے سوا وطن اور نسب کے لحاظ سے دور والی دوسری قوم کے عوض میں اپنے خاندان کو فروخت نہیں کیا۔

كَمَا أَصْبَحَتْ غَسَّانُ فِيْكُمْ بِطَانَةً لَكُمْ بَدَلًا مِنَّا فَيَالَكَ مِنْ فِعْلٍ

جس طرح تم میں بنی غسان ہمارے بجائے تمہارے راز دار (اور گاڑھے دوست) ہو گئے ہیں۔تعجب ہے کہ ایسے بھی کام ہوا کرتے ہیں۔

عُقُوْقًا وَ اِثْمًا بَيِّنًا وَقَطِيْعَةً يَرٰى جَوْرَكُمْ فِيْهَا ذَوُ الرَّأْيِ وَالْعَقْلِ

(تم لوگوں کے مذکورہ کام) نیکی کی مخالفت۔صریح گناہ اور رشتہ شکنی سے ہوئے ہیں عقل ورائے والے ان کاموں میں تمہاری تعدی دیکھ رہے ہیں۔

فَإِنْ يَكُ قَوْمٌ قَدْ مَضَوْا لِسَبِيْلِهِمْ وَخَيْرُ الْمَنَايَا مَا يَكُوْنُ مِنَ الْقَتْلِ

اگر ایسا ہوا ہے کہ چند لوگ اپنی راہ چلے گئے ہیں (تو کچھ مضائقہ نہیں) موتوں میں سے بہترین موت تو قتل ہی کی موت ہے۔

فَلَا تَفْرَحُوْا أَنْ تَقْتُلُوْهُمْ فَقَتْلُهُمْ لَكُمْ كَائِنٌ خَبْلًا مُقِيْمًا عَلٰى خَبْلٍ

اگر تم ان کو قتل کر رہے ہو تو اس سے خوش نہ ہونا کیونکہ ان کا قتل تمہارے لئے دائمی فساد (ہی) فساد ہے۔

فَإِنَّكُمْ لَنْ تَبْرَحُوْا بَعْدَ قَتْلِهِمْ شَتِيْتًا هَوَاكُمْ غَيْرَ مُجْتَمِعِ الشَّمْلِ

کیونکہ ان کے قتل کے بعد ہمیشہ تم اپنی پسندیدہ چیزوں سے دور اپنی پریشان قوتوں کی شیرازہ بندی نہ کرسکو گے۔

بِفَقْدِ ابْنِ جُدْعَانَ الْحَمِيْدِ فَعَالُهُ وَعُتْبَةَ وَالْمَدْعُوِّ فِيْكُمْ أَبَاجَهْلِ

قابل ستائش کاموں والے ابن جدعان اور عتبہ اور جو تم میں ابوجہل مشہور ہے ان لوگوں کی عدم موجودگی سے (مذکورہ بالا برائیاں رونما ہوں گی)۔

وَشَيْبَةُ فِيْهِمْ وَالْوَلِيْدُ وَفِيْهِمْ أُمَيَّةُ مَأْوَى الْمُعْتَرِيْنَ وَذُوالرِّجْلِ

اور شیبہ اور ولید بھی انہیں لوگوں میں سے ہے اور سائلوں کی پناہ گاہ امیہ اور ایک پاؤں والا (ان سب کا ایسے ہی لوگوں میں شمار ہے)۔

أُولَئِكَ فَابْكِ ثُمَّ لَاتَبْكِ غَيْرَهُمْ نَوَائِحُ تَدْعُوْا بِالرَّزِيَّه وَالثُّكْلِ

عزیزوں کی جدائی اور مصیبت کو پکار پکار کر رونے والیوں کو چاہئے کہ انہیں لوگوں پر روئیں اور پھر اس کے بعد ان کے سوا کسی اور پر نہ روئیں۔

وَقُوْلُوْا لِأَهْلِ الْمَكَّتَيْنِ تَحَاشَدُوْا وَسِيْرُوْا إِلَى آطَامِ يَثْرِبَ ذِى النَّخْلِ

مکے کی دونوں جانب رہنے والوں سے کہہ دو کہ لشکر جمع کرلو اور نخلستان والے یثرب کے قلعوں کی طرف چلو۔

جَمِيْعًا وَحَامُوْا آلَ كَعْبٍ وَذَبِّبُوْا بِخَالِصَةِ الْأَلْوَانِ مُحْدَثَةِ الصَّقْلِ

سب مل کر (چلو) اور بنی کعب کو گھیر لو اور خالص رنگوں والی اور نئی صیقل کی ہوئی (تلواروں) سے مدافعت کرو۔

وَإِلَّا فَبِيْتُوْا خَائِفِيْنَ وَأَصْبِحُوْا أَذَلَّ لِوَطْءِ الْوَاطِئِيْنَ مِنَ النَّعْلِ

ورنہ ڈرتے ہوئے رات گزارو اور جوتوں سے پامال کرنے والوں کی پامالی کی نہایت ذلیل حالت میں دن بسر کرو۔

عَلَى أَنَّنِى وَاللَّاتُ يَا قَوْمِ فَاعْلَمُوْا بِكُمْ وَاثِقٌ أَنْ لَا تُقِيْمُوْا عَلَى تَبْلِ

سِوَى جَمْعِكُمْ لِلسَّابِغَاتِ وَلِلْقَنَا وَلِلْبِيْضِ وَالْبِيْضِ الْقَوَاطِعِ وَالنَّبْلِ

اے قوم! یہ بات تم لوگ بھی جان لو کہ لات کی قسم مجھے تم پر پورا بھروسا ہونے کے باوجود (میں تم سے کہتا ہوں کہ) تم بڑی زرہیں اور نیزے اور خود اور چمکتی ہوئے کاٹنے والی (تلواریں) اور تیز جمع کئے بغیر دشمن سے بدلہ لینے کے لئے کھڑے نہ ہونا۔

اور ضرار بن الخطاب بن مرداس محارب بن فہر کے بھائی نے کہا ہے۔

عَجِبْتُ لِفَخْرِ الْاَوْسِ وَالْحَيْنُ دَائِرٌ عَلَيْهِمْ غَدًا وَالدَّهْرُ فِيْهِ بَصَائِرُ

اوس کے فخر کرنے پر میں حیران ہو گیا۔ حالانکہ کل ان پر بھی موت کا پھیرا ہونے والا ہے اور زمانے میں عبرتناک واقعات موجود ہیں۔

وَفَخْرِ بَنِى النَّجَّارِ اَنْ كَانَ مَعْشَرٌ اُصِيْبُوْا بِبَدْرٍ كُلُّهُمْ ثُمَّ صَابِرُ

اور بنی النجار کے فجر پر مجھے حیرت ہوئی (جن کا فخر صرف اس بات پر ہے) کہ بدر میں ایک خاندان پورے کا پورا ابتلائے مصیبت ہو گیا اور پھر وہ وہاں ثابت قدم رہا۔

فَاِنْ تَكُ قَتْلٰى غُوْدِرَتْ مِنْ رِجَالِهَا فَاِنَّا رِجَالٌ بَعْدَ هُمْ سَنُغَادِرُ

اگر اس خاندان کے مردوں کے لاشیں بربادی کے لئے پڑی ہوئی ہیں تو (کیا حرج ہے) کہ ان کے بعد ہم لوگ بھی تو ہیں جو عنقریب بربادی لانے والے ہیں۔

وَتَرْدِىْ بِنَا الْجُرْدُ الضَّاجِيْجُ وَسْطَكُمْ بَنِى الْاَوْسِ حَتّٰى يَشْفِى النَّفْسِ ثَائِرُ

اور اے بنی اوس چھوٹے بالوں والے لمبے لمبے تیز گھوڑے ہمیں (اپنی پیٹھوں پر) لئے ہوئے تمہارا اوسط کا حصہ پامال کرتے ہوں گے حتیٰ کہ بدلہ لینے والا دل کو تسکین دے۔

وَوَسْطَ بَنَى النَّجَّارِ سَوْفَ نَكُرُّهَا لَهَا بِالْقَنَا وَالدَّارِ عِيْنَ زَوَافِرُ

اور قریب میں ان گھوڑوں کے ذریعے دوسرا حملہ ہم بنی النجار کے درمیانی حصے پر کریں گے جس کے لئے نیزوں اور زرہ پوشوں کے باربردار بھی ہوں گے۔

فَنَتْرُكَ صَرْعٰى تَعْصِبُ الطَّيْرُ حَوْلَهُمْ وَلَيْسَ لَهُمْ اِلاَّ الْاَمَانِىَّ نَاصِرُ

پھر ہم انہیں اس طرح پچھڑا ہوا چھوڑیں گے کہ انہیں پرندوں کی ٹکڑیاں گھیرے ہوئے ہوں گی اور بجز جھوٹی آرزوون کے کوئی ان کی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔

وَتَبْكِيهِمْ مِنْ اَهْلِ يَثْرِبَ نِسْوَةٌ لَهُنَّ بِهَا لَيْلٌ عَنِ النَّوْمِ سَاهِرُ

اور یثرب کی عورتیں ان پر روتی ہوں گی ان عورتوں کو اس مقام پر ایسی رات ہوگی جو نیند سے بیدار رکھنے والی ہوگی۔

وَذٰلِكَ اَنَّا لَا تَزَالُ سُيُوْفُنَا بِهِنَّ دَمٌ مِمَّا يُحَارِ بْنَ مَائِرُ

اور مذکورہ حالت اس لئے ہوگی کہ ہماری تلواروں سے ہمیشہ ان لوگوں کا خون بہتا ہوگا جن سے ان تلواروں نے جنگ کی۔

فَإِنْ تَظْفَرُوْا فِيْ يَوْمِ بَدْرٍ فَإِنَّمَا بِأَحْمَدَ أَمْسٰى جَدُّكُمْ وَهُوَ ظَاهِرُ

اگر تم نے بدر کے روز فتح پائی تو اس کا سبب بھی صرف یہی ہے کہ تمہارا نصیب (ہم میں سے ایک فرد) احمد کے ساتھ ہو گیا ہے اور یہ بات ظاہر ہے۔

وَبِالنَّفَرِ الْأَخْيَارِ هُمْ أَوْلِيَاؤُهُ يُحَامُوْنَ فِي الْأَوَاءِ وَالْمَوْتُ حَاضِرُ

اور ان منتخب لوگوں کے ساتھ ہو گیا ہے جو اس کے رشتہ دار ہیں اور سختیوں میں وہ ایک دوسرے سے مدافعت کرتے رہتے ہیں لیکن (آخرکار) موت تو موجود ہے۔

يُعِدُّ أَبُوْبَكْرٍ وَ حَمْزَةُ فِيْهِمْ وَيُدْعٰى عَلِيٌّ وَسْطَ مَنْ أَنْتَ ذَاكِرُ

ابوبکر اور حمزہ کا انہیں لوگوں میں شمار ہے اور جنگ لوگوں کا تو ذکر کر رہا ہے ان میں سب سے بہتر تو وہ ہے جو علی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

وَيُدْعٰى أَبُوْحَفْصٍ وَعُثْمَانُ مِنْهُمْ وَسَعْدٌ إِذَا مَا كَانَ فِي الْحَرْبِ حَاضِرُ

اور جو ابوحفص (عمر) مشہور ہے۔ اور عثمان بھی انہیں افراد میں سے ہے اور سعد ہے جبکہ وہ کسی جنگ میں موجود ہو۔

أُولٰئِكَ لَا مَنْ نَتَّجَتْ فِيْ دِيَارِهَا بَنُو الْأَوْسِ وَالنَّجَّارِ حِيْنَ تُفَاخِرُ

یہ لوگ ہیں (جن کے سبب سے فتح حاصل ہوئی ہے) نہ کہ وہ لوگ جو بنوالاوس اور بنوالنجار (والے) ہیں جنہوں نے اپنے وطنوں میں بہت سی اولاد پیدا کر لی ہے جبکہ وہ فخر کر رہے ہیں۔

وَلٰكِنْ أَبُوْهُمْ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ إِذَا عُدَّتِ الْأَنْسَابُ كَعْبٌ وَعَامِرٌ

جب بنی کعب اور بنی عامر کے نسب شمار کیے جائیں تو ان مذکورہ لوگوں کا جد اعلیٰ لوی بن غالب میں سے ہو گا۔

هُمُ الطَّاعِنُوْنَ الْخَيْلَ فِيْ كُلِّ مَعْرَكٍ غَدَاةَ الْهَيَاجِ الْأَطْيَبُوْنَ الْأَكَاثِرُ

یہ وہ لوگ ہیں جو ہر معرکے میں شہسواروں پر نیزہ بازی کرنے والے اور اضطراب کے وقت بہترین اور بہت نیکیاں کرنے والے۔

تو اس کا جواب بنی سلمہ کے کعب بن مالک نے دیا اور کہا۔

عَجِبْتُ لِأَمْرِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ قَادِرٌ عَلٰى مَا أَرَادَ لَيْسَ لِلّٰهِ قَاهِرُ

میں اللہ (تعالیٰ) کے کاموں پر حیران ہو گیا اور اللہ تو ان باتوں پر قادر ہے جن کا اس نے ارادہ کر لیا۔ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

قَضٰی یَوْمَ بَدْرٍ أَنْ نُلَاقِیَ مَعْشَرًا بَغَوْا وَسَبِیْلُ الْبَغْیِ بِالنَّاسِ جَائِرُ

بدر کے روز اس نے فیصلہ کر دیا کہ ہم ایک ایسے خاندان کے مقابل ہو جائیں جنہوں نے بغاوت کی اور بغاوت کی راہ لوگوں کو ٹیڑھا لے جانے والی ہے۔

وَقَدْ حَشَدُوْا وَاسْتَنْفَرُوْا مِنْ یَلِیْهِمْ مِنَ النَّاسِ حَتّٰی جَمْعُهُمْ مُتَكَاثِرُ

حالانکہ انہوں نے لشکر جمع کر لیا تھا اور جو لوگ ان کے نزدیک رہنے والے تھے انہوں نے ان سے جنگ کے لئے نکلنے کا یہاں تک مطالبہ کیا کہ ان کی جماعت کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی۔

وَسَارَتْ اِلَیْنَا لَا تُحَاوِلُ غَیْرَنَا بِأَجْمَعِهَا كَعْبٌ جَمِیْعَ وَعَامِرُ

اور وہ سب کے سب ہماری طرف چل پڑے اور ان کا قصد ہمارے سوا کسی دوسرے (کی طرف) نہ تھا جملہ بنی کعب اور بن عامر (ہمارے مقابل آ گئے)۔

وَفِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالْأَوْسُ حَوْلَهٗ لَهٗ مَعْقِلٌ مِنْهُمْ عَزِیْزٌ وَنَاصِرُ

اور (ہماری حالت یہ ہے کہ) ہم میں اللہ کا رسول ہے اور اس کے اطراف بنی اوس ہیں، اس کے لئے وہ قلعہ بنے ہوئے ہیں اور غلبہ رکھنے والے اور مدد کرنے والے ہیں۔

وَجَمْعُ[1] بَنِی النَّجَّارِ تَحْتَ لِوَاءِهٖ یَمِیْسُوْنَ[2] فِی الْمَاذِیِّ وَالنَّقْعُ ثَائِرُ

بنی النجار کی جماعت اس کے پرچم کے نیچے ہے، اور وہ سفید اور نرم زرہوں میں ناز سے چلے جا رہے ہیں اور گرد غبار اڑا جا رہا ہے۔

فَلَمَّا لَقِیْنَا هُمْ وَكُلٌّ مُجَاهِدٌ لِأَصْحَابِهٖ مُسْتَبْسِلُ النَّفْسِ صَابِرُ

پھر جب ہم ان کے مقابل ہوئے تو ہر ایک کوشاں تھا کہ اپنے ساتھیوں کے لئے، خود اپنے نفس سے دلیری کا طالب اور ثابت قدم تھا۔

شَهِدْنَا بِأَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَیْرُهٗ وَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِالْحَقِّ ظَاهِرُ

ہم نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی پروان چڑھانے والا نہیں اور یہ کہ اللہ کا سچائی کا پیام رسان غلبہ حاصل کرنے والا ہے۔

وَقَدْ عُرِّیَتْ بِیْضٌ خِفَافٌ كَأَنَّهَا مَقَابِیْس یُزْهِیْهَا لِعَیْنَیْكَ شَاهِرُ

---

[1] (الف) میں ''وجمیع'' ہے جو تحریف کاتب ہے جس سے وزن شعر باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں ''یمشون'' ہے جس کے معنی چلنے کے ہو سکتے ہیں لیکن فخریہ شعر کے لئے یمیسون زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

اور سفید (چمکتی ہوئی) ہلکی (تلواریں) برہنہ کر لی گئیں گویا شعلے ہیں کہ تلوار کھینچنے والا تیرے آنکھوں کے سامنے انہیں حرکت دے رہا ہے۔

بِهِنَّ أَبَدْنَا جَمْعَهُمْ فَتَبَدَّدُوْا وَكَانَ يُلَاقِي الْحَيْنَ مَنْ هُوَ فَاجِرُ

انہیں تلواروں کے ذریعے ہم نے ان کی جماعت کو برباد کر دیا اور وہ پریشان ہو گئے اور جو نافرمان تھا وہ موت سے ملاقات کر رہا تھا۔

فَكَبَّ أَبُوْجَهْلٍ صَرِيْعًا لِوَجْهِهٖ وَعُتْبَةُ قَدْ غَادَرْنَهٗ وَهُوَ عَاثِرُ

آخر ابوجہل نے اپنے منہ کے بل پٹخنی کھائی اور عتبہ کو انہوں نے ایسی حالت میں چھوڑا کہ وہ ٹھوکر کھا چکا تھا۔

وَشَيْبَةَ وَالتَّيْمِيَّ غَادَرْنَ فِي الْوَغٰى وَمَا مِنْهُمْ اِلَّا بِذِى الْعَرْشِ كَافِرُ

اور شیبہ کو اور تیمی کو انہوں نے چیخ پکار میں چھوڑ دیا اور یہ دونوں کے عرش والے کے منکر تھے۔

فَأَمْسَوْا وَقُوْدَ النَّارِ فِيْ مُسْتَقَرِّهَا وَكُلُّ كَفُوْرٍ فِيْ جَهَنَّمَ صَائِرُ

غرض آگ کی قرارگاہ میں وہ آگ کا ایندھن بن گئے اور ہر ایک منکر جہنم ہی میں منتقل ہونے والا ہے۔

تَلَظّٰى عَلَيْهِمْ وَهِيَ قَدْ شَبَّ حَمِيُّهَا بِزُبُرِ الْحَدِيْدِ وَالْحِجَارَةِ سَاجِرُ

اس حالت میں کہ اس کی گرمی اپنے شباب پر ہے وہ ان پر شعلہ زنی کر رہی ہے جو لوہے کی تختیوں اور پتھروں بھری ہوئی ہے۔ (یا سلگنے والی ہے)۔

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ قَالَ أَقْبِلُوْا فَوَلَّوْا وَقَالُوْا اِنَّمَا أَنْتَ سَاحِرُ

اور رسول اللہ (ﷺ) ان سے فرما چکے تھے کہ (میری جانب) آگے بڑھو تو انہوں نے منہ پھیر لیا اور کہا کہ تو تو صرف ایک جادوگر ہے۔

لِأَمْرٍ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَهْلِكُوْا بِهٖ وَلَيْسَ لِأَمْرٍ حَمَّهُ اللّٰهُ زَاجِرُ

(ان کی مذکورہ حالت) اس سبب سے تھی کہ اللہ نے چاہا تھا کہ وہ اسی میں ہلاک ہوں اور جس بات کا اللہ (تعالیٰ) نے فیصلہ فرما دیا اس کو روکنے والا کوئی نہیں۔

اور عبداللہ بن الزبعری السہمی نے بدر کے مقتولوں کے مرثیے میں کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے بنی اسید بن عمرو بن تمیم میں سے أعشی بن زرارہ بن النباش کی جانب ان اشعار کی نسبت کی ہے جو بنی نوفل بن عبد مناف کا حلیف تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا بنی عبد الدار کا حلیف تھا۔

مَاذَا عَلٰی بَدْرٍ وَمَاذَا حَوْلَهٗ مِنْ فِتْيَةٍ بِيْضِ الْوُجُوْهِ كِرَامٖ

بدر اور اس کے ماحول پر کیا (آفت آ گئی) ہے کہ گورے گورے چہرے والے شریف نوجوانوں نے۔

تَرَكُوْا نُبَيْهًا خَلْفَهُمْ وَمُنَبِّهًا وَابْنَیْ رَبِيْعَةَ خَيْرَ خَصْمٍ فِئَامٖ

نبیہ منبہ اور ربیعہ کے دونوں بیٹوں کو جو لوگوں کی (ان) جماعتوں کے بڑے مخالف تھے پیچھے چھوڑ دیا۔

وَالْحَارِثَ الْفَيَّاضَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ كَالْبَدْرِ جَلّٰی لَيْلَةَ الْإِظْلَامٖ

اور فیاض حارث کو چھوڑ دیا جس کا چہرہ بدر کی طرح چمکتا تھا جس نے اندھیری رات کو روشن کر دیا ہے۔

وَالْعَاصِیَ بْنَ مُنَبِّهٍ ذَامِرَّةٍ رُمْحًا تَمِيْمًا غَيْرَ ذِیْ أَوْصَامٖ

اور منبہ کے بیٹے عاصی کو (چھوڑ دیا) جو قوی اور (لمبا گویا) پورا نیزہ تھا اور عیبوں والا نہ تھا۔

تَنْمِیْ بِهٖ أَعْرَاقُهٗ وَجُدُوْدُهٗ وَمَآثِرُ الْأَخْوَالِ وَالْأَعْمَامٖ

اس (عاصی) کے ذریعے اس (منبہ) کے اصلی صفات اور اس کی استعداد اور ماموؤں اور چچاؤں کے صفات حمیدہ پرورش پاتے تھے۔

وَإِذَا بَكٰی بَاكٍ فَأَعْوَلَ شَجْوَهٗ فَعَلَی الرَّئِيْسِ الْمَاجِدِ ابْنِ هِشَامٖ

اور جب کوئی رونے والا رویا اور اپنے غم (کا اظہار) بآواز بلند کیا تو (سمجھ لو کہ) عزت و شان والے سردار ابن ہشام پر ہی آواز بلند کر رہا ہے۔

حَيَّا الْإِلٰهُ أَبَا الْوَلِيْدِ وَ رَهْطَهٗ رَبُّ الْأَنَامِ وَ خَصَّهُمْ بِسَلَامٖ

ابو الولید اور اس کی جماعت کو خدا زندہ رکھے اور مخلوق کی پرورش کرنے والا انہیں سلامتی سے مخصوص فرمائے۔

تو اس کا جواب حسان بن ثابت الانصاری نے دیا اور کہا۔

إِبْكِ بَكَتْ عَيْنَاكَ ثُمَّ تَبَادَرَتْ بِدَمٍ يَعُلُّ غُرُوْبَهَا سَجَّامٖ

(مرثیے کہہ اور) رو (خدا کرے کہ) تیری آنکھیں (ہمیشہ) روتی ہی رہیں اور پھر بہنے والے خون کو لے نکلیں اور گوشہائے چشم کو بار بار سیراب کرتی رہیں۔

مَاذَا بَكَيْتَ بِهِ الَّذِيْنَ تَتَابَعُوْا هَلَّا ذَكَرْتَ مَكَارِمَ الْأَقْوَامِ
اس (مرثیے) کے ذریعے ان لوگوں پر رویا جو یکے بعد دیگرے چل بسے تو تو نے کیا کام کیا۔
ان لوگوں کے تعریف کے قابل کاموں کا کیوں نہ ذکر کیا۔

وَذَكَرْتَ مِنَّا مَاجِدًا ذَا هِمَّةٍ سَمْحَ الْخَلَائِقِ صَادِقَ الْإِقْدَامِ
اور ہم میں سے بزرگ ہمت والی۔ وسیع الاخلاق اور جو کام شروع کرے اس کو پورا کرنے والی
ہستی کا ذکر کیوں نہ کیا۔

أَعْنِي النَّبِيَّ أَخَا الْمَكَارِمِ وَالنَّدٰى وَ أَبَرَّ مَنْ يُوْلِيْ عَلَى الْأَقْسَامِ
میری مراد اس نبی سے ہے جو سخی اور اعلیٰ صفات والا ہے اور قسمیں کھانے والوں میں سب سے
زیادہ قسمیں پوری کرنے والا ہے۔

فَلَمِثْلُهٗ وَلَمِثْلُ مَا يَدْعُوْا لَهٗ كَانَ الْمُمَدَّحَ ثُمَّ غَيْرَ كَهَامٍ
پس بے شبہ اس کے سے لوگ اور جس چیز کی طرف وہ بلاتا ہے اس کی سی چیز' قابل ستائش
ہے۔ اور پھر (قابل تعریف صفات کے ساتھ کسی قسم کی) کمزوری رکھنے والا نہیں ہے۔

اور حسان بن ثابت الانصاری نے یہ بھی کہا ہے۔

تَبَلَتْ فُؤَادَكَ فِي الْمَنَامِ خَرِيْدَةٌ تَشْفِي الضَّجِيْعَ بِبَارِدٍ بَسَّامِ
ایک دوشیزہ نے خواب میں تیرے دل کو بیمار بنا دیا ہے جو ٹھنڈے مسکرانے والے (دانتوں
سے) (اپنے) ہم بستر کو بھلا چنگا کر دیتی ہے۔

كَالْمِسْكِ تَخْلِطُهٗ بِمَاءِ سَحَابَةٍ أَوْعَاتِقٍ كَدَمِ الذَّبِيْحِ مُدَامِ
جس طرح مشک کو بارش کے پانی کے ساتھ تو ملا لے (تو اس سے شفا حاصل ہوتی ہے) یا مذبوحہ
جانور کے خون کی سی پرانی شراب (سے شفا ہوتی ہے)۔

نُفُجُ الْحَقِيْبَةِ بَوْصُهَا مُتَنَضِّدٌ بَلْهَاءُ غَيْرُ وَشِيْكَةِ الْأَقْسَامِ
ابھری ہوئی گٹھڑی والی (یعنی بڑے کولھے والی گویا) اس کے کولھے تہ بہ تہ ہیں۔ بھولی بھالی
قسموں کے نزدیک نہ جانے والی۔

بُنِيَتْ عَلٰى قَطَنٍ أَجَمَّ كَأَنَّهٗ فُضُلًا إِذَا قَعَدَتْ مَدَاكُ رُخَامِ
اس کی کوکھ (یا کمر) بغیر ہڈی کے بنی ہوئی ہے۔ جب وہ مکالف لباس سے الگ ہو کر (نیم
برہنہ) بیٹھتی ہے تو گویا (وہ) سنگ مرمر کی سل ہے۔

وَ تَكَادُ تَكْسَلُ أَنْ تَجِئَ فِرَاشَهَا فِيْ جِسْمِ خَرْعَبَةٍ وَحُسْنِ قَوَامِ

جسم کی نزاکت اور نرمی اور فطری حسن میں (اس کی حالت یہ ہے) کہ اس کو اپنے بستر تک آنا بار ہے۔

أَمَّا النَّهَار فَلَا أُفَتِّرُ ذِكْرَهَا وَاللَّيْلُ تَوْزِعُنِيْ بِهَا أَحْلَامِيْ

(میرا تمام) دن اس کی یاد سے خالی نہیں رہتا۔ اور (تمام) رات میرے خواب مجھے اسی کا شیفتہ بنائے رکھتے ہیں۔

أَقْسَمْتُ أَنْسَاهَا وَأَتْرُكُ ذِكْرَهَا حَتّٰى تُغَيَّبَ فِي الضَّرِيْحِ عِظَامِيْ

(مذکورہ صفات کی عورت کو جب میں نے دیکھا تو) میں نے قسم کھالی کہ اس کو (کبھی نہیں) بھولوں گا اور اس کی یاد (کبھی نہیں) چھوڑوں گا یہاں تک کہ میری ہڈیاں قبر میں (سڑگل کر نیست ونابود اور) غائب ہو جائیں۔

يَا مَنْ لِعَاذِلَةٍ تَلُوْمُ سَفَاهَةً وَلَقَدْ عَصَيْتُ عَلَى الْهَوٰى لُوَّامِيْ

کوئی ہے جو نادانی سے ملامت کرنے والی کو (ملامت کرنے سے روکے) حالانکہ محبت کے متعلق ملامت کرنے والوں کی (کوئی بات) میں نے نہیں مانی۔

بَكَرَتْ عَلَيَّ بِسُحْرَةٍ بَعْدَ الْكَرَا وَتَقَارُبٍ مِنْ حَادِثِ الْأَيَّامِ

(ایک رات) زمانے کے (اس) انقلاب (یعنی واقعۂ بدر) کے قریب (میری) ذرا سی نیند کے بعد سویرے سے پہلے وہ عورت میرے پاس آئی۔

زَعَمَتْ بِأَنَّ الْمَرْءَ يَكْرِبُ عُمْرَهٗ عَدَمٌ لِمُعْتَكِرٍ مِنَ الْأَصْرَامِ

(اور) اس نے دعوے کے ساتھ کہا کہ اونٹوں کے گلوں کے ہجوم کا نہ ہونا آدمی کی عمر کو غم واندوہ بنادیتا ہے۔ (یعنی لوگ مال وجاہ کی فکر میں اپنی عمر تباہ کر لیتے ہیں)۔

إِنْ كُنْتِ كَاذِبَةَ الَّذِيْ حَدَّثْتِنِيْ فَنَجَوْتِ مَنْجَى الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ

(میں نے اس سے کہا) جو بات تو مجھ سے بیان کر رہی ہے اگر تو (اس میں) جھوٹی ہے تو تو (مجھ سے) اس طرح بچ کر نکل جائے جس طرح حارث بن ہشام (بچ کر نکل گیا)۔

تَرَكَ الْأَحِبَّةَ أَنْ يُقَاتِلَ دُوْنَهُمْ وَنَجَا بِرَأْسِ طِمِرَّةٍ وَلِجَامِ

کہ اپنے دوستوں کے لئے سینہ سپر ہونے کے بجائے اس نے انہیں چھوڑ دیا اور تیز گھوڑے کے سر (کے بال) اور لگام کو تھامے ہوئے بھاگ نکلا۔

تَذَرُ الْعَنَاجِيْجُ الْجِيَادُ بِقَفْرَةٍ مَرَّ الدَّمُوْكِ بِمُحْصَدٍ وَ رِجَامِ

بہترین اور تیز رفتار گھوڑے بنجر میدان کو اس طرح (اپنے پیچھے) چھوڑتے چلے جارہے تھے جس طرح پتھر بندھی ہوئی مضبوط رسی کو تیز رفتار چرخ چھوڑتا چلا جاتا ہے۔

مَلَأَتْ بِهِ الْفَرْجَيْنِ فَارْمَدَّتْ بِهِ وَثَوٰى أَحِبَّتُهُ بِشَرِّ مَقَامِ

ان گھوڑوں نے اس دوڑ سے (اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیانی) شگافوں کو بھر لیا تھا اس سے ان میں ہیجان پیدا ہو گیا تھا۔ حالانکہ اس (حارث بن ہشام) کے دوست بڑی بڑی جگہ پڑے ہوئے تھے۔

وَبَنُوْ اَبِيْهِ وَ رَهْطُهٗ فِيْ مَعْرَكٍ نَصَرَ الْإِلٰهُ بِهٖ ذَوِي الْإِسْلَامِ

اور اس کے بھائی اور اس کی جماعت ایک ایسے معرکے میں (پھنسی ہوئی) تھی جس میں معبود (حقیقی) نے مسلمانوں کو فتح یاب فرمایا۔

طَحَنَتْهُمْ وَاللّٰهُ يُنْفِذُ أَمْرَهٗ حَرْبٌ يُشَبُّ سَعِيْرُهَا بِضِرَامِ

ایسی جنگ نے انہیں پیس ڈالا جس کے شعلوں کو ایندھن سے بھڑکایا جارہا تھا اور اللہ تو اپنا حکم جاری ہی فرماتا ہے۔

نَزَلَا الْإِلٰهُ وَجَرْيُهَا لَتَرَكْنَهٗ جَزَرَ السِّبَاعِ وَ دُسْنَهٗ بِحَوَامِ

اگر معبود (حقیقی کو اس کا بچانا مقصود) نہ ہوتا اور ان (گھوڑوں) کی دوڑ نہ ہوتی تو وہ اس (حارث بن ہشام) کو درندوں کا نوالہ کر چھوڑتے یا ٹاپوں سے پامال کر ڈالتے۔

مِنْ بَيْنِ مَأْسُوْرٍ يُشَدُّ[1] وَثَاقُهٗ صَقْرٌ إِذَا لَاقَى الْأَسِنَّةَ حَامِ

وہ دو حالتوں کے درمیان (ہوتا یا تو) قیدی ہوتا جس کی مشکیں ایک ایسا بہادر کس دیتا جو نیزوں کے مقابلے میں بھی حمایت کرنے والا ہے۔

وَمُجَدَّلٍ لَا يَسْتَجِيْبُ لِدَعْوَةٍ حَتّٰى تَزُوْلُ شَوَامِخُ الْأَعْلَامِ

---

[1] (الف ب) دونوں میں ''یشد'' کو بضمہ یا اور فتحہ شین مشدد یعنی بطور فعل مجہول لکھا ہے اور صقر کو مجرور کر کے اس کو ماسور کا بدل بنایا ہے لیکن اس کے کوئی معنی میری سمجھ میں نہیں آئے اور (ج د) میں ''صقرا'' فے سے لکھا ہے اور اسے منصوب کیا ہے اس کے بھی معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ میں نے ''یشد'' کو فعل معروف اور صقر کو اس کا فاعل قرار دے کر معنی کئے ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ شاعر کی کیا مراد ہے۔ (احمد محمودی)

اور (یا) زمین پر پڑا ہوا ہوتا اور کسی پکارنے والے کا جواب نہ دیتا یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں۔ (یعنی نہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹیں گے اور نہ وہ جواب دے گا)۔

بِالْعَارِ وَالذُّلِّ الْمُبَيَّنِ إِذَ رَأَى بِيْضَ السُّيُوْفِ تَسُوْقُ كُلَّ هُمَامِ

صریح ذلت وخواری کی حالت میں (پڑا رہتا) جب دیکھتا کہ سفید (چمکتی ہوئی) تلواریں۔ مستقل مزاج سرداروں کو ہانکتی لئے جارہی ہیں۔

بِيَدَىْ أَغَرَّ إِذَا نَتَمٰى لَمْ يُخْزِهِ نَسَبُ الْقِصَارِ سَمَيْدَعٍ مِقْدَامِ

(وہ تلواریں) ہر اس چمکتے ہوئے چہرے والے کے ہاتھوں میں ہوتیں جو اپنا نسب بیان کرے تو اسے کم ہمت لوگوں کی جانب منسوب ہونے کی ذلت نہ نصیب ہوتی (یعنی اس کے آبا واجداد تمام باہمت تھے) اس سردار کے ہاتھ میں ہوتی جو (دشمن کی پروانہ کرکے) آگے بڑھنے والا ہے۔

بِيْضٌ إِذَا لَاقَتْ حَدِيْدًا صَمَّمَتْ كَالْبَرْقِ تَحْتَ ظِلَالِ كُلِّ غَمَامِ

وہ ایسی سفید (چمکتی ہوئی تلواریں) ہیں کہ جب لوہے سے وہ ملتی ہیں تو اسے کاٹ کر نیچے اتر جاتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابر کے ٹکڑوں کے سائے کے نیچے بجلی (چمک رہی) ہے۔

بقول ابن ہشام کے الحارث بن ہشام نے اس کے جواب میں یہ اشعار کہے۔

الْقَوْمِ أَعْلَمُ مَا تَرَكْتُ قِتَالَهُمْ حَتّٰى حَبَوْا مُهْمَرِىْ بِأَشْقَرَ مُزْبِدِ

تمام لوگ جانتے ہیں کہ میں نے اس وقت تک جنگ ترک نہیں کی جب تک کہ ان لوگوں نے میرے بچھیرے کو سرخ کف دار (خون) میں آلودہ نہ کر دیا۔

وَعَرَفْتُ أَنِّىْ إِنْ أُقَاتِلْ وَاحِدًا أُقْتَلْ وَلَا يُنْكِىْ عَدُوِّىْ مَشْهَدِىْ

اور میں نے جان لیا کہ اگر میں اکیلا جنگ کرتا رہوں گا تو قتل ہو جاؤں گا اور میرا جنگ میں موجود رہنا میرے دشمن کو کس طرح مجبور نہیں کرے گا۔

فَصَدَدْتُ عَنْهُمْ وَالْأَحِبَّةُ فِيْهِمْ طَمَعًا لَهُمْ بِعِقَابِ يَوْمٍ مُفْسِدِ

تو میں نے ان سے منہ پھیر لیا حالانکہ احباب ان میں (پڑے ہوئے) تھے۔ اس امید پر کہ کسی اور فساد کے موقع پر ان سے بدلہ لیا جا سکے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ الحارث نے یہ اشعار جنگ بدر سے اپنے بھاگنے کے عذر میں کہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے حسان کے قصیدے میں سے آخر کے تین شعر فحش ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیئے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ[1] نے یہ بھی کہا ہے۔

لَقَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ يَوْمَ بَدْرٍ ۔۔۔ غَدَاةَ الْأَسْرِ وَالْقَتْلِ الشَّدِيْدِ

بدر کے دن جو قید کرنے اور خوب قتل کرنے کا دن تھا قریش نے جان لیا۔

بِأَنَّا حِيْنَ تَشْتَجِرُ الْمَوَالِيْ ۔۔۔ حُمَاةُ الْحَرْبِ يَوْمَ أَبِي الْوَلِيْدِ

کہ ہم شیران جنگ ہیں نیزوں کے سرایک دوسرے سے مل جاتے ہیں خاص کر ابوالولید کے روز (کو یاد کرو)۔

قَتَلْنَا ابْنَيْ رَبِيْعَةَ يَوْمَ سَارَا ۔۔۔ إِلَيْنَا فِيْ مُضَاعَفَةِ الْحَدِيْدِ

جس روز ربیعہ کے دونوں بیٹے لوہے کی دہری (زرہوں) میں ہمارے مقابلے کے لئے چلے تو ہم نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔

وَفَرَّبِهَا حَكِيْمٌ يَوْمَ جَالَتْ ۔۔۔ بَنُوالنَّجَّارِ تَخْطِرَ كَالْأُسُوْدِ

اور جب بنی النجار شیروں کی طرح ناز سے جولانیاں دکھانے لگے تو حکیم وہاں سے بھاگ گیا۔

وَوَلَّتْ ذَاكَ جُمُوْعُ فِهْرٍ ۔۔۔ وَأَسْلَمَهَا الْحُوَيْرِثُ مِنْ بَعِيْدِ

اور اس وقت تمام بنی فہر نے پیٹھ پھیری اور حویرث نے تو دور ہی سے انہیں چھوڑ دیا۔

لَقَدْ لَا قَيْتُمْ ذُلًّا وَ قَتْلًا ۔۔۔ جَهِيْزًا نَافِذًا تَحْتَ الْوَرِيْدِ

تمہیں ذلت اور ایسے تیز قتل کا سامنا ہوا جو تمہاری رگ گلو کے اندر سرایت کر گیا۔

وَكُلُّ الْقَوْمِ قَدْ وَلَّوْا جَمِيْعًا ۔۔۔ وَلَمْ يَلْوُوا عَلَى الْحَسَبِ التَّلِيْدِ

اور ساری کی ساری قوم نے مل کر پیٹھ پھیر دی۔ اور باپ دادا کی عزت کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔

اور حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

يَا حَارِ قَدْ عَوَّلْتَ غَيْرَ مُعَوَّلٍ ۔۔۔ عِنْدَ[2] الْهِيَاجِ وَسَاعَةَ الْأَحْسَابِ

اے حارث! تو نے جنگ و فساد کے وقت بھروسہ کے ناقابل (لوگوں) پر بھروسہ کیا۔

إِذْ تَمْتَطِي سُرُحَ الْيَدَيْنِ نَجِيْبَةً ۔۔۔ مَرْطَى الْجِرَاءِ طَوِيْلَةَ الْأَقْرَابِ

(ایسے وقت میں) جب تو کشادہ قدم شریف۔ تیز رفتار اور لمبی پیٹھ والی (گھوڑی) پر سواری کرتا ہے۔

وَالْقَوْمُ خَلْفَكَ قَدْ تَرَكْتَ قِتَالَهُمْ ۔۔۔ تَرْجُو النَّجَاءَ وَلَيْسَ حِيْنَ ذَهَابِ

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں "عند" کے بجائے "عبد" لکھنا تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

بچ کر نکل جانے کی امید میں تو نے لوگوں سے جنگ و مقابلہ چھوڑ دیا حالانکہ لوگ تیرے پیچھے ہی تھے اور وہ وقت (تیرے) (بھاگ) جانے کا نہ تھا۔

أَلَّا عَطَفْتَ عَلَى ابْنِ أُمِّكَ إِذْثَوى قَعْصَ الْأَسِنَّةِ ضَائِعَ الْأَسْلَابِ

کہ تو نے اپنی ماں کے بیٹے کی جانب بھی مڑ کر نہ دیکھا جبکہ وہ پیوند خاک نیزوں کے نیچے موت کے منہ میں تھا (اور اس کے پاس جو کچھ تھا) لوٹ میں برباد ہو رہا تھا۔

عَجِلَ الْمَلِيْكُ لَهٗ فَأَهْلَكَ جَمْعَهٗ بِشَنَارِ مُخْزِيَةٍ[1] وَ سُوْءِ عَذَابِ

مالک (الملک) نے اس کو بدنام کرنے والی رسوائی اور فوری بدترین عذاب میں مبتلا کر دیا اور اس کے جتھے کو برباد کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے اس میں سے ایک بیت فحش کی بنا پر چھوڑ دی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

مُسْتَشْعِرِیْ حَلَقَ الْمَاذِیِّ یَقْدُمُهُمْ جَلْدُ النَّحِيْزَةِ مَاضٍ غَيْرُ رِعْدِيْدِ

ان لوگوں کے آگے آگے ایک شخص تھا جو سفید اور جسم سے لگی ہوئی نرم کڑیوں کی زرہ پہنے قوی مزاج، ہر ارادے کو پورا کرنے والا تھا۔ بزدل نہ تھا۔

أَعْنِیْ رَسُوْلَ اِلٰهِ الْخَلْقِ فَضَّلَهٗ عَلَى الْبَرِيَّةِ بِالتَّقْوٰى وَبِالْجُوْدِ

(صفات مذکور سے) میری مراد معبود خلق کے رسول (کی ذات مبارک) سے ہے جس کو اس نے مخلوق پر تقویٰ اور سخاوت کے سبب سے فضیلت دی ہے۔

لَقَدْ زَعَمْتُمْ بِأَنْ تَحْمُوْا ذِمَارَكُمْ وَمَاءُ بَدْرٍ زَعَمْتُمْ غَيْرُ مَوْرُوْدِ[2]

تم نے دعویٰ کیا تھا کہ اپنی ذمہ داری کی چیزوں کی حمایت کرو گے۔ اور بدر کے چشمے کے متعلق تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ (مقام) نزول کے ناقابل ہے۔

ثُمَّ وَرَدْنَا وَلَمْ نَسْمَعْ لِقَوْلِكُمْ حَتّٰى شَرِبْنَا رِوَاءً غَيْرَ تَصْرِيْدِ

اس کے بعد ہم اس چشمے پر پہنچے اور ہم نے تمہاری بات نہیں سنی حتیٰ کہ ہم اس قدر سیراب ہوئے کہ (ہمارے لئے) پانی کی کچھ بھی کمی نہ ہوئی۔

---

[1] (الف) میں "مخزیه" کے بجائے "مجزیه" جیم سے لکھا ہے جس کے معنی جزا دینے والے کے بھی بن سکتے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) میں بجائے "مورود" کے "مردود" لکھا ہے جو معنی کو بالکل الٹ دیتا ہے۔ (احمد محمودی)

مُسْتَعْصِمِيْنَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْجَذِمٍ مُسْتَحْكَمٍ[1] مِنْ حِبَالِ اللّٰهِ مَمْدُوْدٍ

ہم ایسی رسی کو تھامے ہوئے ہیں جو ٹوٹنے والی نہیں۔ اللہ کی جانب سے دراز کی ہوئی رسیوں میں سے مضبوط رسی ہے۔

فِيْنَا الرَّسُوْلُ وَفِيْنَا الْحَقُّ نَتْبَعُهٗ حَتَّى الْمَمَاتِ وَنَصْرٌ غَيْرُ مَحْدُوْدٍ

ہم میں رسول ہے اور ہم میں حق ہے جس کی مرتے دم تک ہم پیروی کرتے رہیں گے اور (یہ) غیر محدود مدد ہے۔

وَافٍ وَمَاضٍ شِهَابٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ بَدْرٌ اَنَارَ عَلٰى كُلِّ الْاَمَاجِيْدِ

مکمل ہے تیز ہے۔ ایسا شہاب ہے جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ چودھویں رات کا ایسا چاند ہے جس نے تمام عزت وشان والوں کو روشن کر دیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کی بیت ''مستعصمین بحبل غیر منجذم'' ابوزید انصاری سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

خَابَتْ بَنُوْ أَسَدٍ وَآبَ غَزِيُّهُمْ يَوْمَ الْقَلِيْبِ بِسَوْءَةٍ وَفُضُوْحِ

بنی اسد کو ناکامی نصیب ہوئی اور ان کی جنگجو جماعت گڑھے کے روز (جنگ بدر کے روز) بدترین رسوائی کے ساتھ واپس ہوگئی۔

مِنْهُمْ أَبُو الْعَاصِيْ تَجَدَّلَ مُقْعَصًا عَنْ ظَهْرِ صَادِقَةِ النَّجَاءِ سَبُوْحِ

انہیں میں ابوالعاصی بھی تھا جو تیز رفتار۔ پیراک (گھوڑے) کی پیٹھ سے فوری موت کے لئے زمین پر گرا۔

حَيْنًا لَهٗ مِنْ مَانِعٍ بِسَلَاحِهٖ لَمَّا ثَوٰى بِمُقَامَةِ الْمَذْبُوْحِ

جب وہ ذبح کئے جانے کی جگہ گرا تو اس کے ہتھیار سے اس کی حفاظت کرنے والی صرف اس کی موت تھی۔

وَالْمَرْءَ زَمْعَةَ قَدْ تَرَكْنَ وَنَحْرُهٗ يَدْمٰى بِعَانِدٍ مُعْبَطٍ مَسْفُوْحِ

اور زمعہ جیسے کو انہوں نے ایسی حالت میں چھوڑ دیا کہ اس کے حلق سے نہ رکنے والا تازہ بہنے والا خون بہ رہا تھا۔

---

[1] خط کشیدہ دونوں مصرعے (الف) میں چھوٹ گئے ہیں۔ پہلے شعر کے پہلے مصرعے کو دوسرے شعر کے دوسرے مصرعے کے ساتھ لگا دیا گیا۔ (احمد محمودی)

مُتَوَسِّدًا حُرَّ الْجَبِيْنِ مُعَفَّرًا قَدْ عُرَّ مَارِنُ أَنْفِهِ بِقُبُوْحِ
جبیں ناز خاک آلود ہو کر زمین پر ٹکی ہوئی تھی اور ناک کی پھننگ گندگی سے آلودہ تھی۔

وَنَجَا ابْنُ قَيْسٍ فِيْ بَقِيَّةِ رَهْطِهِ بِشَفَا الرِّمَاقِ مُوَلِّيًا بِجُرُوْحِ
اور ابن قیس اپنی باقی جماعت کے ساتھ زخم خوردہ زندگی کے آخری حصے میں پیٹھ پھیر کر (بھاگا اور) بچ نکلا۔ اور حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَتٰى أَهْلَ مَكَّةَ إِبَارَتُنَا الْكُفَّارَ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرِ
کیا ایسا نہیں ہوا۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کڑے وقت کافروں کو ہمارے برباد کرنے کی خبر مکے والوں کو پہنچی (یا نہیں)۔

قَتَلْنَا سَرَاةَ الْقَوْمِ عِنْدَ مَجَالِنَا فَلَمْ يَرْجِعُوْا إِلَّا بِقَاصِمَةِ الظَّهْرِ
ہم نے اپنے حملے کے وقت اس قوم کے گنے چنے لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور وہ سب کے سب ٹوٹی ہوئی کمریں لے کر واپس ہوئے۔

قَتَلْنَا أَبَا جَهْلٍ وَعُتْبَةَ قَبْلَهُ وَشَيْبَةَ يَكْبُوْ لِلْيَدَيْنِ وَلِلنَّحْرِ
ہم نے ابوجہل کو بھی قتل کر دیا اور اس سے پہلے عتبہ کو بھی قتل کر دیا اور شیبہ تو اوندھے منہ سینے اور ہاتھوں کے بل گر رہا تھا۔

قَتَلْنَا سُوَيْدًا ثُمَّ عُتْبَةَ بَعْدَهُ وَ طُعْمَةَ أَيْضًا عِنْدَ ثَائِرَةِ الْقَتْرِ
ہم نے سوید کو قتل کر دیا پھر اس کے بعد عتبہ کو قتل کیا اور گرد و غبار اڑتے وقت طعمہ کو بھی قتل کر ڈالا۔

فَكَمْ قَدْ قَتَلْنَا مِنْ كَرِيْمٍ مُرَزَّإٍ لَهُ حَسَبٌ فِيْ قَوْمِهِ نَابِهُ الذِّكْرِ
غرض ہم نے کتنے ہی مصیبت کے مارے بڑے رتبے والوں کو قتل کر دیا جن کے کارناموں کی ان کی قوم میں بڑی شہرت تھی۔

تَرَكْنَا هُمْ لِلْعَاوِيَاتِ يَنُبْنَهُمْ وَيَصْلَوْنَ نَارًا بَعْدُ حَامِيَةَ الْقَعْرِ
ہم نے انہیں بھونکنے والوں (یعنی بھیڑیوں) کے لئے چھوڑ دیا جو بار بار ان کے پاس آتے ہیں اور اس کے بعد وہ ایسی آگ میں داخل ہوں گے جس کی گہرائی میں بلا کی گرمی ہے۔

لَعَمْرُكَ مَا حَامَتْ فَوَارِسُ مَالِكٍ وَأَشْيَاعُهُمْ يَوْمَ الْتَقَيْنَا عَلٰى بَدْرٍ
تیری عمر کی قسم۔ بدر کے روز جب ہم سے مقابلہ ہوا تو نہ مالک کے سواروں نے کچھ مدد کی نہ ان کے اور ساتھیوں نے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کی بیت "قتلنا اباجهل و عتبه بعده" ابوزید انصاری نے مجھے سنائی۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

نَجّٰی حَکِیْمًا یَوْمَ بَدْرٍ شَدُّهٗ ۔۔۔ کَفَیْحَاءِ مُنْهَرٍ مِنْ بَنَاتِ الْاَعْوَجِ

بدر کے روز حکیم کو اس کی دوڑ نے بچا لیا جس طرح الاعوج[1] نامی گھوڑی کے بچھیریوں میں سے ایک بچھیری بچ گئی تھی۔

لَمَّا رَاٰی بَدْرًا تَسِیْلُ جِلَاهُهٗ ۔۔۔ بِکَتِیْبَةٍ خَضْرَاءَ مِنْ بَلْخَزْرَجِ

جب بدر سے دیکھا کہ وادی کے کناروں سے بنی خزرج کا لشکر (یا رسالہ) امنڈا چلا آ رہا ہے (تو بھاگ کر بچ گیا)۔

لَا یَنْکِلُوْنَ اِذَا لَقُوْا اَعْدَاءَ هُمْ ۔۔۔ یَمْشُوْنَ عَانِدَةَ الطَّرِیْقِ الْمَنْهَجِ

وہ (بنی خزرج) جب اپنے دشمن کے مقابل ہوتے ہیں تو ان سے رُعب زدہ نہیں ہوتے اور شاہ راہ سے (ہٹ کر) ٹیڑھے ترچھے نہیں جاتے۔

کَمْ فِیْهِمْ مِنْ مَاجِدٍ ذِیْ مَنْعَةٍ ۔۔۔ بَطَلٍ بِمُهْلِکَةِ الْجَبَانِ الْمُحَرَجِ

ان میں کتنے ہی ایسے ہیں جو عظمت و شان والے اور اپنی آپ حفاظت کرنے والے پہلوان ہیں جو مضطرب بزدلوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔

وَ مُسَوَّدٍ یُعْطِی الْجَزِیْلَ بِکَفِّهٖ ۔۔۔ حَمَّالِ اَثْقَالِ الدِّیَاتِ مُتَوَّجٍ

اور کتنے سردار ہیں جو اپنے ہاتھوں بہت کچھ دینے والے دیتوں کے بار اٹھانے والے تاجدار ہیں۔

زَیْنِ النَّدِیِّ مُعَاوِدٍ یَوْمَ الْوَغَا ۔۔۔ ضَرْبَ الْکُمَاةِ بِکُلِّ اَبْیَضَ سَلْجَجِ

مجلس کی زینت بوقت جنگ بار بار پہلوانوں پر سفید (چمکتی ہوئی) تیز (تلوار) سے وار کرنے والے ہیں۔
ابن ہشام نے کہا کہ ان کا قول "سلجج" کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے آئی ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان نے یہ بھی کہا ہے۔

فَمَا نَخْشٰی بِحَمْدِ اللّٰهِ قَوْمًا ۔۔۔ وَاِنْ کَثُرُوْا وَاَجْمَعَتِ الزُّحُوْفُ

اللہ کے فضل سے ہم کسی قوم سے نہیں ڈرتے۔ اگر چہ وہ (کتنے ہی) زیادہ ہوں۔ اور لشکر کے لشکر جمع ہو جائیں۔

---

[1] شراح سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے الاعوج نامی گھوڑی زمانہ جاہلیت میں مشہور تھی اس کے بچھیریوں کے بچنے کا کیا قصہ ہے معلوم نہ ہوا۔ (احمد محمودی)

إِذَا مَا أَلَّبُوا جَمْعًا عَلَيْنَا كَفَانَا حَدَّهُمْ رَبٌّ رَءُ وْفٌ

جب کسی جماعت کو انہوں نے ہمارے خلاف ابھارا اور جمع کیا تو مہربان پروردگار ہمارے لئے ان کی قوت کے مقابلے میں کافی ہو گیا۔

سَمَوْنَا يَوْمَ بَدْرٍ بِالْعَوَالِيْ سِرَاعًا مَا تُضَعْضِعُنَا الْحُتُوْفُ

ہم بدر کے دن اونچے اونچے نیزے لے کر تیزی سے چھا گئے اس حالت سے کہ ہمیں موتوں (کے خوف) سے کوئی کمزوری نہ تھی۔

فَلَمْ تَرَ عُصْبَةً فِي النَّاسِ أَنْكَى لِمَنْ عَادَوْ اِذَا لَقِحَتْ كَشُوْفُ

پھر جب خواہش نہ رکھنے والی اونٹنی گابھن ہو گئی (یعنی کام ختم ہو گیا) تو انہوں نے جن سے دشمنی کی تھی انہیں سے اس قدر مقہور ہوئے کہ لوگوں میں ان سے زیادہ مقہور تو نے کسی کو نہ دیکھا ہو گا۔

وَلٰكِنَّا تَوَكَّلْنَا وَقُلْنَا مَآثِرُنَا وَمَعْقِلُنَا السُّيُوْفُ

لیکن ہم نے (اللہ پر) بھروسہ کیا اور کہا ہمارے قابل ستائش کام اور ہماری پناہ گاہ تلواریں ہیں۔

لَقِيْنَاهُمْ بِهَا لَمَّا سَمَوْنَا وَنَحْنُ عِصَابَةٌ وَهُمْ أُلُوْفٌ

جب ہم نے انہیں دور سے دیکھا تو ان سے مقابلہ کیا حالانکہ ہماری ایک چھوٹی سی جماعت تھی اور وہ ہزاروں تھے۔

اور حسان بن ثابت ہی نے بنی جمح کی ہجو اور ان کے مقتولوں کے متعلق کہا ہے۔

جَمَحَتْ بَنُوْ جُمَحٍ بِشِقْوَةِ جَدِّهِمْ إِنَّ الذَّلِيْلَ مُوَكَّلٌ بِذَلِيْلِ

بنو جمح نے اپنی بدبختی (یا اپنے دادا کی بدنصیبی) کے سبب سے سرکشی کی۔ بے شبہ ذلیل شخص (خود کو) ذلیل (صفات) ہی کے حوالے کرتا ہے۔

قُتِلَتْ بَنُوْ جُمَحٍ بِبَدْرٍ عَنْوَةً وَتَخَاذَلُوْا سَعْيًا بِكُلِّ سَبِيْلِ

بنو جمح بدر کے روز (دشمن کے) غلبے سے (بے بسی کی حالت میں) قتل کئے گئے اور انہوں نے ایک دوسرے کی امداد ترک کر دی اور ہر ایک راستے سے بھاگ گئے (یعنی جو راستہ ملا اس سے نکل بھاگے)۔

جَحَدُوا الْقُرَانَ[1] وَكَذَّبُوْا بِمُحَمَّدٍ وَاللّٰهُ يُظْهِرُ دِيْنَ كُلِّ رَسُوْلِ

---

[1] (ب) میں ''القران'' کے بجائے ''الکتاب'' ہے جو زیادہ ترجیح کے قابل ہے۔ (احمد محمودی)

انہوں نے قرآن کا انکار کیا اور محمد (رسول اللہ ﷺ) کو جھٹلایا۔ اور اللہ تو (اپنے) ہر ایک رسول کے دین کو غلبہ دیا ہی کرتا ہے۔

لَعَنَ الْإِلٰهُ أَبَا خُزَيْمَةَ وَابْنَهُ ۔۔۔ وَالْخَالِدَيْنِ وَ صَاعِدَ بْنَ عَقِيْلِ

معبود (حقیقی) نے ابوخزیمہ اور اس کے بیٹے کو ذلیل کیا اور دونوں خالدوں کو بھی اور صاعد بن عقیل کو بھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبیدہ بن الحارث بن المطلب نے جنگ بدر اور اپنے پاؤں کے کٹنے کے متعلق کہا ہے جس پر مقابلے کے لئے نکلتے وقت پر ضرب آئی تھی جب کہ وہ اور حمزہ اور علی اپنے دشمن سے مقابلے کے لئے نکلے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ان اشعار کا انکار کرتے ہیں۔

سَتُبْلَغُ عَنَّا أَهْلَ مَكَّةَ وَقْعَةٌ ۔۔۔ يَهُبُّ لَهَا مَنْ كَانَ عَنْ ذَاكَ نَائِيَا

قریب میں مکے والوں کو ہمارے متعلق ایک واقعے کی خبر پہنچے گی جس کو سن کر جو شخص بھی اس مقام سے دور ہو وہ بے چین ہو جائے گا۔

بِعُتْبَةَ إِذْ وَلّٰى وَشَيْبَةَ بَعْدَهُ ۔۔۔ وَمَا كَانَ فِيْهَا بِكْرُ عُتْبَةَ رَاضِيَا

(وہ خبر) عتبہ کے متعلق (ہوگی) جبکہ اس نے پیٹھ پھیری اور اس کے بعد شیبہ نے بھی اور اس حالت کی (بھی انہیں خبر پہنچے گی) جس میں رہنے پر عتبہ کا پہلونٹھی کا لڑکا راضی ہو گیا۔

فَإِنْ تَقْطَعُوْا رِجْلِيْ فَإِنِّيْ مُسْلِمٌ ۔۔۔ أُرَجِّيْ بِهَا عَيْشًا مِنَ اللّٰهِ دَانِيَا

پھر اگر انہوں نے میرا پاؤں کاٹ دیا تو (کوئی مضائقہ نہیں کہ) میں تو مسلم ہوں۔ اس کے عوض میں میں اللہ سے قریب ہی میں ایک قابل عظمت زندگی کا امیدوار ہوں۔

مَعَ الْحُوْرِ أَمْثَالِ التَّمَاثِيْلِ أُخْلِصَتْ ۔۔۔ مِنَ الْجَنَّةِ الْعُلْيَا لِمَنْ كَانَ عَالِيَا

(وہ زندگی) بڑی آنکھوں والیوں کے ساتھ گزرے گی جو) پتلیوں کی سی (ہوں گی) جو بلند درجہ جنتوں میں سے ان لوگوں کے لئے مخصوص ہوں گی جو بلند مرتبہ ہوں۔

وَبِعْتُ بِهَا عَيْشًا تَعَرَّفْتُ صَفْوَةَ ۔۔۔ وَعَالَجْتُهُ حَتّٰى فَقَدْتُ الْأَدَانِيَا

میں نے ان (جنتوں) کے لئے ایسی زندگی بیچ ڈالی جس کی صفائی مجھے معلوم تھی (یعنی کوئی تکلیف کی زندگی نہ تھی) اور میں نے اس معاملے میں (اس قدر) کوشش کی کہ قریب والوں (رشتہ داروں تک) کو کھو دیا۔

وَاَكْرَمَنِي الرَّحْمٰنُ مِنْ فَضْلِ مَنِّهِ   بِثَوْبٍ مِنَ الْاِسْلَامِ غَطّٰى الْمَسَاوِيَا

اور رحمٰن نے اپنے فضل و (کرم) سے مجھے (ایسے) خلعت اسلام سے سرفراز فرمایا جس نے (میری تمام) برائیوں کو ڈھانک لیا۔

وَمَا كَانَ مَكْرُوْهًا اِلٰى قِتَالِهِمْ   غَدَاةَ دَعَا الْاَكْفَاءَ مَنْ كَانَ دَاعِيَا

اور جس روز بلانے والے نے (اپنے) ہمسروں کو (مقابلے کے لئے) بلایا۔ مجھے ان لوگوں سے جنگ کرنا کچھ برا نہ معلوم ہوا۔

وَلَمْ يَبْغِ اِذْ سَالُو النَّبِيَّ سَوَاءَ نَا   ثَلَاثَتُنَا حَتّٰى حَضَرْنَا الْمُنَادِيَا

جب انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مطالبہ کیا تو آپ نے ہم تینوں کے سوا اور کسی کو طلب نہیں فرمایا (یا ہم تینوں کے مماثل لوگوں کو طلب نہیں فرمایا) حتیٰ کہ ہم پکارنے والے کے پاس حاضر ہو گئے۔

لَقِيْنَاهُمْ كَالْاُسْدِ تَخْطِرُ بِالْقَنَا   نُقَاتِلُ فِي الرَّحْمٰنِ مَنْ كَانَ عَاصِيَا

ہم نیزے لے کر شیروں کی طرح اکڑ کر چلتے ہوئے ان سے جا ملے۔ اور جو نافرمان تھا ہم اس سے رحمٰن کے لئے جنگ کرنے لگے۔

فَمَا بَرِحَتْ اَقْدَامُنَا مِنْ مَقَامِنَا   ثَلَاثَتِنَا حَتّٰى اُزِيْرُوا الْمَنَائِيَا

غرض ہم تینوں اپنے (اپنے) مقاموں پر ڈٹے رہے یہاں تک کہ (ان کی) موتوں سے ملاقات کرادی گئی (یعنی مار ڈالا)۔

ابن ہشام نے کہا کہ جب ابوعبیدہ کے پاؤں پر چوٹ لگی تو انہوں نے کہا۔ سنو تو اللہ کی قسم! اگر ابوطالب آج ہوتے تو وہ جان لیتے کہ میں اس قول کا ان سے زیادہ حق دار ہوں جو انہوں نے کسی وقت کہا تھا۔

كَذَبْتُمْ وَ بَيْتِ اللّٰهِ نُبْزٰى مُحَمَّدًا   وَلَمَّا نُطَاعِنُ دُوْنَهٗ وَنُنَاضِلِ

بیت اللہ کی قسم تم نے جھوٹ کہا کہ ہم سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زبردستی چھین لیا جائے گا۔ اور ابھی تو ہم نے ان کے بچاؤ کے لئے نیزہ بازی کی اور نہ تیراندازی۔

وَ نُسْلِمُهٗ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ   وَنَذْهَلَ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

(تم نے جھوٹ کہا کہ) ہم انہیں (تمہارے) حوالے کر دیں گے۔ (ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا) یہاں تک کہ ہم ان کے اطراف پچھڑ جائیں اور اپنے بچوں اور بیویوں سے غافل ہو جائیں۔

اور یہ دونوں بیتیں ابوطالب کے ایک قصیدے میں سے ہیں۔ جنہیں ہم نے سابق میں اسی کتاب میں

ذکر کر دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عبیدہ بن الحارث اپنے پاؤں پر آفت آنے کے سبب سے بدر کے روز شہید ہو گئے تو کعب بن مالک الانصاری نے ان کے مرثیے میں کہا ہے۔

أَيَا عَيْنُ جُوْدِيْ وَلَا تَبْخَلِي بِدَمْعِكِ حَقًّا وَلَا تَنْزُرِيْ

اے آنکھ اپنے آنسو سے سخاوت کر کہ ان کے لئے یہی دیا ہے اور بخل و کوتاہی نہ کر۔

عَلٰى سَيِّدٍ هَدَّنَا هُلْكُهٗ كَرِيْمِ الْمَشَاهِدِ وَالْعُنْصُرِ

ایسے سردار پر جس کی موت نے ہمیں ڈھیر کر دیا۔ جو نسب اور جنگی کارناموں کے لحاظ سے نہایت ہی شریف تھا۔

جَرِئُ الْمُقَدَّمِ شَاكِي السِّلَاحِ كَرِيْمِ الثَّنَاطِيْبِ الْمِكْسِرِ

پیش قدمی کرنے میں جری' تیز ہتھیار والا' بہترین محامد والا' تفتیش اور تجربے کے بعد بھی بہترین ثابت ہونے والا۔

عُبَيْدَةَ أَمْسٰى وَلَا نَرْتَجِيْهِ لِعُرْفٍ عَرَانَا وَلَا مُنْكَرِ

عبیدہ پر جو شام کے وقت اب ایسی حالت میں ہو گیا ہے کہ ہم پر کوئی خوش حالی یا کوئی بدحالی نازل ہو تو ہم اس سے کسی طرح امید نہیں کر سکتے۔

وَقَدْ كَانَ يَحْمِيْ غَدَاةَ الْقِتَا لِ حَامِيَةَ الْجَيْشِ بِالْمِبْتَرِ

حالانکہ جنگ کی صبح میں وہ تلوار سے لشکر کی حمایت میں مصروف تھا۔

کعب بن مالک نے جنگ بدر کے متعلق یہ بھی کہا ہے۔

أَلَا هَلْ أَتٰى غَسَّانَ فِيْ نَأْيِ دَارِهَا وَ أَخْبَرُ شَيْءٍ بِالْأُمُوْرِ عَلِيْمُهَا

ذرا سنو تو! کیا بنی غسان کو ان کے گھروں کی دوری کے باوجود یہ خبر پہنچ چکی ہے۔ اور کسی چیز کی خبر تو وہی شخص اچھی طرح دے سکتا ہے جو اسے خوب جانتا ہو۔

بِأَنْ قَدْ رَمَتْنَا عَنْ قِسِيِّ عَدَاوَةٍ مَعَدٌّ مَعًا جُهَّالُهَا وَحَلِيْمُهَا

کہ بنی معد کے جاہلوں اور متین دونوں قسم کے افراد نے دشمنی کے سبب سے ہمیں تیروں کا نشانہ بنایا۔

لِأَنَّا عَبَدْنَا اللّٰهَ لَمْ نَرْجُ غَيْرَهٗ رَجَاءَ الْجِنَانِ إِذْ أَتَانَا زَعِيْمُهَا

اس لئے کہ جب ہمارے پاس اللہ کا رسول آیا تو ہم نے جنت کی امید میں اللہ کے سوا کسی اور سے امید نہ رکھی اور اسی کی غلامی اختیار کر لی۔

نَبِیٌّ لَهٗ فِیْ قَوْمِهٖ اِرْثُ عِزَّةٍ وَاَعْرَاقُ صِدْقٍ هَذَّبَتْهَا اُرُوْمُهَا

وہ ایسا نبی ہے کہ اسے اپنی قوم میں موروثی عزت حاصل ہے اور سچے صفات والا ہے جن کو اس کے اصول نے مہذب بنا دیا ہے۔

فَسَارُوْا وَ سِرْنَا فَالْتَقِیْنَا کَاَنَّنَا اُسُوْدُ لِقَاءٍ لَا یُرَجّٰی کَلِیْمُهَا

پس وہ بھی چلے اور ہم بھی چلے اور ان سے ہم اس طرح مقابل ہوئے۔ گویا مقابلے کے لئے ایسے شیر ہیں کہ جن کے زخم خوردہ (کے بچنے) کی امید نہیں کی جاتی۔

ضَرَبْنَا هُمْ حَتّٰی هَوٰی فِیْ مَکَرِّنَا لِمَنْخِرِ سَوْءٍ مِنْ لُؤَیٍّ عَظِیْمُهَا

ہم نے ان پر یہاں تک شمشیرزنی کی کہ ہمارے حملے میں بنی لوئ کا بڑا (سردار) اوندھے منہ بری طرح گڑھے میں جا گرا۔

فَوَلَّوْا وَدُسْنَاهُمْ بِبِیْضٍ صَوَارِمٍ سَوَاءٌ عَلَیْنَا حِلْفُهَا وَصَمِیْمُهَا

پس انہوں نے پیٹھ پھیری اور ہم نے چمکتی تلواروں سے انہیں پامال کیا اور ہمارے لئے ان میں اصلی افراد اور ان کے حلیف دونوں برابر تھے۔ (ہم نے دونوں کو پامال کیا)۔

اور کعب نے یہ بھی کہا ہے۔

لَعَمْرُ اَبِیْکُمَا یَا ابْنَیْ لُؤَیٍّ عَلٰی زَهْوٍ لَدَیْکُمْ وَانْتِخَاءٍ

اے بنی لوی کے دونوں لڑکو! تم دونوں کے باپ کی قسم! باوجود اس کے کہ تم میں (اپنی قوتوں پر) گھمنڈ اور تکبر تھا۔

لَمَا حَامَتْ فَوَارِسُکُمْ بِبَدْرٍ وَلَا صَبَرُوْا بِهٖ عِنْدَ اللِّقَاءِ

(مقام) بدر میں تمہارے سواروں نے (تمہاری) کوئی حفاظت نہیں کی۔ اور نہ مقابلے کے وقت وہاں وہ جم سکے۔

وَ رَدْنَاهُ بِنُوْرِ اللّٰهِ یَجْلُوْ رُجَی الظَّلْمَاءِ عَنَّا وَالْغِطَاءِ

ہم اپنے ساتھ اللہ کا نور لے کر اس مقام پر پہنچے ہیں جو اندھیری رات کی تاریکی اور پردوں کو ہم سے دور کر رہا تھا۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ یَقْدُمُنَا بِاَمْرٍ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اُحْکِمَ بِالْقَضَاءِ

(وہ نور) اللہ تعالیٰ کا رسول تھا جو اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے کسی حکم کے تحت ہمارے آگے چل رہا تھا جس کو قضا (وقدر) سے مستحکم کر دیا گیا ہے۔

فَمَا ظَفِرَتْ فَوَارِسُکُمْ بِبَدْرٍ وَمَا رَجَعُوْا اِلَیْکُمْ بِالسَّوَاءِ

بدر میں تمہارے سواروں نے نہ فتح حاصل کی (اور) نہ وہ تمہاری جانب صحیح وسالم لوٹے۔

فَلَا تَعْجَلْ أَبَا سُفْیَانَ وَارْقُبْ جِیَادَ الْخَیْلِ تَطْلُعُ مِنْ کَدَاءِ

پس اے ابوسفیان جلدی نہ کر اور مقام کداء سے بہترین گھوڑوں کے چڑھ آنے کا انتظار کر۔

بِنَصْرِ اللّٰهِ رُوْحُ الْقُدُسِ فِیْهَا وَمِیْکَالٌ فَیَاطِیْبَ الْمَلَاءِ

(وہ سوار) خدائی مدد ساتھ لئے ہوئے ہوں گے اور ان میں روح القدس اور میکائیل ہوں گے پس یہ کیسی بہترین جماعت ہے۔

اور طالب بن ابی طالب نے رسول اللہ ﷺ کی ستائش اور جنگ بدر میں قلیب والے افراد قریش پر مرثیے کے طور پر کہا ہے۔

أَلَا إِنَّ عَیْنِیْ أَنْفَدَتْ دَمْعَهَا سَکْبًا تُبَکِّیْ عَلٰی کَعْبٍ وَمَا إِنْ تَرٰی کَعْبًا

سنو! کہ میری آنکھ نے بنی کعب پر رو رو کر اس قدر آنسو بہائے کہ آنسو ختم ہو گئے لیکن اس کو بنی کعب میں سے کوئی فرد نظر نہیں آتا۔

أَلَا إِنَّ کَعْبًا فِی الْحُرُوْبِ تَخَاذَلُوْا وَأَرْدَاهُمْ ذَا الدَّهْرِ وَاجْتَرَحُوْا ذَنْبًا

سنو! کہ بنی کعب نے جنگوں میں ایک دوسرے کی مدد چھوڑ دی اور انہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تو اس زمانے نے ان کو ہلاک کر دیا۔

وَعَامِرُ تَبْکِیْ لِلْمُلِمَّاتِ غُدْوَةً فَیَالَیْتَ شِعْرِیْ هَلْ أَرٰی لَهُمَا قُرْبًا

اور بنی عامر کی یہ حالت ہے کہ صبح سویرے آفتوں کے نزول کے سبب روتے رہتے ہیں۔ کاش مجھے خبر ہوتی کہ کیا ان دونوں (قبیلوں) کو کبھی نزدیک سے دیکھ سکوں گا۔

هُمَا أَخَوَایَ لَنْ یُعَدَّ لِغَیَّةٍ تُعَدُّ وَلَنْ یُسْتَامَ جَارُهُمَا غَصْبًا

وہ دونوں (قبیلے) میرے بھائی ہیں (اور ایسے بھائی کہ جب دوسرے لوگوں کی نسبت ان کے باپ کے سوا کسی اور کی جانب کی جاتی ہے تو) ان کی نسبت ان کے باپ کے سوا کسی اور کی جانب ہرگز نہیں کی جاتی۔ اور ان کے پڑوسی کے مال واسباب کے چھین لینے کے متعلق کوئی سوال بھی نہیں کیا جاتا۔

فَیَا أَخَوَیْنَا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلًا فِدًی لَکُمَا لَا تَبْعَثُوْا بَیْنَنَا حَرْبًا

پس اے ہمارے بھائیو! اے بنی عبد شمس اور اے بنی نوفل۔ میں تم دونوں کے لئے فدا ہو جاؤں

ہمارے درمیان آپس میں جنگ نہ برپا کرو۔

وَلَا تُصْبِحُوْا مِنْ بَعْدِ وُدٍّ اُلْفَةٍ أَحَادِيْثَ فِيهَا كُلُّكُمْ يَشْتَكِي النَّكْبَا

اور (آپس میں) محبت واتحاد کے بعد (عبرت انگیز) واقعات کی صورت اختیار نہ کرلو کہ جس میں تم میں سے ہر شخص ادبار و بربادی کی شکایت کرتا رہے۔

أَلَمْ تَعْلَمُوْا مَا كَانَ حَرْبِ دَاحِسٍ وَحَبَيْشِ أَبِيْ يَكْسُوْمَ اِذْ مَلَوُا الشِّعْبَا

کیا تم لوگوں کو جنگ داحس کا انجام معلوم نہیں اور ابو یکسوم کے لشکر کے واقعات کی خبر نہیں جب انہوں نے پہاڑوں کے درمیانی راستے کو بھر دیا تھا۔

فَلَوْلَا دِفَاعُ اللّٰهِ لَا شَيْءَ غَيْرُهٗ لَأَصْبَحْتُمْ لَا تَمْنَعُوْنَ لَكُمْ سِرْبَا

پس اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدافعت نہ ہوتی جس کا غیر کوئی ہے ہی نہیں تو تمہاری یہ حالت ہو جاتی کہ تم اپنی بیویوں تک کی حفاظت نہ کر سکتے۔

فَمَا إِنْ جَنَيْنَا فِيْ قُرَيْشٍ عَظِيْمَةً سِوٰى أَنْ حَمَيْنَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ التُّرْبَا

بجز اس کے کہ ہم نے روئے زمین پر چلنے والوں میں سے بہترین فرد کی حمایت کی قریش کا ہم نے کوئی بڑا جرم تو نہیں کیا تھا۔

أَخَاثِقَةٍ فِي النَّائِبَاتِ مُرَزَّاً كَرِيْمًا ثَنَاهُ لَا بَخِيْلًا وَلَا ذَرْبَا

(ہم نے اس فرد کی حمایت کی جو) شریف اور آفتوں کے موقعوں پر بھروسے کے قابل۔ تعریف وتوصیف کے لحاظ سے بڑے مرتبے کا ہے۔ (وہ) نہ بخیل ہے (اور) نہ فسادی۔

يُطِيْفُ بِهِ الْعَافُوْنَ يَغْشَوْنَ بَابَهٗ يَؤُبُوْنَ نَهْرًا لَا نَزُوْرًا وَلَا صَرْبًا

اس کے دروزے پر مانگنے والوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے وہ ایسی نہر پر آ کر جاتے ہیں جس کا پانی تھوڑا ہے اور نہ سوکھ جانے والا۔

فَوَاللّٰهِ لَا تَنْفَكُّ نَفْسِيْ حَزِيْنَةً تَمَلْمَلُ حَتّٰى تَصْدُقُو الْخَزْرَجَ الضَّرْبَا

بخدا میرا نفس (اس وقت تک) غمگین اور بے قرار رہے گا جب تک کہ تم لوگ خزرج پر ایک کاری ضرب نہ لگاؤ۔

اور ضرار بن الخطاب الفہری نے ابو جہل بن ہشام پر مرثیہ کہا ہے۔

أَلَا مَنْ لَعِيْنٍ بَاتَتِ اللَّيْلَ لَمْ تَنَمْ تُرَاقِبُ نَجْمًا فِيْ سَوَادٍ مِنَ الظُّلَمْ

ارے لوگو! اس آنکھ کے لئے جس نے اندھیری رات میں تاروں کو دیکھتے ہوئے رات میں

تاروں کو دیکھتے ہوئے رات گزار دی اور آنکھ سے آنکھ نہ لگی۔ کوئی (تسلی دینے والا بھی) ہے۔

كَأَنَّ قَذًى فِيهَا وَلَيْسَ بِهَا قَذًى سِوٰى عِبْرَةٍ مِنْ جَائِلِ الدَّمْعِ تَنْسَجِمِ

(اس آنکھ کی حالت یہ ہے کہ) گویا اس میں خس وخاشاک پڑ گیا ہے حالانکہ اس جلن کے سوا جو آنسوؤں کو ابھار کر بہاتی جاتی ہے کوئی خس وخاشاک نہیں۔

فَبَلِّغْ قُرَيْشًا أَنَّ خَيْرَ نَدِيِّهَا وَأَكْرَمَ مَنْ يَمْشِيْ بِسَاقٍ عَلٰى قَدَمْ

غرض قریش کو یہ خبر پہنچا دے کہ اس کی مجلس کا بہترین شخص اور پنڈلی سے قدم پر چلنے والوں میں سے شریف ترین شخص۔

ثَوٰى[1] يَوْمَ بَدْرٍ رَهْنَ خَوْصَاءَ رَهْنُهَا كَرِيْمَ الْمَسَاعِيْ غَيْرُ وَغْدٍ وَلَا بَرَمْ[2]

بدر کے روز تنگ گڑھے میں رہن ہو گیا جو شریفانہ دوڑ دھوپ کرنے والا تھا۔ نہ سفلہ تھا اور نہ بخیل تھا۔

فَآلَيْتَ لَا تَنْهَلُّ عَيْنِيْ بِعَبْرَةٍ عَلٰى هَالِكٍ بَعْدَ الرَّئِيْسِ أَبِي الْحَكَمْ

پس میں نے قسم کھائی ہے کہ ہلاک شدہ سردار قوم ابوالحکم کے بعد کسی اور پر میری آنکھ آنسو نہ بہائے گی۔

عَلٰى هَالِكٍ أَشْجٰى لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ أَتَتْهُ الْمَنَايَا يَوْمَ بَدْرٍ فَلَمْ يَرِمْ

اس ہلاک ہونے والے پر جو بنی لوی بن غالب میں سب سے زیادہ بہادر تھا۔ بدر کے روز موتیں اس کے پاس آ گئیں اور وہ وہاں سے جدا نہ ہوا۔

تَرٰى كِسَرَ الْخَطِّيِّ فِيْ نَحْرِ مُهْرِهٖ لَدٰى بَائِنٍ مِنْ لَحْمِهٖ بَيْنَهَا خِذَمْ[3]

تو اس کے بچھیرے کے حلق میں خطی نیزے کے ٹکڑے اس مقام پر دیکھے گا جہاں سے اس کا گوشت الگ ہوتا ہے اور اسی مقام پر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔

وَمَا كَانَ لَيْثٌ سَاكِنٌ بَطْنَ بِيشَةٍ لَدَى غَلَلٍ يَجْرِيْ بِبَطْحَاءَ فِيْ أَجَمْ

جھاڑی میں بطحاء سے بہک کر آنے والے نالے کے پاس شیر کے رہنے کے جنگل میں کوئی شیر

---

[1] (الف) میں ''تَوی'' تائے مثناۃ فوقانیہ سے ہے جو تحریف کاتب ہے کیونکہ توی بمعنی هلك ۔ سمع سے آیا ہے۔ ضرب سے کسی لغت میں نہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں ''یوم'' یائے مثناۃ تحتانیہ سے لکھا ہے جس کے یہاں کوئی مناسب معنی نہیں معلوم ہوتے۔ (احمد محمودی)

[3] (الف) میں خدم دال مہملہ سے ہے۔ جس کے کوئی مناسب معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ (احمد محمودی)

ایسا نہ تھا نہ۔

بِأَجْرَأَ مِنْهُ حِينَ تَخْتَلِفُ الْقَنَا   وَتُدْعَى نَزَالِ فِي الْقَمَاقِمَةِ الْبُهَمْ

اس سے زیادہ جرأت والا ہو جبکہ نیزے دونوں جانب سے چل رہے ہوں اور بہادر سرداروں کے درمیان میدان میں مقابلے کے لئے میدان میں آ ؤ کی آواز بلند ہو رہی ہو۔

فَلَا تَجْزَعُوْا آلَ الْمُغِيْرَةِ وَاصْبِرُوْا   عَلَيْهِ وَمَنْ يَجْزَعْ عَلَيْهِ فَلَمْ يُلَمْ

اے آل مغیرہ بے چینی۔ بے قراری (کا اظہار) نہ کرو اور اس پر صبر کرو۔ اور کوئی شخص اس پر بے قراری (کا اظہار) کرے بھی تو اس پر کوئی ملامت نہ ہوگی۔

وَجِدُّوْا فَإِنَّ الْمَوْتَ مُكْرُمَةٌ لَكُمْ   وَمَا بَعْدَهُ فِيْ آخِرِالْعَيْشِ مِنْ نَدَمْ

اور کوشش کرتے رہو کیونکہ موت تمہارے لئے باعث عزت ہے۔ اور موت کے بعد بھی دوسری زندگی میں کو پچھتانے کی بات نہیں۔

وَقَدْ قُلْتُ إِنَّ الرِّيْحَ طَيِّبَةٌ لَكُمْ   وَعِزَّ الْمُقَامِ غَيْرَ شَكٍّ لِذِىْ فَهَمْ

اور میں نے کہہ دیا ہے (یا میری یہ پیشین گوئی ہے) اور عقلمندوں کے پاس اس میں کسی قسم کا شبہہ نہیں ہے کہ ہوا تمہاری ہی بندھی رہے گی اور عزت کا مقام تمہارے ہی لئے ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ضرار کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ الحارث بن ہشام نے اپنے بھائی ابو جہل پر مرثیہ کہا ہے۔

أَلَا يَالَهْفَ نَفْسِىْ بَعْدَ عَمْرٍو   وَهَلْ يُغْنِى التَّلَهُّفُ مِنْ قَتِيْلٍ[1]

اے نفس! عمرو کے بعد تیرے رہ جانے پر افسوس ہے۔ لیکن مرنے والے پر افسوس کرنے سے مرنے والے کو کیا فائدہ۔

يُخَبِّرُ فِي الْمُخَبِّرُ أَنَّ عَمْرًا   أَمَامَ الْقَوْمِ فِىْ جَفْرٍ[2] مُحِيْلِ

خبر دینے والے (مجھے) خبر دیتے ہیں کہ عمرو قوم کے سامنے ایک منہدم باؤلی (یا گڑھے) میں تھا۔

فَقَدْ مَا كُنْتُ أَحْسَبُ ذَاكَ حَقًّا   وَأَنْتَ لِمَا تَقَدَّمَ غَيْرُ فِيْلِ

---

[1] (ب) میں ''فتیل'' فے سے ہے۔ جس کے معنی یہ ہوں گے کہ ذرا بھی فائدہ ہو سکتا ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں ''حفر'' با حاء حطی ہے جس کے معنی گڑھے کے ہیں اور (ب ج د) میں ''جفر'' با جیم ہے۔ جس کے معنی غیر پختہ باؤلی کے ہیں۔ (احمد محمودی)

میں پہلے ہی اس بات کو حق سمجھتا تھا اور تیری حالت پہلے ہی سے یہ تھی کہ تو فاسد رائے رکھنے والا نہ تھا۔

وَكُنْتُ بِنِعْمَةٍ مَا دُمْتَ حَيًّا فَقَدْ خُلِّفْتَ فِيْ دَرَجِ الْمَسِيْلِ

اور جب تک تو زندہ تھا میں ناز ونعمت کی حالت میں تھا اور اب تو تو ذلت کی حالت میں چھوڑ دیا گیا ہے۔

كَأَنِّيْ حِيْنَ أُمْسِيْ لَا أَرَاهُ ضَعِيْفُ الْعَقْدِ ذُوْهَمٍّ طَوِيْلِ

جب میری یہ حالت ہوگئی کہ میں تجھے نہیں دیکھ رہا ہوں تو میری حالت ایسی ہوگئی ہے گویا مجھ میں کوئی عزم ہی نہیں رہا اور بڑی فکر میں مبتلا ہوگیا۔

عَلٰى عَمْرٍو إِذَا أَمْسَيْتُ يَوْمًا وَطَرْفٍ مِنْ تَذَكُّرِهِ كَلِيْلِ

جب میں کسی روز عمرو کا خیال کرتا ہوں (اور اس کی یاد آتی ہے) تو میری آنکھیں اس کی یاد میں ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ وہ تھکی ہوئی ہیں (یعنی بجز اس کے خیال کے اور کوئی چیز مجھے نظر نہیں آتی)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر نے الحارث بن ہشام کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کیا ہے۔اور جس شعر میں ''جفر '' ہے اس کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے لی ہوئی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوبکر بن الاسود بن شعوب اللیثی نے جس کا نام شداد ابن الاسود تھا کہا ہے۔

فَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ

بدر کے گڑھے کے پاس گانے والی لونڈیاں اور شراب پینے والے کیسے کیسے معزز افراد موجود تھے۔

وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ مِنَ الشِّيْزٰى تُكَلَّلُ بِالسَّنَامِ

بدر کے گڑھے کے پاس شیشم (یا آبنوس) کے پیالوں میں کوہانوں کے گوشت کیسے چوٹی دار بھرے ہوئے تھے۔

وَكَمْ لَكَ بِالطَّوِيِّ طَوِيِّ بَدْرٍ مِنَ الْحَرْمَاتِ وَالنَّعَمِ الْمُسَامِ

بدر کے پختہ باؤلی کے پاس بغیر کسی چرواہے کے مطلق النان چرنے والے اونٹوں اور دوسرے چوپایوں کے کتنے گلے تھے۔

وَكَمْ لَكَ بِالطَّوِيِّ طَوِيِّ بَدْرٍ مِنَ الْغَايَاتِ وَالدُّسُعِ الْعِظَامِ

بدر کی پختہ باؤلی کے پاس کیسی انتہائی تو تیں اور بڑے بڑے عطیے تھے۔

وَ أَصْحَابِ الْكَرِيْمِ أَبِيْ عَلِيٍّ أَخِي الْكَأْسِ الْكَرِيْمَةِ وَالنِّدَامِ

اور شریف ابوعلی کے کتنے ساتھی تھے جو بہترین شراب پینے والے اور ہم نشیں تھے۔

وَأَنَّكَ لَوْ رَأَيْتَ أَبَاعَقِيلٍ وَأَصْحَابَ الثَّنِيَّةِ مِنْ نَعَامِ

اور کاش تو نے ابو عقیل اور مقام نعام کے دونوں پہاڑوں کے درمیان رہنے والوں کو دیکھا ہوتا۔

إِذًا لَظَلِلْتَ مِنْ وَجْدٍ عَلَيْهِمْ كَأُمِّ السَّقْبِ جَائِلَةِ الْمَرَامِ

تو اونٹ کے بچے کی ماں کی طرح حصول مقصد (کی امید) میں تو ان پر وجد کرنے لگتا۔

يُخَبِّرُنَا الرَّسُوْلُ لَسَوْفَ نَحْيٰى وَكَيْفَ لِقَاءُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ

ہمیں رسول خبر دیتا ہے کہ ہم عنقریب زندہ کئے جائیں گے (ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ) گلی۔ سڑی ہڈیوں اور مقتول کے سر سے نکلے ہوئے پرند سے ملاقات کیسے ہوگی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوعبیدۃ النحوی نے شعر مذکور اس طرح سنایا ہے۔

يُخَبِّرُنَا الرَّسُوْلُ بِأَنْ سَنَحْيٰى وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ

ہمیں رسول اس بات کی خبر دیتا ہے کہ ہم بہت جلد زندہ کئے جائیں گے (ہمیں تعجب ہے) کہ گلی سڑی ہڈیوں اور مقتول کے سر سے نکلے ہوئے پرند کی زندگی کیسی۔

اور کہا کہ اس نے اسلام اختیار کیا تھا اور پھر مرتد ہو گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ امیہ بن ابی الصلت نے قریش میں سے جو لوگ بدر کے روز مارے گئے ان کا مرثیہ کہا ہے۔

أَلَّا بَكَيْتَ عَلَى الْكِرَا مِ بَنِي الْكِرَامِ أُولِي الْمَمَادِحْ

شریفوں اور شریفوں کی اولاد پر جو مدح و ستائش والی ہے۔ تو نے اس طرح آہ وزاری کیوں نہ کی۔

كَبُكَا الْحَمَامِ عَلٰى فُرُو عِ الْأَيْكِ فِي الْغُصُنِ الْجَوَانِحْ

جس طرح گھنے ڈالوں پر جھکی ہوئی ڈالیوں میں کبوتریاں آہ وزاری کیا کرتی ہیں۔

يَبْكِيْنَ حَرّٰى مُسْتَكِيـ نَاتٍ يَرُجْنَ مَعَ الرَّوَائِحْ

وہ اندرونی سوزش کی وجہ سے بے بسی اور بیکسی سے روتی ہیں اور شام واپس جانے والیوں کے ساتھ واپس جاتی ہیں۔

أَمْثَالُهُنَّ الْبَاكِيَا تُ الْمُعْوِلَاتُ مِنَ النَّوَائِحْ

چیخ چیخ کر رونے والی اور نوحہ کرنے والی عورتیں بھی انہیں کی سی ہیں۔

مَنْ يَبْكِهِمْ يَبْكِي عَلٰى حُزْنٍ وَيَصْدُقُ كُلُّ مَادِحْ

جو شخص بھی ان پر روتا ہے وہ غم ہی کی وجہ سے روتا ہے۔اور (ان کا) ہر ایک تعریف کرنے والا سچ کہتا ہے۔

مَاذَا بِبَدْرٍ فَالْعَقَنْقَلِ مِنْ مَرَازِبَةٍ جَحَاجِحْ

بدر (کے میدان) میں اور ٹیلوں پر رئیسوں اور سرداروں کی کیا حالت ہوگئی۔

فَمَدَافِعِ الْبُرْقَيْنِ فَالْحَنَّانِ مِنْ طَرَفِ الْأَوَاشِحْ

مقام برقین کی نشیبی جگہوں اور مقام اواشح کے ٹیلوں میں (کیا حال ہے)۔

شُمْطٍ وَشُبَّانٍ بَهَا لِيْلٍ مَغَاوِيْرٍ وَحَاوِحْ

ادھیڑ اور نو جوان سرداروں اور تیز مزاج قوت والے غارت گروں (کی کیا حالت ہوگئی ہے)۔

أَلَّا تَرَوْنَ لِمَا أَرٰى وَلَقَدْ أَبَانَ لِكُلِّ لَامِحْ

کیا جو چیزیں میں دیکھ رہا ہوں۔انہیں تم نہیں دیکھتے حالانکہ وہ ہر ایک دیکھنے والے پر ظاہر ہے۔

أَنْ قَدْ تَغَيَّرَ بَطْنُ مَكَّةَ فَهْيَ مُوْحِشَةُ الْأَبَاطِحْ

کہ وادی مکہ کی صورت ہی بدل گئی اور اس کی کنکری نشیبی زمینیں وحشت ناک بن گئی ہیں۔

مِنْ كُلِّ بِطْرِيْقٍ لِبِطْرِيْقٍ نَقِيِّ اللَّوْنِ وَاضِحْ

ان اکڑ کر چلنے والے سرداروں کی کیا حالت ہے جن کے گورے گورے رنگ پاک صاف تھے۔

دُعْمُوْصِ أَبْوَابِ الْمُلُوْكِ وَجَائِبٍ لِلْخَرْقِ فَاتِحْ

جو بادشاہوں کے دروازے کے کیڑے۔وسیع میدانوں کا سفر کر کے فتح کرنے والے تھے۔

مِنَ السَّرَاطِمَةِ[1] الْخَلَا جِمَةِ الْمَلَاوِثَةِ الْمَنَاجِحْ

جو کڑک کر باتیں کرنے والے بڑے ڈیل ڈول والے کامیاب سردار تھے۔

الْقَائِلِيْنَ الْفَاعِلِيْنَ الْآمِرِيْنَ بِكُلِّ صَالِحْ

جو مقرر کام کرنے والے۔اچھی باتوں کا حکم دینے والے تھے۔

الْمُطْعِمِيْنَ الشَّحْمَ فَوْقَ الْخُبْزِ[2] شَحْمًا كَالْأَنَافِحْ

جو روٹیوں پر شکنبوں کا سا چکنا گوشت (رکھ کر مہمانوں کو) کھلانے والے تھے۔

---

[1] (الف) میں ''شر الظمه'' باشین معجمہ اور ظاء معجمہ ہے۔شرظم کا مادہ مجھے کسی لغت میں نہیں ملا تصحیف کاتب معلوم ہوتی ہے۔(احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں ''الخبر'' بارائے مہملہ ہے جو تصحیف کاتب ہے۔(احمد محمودی)

نُقُلِ الْجِفَانِ مَعَ الْجِفَا نِ إِلَى جِفَانٍ كَالْمَنَاضِحْ

جو بڑے بڑے پیالے چھوٹی چھوٹ باولیوں (کے سے ظروف) کے ساتھ حوضوں کے سے ظروف میں منتقل کرنے والے تھے۔

لَيْسَتْ بِأَصْفَارٍ لِمَنْ يَعْفُو وَلَا رُحٍّ رَحَارِحْ

وہ ظروف سائلوں کے لئے خالی نہ تھے اور نہ صرف کشادہ اتھلے تھے (بلکہ کشادگی کے ساتھ ان میں گہرائی بھی تھی)۔

لِلضَّيْفِ ثُمَّ الضَّيْفِ بَعْدَ الضَّيْفِ وَالْبُسْطِ السَّلَاطِحْ

(مذکورہ ساز و سامان) مہمانوں کے لئے تھا اور مہمان بھی ایسے جو یکے بعد دیگرے آنے والے اور ان کے فرش وغیرہ بھی بہت لمبے چوڑے ہوتے تھے۔

وَهْبِ الْمَئِينَ مِنَ الْمَئِيـ نَ إِلَى الْمَئِينَ مِنَ اللَّوَاقِحْ

جو سیکڑوں گابھن اونٹنیوں والوں کو سیکڑوں میں سے سیکڑوں اس طرح ہوئے ڈالنے والے تھے۔

سَوْقَ الْمُوَبَّلِ لِلْمُؤَبَّـ لِ صَادِرَاتٍ عَنْ بَلَادِحْ

جیسے مقام بلادح سے واپس ہونے والے بہت اونٹوں کو ہانک دیا جاتا ہو۔

لِكِرَامِهِمْ فَوْقَ الْكِرَا مِ مَزِيَّةٌ وَزْنَ الرَّوَاجِحْ

ان میں سے شریفوں کو دوسرے شریفوں پر ایسی فضیلت ہے جیسے جھک جانے والے پلوں کے وزن کو۔

كَتَثَاقُلِ الْأَرْطَالِ بِالْـ قِسْطَاسِ فِي الْأَيْدِي الْمَوَانِحْ[1]

جس طرح ترازو میں سخی ہاتھوں سے اوران بہت وزنی ہو جاتے ہیں۔

خَذَلَتْهُمْ فِئَةٌ وَهُمْ يَحْمُونَ عَوْرَاتِ الْفَضَائِحْ

ایک جماعت نے ان کی امداد چھوڑ دی حالانکہ وہ چھپی ہوئی رسوائیوں سے مافعت کر رہے تھے۔

الضَّارِبِينَ التَّقْدِمِيَّ ةَ بِالْمُهَنَّدَةِ الصَّفَائِحْ

جو ہندی گھاٹ والی (تلواروں) کے ذریعے مقدمۃ الجیش پر وار کر رہے تھے۔

---

[1] (ب) ''موائح'' بجائے نون کے ہمزہ ہے۔ اس نسخے کے لحاظ سے معنی یوں ہوں گے جس طرح ترازو میں اوزان کا بوجھ کانٹوں میں نمایاں ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

وَلَقَدْ عَنَانِیْ صَوْتُهُمْ مِنْ بَیْنِ مُسْتَسْقٍ وَصَائِحْ

مجھے ان کی آوازوں نے بہت تکلیف دی جن میں کوئی تو پانی طلب کرنے والا تھا اور کوئی چیخنے والا۔

لِلّٰهِ دَرُّ بَنِیْ عَلِیٍّ أَیِّمٍ مِنْهُمْ وَنَاکِحْ

بنی علی کا خدا ہی محافظ ہے جن میں بن بیاہے بھی ہیں اور شادی شدہ بھی۔

إِنْ لَمْ یُغِیْرُوْ غَارَةً شَعْوَاءَ تُجْحِرُ کُلَّ نَابِحْ

اگر انہوں نے کوئی ایسا متفرق حملہ نہیں کیا جو بھونکنے والے کو بل میں چھپنے پر مجبور نہ کر دے۔

بِالْمُقْرِبَاتِ الْمُبْعِدَا تِ الطَّامِحَاتِ مَعَ الطَّوَامِحْ

(ایسا حملہ) جو شریف دور دور تک سفر کرنے والی اور سربلند رکھنے والی (گھوڑیوں) کے مقابلے میں سربلند رکھنے والیوں کے ذریعے ہو۔

مُرْدًا عَلٰی جُرْدٍ إِلٰی أُسْدٍ مَکَالِبَةٍ کَوَالِحْ

(ایسے جواں مردوں کے ذریعے) جو بے ریش و بروت۔ بال کترے ہوئے گھوڑوں پر کتوں کے سے ترش روشیروں کی جانب حملہ آور ہوں۔

وَیُلَاقِ قِرْنٌ قِرْنَهٗ مَشْیَ الْمُصَافِحِ لِلْمُصَافِحْ

اور ہمسر اپنے ہمسر سے اس طرح مقابل ہو جس طرح ایک مصافحہ کرنے والا دوسرے مصافحہ کرنے والے کی جانب چلتا ہے۔

بِزُهَاءِ أَلْفٍ ثُمَّ أَلْفٍ بَیْنَ ذِیْ بَدَنٍ وَرَامِحْ

جن کی تعداد کا اندازہ دو ہزار کا ہو جو زرہ پوش نیزہ باز ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان میں سے ہم نے دو بیتیں چھوڑ دی ہیں۔ جن میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کو اس نے گالیاں دی ہیں اور ''وَیُلَاقِ قِرْنٌ قِرْنَهٗ مَشْیَ الْمُصَافِحِ لِلْمُصَافِحْ'' کی روایت مجھے متعدد اہل علم نے سنائی ہے۔ اور

وَهْبِ الْمِئِیْنَ مِنَ الْمِئِیْنَ إِلَی الْمِئِیْنَ مِنَ اللَّوَاقِحْ
سَوْقَ مُؤَبَّلٍ لِلْمُؤَبَّلِ صَادِرَاتٍ عَنْ بَلَادِحْ

کی روایت بھی انہوں نے مجھے سنائی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ امیہ بن ابی الصلت نے زمعہ بن الاسود اور بنی اسد کے مقتولوں کا بھی مرثیہ کہا ہے۔

عَیْنُ بَکِّیْ بِالْمُسْبِلَاتِ أَبَا الْحَا رِثِ لَا تَذْخَرِیْ عَلٰی زَمْعَهْ

اے آنکھ بہنے والے آنسوؤں سے ابوالحارث پر رو۔ زمعہ کے لئے بھی رو (اور کچھ آنسو) بچا نہ رکھ۔

وَابْكِىْ عَقِيْلَ بْنَ أَسْوَدٍ أُسَدَاكَ بَأْسٍ لِيَوْمِ الْهِيَاجِ وَالدَّفَعَهْ

اور عقیل بن اسود پر رو جو ہیجان اور گرد وغبار کے وقت میدان جنگ کا شیر تھا۔

تِلْكَ[1] بَنُوْ أَسَدٍ إِخْوَةُ الْ بَحَوْزَاءِ لَا خَانَةٌ وَلَا خَدَعَهْ

یہ بنی اسد تھے جوزا کے بھائی نہ خیانت کرنے والے تھے نہ دھوکا باز۔

هُمُ الْأَسْرَةُ الْوَسِيْطَةُ مِنْ كَعْبٍ وَهُمْ ذِرْوَةُ السَّنَامِ وَالْقَمَعَهْ

یہی لوگ بنی کعب میں سے نہایت شریف خاندان والے تھے اور وہ کوہان اور بلند مقام کی چوٹی کی مانند تھے۔

وَ[2] هُمْ أَنْبَتُوْا مِنْ مَعَاشِرٍ شَعَرَاكَ رَأْسٍ وَهُمْ أَلْحَقُوْهُمْ الْمَنْعَهْ

انہیں لوگوں نے سر میں بال رکھنے والے خاندان میں نشو ونما پائی اور انہوں نے ان کی عزت میں اور عزت زیادہ کی۔

أَمْسٰى بَنُوْ عَمِّهِمْ إِذَا حَضَرَاكَ بَأْسُ وَاكْبَادُهُمْ عَلَيْهِمْ وَجِعَهْ

ان کے چچیرے بھائیوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جب جنگ ہوتی تو ان کے جگر ان پر دردناک ہو جاتے۔

وَهُمُ الْمُطْعِمُوْنَ اِذْ قَحِطَ الْ قَطْرُ وَ حَالَتْ فَلَا تَرٰى قَزَعَهْ

وہ (لوگوں کو) ایسے وقت کھانا کھلاتے تھے جبکہ بارش کا قحط ہو اور (آسمان کی حالت ایسی) دگرگوں ہو کہ تو ایک ٹکڑا بھی ابر کا نہ دیکھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان اشعار کا اس روایت میں خلط ملط ہے۔ اس کی بنیاد صحیح نہیں ہے۔ لیکن یہ شعر مجھے ابومحرز خلف الاحمر نے بھی سنائے ہیں۔ اور اس کے علاوہ دوسروں نے بھی سنائے ہیں۔ لیکن بعضوں نے ایسے شعر سنائے ہیں جو دوسروں نے نہیں سنائے۔ (یعنی ان میں سے بعض شعر کسی روایت سے اور بعض اس کے سوا دوسری روایت سے ہیں)۔

عَيْنُ بَكِّيْ بِالْمُسْبِلَاتِ أَبَا الْحَا رِثِ لَا تَذْخَرِىْ عَلٰى زَمَعَهْ

معنی پہلی روایت میں دیکھئے۔

---

[1] یہ دونوں شعر اس روایت کے الفاظ سے ناموزوں ہیں۔ وزن شعر باقی نہیں رہا۔ اس کی صحیح صورت ابن ہشام کی روایت میں دیکھئے۔ (احمد محمودی)۔ [2] ایضاً۔

وَعَقِيلَ بْنَ أَسْوَدٍ أَسَدَ الْبَأْ سِ لِيَوْمِ الْهِيَاجِ وَالدَّفْعَهْ

ایضاً

فَعَلَى مِثْلَ هَلْكِهِمْ خَوَتِ الْجَوْ زَاءُ لَا خَانَهٌ وَلَا خَدَعَهْ

پس ان جیسوں کی ہلاکت پر اگر جوزا برباد ہو جائے (تو سزاوار ہے) جو نہ خیانت کرنے والے تھے اور نہ دھوکا باز۔ (ایضاً)

وَهُمُ الْأُسْرَةُ الْوَسِيطَةُ مِنْ كَعْبٍ وَ فِيهِمْ كَذِرْوَةِ الْقَمَعَهْ

یہی لوگ بنی کعب میں کے نہایت شریف خاندان والے تھے اور ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو کسی اونچے مقام کی چوٹی کے مانند تھے۔ (ایضاً)

أَنْبَتُوا مِنْ مَعَاشِرٍ شَعَرَ الرَّأْ سِ وَهُمْ أَلْحَقُوهُمُ الْمَنَعَهْ

سر میں بال رکھنے والے خاندان میں انہوں نے نشو ونما پائی اور انہوں نے ان کی عزت میں عزت کی زیادتی کی۔ (ایضاً)

فَبَنُو عَمِّهِمْ إِذَا حَضَرَ الْبَأْ سُ عَلَيْهِمْ أَكْبَادُهُمْ وَجِعَهْ

پس ان کے چچیرے بھائیوں کی یہ حالت ہے کہ جب ان پر کوئی جنگ آ پڑتی ہے تو ان کے جگر درد ناک ہو جاتے ہیں۔

وَهُمُ الْمُطْعِمُونَ إِذْ قَحِطَ الْقَطْ رُ وَحَالَتْ فَلَا تَرَى قَزَعَهْ

روایت سابق دیکھئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی مخزوم کا حلیف ابو اسامہ معاویہ بن زہیر بن قیس بن الحارث بن سعد بن ضبیعہ بن مازن بن عدی بن حشم بن معاویہ نے کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ مشرک تھا اور ہبیرہ بن ابی وہب کے پاس سے گزرا جبکہ وہ لوگ بدر کے روز شکست کھا رہے تھے اور ہبیرہ تھک چکا تھا تو وہ (معاویہ) اٹھا اور اپنی زرہ اتار پھینکی اور اس کو اٹھا لیا اور لے کر چلا گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بدر والوں کے متعلقہ اشعار میں یہ نہایت صحیح اشعار ہیں۔

وَلَمَّا أَنْ رَأَيْتُ الْقَوْمَ خَفُّوا وَقَدْ زَالَتْ[1] نَعَامَتُهُمْ لِنَفْرِ

---

[1] (ب ج د) میں ''شالت'' ہے اور محاورہ عرب کے لحاظ سے بہ نسبت ''ذالت'' کے ''شالت'' ہی زیادہ مناسب ہے۔ (احمد محمودی)

اور جب میں نے دیکھا کہ یہ لوگ سبک ہو چکے ہیں اور بھاگنے کے لئے ان کے تلوے اٹھ چکے ہیں۔

وَأَنْ تُرِكَتْ سَرَاةُ الْقَوْمِ صَرْعٰی ، كَأَنَّ خِيَارَ هُمْ أَذْبَاحُ عِتْرِ

اور قوم کے سردار پچھڑے ہوئے اس طرح چھوڑ دیئے گئے کہ ان میں سے بہترین افراد بتوں کے لئے ذبح کئے ہوئے جانوروں کے مثل (پڑے) ہیں۔

وَكَانَتْ حُمَّةٌ وَافَتْ حِمَامًا ، وَ لُقِّينَا الْمَنَايَا يَوْمَ بَدْرِ

اور قرابت (دارون) نے موت سے موافقت کر لی اور موتیں بدر کے روز ہمارے مقابل ہو گئیں۔

نَصُدُّعَنِ الطَّرِيْقِ وَ أَدْرَكُوْنَا ، كَأَنَّ زُهَاءَ هُمْ غَطْيَانُ بَحْرِ

ہم راہ سے پلٹ جا رہے تھے اور انہوں نے ہمیں پالیا تھا ان لوگوں کی کثرت سمندر کے سیلاب کی سی تھی۔

وَ قَالَ الْقَائِلُوْنَ كَيْمَا تَعْرِفُوْنَ ، أُبَيِّنُ نِسْبَتِيْ نَقْرًا بِنَقْرِ

(میں نے کہا کہ) میں جشمی ہوں۔ میں اپنا نسب (پوری) کوشش سے بتا رہا تھا تا کہ وہ مجھے پہچان لیں۔

فَإِنْ تَكُ فِي الْغَلَاصِمِ مِنْ قُرَيْشٍ ، فَإِنِّيْ مِنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ بَكْرِ

اگر تو قریش کے اعلیٰ نسب میں سے ہے تو میں (بھی) معاویہ بن بکر میں سے ہوں۔

فَأَبْلِغْ مَالِكًا لَمَّا غُشِيْنَا ، وَ عِنْدَكَ مَالِ إِنْ نَبَأْتَ خُبْرِیْ

مالک کو یہ پیام پہنچا دو کہ جب (دشمن) ہم پر چھا گیا تو اے مالک تجھے اس کی کوئی خبر نہیں پہنچائی گئی (کہ کیا حال ہو گیا تھا)۔

وَ أَبْلِغْ إِنْ بَلَغْتَ[1] الْمَرْءَ عَنَّا ، هُبَيْرَةَ وَ هُوَ ذُوْعِلْمٍ وَقَدْرِ

اور وہ شخص (جس کا نام) ہبیرہ ہے اور علم والا اور قدر و منزلت والا ہے۔ اگر تو اس کے پاس پہنچے تو اس کو ہماری طرف سے پیام پہنچا دینا۔

بِأَنِّيْ إِذْ دُعِيْتُ إِلٰى أُفَيْدٍ ، كَرَرْتُ وَلَمْ يَضِقْ بِالْكَرِّ صَدْرِیْ

کہ جب میں افید (نامی شخص) کی جانب بلایا گیا تو میں نے حملہ کر دیا اور حملہ کرنے میں کوئی تنگی میرے سینے میں (محسوس) نہیں ہوئی۔

---

[1] (الف) میں ''مرمنت'' ہے۔ معنی دونوں کے قریب قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

عَشِيَّةَ لَا يُكَرُّ عَلٰى مُضَافٍ وَلَا ذِىْ نِعْمَةٍ مِنْهُمْ وَصِهْرٍ

شام کے وقت جبکہ کسی مجبور پناہ گزین شخص پر حملہ نہیں کیا جاتا اور نہ اس میں سے کسی نعمت والے پر اور نہ سمدھیانہ کے رشتے والے پر۔

فَدُوْنَكُمْ بَنِىْ لَأْىٍ أَخَاكُمْ وَدُوْنَكِ مَالِكًا يَا أُمَّ عَمْرٍو

پس اے بنی لأی (یعنی بنی لؤی) اپنے بھائی کی خبر لو اور اے ام عمرو مالک کی خبر لے۔

فَلَوْلَا مَشْهَدِىْ قَامَتْ عَلَيْهِ مُوَقَّفَةُ الْقَوَائِمِ أُمُّ أُجْرِ

پس اگر میں نہ ہوتا تو کلی دھاریوں والے پاؤں والی (ترس کے) پلوں کی ماں (اس کا گوشت کھانے کے لئے) اس پر آ کھڑی ہوتی۔

دَفُوْعٌ لِلْـــقُبُوْرِ بِمَنْكِبَيْـــهَا كَأَنَّ بِوَجْهِهَا تَحْمِيْمَ قِدْرِ

جو اپنے ہاتھوں سے قبروں (کی مٹی) کو ہٹا دینے والی ہے اور اس کے چہرے پر گویا دیگ کی کالک لگی ہوئی ہے۔

فَأُقْسِمُ بِالَّذِىْ قَدْ كَانَ رَبِّىْ وَأَنْصَابٍ لَدَى الْجَمَرَاتِ مُغْرِ

پس میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جو میری پرورش کرتا رہا ہے۔ اوران بتوں کی قسم کھاتا ہوں جو جمرات کے پاس (ذبح کئے ہوئے جانوروں کے خون سے) سرخ ہیں۔

لَسَوْفَ تَرَوْنَ مَا حَسَبِىْ إِذَامَا تَبَدَّلَتِ الْجُلُوْدُ جُلُوْدَ نِمْرِ

عنقریب جب (تبدیل لباس یا تبدیل صفات کے سبب سے لوگوں کی) کھالیں۔ چیتوں کی کھالوں سے بدل جائیں گی تو تم دیکھ لوگے کہ میرا شریفانہ برتاؤ کیسا ہے۔

فَمَا إِنْ خَادِرٌ مِنْ أُسْدِ تَرْجٍ مُدِلٌّ عَنْبَسٌ فِى الْغِيْلِ مُجْرِ

مقام) ترج کی جھاڑیوں کا کوئی شیر جری۔ ترش رو گھنی جھاڑی میں اولاد رکھنے والا نہیں ہے۔

فَقَدْ أَحْمَى الْأَبَاءَ ةَ مِنْ كُلَافٍ فَمَا يَدْنُوْلَهٗ أَحَدٌ بِنَقْرِ

جس نے (مقام) کلاف کی جھاڑی کی اس طرح حفاظت کی ہو کہ کوئی شخص جستجو میں اس کے پاس تک نہ جا سکے۔

بِخِلٍ تَعْجِزُ الْحُلَفَاءُ عَنْهُ يُوَاثِبُ كُلَّ هَجْهَجَةٍ وَزَجْرِ

ریتیلے راستے کے ذریعے جس سے ایسے لوگ بھی عاجز ہو جاتے ہوں جنہوں نے عہد و پیمان اور قسموں سے ایک دوسرے کی مدد کرنے کا اقرار کیا ہو اور جو ہر طرح کی ڈانٹ ڈپٹ کے باوجود

بھی حملہ کرتا ہو۔

بِأَوْشَكَ سَوْرَةً مِنِّیْ إِذَا مَا حَبَوْتُ لَهٗ بِقَرْقَرَةٍ وَ هَدْرِ

جو مجھ سے زیادہ تیز حملہ کرنے والا ہو جبکہ میں بلبلانے والے اونٹوں کے ذریعے اس کے قریب پہنچا۔

بِبِیْضٍ کَالْأَسِنَّةِ مُرْهَفَاتٍ کَأَنَّ ظُبَاتِهِنَّ جَحِیْمُ جَمْرِ

برچھیوں کے سے تیز چمکدار (تیروں) کے ذریعے جن کے پھل ایسے تھے گویا وہ آگ کے شعلے ہیں۔

وَ أَكْلَفَ مُجْنَإٍ مِنْ جِلْدِ ثَوْرٍ وَ صَفْرَاءِ الْبُرَایَةِ ذَاتِ أَزْرِ

اور کالی پیٹھ والی چھپا لینے والی (ڈھالوں) کے ذریعے جو بیل کی کھال کی بنی ہوئی۔ اور زرد رنگ کے تراشے والی (جبکہ ان پر تیر پڑیں) اور سخت تھیں۔

وَأَبْیَضَ کَالْغَدِیْرِ ثَوٰی عَلَیْهِ عُمَیْرٌ بِالْمَدَاوِسِ نِصْفَ شَهْرِ

اور سفید تالاب کے (پانی) کی طرح (تلواروں) کے ذریعے جن پر عمیر (صیقل گر) نے صیقل کرنے کے آلے سے نصف مہینے تک اس پر کام کیا تھا۔

أُرَقِّلُ فِیْ حَمَائِلِهٖ وَأَمْشِیْ کَمَشْیَةِ خَادِرٍ لَیْثٍ سِبَطْرِ

اس (تلوار) کو حمائل کئے میں اکٹ کر ایسی چال چلتا تھا جیسے کوئی بڑا شیر اپنی جھاڑی میں چل رہا ہو۔

یَقُوْلُ لِی الْفَتٰی سَعْدٌ هَدِیًّا فَقُلْتُ لَعَلَّهٗ تَقْرِیْبُ غَدْرِ

مجھ سے جوان مرد سعد کہتا تھا کہ (میری) رہنمائی (کرو اور میرے آگے آگے چلو) تو میں نے کہا شاید یہ کسی بیوفائی کی تمہید ہے۔

وَ قُلْتُ أَبَا عَدِیٍّ لَا تَطُرْهُمْ وَ ذٰلِكَ إِنْ اَطَعْتَ الْیَوْمَ أَمْرِیْ

اور میں نے (ابوعدی سے) کہا کہ اے ابوعدی ان لوگوں کی سرحد کے قریب نہ جا۔ اور یہ (میں نے اس لئے کہا کہ) اگر تو نے میری بات مانی (تو بہتر ہے ورنہ)

کَدَأْبِهِمْ بِفَرْوَةَ إِذْ اَتَاهُمْ فَظَلَّ یُقَادُ مَکْتُوْفًا بِضَفْرِ

ان کا برتاؤ جیسا کچھ فروہ کے ساتھ رہا ہے۔ (ویسا ہی تمہارے ساتھ ہوگا) کہ جب وہ ان کے پاس آیا تو بٹی ہوئی رسی سے (اس کی) مشکیں کسی گئیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابومحرز خلف الاحمر نے مجھے شعر (اس طرح) سنایا۔

نَصُدُّ عَنِ الطَّرِیْقِ وَ أَدْرَکُوْنَا کَأَنَّ سِرَاعَهُمْ تَیَّارُ بَحْرِ

ہم راہ سے پلٹے جا رہے تھے اور انہوں نے ہمیں پالیا تھا ان کی تیزی ایسی تھی گویا سمندر کا بڑا سیلاب۔

اور اس کا قول ''مدل عنبس فی الغیل مجر ''ابن اسحٰق (کی نہیں بلکہ ان) کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو اسامہ نے یہ بھی کہا ہے۔

أَلَا مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّیْ رَسُوْلًا مُـغَلْغَلَةً یُثَبِّتُهَا لَطِیْـــفُ

ارے کوئی ہے جو میری جانب سے ایک شورانگیز پیام پہنچائے جس کی تحقیق ایک ہوشیار کرلے۔

أَلَمْ تَعْلَمْ مَرَدِّیْ یَوْمَ بَدْرٍ وَقَدْ بَرَقَتْ بِحَنْبَیْكَ الْكُفُوْفُ

بدر کے روز میں نے جو مدافعت کی کیا اس کی تجھ کو خبر نہ ہوئی حالانکہ تیری دونوں جانب (ایسی) ہتیلیاں (جن میں تلواریں تھی) چمک رہی تھیں۔

وَقَدْ تُرِكَتْ سَرَاةُ الْقَوْمِ صَرْعٰی كَأَنَّ رُؤُسَهُمْ حَدَجٌ نَقِیْفُ

حالانکہ قوم کے سردار اس حالت میں پچھڑے پڑے تھے کہ گویا ان کے سراندرائن کے ٹوٹے ہوئے پھل تھے۔

وَقَدْ مَالَتْ عَلَیْكَ بِبَطْنِ بَدْرٍ خِلَافَ الْقَوْمِ دَاهِیَةٌ خَصِیْفُ

حالانکہ قوم کی مخالفت کے سبب سے وادی بدر میں تجھ پر مختلف قسم کی آفتیں آ پڑی تھیں۔

فَنَجَّاهُ مِنَ الْغَمَرَاتِ عَزْمِیْ وَعَوْنُ اللّٰهِ وَالْاَمْرُ الْحَصِیْفُ

ان آفتوں سے اس کو میرے عزم اور مستحکم تدبیر اور اللہ تعالیٰ کی امداد نے بچالیا۔

وَ مُنْقَلَبِیْ مِنَ الْاَبْوَاءِ وَحْدِیْ وَدُوْنَكَ جَمْعُ أَعْدَاءٍ وُقُوْفُ

اور مقام ابوا سے میرے اکیلے واپس آنے سے (اس کو بچالیا) جبکہ تیرے پاس دشمنوں کی جماعت کھڑی ہوتی تھی۔

وَأَنْتَ لِمَنْ أَرَادَكَ مُسْتَكِیْنٌ بِجَنْبِ كُرَاشَ مَكْلُوْمٌ نَزِیْفُ

اور جس نے تیرا ارادہ کیا تھا (تجھ پر حملہ کرنا چاہا تھا) تو اس کے مقابلے میں عاجز۔ اور مقام کراش کے کنارے زخمی' خون بہتا (پڑا) تھا۔

وَكُنْتُ إِذَا دَعَانِیْ یَوْمَ كَرْبٍ مِنَ الْاَصْحَابِ دَاعٍ مُسْتَضِیْفَ

اور میری حالت یہ تھی کہ جب کسی سختی کے وقت میرے مجبور دوستوں میں سے کوئی پکارنے والا

مجھے پکارتا۔

فَأَسْمَعَنِيْ وَلَوْ أَحْبَبْتُ نَفْسِيْ أَخٌ فِيْ مِثْلِ ذٰلِكَ أَوْحَلِيْفُ

اور ایسے وقت میں کوئی بھائی یا کوئی حلیف اپنی آواز مجھے سنا دیتا تو اگرچہ مجھے میری جان خود پیاری ہے۔

أَرُدُّ فَأَكْشِفُ الْغُمّٰى وَأَرْمِيْ إِذَا كَلَحَ الْمَشَافِرِ وَالْأُنُوْفُ

لیکن میں (اس کی پکار کا) جواب دیتا تھا۔ اور (اس کی) سختی کا حل نکالتا اور (خود اس میں) ڈال دیتا جبکہ (دوسرے لوگوں کے) ہونٹ اور ناک سکڑ جاتی ہے۔

وَقِرْنٍ قَدْ تَرَكْتُ عَلٰى يَدَيْهِ بَنُوْءُ كَأَنَّهٗ غُصْنٌ قَصِيْفُ

اور بعض مقابل والے کی میں نے یہ گت بنا دی کہ وہ اپنے ہاتھوں کے سہارے مشکل اٹھتا تھا۔ (اس کی حالت ایسی ہوگئی تھی) گویا وہ ایک ٹوٹی ہوئی ٹہنی ہے۔

دَلَفْتُ لَهٗ إِذَا اخْتَلَطُوْا بِحَرّٰى مُسَحْسَحَةٍ لِعَانِدِهَا حَفِيْفُ

جب لوگ ایک دوسرے سے مل گئے تو میں (برچھی کے ایک) سخت وار کے ساتھ اس کے نزدیک ہوا جو بہت خون بہانے والا تھا کہ شراٹے سے خون اس کی رگ سے بہہ رہا تھا۔

فَذٰلِكَ كَانَ صُنْعِيْ يَوْمَ بَدْرٍ وَقَبْلُ أَخُوْ مُدَارَاةٍ عَزُوْفُ

بدر کے روز یہ میری کارگزاری تھی اور اس سے پہلے (ہر ایک کے ساتھ) مدارات کرنے والا (اور ذلیل کاموں سے) پھر جانے والا تھا۔

أَخُوْكُمْ فِي السِّنِيْنَ كَمَا عَلِمْتُمْ وَحَرْبٌ لَا يَزَالُ لَهَا صَرِيْفُ

(میں) قحط سالی میں تو تمہارا بھائی ہوں جیسا کہ تمہیں معلوم ہے۔ (اور میں سرتاپا) جنگ بھی ہوں جس کی (حرکت کی) آواز ہمیشہ رہتی ہے۔

وَ مِقْدَامٌ لَكُمْ لَا يَزْدَ هِينِي جَنَانُ اللَّيْلِ وَالْأُنُسُ اللَّفِيْفُ

اور تمہارے لئے ہر ایک پر سبقت کرنے والا ہوں رات کی اندھیری اور لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے میں خوف زدہ نہیں ہوتا۔

أَخُوْضُ الصَّرَّةَ الْحَمَّاءَ خَوْضًا إِذَا مَا الْكَلْبُ أَلْجَأَهُ الشَّفِيْفُ

سخت سردی میں میں غوطے لگاتا ہوں جبکہ کتے کو بارش کی سردی پناہ لینے پر مجبور کر دے۔

ابن ہشام نے کہا کہ تطویل کے خوف سے ابو اسامہ کا ایک لامیہ قصیدہ میں نے چھوڑ دیا ہے جس میں

بجز پہلی اور دوسری بیت کے بدر کا اور کچھ ذکر نہیں ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ نے بدر کے روز اپنے باپ کا مرثیہ کہا ہے۔

أَعَيْنَيَّ جُوْدًا بِدَمْعٍ سَرِبْ عَلٰى خَيْرِ خِنْدَفَ لَمْ يَنْقَلِبْ

اے میری آنکھو! بہنے والے آنسوؤں سے بنی خندف کے بہترین شخص پر سخاوت کرو جو پلٹا نہیں۔

تَدَاعٰى لَهٗ رَهْطُهٗ غُدْوَةً بَنُوْ هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبْ

اس کی جماعت کو بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب نے صبح کے وقت اس کے لئے بلایا۔

يُذِيْقُوْنَهٗ حَدَّ أَسْيَافِهِمْ يَعُلُّوْنَهٗ بَعْدَ مَا قَدْ عَطِبْ

کہ اس کو اپنی تلواروں کی باڑھ کا مزہ چکھائیں اور اس کے ہلاک ہونے کے بعد دوبارہ اس کو اس کا گھونٹ پلائیں۔

يَجُرُّوْنَهٗ وَعَفِيْرُ التُّرَابِ عَلٰى وَجْهِهٖ عَارِيًا قَدْ سُلِبْ

وہ اس کو اس حالت سے کھینچ رہے تھے کہ مٹی کا غبار اس کے چہرے پر تھا اور وہ ننگا تھا (اور اس کا سارا سامان) چھین لیا گیا تھا۔

وَكَانَ لَنَا جَبَلًا رَاسِيًا جَمِيْلَ الْمَرَاْةِ كَثِيْرَ الْعُشُبْ

حالانکہ وہ ہمارے لئے ایک مضبوط پہاڑ (یعنی پناہ گاہ) تھا خوش منظر۔ سبزہ زار والا (یعنی بہت فائدہ پہنچانے والا) تھا۔

فَأَمَّا بُرَيٌّ فَلَمْ أَعْنِهٖ فَأُوْتِيَ مِنْ خَيْرِ مَا يَحْتَسِبْ

لیکن بری[1] (نامی شخص) کا کیا حال تھا مجھے اس سے بحث نہیں ہے اس کو تو اس قدر بھلائی حاصل ہوگئی کہ وہ حساب (جزا) کے لئے کافی ہے۔

اور ہند نے یہ اشعار بھی کہے ہیں۔

يَرِيْبُ عَلَيْنَا دَهْرُنَا فَيَسُوْءُ نَا وَيَأْبٰى فَمَا نَأْتِيْ بِشَيْءٍ نُغَالِبُهٗ

ہمارا زمانہ ہم پر ناپسند حالات لا ڈالتا ہے تو ہمیں برا معلوم ہوتا ہے اور وہ (اس کے سوا دوسری حالت میں رکھنے سے) انکار کرتا ہے تو ہم سے ایسی کوئی تدبیر بن نہیں آتی کہ ہم اس پر غلبہ حاصل کرلیں۔

---

[1] سہیلی نے تصریح کی ہے کہ یہ لفظ ''البراء'' کی تصغیر ہے۔ اور ایک شخص کا نام ہے۔ (احمد محمودی)

أَبَعْدَ قَتِيلٍ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ   يُرَاعُ امْرُؤٌ أَنْ مَاتَ أَوْمَاتَ صَاحِبُهْ

کیا لوئی بن غالب میں سے ایسے شخص کے مقتول ہونے کے بعد بھی کوئی شخص اپنے مرنے یا اپنے کسی دوست کے مرنے سے گھبرائے گا۔

أَلَا رُبَّ يَوْمٍ قَدْ رُزِئْتُ مُرَزَّأً   تَرُوْحُ وَتَغْدُ وَ بِالْجَزِيْلِ مَوَاهِبُهْ

سنو کہ ایک دن ایسا بھی آیا کہ ایک (ایسا) سخی میرے پاس سے کم کر دیا گیا جس کی بخششیں دن رات جاری تھیں۔

فَأَبْلِغْ أَبَاسُفْيَانَ عَنِّیْ مَأْلُكًا   فَإِنْ أَلْقَهُ يَوْمًا فَسَوْفَ أُعَابِتُهْ

اے ابوسفیان میری جانب سے مالک کو یہ پیام پہنچادینا۔اور اگر اس سے کسی دن ملوں گی تو میں بھی عنقریب اس سے شکایت کروں گی۔

فَقَدْ كَانَ حَرْبٌ يَسْعَرُ الْحَرْبَ إِنَّهٗ   لِكُلِّ امْرِءٍ فِی النَّاسِ مَوْلٰی يُطَالِبُهْ

کیونکہ حرب ایسا شخص تھا جو جنگ کو بھڑکاتا تھا اور بات یہ ہے کہ لوگوں میں ہر ایک کا کوئی نہ کوئی سرپرست ہوتا ہے اور وہ شخص اسی کے پاس اپنے مطالبے پیش کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ان اشعار کو ہند کی طرف منسوب کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند نے یہ بھی کہا ہے۔

لِلّٰهِ عَيْنَا مَنْ رَأَی   هُلْكًا كَهُلْكِ رِجَالِيَهْ

جس شخص کی آنکھوں نے ایسی بربادی دیکھی ہو جیسی میرے لوگوں کی بربادی ہوئی اللہ اس کو جائے خیر دے۔

يَا رُبَّ بَاكٍ لِی غَدًا   فِی النَّائِبَاتِ وَ بَاكِيَهْ

اے بہت سے رونے والے مرد اور رونے والی عورت جو کل آفتوں میں پھنس جاؤ گے تو میرے لئے بھی روؤ گے (سنو)۔

كَمْ غَادَرُوْا يَوْمَ الْقَلِیْ   بِ غَدَاةَ تِلْكَ الْوَاعِيَهْ

اس چیخ پکار کی صبح اس گڑھے (کے بھرنے) کے روز کتنوں نے (مجھ سے) جدائی اختیار کی۔

مِنْ كُلِّ غَيْثٍ فِی السِّنِیْ   نَ إِذَا الْكَوَاكِبُ خَاوِيَهْ

جو قحط سالی میں ابر باراں تھے جبکہ تارے بے اثر ڈوبے جا رہے تھے۔

قَدْ كُنْتُ أَحْذَرُ مَا أَرٰی   فَالْيَوْمَ حُقَّ حِذَارِيَهْ

جس واقعے کو میں دیکھ رہی ہوں اس کا مجھے خوف ہی تھا۔ میرا خوف آج واقعہ بن گیا۔

قَدْ كُنْتُ أَحْذَرُ مَا أَرٰى فَأَنَا الْغَدَاةَ مُوَامِيَهْ

جس واقعے کو میں دیکھ رہی ہوں اس کا مجھے خوف ہی تھا اور آج تو میں دیوانی ہی ہوگئی ہوں۔

يَا رُبَّ قَائِلَةٍ غَدًا يَا وَيْحَ أُمِّ مُعَاوِيَهْ

اے وہ بہت سی عورتو جو کل یہ کہنے والی ہو کہ معاویہ کی ماں پر افسوس ہے۔ (سن لو)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ہند بنت عتبہ کی جانب ان اشعار کی نسبت سے منکر ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند بنت عتبہ نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

يَا عَيْنُ بَكِّي عُتْبَهْ شَيْخًا شَدِيْدَ الرَّقَبَهْ

اے آنکھ عتبہ پر رو جو مضبوط گردن والا بوڑھا تھا۔

يُطْعِمُ يَوْمَ الْمَسْغَبَهْ يَدْفَعُ يَوْمَ الْمَغْلَبَهْ

بھوک (اور قحط سالی) کے زمانے میں کھانا کھلاتا تھا غلبے کے وقت مدافعت کرتا تھا۔

إِنِّي عَلَيْهِ حَرِبَهْ مَلْهُوْفَةٌ مُسْتَلَبَهْ

مجھے اس پر غلم وغصہ ہے۔ افسوس سے پر اور عقل سے عاری ہوگئی ہوں۔

لَنَهْبِطَنَّ يَثْرِبَهْ بِغَارَةٍ مُنْثَعِبَهْ

ہم یثرب پر ضرور ایک بہ پڑنے والے حملے کے ساتھ نازل ہوں گے۔

فِيهِ الْخُيُوْلُ مُقْرَبَهْ كُلُّ سَوَادٍ سَلْهَبَهْ

جس میں لمبے لمبے نزدیک رکھ کر پالے ہوئے مشکی گھوڑے ہوں گے۔

اور صفیہ بنت مسافر بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس نے گڑھے میں ڈالے ہوئے ان قریشیوں کا مرثیہ کہا ہے جن پر بدر کے روز مصیبت نازل ہوئی۔

يَا مَنْ لِعَيْنٍ قَذَاهَا عَائِرُ الرَّمَدِ حَدَّ النَّهَارِ وَقَرْنُ الشَّمْسِ لَمْ يَقِدِ

اس آنکھ کی فریاد کو پہنچنے والا بھی کوئی ہے جس میں کا خاشاک دن کے آخری حصے میں بھی آشوب اور زخم چشم بن گیا ہے اور آفتاب کے ایک کنارے کی روشنی کی بھی تاب نہیں لاسکتا۔

أُخْبِرْتُ أَنَّ سَرَاةَ الْأَكْرَمِيْنَ مَعًا قَدْ أَحْرَزَتْهُمْ مَنَايَاهُمْ إِلٰى أَمَدِ

مجھے خبر ملی ہے کہ شریف سے شریف سرداروں کو ان کی موتوں نے ایک وقت خاص پر ایک ساتھ جمع کردیا۔

وَفَرَّ بِالْقَوْمِ أَصْحَابُ الرِّكَابِ وَلَمْ تَعْطِفْ غَدَاتَئِذٍ اُمٌّ عَلٰى وَلَدِ

اورسواری والے لوگ قوم کے لے کر بھاگ گئے اوراس روز صبح میں کسی ماں نے بچے کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

قُوْمِيْ صَفِيَّ وَلَا تَنْسَىْ قَرَابَتَهُمْ وَإِنْ بَكَيْتِ فَمَا تَبْكِيْنَ مِنْ بُعْدِ

اے صفیہ اٹھ اوران کی قرابت کو نہ بھلا اوراگر تو روئے تو دور سے نہ رو۔

كَانُوْ سُقُوْبَ[۱] سَمَاءِ الْبَيْتِ فَانْقَصَفَتْ فَأَصْبَحَ السَّمْكُ مِنْهَا غَيْرَ ذِيْ عُمُدِ

وہ گھر کی چھت کے ستون تھے وہ ٹوٹ گئے تو اس کا اوپر کا حصہ بغیر ستونوں کے ہو گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ''كانو سقوب'' جس بیت میں ہے اس کی روایت مجھے علماء شعر میں سے بعضوں سے ملی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ صفیہ بنت مسافر نے یہ اشعار بھی کہے ہیں۔

أَلَا يَا مَنْ لِعَيْنٍ لِلتَّبَـ كِّـيْ دَمْـعُهَا فَـــانْ

ایسی آنکھ جس کے آنسو ختم ہو رہے ہیں اس کی فریاد سننے والا کیا کوئی نہیں۔

كَغَرْبَىْ دَالِجٍ يَسْقِيْ خِـلَالَ الْغَيْثِ الــدَّانْ

(جن آنکھوں کی حالت ایسی ہے) جیسے باؤلی سے حوض تک پانی لے جانے والے کے دونوں ڈول جو بھرنے اور قریب کے حوض کے درمیان بھی پانی بہا رہے ہوں۔

وَمَا لَيْثُ غَرِيْفٍ ذُوْ أَظَـافِيْـرَ وَ أَسْنَـــانْ

اور جھاڑی کے شیر کو تم نے کیا سمجھا جو پنجوں اور دانتوں والا ہے۔

أَبُــوْ شِـبْـلَـيْـنِ وَثَّـــابٌ شَدِيْدُ الْبَطْشِ غَرْثَانْ

(اور) دو کم سن شیروں کا باپ ہے خوب حملہ کرنے والا سخت گرفت والا اور بھوکا ہے۔

كَحِبِّيْ إِذْ تَوَلّٰى وَ وُجُوْهُ الْقَوْمِ أَلْوَان

(وہ شیر) میرے دوست کا سا ہے اس کے لوٹنے سے لوگوں کے چہروں کے رنگ اڑنے لگے۔

وَبِالْكَفِّ حُسَامٌ صَا رِمٌ أَبْيَضُ ذُكْرَانْ

---

[۱] (الف اور ج) میں ''سقوف'' ہے۔ جس کے آخر میں فاء ہے جو سماء البیت کا ہم معنی اور فوائد ہو جاتا ہے اور (ب د) میں سقوب بارموحدہ سے ہے جس کے معنی عمود البیت کے ہیں اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

اور ہاتھ میں سفید فولاد کی تیز تلوار ہے۔

وَأَنْتَ الطَّاعِنُ النَّجْ لَاءَ مِنْهَا مُزْبِدٌ آنٌ

(اے میرے دوست) تو نیزے سے کشادہ زخم لگانے والا ہے جس سے کف دار گرم (خون بہتا ہے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں اس کا قول ''ومالیث الی آخر'' سابق کی دونوں بیتوں سے علیحدہ ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند بنت اثاثہ بن عباد بن المطلب نے عبیدہ ابن الحارث بن المطلب کا مرثیہ کہا ہے۔

لَقَدْ ضُمِّنَ الصَّفْرَاءُ مَجْدًا وَسُؤدَدًا وَحِلْمًا أَصِيلًا وَافِرَ اللُّبِّ وَالْعَقْلِ

(مقام صفراء نے بزرگی۔ سرداری۔ مسلمہ حلم اور مغز و عقل کی بڑی مقدار اپنے میں رکھ لی۔

عُبَيْدَةَ فَابْكِيهِ لِأَضْيَافِ غُرْبَةٍ وَأَرْمَلَةٍ تَهْوِيْ لِأَشْعَثَ كَالْجِذْلِ

(اس نے) عبیدہ کو (اپنے میں رکھ لیا) پس مسافر مہمانوں اور ان بیواؤں کے لئے جو (اس کے پاس) پریشانی میں آیا کرتی تھیں تو اس پر روجو ایک درخت کے تنے کی طرح تھا۔

وَ بَكِّيهِ لِلْأَقْوَامِ فِيْ كُلِّ شَتْوَةٍ إِذَا احْمَرَّ آفَاقُ السَّمَاءِ مِنَ الْمَحْلِ

اور اس پر ان لوگوں کے لئے رو جو ہر سرما میں آسمان کے کنارے قحط کے سبب سے سرخ ہو جانے کے وقت (اس کے پاس آیا کرتے تھے)۔

وَبَكِّيهِ لِلْأَيْتَامِ وَالرِّيحُ زَفْزَفٌ وَتَشْبِيبِ قِدْرٍ طَالَ مَا أَزْبَدَتْ تَغْلِيْ

اور یتیموں کے لئے رو جبکہ سخت ہوا کے تیز جھونکے آتے (تو انہیں اسی کے پاس پناہ ملتی تھی) اور دیگوں کے نیچے آگ روشن کرنے کے لئے رو جو بڑی مدت تک جوش زن اور کف انداز رہتی تھیں۔

فَإِنْ تُصْبِحِ النِّيْرَانُ قَدْ مَاتَ ضَوْءُهَا فَقَدْ كَانَ يُذْكِيهِنَّ بِالْحَطَبِ الْجَزْلِ

اگر آگ بجھ جاتی تو وہ اسے موٹی موٹی لکڑیوں کے ایندھن سے سلگایا کرتا تھا۔

لِطَارِقِ لَيْلٍ أَوْلِمُلْتَمِسِ الْقِرَى وَمُسْتَنْبِحٍ أَضْحَى لَدَيْهِ عَلَى رِسْلِ

(مذکورہ سروسامان) رات میں کسی آنے والے یا ضیافت کے طالب اور اس راہ گم کرنے والے کے لئے ہوا کرتے تھے جو آہستہ آہستہ کتے کی آواز کر کے خود کو اس پر ظاہر کرتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر نے ہند کی طرف ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کیا ہے۔

ابن اسحٰق[1] نے کہا کہ قتیلۃ بنت الحارث النضر بن الحارث کی بہن نے کہا ہے۔

يَا رَاكِبًا إِنَّ الْأُثَيْلَ مَظِنَّةٌ مِنْ صُبْحِ خَامِسَةٍ وَأَنْتَ مُوَفَّقُ

اے سوار (مقام) اثیل کے متعلق مجھے پانچویں صبح (یعنی پانچ روز) سے بدگمانی ہے۔اور تو تو بڑے وقت پر آیا (اچھے وقت آیا جبکہ تیری ضرورت تھی)۔

أَبْلِغْ بِهَا مَيْتًا بِأَنَّ تَحِيَّةً مَا إِنْ تَزَالُ بِهَا النَّجَائِبُ تَخْفِقُ

وہاں (مقام اثیل) کی ایک میت کو جب تک کہ شریف اونٹنیاں وہاں سے تیز آتی جاتی رہیں باقی رہنے کی دعا پہنچا دینا۔

مِنِّيْ إِلَيْكَ وَعَبْرَةً مَسْفُوْحَةً جَادَتْ بِوَاكِفِهَا وَأُخْرٰى تَخْنَقُ

میری طرف سے تجھے (دعائے بقا پہنچے) اور ایسے آنسو (پہنچیں) جو لگاتار اپنے بہاؤ سے سخاوت کر رہے ہیں اور ایسے آنسو جو کم ہوتے جا رہے ہیں۔

هَلْ يَسْمَعَنِّي النَّضْرُ إِنْ نَادَيْتُهٗ أَمْ كَيْفَ يَسْمَعُ مَيِّتٌ لَا يَنْطِقُ

اگر میں پکاروں تو کیا نضر میری پکار کو سنے گا یا (نہیں) جو میت بات نہ کر سکے وہ کیسے سن سکے گی۔

أَمُحَمَّدٌ يَا خَيْرَ ضِنْءِ كَرِيْمَةٍ فِيْ قَوْمِهَا وَالْفَحْلَ فَحْلٌ مُعْرِقٌ

اے محمد (ﷺ)! اے اپنی قوم میں سے شریف عورت کی بہترین اولاد۔شریف تو نسل کے لحاظ سے شریف ہی ہوتا ہے۔

مَا كَانَ ضَرَّكَ لَوْ مَنَنْتَ وَرُبَّمَا مَنَّ الْفَتٰى وَهُوَ الْمَغِيْظُ الْمُحْنَقُ

آپ کا کیا نقصان ہوتا اگر آپ احسان کرتے (اور اس کو چھوڑ دیتے) کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک کینہ ور غصے میں بھرے ہوئے جواں مرد نے احسان کیا ہے۔

أَوْكُنْتَ قَابِلَ فِدْيَةٍ فَلَيُنْفَقَنْ بِأَعَزِّ مَا يَغْلُوْبِهٖ مَا يُنْفِقُ

یا آپ فدیہ قبول کر لیتے تو جو اخراجات زیادہ سے زیادہ دشوارترین ہوتے وہ (ہماری جانب سے) ضرور خرچ کئے جاتے۔

فَالنَّضْرُ أَقْرَبُ مَنْ أَسَرْتَ قَرَابَةً وَأَحَقُّهُمْ إِنْ كَانَ عِتْقٌ يُعْتَقُ

کیونکہ آپ نے جن لوگوں کو اسیر کیا ان سب میں النضر تو قریب ترین قرابت والا تھا اور اس

---

[1] (الف) قال ابن ہشام ہے۔(احمد محمودی)

بات کا زیادہ حق دار تھا کہ اگر (کسی کو) آزادی دی جاتی تو وہ (پہلے) آزاد ہو جاتا۔

ظَلَّتْ سُيُوْفُ بَنِىْ أَبِيْهِ تَنوشُهٗ　　لِلّٰهِ أَرْحَامٌ هُنَاكَ تُشَقَّقُ

اس کے بھائیوں کی تلواریں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگیں۔ خدا واسطے یہاں قرابت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں۔

صَبْرًا يُقَادُ إِلَى الْمَنِيَّةِ مُتْعَبًا　　رَسْفَ الْمُقَيَّدِ وَهُوَ عَانٍ مُوْثَقُ

موت کی جانب وہ اس حالت سے کھینچا جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہیں وہ تھکا ماندہ ہے بیڑیوں میں بمشکل پاؤں اٹھا رہا ہے اور زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب اس شعر کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا:

لَوْ بَلَغَنِىْ هٰذَا قَبْلَ قَتْلِهٖ لَمَنَنْتُ عَلَيْهِ.

''اس کے قتل ہونے سے پہلے اگر میرے پاس یہ (شعر) پہنچ جاتا تو ضرور میں اس پر احسان کرتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جنگ بدر سے ماہ رمضان کے آخر یا شوال میں فارغ ہوئے۔

مقام کدر میں بنی سلیم کا غزوہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہاں سات دن سے زیادہ قیام نہیں فرمایا حتیٰ کہ بذات خود بنی سلیم کا ارادہ فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مدینہ پر آپ نے سباع بن عرفطۃ الغفاری یا ام مکتوم کو حاکم بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد آپ ان کے چشموں میں سے ایک چشمے پر پہنچے جس کا نام کدر تھا اور وہاں آپ نے تین روز قیام فرمایا۔ پھر مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ پھر آپ مدینہ میں شوال کا باقی مہینہ اور ذوالقعد قیام پذیر رہے اور آپ کے اس قیام کے زمانے میں قریش کے قیدیوں کی بڑی تعداد فدیے پر چھوڑ دی گئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

غزوۃ السویق

(راوی نے) کہا کہ ہم سے ابومحمد عبدالملک بن ہشام نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ اس کے بعد ابوسفیان بن حرب نے ذی الحجہ میں جنگ سویق کی۔ اور اس سال کا حج مشرکوں ہی کے زیرنگرانی رہا۔

محمد بن جعفر بن الزبیر اور یزید بن رومان اور ایسے لوگوں نے جنہیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا عبداللہ بن کعب بن مالک سے جو انصار میں سب سے زیادہ علم والے تھے جس طرح مجھے روایت سنائی وہ یہ ہے کہ جب ابوسفیان کی مکہ کی جانب واپسی ہوئی اور قریش کے شکست خوردہ افراد بدر سے واپس ہوئے تو ابوسفیان نے (یہ) منت مانی کہ جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ نہ کرلے (اس وقت تک) جنابت کے سبب سے بھی سر کو پانی نہ لگائے گا پس اپنی قسم پوری کرنے کے لئے قریش کے دو سو سواروں کو لے کر نکلا اور نجدیہ کی راہ اختیار کی حتیٰ کہ نہر کے اوپر والے حصے میں ایک پہاڑ کے پاس جا اترا جس کا نام ثیب تھا اور مدینہ سے ایک برید[1] یا اس کے قریب قریب تھا۔ پھر راتوں رات نکل کر رات کی اندھیری ہی میں بنی النضیر کے پاس آیا اور حی بن اخطب کے پاس جا کر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے اس کے لئے دروازہ کھولنے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گیا۔ وہاں سے لوٹ کر سلام بن مشکم کے پاس پہنچا جو اس زمانے میں بنی النضیر کا سردار اور ان کا خزانچی تھا اور اس کے پاس اندر جانے کی اجازت چاہی تو اس نے اسے اجازت دی اور اس کی میزبانی کی اور اس کو کھلایا پلایا لوگوں کے رازوں کی خبر دی۔

پھر وہ وہاں سے اسی رات کے آخری حصے میں نکل گیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس آیا قریش میں سے چند آدمیوں کو مدینہ کی جانب روانہ کیا اور وہ لوگ مدینہ کے ایک کنارے جس کا نام عریض تھا آئے اور وہاں کے ایک نخلستان میں آگ لگا دی وہاں انہوں نے انصار میں سے ایک شخص کو اور اس کے ایک حلیف کو پایا جو

---

[1] برید چار فرسخ یا بارہ میل کے مساوی ہے۔ کذافی قطر المحیط۔ اور منتہی الارب میں لکھا ہے برید دو فرسخ یا بارہ کروہ یا دو منزل کی مسافت کے مساوی ہے۔ واللہ اعلم۔ (احمد محمودی)

اپنے کھیت میں تھے۔انہوں نے ان دونوں کوقتل کر دیا اور پلٹ کر چلے گئے۔لوگوں کو(جب) اس کی خبر ہوئی تو تیار ہو گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ان کی طلب میں نکلے اور قرقرۃ الکدر تک تشریف لے گئے پھر وہاں سے مراجعت فرمائی۔ابوسفیان اور اس کے ساتھی آپ سے بچ کر نکل گئے۔(آپ کے ساتھیوں نے) ان لوگوں کا کچھ رسد کا سامان دیکھا جس کو انہوں نے بچ نکلنے کی خاطر بوجھ کم کرنے کے لئے کھیت میں ڈال دیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کو ساتھ لئے ہوئے واپس تشریف لائے۔تو مسلمانوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا آپ امید کرتے ہیں کہ ہمارے فائدے کے لئے کوئی جنگ ہو جائے۔آپ نے فرمایا۔ نعم۔ہاں۔

ابن ہشام نے کہا کہ آپ نے مدینہ پر بشیر بن عبدالمنذر کو جن کی کنیت بقول ابن ہشام ابولبابہ تھی حاکم بنایا تھا۔ابوعبیدہ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس (جنگ) کا نام غزوہ السویق اس لئے رکھا گیا کہ انہوں نے جو سامان رسد پھینک دیا تھا اس میں زیادہ حصہ سویق (یعنی ستو) کا تھا اور مسلمان بہت سے ستووں پر ٹوٹ پڑے اس لئے اس کا نام غزوہ السویق رکھا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سلام بن مشکم کے پاس سے لوٹتے وقت ابوسفیان بن حرب نے اس کی اس میزبانی کے متعلق کہا۔

وَاِنِّیْ تَخَیَّرْتُ الْمَدِیْنَۃَ وَاحِدًا لِحِلْفٍ فَلَمْ اَنْدَمْ وَلَمْ اَتَلَوَّمِ

میں نے مدینہ میں سے ایک شخص کو عہد و پیمان کے لئے منتخب کیا تو پچھتایا نہیں اور نہ میں نے ایسا کام کیا جس کے سبب سے قابل ملامت ہو جاؤں۔

سَقَانِیْ فَرَوَّانِیْ کُمَیْتًا مُدَامَۃً عَلٰی عَجَلٍ مِنِّیْ سَلَامُ بْنُ مِشْکَمِ

سلام بن مشکم نے مجھے سرخ و سیاہ شراب پلائی باوجود اس کے کہ مجھے (وہاں سے نکل جانے کی) جلدی تھی۔

وَلَمَّا تَوَلَّی الْجَیْشَ قُلْتُ وَلَمْ اَکُنْ لِاُفْرِحَہُ الْبَشْرَ بِغَزْوٍ وَ مَغْنَمِ

اور جب اس نے لشکر کی سرپرستی یا دوستی قبول کی تو میں نے کہا جنگ اور غنیمت کی خوشخبری سن لو اور اس سے میری غرض یہ نہ تھی کہ میں اس پر بار ڈالوں۔

تَاَمَّلْ فَاِنَّ الْقَوْمَ سِرٌّ وَاِنَّھُمْ صَرِیْحُ لُؤَیٍّ لَاَشْمَاطِیْطُ جُرْھُمِ

(اس بات پر) غور کر لو کہ یہ لوگ خالص نسب والے ہیں اور خاص لوئی کی اولاد ہیں جرہم سے خلط ملط ہونے والے نہیں ہیں۔

وَمَا كَانَ إِلَّا بَعْضُ لَيْلَةِ رَاكِبٍ ۔۔۔۔ أَتٰى سَاغِبًا مِنْ غَيْرِ خَلَّةِ مُعْدِمِ

وہ (ابن مشکم سے میری ملاقات) کسی سوار کے رات کے تھوڑے سے وقت میں ٹھیرنے کی سی تھی جو ناداری کی احتیاج کے بغیر کسی سعی وکوشش کے لئے آیا ہو۔

غزوۂ ذی امر

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم غزوۂ سویق سے واپس تشریف لائے تو تقریباً ذی الحجہ کے باقی حصے (تک) مدینہ ہی میں قیام فرمایا۔ پھر غطفان کے لئے نجد کا ارادہ فرمایا اور اسی کا نام غزوۂ ذی امر ہے۔

اور بقول ابن ہشام مدینہ پر عثمان بن عفان کو حاکم بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ صفر کا پورا مہینہ یا اس کے قریب آپ نجد ہی میں رہے پھر مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی جھڑپ نہیں ہوئی اور ربیع الاول کے باقی حصے یا اس میں سے کچھ تھوڑے حصے (تک) مدینہ ہی میں قیام فرمارہے۔

بحران کا غزوۃ الفرع

پھر قریش سے مقابلے کے ارادے سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لے چلے۔

اور بقول ابن ہشام مدینہ پر ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر فرمایا۔

ابن اسحٰق نے کہا حتیٰ کہ بحران تک پہنچے جو ضلعہ الفرع میں حجاز کا ایک معدن ہے اور وہاں آپ ماہ ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ میں قیام فرمارہے اور پھر واپس مدینہ تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔

بنی قینقاع واقعہ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مذکورہ غزوے کے اثناء میں بنی قینقاع کا واقعہ بھی رونما ہوا۔ اور بنی قینقاع کا یہ واقعہ تھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں سوق بنی قینقاع میں جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا:

يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَا حْذَرُوْا مِنَ اللّٰهِ مِثْلَ مَانَزَلَ بِقُرَيْشٍ مِنَ النِّقْمَةِ وَأَسْلِمُوْا.

''اے گروہ یہود قریش کی سی سزا کے نزول سے اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو''۔

تو انہوں نے کہا اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) تم سمجھتے ہو کہ ہم بھی تمہاری قوم (کی طرح) ہیں۔ (کہیں) تم اس دھوکے میں نہ رہنا تم نے ایسے لوگوں سے مقابلہ کیا جنہیں جنگ کے متعلق کوئی معلومات نہ تھیں۔ اس لئے تم نے ان پر موقع پالیا۔ ہماری یہ حالت ہے کہ واللہ اگر ہم تم سے جنگ کریں گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ہم (خاص

قسم کے) لوگ ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زید بن ثابت کے لوگوں کے آزاد کردہ غلام نے سعید بن جبیر یا عکرمہ سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت لے کر بیان کیا انہوں نے کہا کہ یہ آیتیں انہیں لوگوں کے متعلق نازل ہوئیں۔

﴿ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ إِلٰى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ﴾

''(اے نبی) ان لوگوں سے کہہ دے جنہوں نے کفر کیا ہے کہ تم لوگ عنقریب مغلوب ہو گے اور جہنم کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور وہ بہت برا فرش ہے۔ دو جماعتیں جو مقابل ہوئیں بے شبہہ اس میں تمہارے لئے نشانی تھی۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے بدری صحابی اور قریش''۔

﴿ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ﴾

''ایک جماعت (تو) اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی ہے اور دوسری کافر۔ وہ انہیں اپنے سے دگنا دیکھ رہے ہیں (اور یہ) دیکھنا آنکھ کا (ہے)''۔

﴿ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴾

''اور اللہ اپنی مدد سے جس کی چاہے تائید کرتا ہے بے شبہہ اس (واقعہ) میں بینائی والوں کے لئے عبرت ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ بنی قینقاع یہودیوں میں سے پہلا گروہ ہے جنہوں نے اس عہد کو توڑ دیا جو ان میں اور رسول اللہ ﷺ میں تھا اور جنگ بدر و جنگ احد کے درمیانی زمانے میں انہوں نے جنگ کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ عبداللہ بن جعفر بن المسور بن مخرمہ نے ابوعون سے روایت کی کہ بنی قینقاع کا واقعہ یہ تھا کہ عرب کی ایک عورت اپنا کچھ سامان بیچنے کے لئے لائی اور بنی قینقاع کے بازار میں اسے بیچ کر وہاں کے ایک سنار کے پاس بیٹھ گئی انہوں نے اس کا چہرہ بے نقاب کرنا چاہا تو اس عورت نے انکار کیا۔ اس سنار نے اس کے کپڑے کا سرا اس کی پچھلی جانب باندھ دیا اور جب وہ اٹھی تو اس کا ستر کھل گیا (اور) ان سبھی نے اس کی (خوب) ہنسی اڑائی وہ چلائی تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اس سنار پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر ڈالا اور وہ یہودی تھا۔ یہودیوں نے اس مسلمان پر سختی کی اور اسے قتل کر ڈالا اس مسلمان کے لوگوں نے یہودیوں کے مقابلے کے لئے دوسرے مسلمانوں سے امداد طلب کی آخر مسلمانوں کو غصہ آ گیا اور ان میں اور بنی قینقاع میں فساد ہو گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا انہوں نے کہا پھر تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کرلیا یہاں تک کہ آپ کا حکم ماننے پر وہ اتر آئے۔ اور جب اللہ (تعالیٰ) نے آپ کو ان پر قدرت عطا فرمائی تو عبداللہ بن ابی بن سلول اٹھا اور کہا۔ اے محمد (ﷺ) میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجئے۔ اور یہ لوگ خزرج کے حلیف تھے۔ راوی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات ماننے میں (جب) تاخیر فرمائی۔ تو اس نے کہا اے محمد (ﷺ) میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجئے۔ راوی نے کہا آپ نے اس کی جانب سے روئے (مبارک) پھیرلیا۔ اس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی زرہ کے جیب میں ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس زرہ کا نام ذات الفضول تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اَرْسِلْنِیْ۔ مجھے چھوڑ۔ اور رسول اللہ ﷺ کو ایسا غصہ آ گیا کہ آپ کے چہرۂ (مبارک) کو لوگوں نے سیاہی مائل ابر کی طرح دیکھا اور پھر آپ نے فرمایا۔ **ویحك ارسلنی**۔ تیرے لئے خرابی ہو مجھے چھوڑ۔ تو اس نے کہا نہیں بخدا میں آپ کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ آپ میرے دوستوں سے نیک سلوک کریں۔ چار سو بے زرہ (والے) اور تین سو زرہ والوں (کو رہائی دیں) ان لوگوں نے سرخ و سیاہ (اقوام) سے میری حفاظت کی ہے۔ کیا آپ انہیں ایک ہی دن میں کاٹ ڈالیں گے۔ بخدا میں آفات زمانہ سے ڈرتا رہتا ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو اپنے محاصرہ کرنے کے زمانے میں مدینہ پر بشیر بن عبدالمنذر کو حاکم مقرر فرمایا تھا اور آپ کا محاصرہ کرنے کا زمانہ پندرہ روز کا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابواسحٰق بن یسار نے عبادۃ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ جب بنی قینقاع نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی تو ان کے معاملے میں عبداللہ بن ابی بن سلول نے روک تھام کی۔ اور عبادۃ بن الصامت جو بنی عوف ہی میں سے ایک فرد تھے اور بنی قینقاع کے حلیف ہونے کا ان کو بھی ویسا ہی تعلق تھا جیسا عبداللہ بن ابی بن سلول کو تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کے آگے ان کے حلیف ہونے سے دست برداری کی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب ہو کر ان لوگوں سے علیحدگی اختیار کی اور عرض کی یا رسول اللہ میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ اور ایمان والوں سے محبت رکھتا ہوں اور ان کفار کی دوستی اور ان کے حلیف ہونے سے بیزاری (کا اظہار) کرتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ عبداللہ بن ابی اور ان کے متعلق سورۂ مائدہ کی اس آیت کا نزول ہوا:

﴿ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اَوْلِیَاءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ فَتَرَی الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ﴾

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ ان میں سے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو شخص ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں (شمار) ہوگا۔ بے شبہ اللہ ظالم قوم کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔ (اے مخاطب) پس تو ان لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے دیکھے گا کہ''۔

اس سے مراد عبداللہ بن ابی ہے جو کہتا تھا کہ مجھے آفات زمانہ کا خوف لگا ہوا ہے۔

﴿ يُسَارِعُوْنَ فِيهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰى أَنْ تُصِيْبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَا أَسَرُّوْا فِيْ أَنْفُسِهِمْ نَادِمِيْنَ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَهٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ﴾

''وہ جلدی کرتے ہیں ان کے متعلق کہتے ہیں ہمیں (اس بات کا) ڈر ہے کہ (کہیں) ہم پر کوئی آفت نہ آ جائے۔ پس امید ہے کہ اللہ فتح نصیب فرمائے یا اپنے پاس سے کسی اور حکم (سے سرفرازی) دے تو ان لوگوں نے جو بات اپنے نفسوں میں چھپا رکھی ہے۔ اس پر پچتائیں گے۔ اور ایمان دار کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی قسمیں اپنی پوری کوششوں سے کھائی تھیں''۔

اور اس کے بعد کا وہ تمام بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول تک:

﴿ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ﴾

''تمہارے دوست تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور رکوع کرتے ہوئے زکوٰۃ دیتے ہیں''۔

یہ اس لئے فرمایا گیا کہ عبادۃ بن الصامت اللہ اس کے رسول اور ان لوگوں سے محبت رکھتے تھے جو ایماندار تھے اور بنی قینقاع کی محبت اور ان کے حلیف ہونے سے علیحدگی ظاہر کردی تھی۔

﴿ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور ان لوگوں سے دوستی رکھے جو ایمان لائے ہیں تو بے شبہ اللہ والی جماعت ہی پروان چڑھنے والی ہے''۔

نجد کے چشموں میں سے مقام القردہ کی طرف زید بن حارثہ کا سریہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ زید بن حارثہ کا سریہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو روانہ فرمایا تھا۔ اور انہوں

نے قریش کے قافلے کو جس میں ابوسفیان بن حرب نجد کے چشموں میں سے ایک چشمے القردہ کے پاس تھا جاملایا تھا۔اس کے واقعات یہ ہیں کہ جب بدر کے مذکورہ واقعات ہو چکے تو قریش جس راستے سے شام کو جایا کرتے تھے اس راہ کے چلنے سے ڈر کر انہوں نے عراق کا راستہ اختیار کیا۔اور ان میں سے چند تاجر جن میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا اور اس کے ساتھ بہت سی چاندی تھی۔اور چاندی ہی ان لوگوں کی تجارت کا بڑا حصہ ہوا کرتی تھی۔ان لوگوں نے فرات بن حیان نامی بنی بکر بن وائل میں سے ایک شخص کو کچھ معاوضہ دے کر ساتھ لے لیا تھا کہ وہ اس راستے میں ان کی رہنمائی کرے۔

ابن ہشام نے کہا کہ فرات بن حیان بنی سہم کا حلیف اور بنی عجل میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو روانہ فرمایا تو زید ان سے اس چشمے پر جا ملے اور اس قافلے کو اور اس میں جو کچھ تھا لوٹ لیا لیکن وہ لوگ ان کے ہاتھ (میں) گرفتار نہ ہو سکے۔پس وہ سامان لے کر زید رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حسان بن ثابت نے قریش کے اس راستے کے اختیار کرنے پر جنگ احد کے بعد بدر کی دوسری جنگ میں ملامت کی ہے اور کہا ہے۔

دَعُوْا فَلجَاتِ الشَّأمِ قَدْحَالَ دُوْنَهَا جِلَادٌ كَأَفْوَاهِ الْمَخَاضِ الْاَوَارِكِ

شام کی چھوٹی نہروں کو اب چھوڑ دو کہ ان کے (اور تمہارے) درمیان ایسی تیز (تلواریں) حائل ہوگئی ہیں جو پیلو کے درخت کھانے والی حاملہ اونٹنیوں کے منہ کی طرح (خوف ناک) ہیں۔

بِاَيْدِىْ رِجَالٍ هَاجَرُوْا نَحْوَ رَبِّهِمْ وَاَنْصَارِهٖ حَقًّا وَاَيْدِى الْمَلَائِكِ

(مذکورہ تلواریں) ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار اور اپنے حقیقی مدد کرنے والے کی طرف ہجرت کی ہے اور فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

إِذَا سَلَكَتْ لِلْغَوْرِ مِنْ بَطْنِ عَالِجٍ فَقُوْلَا لَهَا لَيْسَ الطَّرِيْقُ هُنَالِكَ

بطن عالج کی نشیب کی جانب کوئی (قافلہ) چلے تو اس سے کہہ دینا کہ ادھر راستہ نہیں ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار حسان بن ثابت کے اشعار میں سے ہیں جن کا جواب ابوسفیان بن حرب بن عبدالمطلب نے دیا ہے۔عنقریب ہم ان اشعار اور ان کے جواب کا اس کے موقع پر ذکر کریں گے۔

کعب بن اشرف کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن اشرف کا قصہ یہ ہے کہ جب بدر والوں پر آفت پڑی اور زید بن حارثہ (مدینہ کے) نشیب میں رہنے والوں کے پاس اور عبداللہ بن رواحہ اونچے حصے میں رہنے والوں کے پاس خوش

خبری لے کر آئے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں رہنے والے مسلمانوں کو اطلاع دینے کے لئے روانہ فرمایا تھا کہ اللہ عزوجل نے آپ کو فتح عنایت فرمائی اور مشرکین کے فلاں فلاں افراد قتل ہو گئے تو۔ عبداللہ بن المغیث بن ابی بردۃ الظفری اور عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن حزم اور عاصم بن عمر بن قتادہ اور صالح بن ابی امامہ بن سہل کی روایتوں کے لحاظ سے جن میں ہر ایک نے بعض واقعات مجھ سے بیان کئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کعب بن اشرف کو جو بنی طئی کی شاخ بنی نبہان میں سے تھا اور اس کی ماں بنی النضیر میں سے تھی جب یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا کیا (یہ) خبر صحیح ہے۔ کیا تم لوگ خیال کرتے ہو کہ محمد (ﷺ) نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے جن کے نام یہ دونوں یعنی زید و عبداللہ بن رواحہ بتاتے ہیں۔ یہ تو عرب کے بڑے مرتبے والے اور لوگوں کے بادشاہ تھے۔ بخدا اگر حقیقت میں محمد (ﷺ) نے ان لوگوں کو قتل کر دیا ہے تو روئے زمین کی بہ نسبت شکم زمین بہتر ہے۔ اور جب اس دشمن خدا کو اس خبر کا یقین ہو گیا تو (وہاں سے) نکلا اور مکہ آیا اور المطلب بن ابی وداعہ بن صبیرۃ السہمی کے گھر اترا جس کے پاس عاتکہ بنت ابی العیص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف تھی۔ اس نے اس کی میزبانی اور عزت کی اور یہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف (لوگوں کو) ابھارنے لگا اور اشعار سنانے لگا اور قلیب والوں میں سے ان قریش پر جو بدر میں قتل ہوئے تھے مرثیے کہنے لگا۔ اسی نے کہا ہے۔

طَحَنَتْ رَحی بَدْرٍ لِمُهْلَكِ أَهْلِهِ ... وَلِمِثْلِ بَدْرٍ تَسْتَهِلُّ وَتَدْمَعُ

بدر کی چکی (جنگ) اپنے ہی لوگوں کو برباد کرنے کے لئے چلی اور بدر کے سے واقعات پر (آنکھیں) آنسو بہاتی اور بہتی (رہتی) ہیں۔

قُتِلَتْ سَرَاةُ النَّاسِ حَوْلَ حِيَاضِهِمْ ... لَا تَبْعَدُوْا إِنَّ الْمُلُوْكَ تُصَرَّعُ

لوگوں کے سردار اپنے ہی حوضوں کے اردگرد قتل کئے گئے (تو) بعید (از قیاس) نہ سمجھو کیونکہ بادشاہ بھی پچھڑ جاتے ہیں۔

كَمْ قَدْ أُصِيبَ بِهٖ مِنْ أَبْيَضَ مَاجِدٍ ... ذِي بَهْجَةٍ تَأْوِيْ إِلَيْهِ الضُّيَّعُ

کتنے شریف گورے چہرے اور رونق والے مصیبت میں مبتلا ہوئے ہیں جن کے پاس نادار پناہ لیا کرتے ہیں۔

طَلْقِ الْيَدَيْنِ إِذَا الْكَوَاكِبُ أَخْلَفَتْ ... حَمَّالِ أَثْقَالٍ يَسُوْدُ وَيَرْبَعُ

کارتیوں کے مینہ نہ برسانے کے وقت (یعنی قحط سالی میں) بھی بے روک خرچ کرنے والے (دوسروں کے) بوجھ اپنے سر لینے والے سردار جو چوتھ لیا کرتے تھے۔

وَيَقُوْلُ أَقْوَامٌ أُسَرُّ بِسُخْطِهِمْ ... إِنَّ ابْنَ الْأَشْرَفِ ظَلَّ كَعْبًا يَجْزَعُ

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی ناراضی سے میں خوش ہوتا ہوں (یہ غلط ہے بلکہ) کعب بن اشرف کو دھڑ کا لگا ہوا ہے۔

صَدَقُوْا فَلَيْتَ الْأَرْضَ سَاعَةَ قُتِّلُوْا ظَلَّتْ تَسُوْخُ بِأَهْلِهَا وَتَصَدَّعُ

انہوں نے تو ٹھیک کہا لیکن کاش جس وقت وہ قتل کئے گئے زمین نے اپنے لوگوں کو دھنسا لیا ہوتا اور پارہ پارہ ہوگئی ہوتی۔

صَارَ الَّذِیْ أَثَرَ الْحَدِيْثَ بِطَعْنَةٍ أَوْعَاشَ أَعْمٰى مُرْعَشًا لَا يَسْمَعُ

جس نے اس بات کی اشاعت کی ہے کاش وہی نیزے کا نشانہ ہو گیا ہوتا یا اندھا ہو کر زندہ رہتا پھڑ پھڑا تا رہتا (اور کچھ) نہ سنائی دیتا۔

نُبِّئْتُ أَنَّ بَنِی الْمُغِيْرَةِ كُلَّهُمْ خَشَعُوْ الْقَتْلَ أَبِی الْحَكِيْمِ وَجُدِّعُوْا

مجھے خبر ملی ہے کہ ابوالحکیم کے قتل کے سبب سے تمام بنی المغیرہ کی ناک کٹ گئی اور ذلیل خوار ہو گئے۔

وَابْنَا رَبِيْعَةَ عِنْدَهٗ وَمُنَبِّهٌ مَا نَالَ مِثْلَ الْمُهْلَكِيْنَ وَتُبَّعُ

اور ربیعہ کے دونوں بیٹے بھی اسی کے پاس (چلے گئے) اور منبہ بھی۔ (یہ) مقتولین (ایسے تھے کہ کسی نے) ان لوگوں کے سے (رتبے یا صفات) حاصل نہیں کئے اور (نہ) تبع نے۔

نُبِّئْتُ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامِهِمْ فِی النَّاسِ يَبْنِی الصَّالِحَاتِ وَيَجْمَعُ

مجھے خبر ملی ہے کہ ان میں حارث بن ہشام لوگوں میں نیک کام کر رہا ہے اور (لوگوں کو) جمع کر رہا ہے۔

لِيَزُوْرَ يَثْرِبَ بِالْجُمُوْعِ وَإِنَّمَا يَحْمِیْ عَلَی الْحَسَبِ الْكَرِيْمُ الْأَرْوَعُ

تا کہ جتھوں کو لے کر یثرب سے مقابلہ کرے اور (سچ تو یہ ہے کہ) آبائی شرافت کی حفاظت شان وشوکت والا ہی کیا کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس قول ''تبع'' اور اسر بسخطھم'' کی روایت ابن اسحٰق کی نہیں بلکہ دوسروں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر حسان بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ نے ان کا جواب دیا اور کہا۔

أَبْكَاهُ كَعْبٌ ثُمَّ عُلَّ بِعَبْرَةٍ مِنْهُ وَعَاشَ مُجَدَّعًا لَا يَسْمَعُ

کعب نے اس کا مرثیہ کہا اور پھر اس کو آنسوؤں کے گھونٹ دوبارہ پلائے گئے اور اس نے ذلت میں (ایسی) زندگی بسر کی کہ وہ سنتا ہی نہیں۔

وَلَقَدْ رَأَيْتُ بِبَطْنِ بَدْرٍ مِنْهُمْ قَتْلٰى تَسُحُّ لَهَا الْعُيُوْنُ وَتَدْمَعُ

میں نے وادی بدر میں ان کے ایسے مقتول دیکھے جن کے لئے آنکھیں رو رہی ہیں اور آنسوؤں کا تاء بندھ گیا ہے۔

فَابْكِیْ فَقَدْ أَبْكَيْتَ عَبْدًا رَاضِعًا شِبْهَ الْكُلَيْبِ إِلَى الْكُلَيْبَةِ يَتْبَعُ

تو نے کمینے غلاموں کو تو (بہت کچھ) رلایا (اب) تو رو جس طرح کم عمر کتا کم عمر کتیا کے بعد آواز نکالتا ہے۔

وَلَقَدْ شَفَى الرَّحْمٰنُ مِنَّا سَيِّدًا وَأَهَانَ قَوْمًا قَاتَلُوْهُ وَصُرِّعُوْا

اور ہمارے سردار کے دل کو رحمٰن نے مطمئین فرما دیا اور جن لوگوں نے اس سے جنگ کی انہیں ذلیل وخوار کیا اور وہ پچھاڑے گئے۔

وَنَجَا وَ أَفْلَتَ مِنْهُمْ مَنْ قَلْبُهٗ شَعَفٌ يَظَلُّ لِخَوْفِهٖ يَتَصَدَّعُ

اور ان میں سے جو شخص بچ نکلا اور بھاگ گیا اس کے دل میں آگ بھڑک رہی ہے۔ اور اس (ہمارے سردار) کے خوف سے پھٹا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر کو حسان کے ان اشعار سے انکار ہے اور ان کا قول ''ابکاہ کعب'' کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مسلمانوں میں سے ایک عورت نے جو بنی بلی کی شاخ بنی مرید میں سے تھی اور یہ لوگ بنی امیہ بن زید کے حلیف تھے اور یہ الجعادرہ کے نام سے مشہور تھے۔ کعب کے جواب میں کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا نام میمونہ بنت عبداللہ تھا۔ اور اکثر علماء شعر اس عورت کے ان اشعار سے انکار کرتے ہیں اور کعب بن اشرف کے ان اشعار سے بھی انکار کرتے ہیں جو اس کے جواب میں اس نے کہے ہیں۔

تَحَنَّنَ هٰذَا الْعَبْدُ كُلَّ تَحَنُّنٍ يُبَكِّیْ عَلٰى قَتْلٰى وَ لَيْسَ بِنَاصِبِ

اس غلام نے مقتولوں پر بہ تکلف بہت کچھ آہ وزاری کی کہ (دوسروں کو) رلائے حالانکہ (حقیقت میں) وہ غم والم رکھنے والا نہیں ہے۔

بَكَتْ عَيْنُ مَنْ يَّبْكِیْ لِبَدْرٍ وَأَهْلِهٖ وَعُلَّتْ بِمِثْلَيْهَا لُؤَيُّ بْنُ غَالِبِ

بدر اور بدر والوں پر جن کو اس نے رلایا ان کی آنکھ تو روئی لیکن لوئی بن غالب والوں کو تو اس کے آنسوؤں کے دہرے گھونٹ پلائے گئے۔

فَلَيْتَ الَّذِيْنَ ضُرِّجُوْا بِدِمَائِهِمْ يَرٰى مَابِهِمْ مَنْ كَانَ بَيْنَ الْأَخَاشِبِ

کاش جو لوگ اپنے خون میں لتھڑ گئے ان لوگوں کی حالت کو دیکھتے جو مکہ کے پہاڑوں کے درمیان ہیں۔

فَیَعْلَمُ حَقًّا عَنْ یَقِیْنٍ وَیُبْصِرُوْا مَجَرَّهُمْ فَوْقَ اللِّحٰی وَالْحَوَاجِبِ

تو انہیں حقیقی اور یقینی علم ہوتا اور وہ ان کی داڑھیوں اور بھوؤں کے بل گھسیٹے جانے کو دیکھ لیتے۔

تو کعب بن اشرف نے اس کے جواب میں کہا۔

أَلَا فَازْجُرُوْا مِنْكُمْ سَفِیْهًا لِتَسْلَمُوْا عَنِ الْقَوْلِ یَأْتِیْ مِنْهُ غَیْرَ مُقَارِبِ

سنو! تم اپنے نادانوں کو ڈانٹو تاکہ ایسی بات سے تم بچے رہو جو نامناسب حالات پیدا کرتی ہے۔

أَتَشْتُمُنِیْ أَنْ كُنْتُ أَبْكِیْ بِعَبْرَةٍ لِقَوْمٍ أَتَانِیْ وُدُّهُمْ غَیْرُ كَاذِبِ

کیا وہ مجھے اس وجہ سے برا بھلا کہتی ہے کہ میں اس قوم کے لئے آنسو بہا رہا ہوں جس کی محبت میرے ساتھ جھوٹی نہیں رہی ہے۔

فَإِنِّیْ لَبَاكٍ مَا بَقِیْتُ وَذَاكِرٌ مَآثِرَ قَوْمٍ مَجْدُهُمْ بِالْجَبَاجِبِ

میں تو جب تک رہوں گا روتا ہی رہوں گا اور ان لوگوں کی اچھائیوں کو یاد کرتا (ہی) رہوں گا جن کی شان و شوکت منازل مکہ میں ظاہر ہے۔

لَعَمْرِیْ لَقَدْ كَانَ مُرَیْدُ بِمَعْزِلٍ عَنِ الشَّرِّ فَاجْتَالَتْ وُجُوْهَ الثَّعَالِبِ

اپنی عمر کی قسم بے شبہ قبیلۂ مرید برائی سے الگ تھلگ تھا لیکن اب اس نے اپنا رنگ (ہی) بدل دیا۔ لومڑیوں کے (سے) (ان) چہرے والوں کی تو میں (بہت ہی) مذمت کرتا ہوں۔

فَحَقٌّ مُرَیْدٍ أَنْ تُجَذَّا أُنُوْفُهُمْ بِشَتْمِهِمْ حَیَّ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبِ

حیی بن غالب کے دو قبیلوں کو برا بھلا کہنے کے سبب سے بنی مرید اس بات کے سزاوار ہو گئے ہیں کہ ان کی ناکیں کٹ جائیں (اور وہ ذلیل و خوار ہوں)۔

وَهَبْتُ نَصِیْبِیْ مِنْ مُرَیْدٍ لِجَعْدَرٍ وَفَاءً وَبَیْتِ اللّٰهِ بَیْنَ الْأَخَاشِبِ

اللہ کے اس گھر کی قسم جو مکے کے پہاڑوں کے درمیان ہے! وفاداری کے لحاظ سے بنی مرید (سے بدلہ لینے) کا اپنا حق میں نے بنی جعدر کو دے دیا۔

اس کے بعد کعب بن اشرف مدینہ واپس ہوا اور مسلمان عورتوں کے متعلق عاشقانہ شعر کہے اور ان (کے دل) کو تکلیف پہنچائی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جیسا کہ عبداللہ بن المغیث نے مجھ سے بیان کیا

ہے۔مَنْ لِیْ بَابْنِ الْاَشْرَفْ۔ (کعب) بن اشرف (کی خبر لینے) کے لئے کون میرے آگے (ہامی) بھرتا ہے۔تو بنی عبدالاشہل والے محمد بن مسلمہ نے کہا۔ یارسول اللہ (ﷺ) میں آپ کی خاطر اس (کام) کے لئے (تیار) ہوں' میں اس کو قتل کرڈالتا ہوں۔فرمایافَافْعَلْ اِنْ قَدَرْتُ عَلٰی ذٰلِکَ۔اگر تمہیں اس پر قدرت حاصل ہوجائے' تو (ایسا ہی) کرو۔تو محمد بن مسلمۃ (وہاں سے) واپس ہوئے' اور تین دن تک اس حالت میں رہے کہ بجز سدرمق کے نہ کچھ کھاتے اور نہ کچھ پیتے تھے' ان کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا' تو آپ نے انہیں بلوایا' اوران سے فرمایا۔

لِمَ تَرَکْتَ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ کھانا پینا تم نے کیوں چھوڑ دیا۔انہوں نے کہا یارسول اللہ! میں نے ایک بات آپ سے عرض تو کردی لیکن مجھے خبر نہیں کہ میں اپنا وعدہ پورا بھی کرسکوں گا یا نہیں۔

فرمایا:

اِنَّمَا عَلَیْکَ الْجَھْدُ۔تمہارے ذمے تو صرف کوشش ہے۔عرض کی یارسول! ہمیں ضرورت ہے کہ (بعض واقعہ کے خلاف باتیں) کہیں۔

فرمایا:

قُوْلُوْا مَا بَدَالَکُمْ فَاَنْتُمْ فِیْ حِلٍّ مِنْ ذٰلِکَ۔

جو تمہیں مناسب معلوم ہو کہو کہ تمہیں ایسی باتیں جائز ہیں۔

غرض اس کے قتل کے لئے محمد بن مسلمۃ اور سلکان بن سلامۃ بن وقش جو بنی عبدالاشہل میں سے تھے اوران کی کنیت ابونائلہ تھی اور وہ کعب بن اشرف کے دودھ شریک بھائی تھے اور عباد بن بشر بن وقش عبدالاشہل ہی میں سے ایک فرد اور الحارث بن اوس بن معاذ بنی اشہل ہی کے' اور بنی حارثہ میں سے ابوعبس بن جبر (پانچوں) نے اتفاق کیا اور ابونائلہ سلکان بن سلامۃ کو دشمن خدا کعب بن اشرف کی طرف پہلے روانہ کیا۔وہ اس کے پاس پہنچے اور گھنٹہ بھر (تک) اس سے (ادھر ادھر کی) باتیں کرتے رہے۔ایک دوسرے کو اشعار سناتے رہے۔ابونائلہ بھی شعر کہا کرتے تھے۔پھر انہوں نے کہا افسوس اے ابن اشرف میں تیرے پاس ایک ضرورت سے آیا تھا میں اسے بیان کرنا چاہتا ہوں لیکن میری بات راز میں رہے۔اس نے کہا کہو تو انہوں نے کہا اس شخص کا آنا ہمارے لئے ایک بڑی مصیبت بن گیا ہے اس کی وجہ سے عرب ہمارے دشمن ہوگئے ہیں اور ایک ہی کمان سے وہ ہمیں تیر مار رہے ہیں (یعنی سب مل کر ہمارے مخالف ہوگئے ہیں)۔اور ہماری راہیں منقطع ہوگئی ہیں یہاں تک کہ (ہمارے) بال بچے برباد ہورہے ہیں اور جانوں پر آبنی ہے۔اور ہماری یہ حالت ہوگئی ہے کہ ہم اور ہمارے بال بچے آفت میں مبتلا ہوگئے ہیں۔

کعب نے کہا میں الاشرف کا بیٹا ہوں۔اے ابن سلامۃ! بخدا اس میں (اس سے پہلے بھی) یہ بات تجھ کو جتا تا رہا ہوں اور اس کا یہی نتیجہ ہونے والا ہے'اس کے بعد سلکان نے اس سے کہا میں چاہتا ہوں کہ کچھ غلہ تو ہمارے ہاتھ فروخت کر'اور ہم تیرے پاس (کچھ نہ کچھ) رہن رکھیں گے اور تیرے بھروسے کے قابل کام کریں گے۔ (لیکن) اس میں تو کچھ احسان بھی کرنا۔اس نے کہا کیا تم اپنے بچوں کو رہن رکھو گے۔کہا تو تو ہمیں رسوا کرنا چاہتا ہے۔میرے ساتھ اور میرے دوست بھی ہیں جن کی رائیں میری رائے کے موافق ہیں۔اور میں چاہتا ہوں کہ انہیں تیرے پاس لاؤں ان کے ہاتھ بھی تو (غلہ) فروخت کر اور اس میں کچھ مہربانی بھی ہو۔ہم تیرے پاس (اتنے) ہتھیار رہن رکھیں گے جن سے اس کی قیمت پوری ہو سکے۔(اس طرح) سلکان نے یہ چاہا کہ جب وہ ہتھیار (لگائے) آئیں تو یہ چونک نہ پڑے۔پھر سلکان نے انہیں یہ پوری خبر سنائی اور ان سے کہا کہ ہتھیار لے لیں اور چلیں۔غرض وہ (ہتھیار لے کر) اس کے پاس جمع ہوئے اور پھر سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں کا قول ہے کہ اس نے کہا کیا تم لوگ میرے پاس اپنی عورتوں کو رہن رکھو گے تو انہیں نے (یعنی سلکان نے) کہا کہ ہم اپنی عورتیں تیرے پاس کس طرح رکھ سکتے ہیں حالانکہ تو اہل یثرب میں سب سے زیادہ جوانی (کی قوت) رکھنے والا اور سب سے بڑھ کر خوشبو میں بسا ہوا ہے۔اس نے کہا کیا اپنے بچوں کو رہن رکھو گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ثور بن زید نے عکرمہ سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے۔پھر انہیں بھیج دیا اور فرمایا:

اِنْطَلِقُوْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَعِنْهُمْ.

''اللہ کے نام پر چلے جاؤ اے خدا ان کی اعانت فرما''۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے بیت الشرف تشریف لائے اور وہ چاندنی رات تھی وہ سب چلے اور اس کی گڑھی تک پہنچ گئے اور ابو نائلہ نے اس کو آواز دی اور اس کی شادی ہو کر تھوڑا ہی زمانہ ہوا تھا (آواز سن کر) اپنے لحاف میں سے نکل پڑا تو اس کی عورت نے اس کا کنارہ پکڑ لیا اور کہا تم تو جنگی آدمی ہو اور جنگی لوگ ایسے وقت نیچے نہیں اترا کرتے۔اس نے کہا یہ ابو نائلہ ہے۔اگر مجھے سوتا پاتا تو بیدار نہ کرتا۔اس کی عورت نے کہا بخدا مجھے اس کی آواز میں شرارت معلوم ہو رہی ہے راوی نے کہا کہ کعب کہنے لگا جوان مرد تو وہ ہے جو نیزہ بازی کے لئے بھی بلایا جائے تو قبول کرے۔اس کے بعد وہ اترا اور ان کے ساتھ تھوڑی دیر باتیں کرتے

رہے۔ پھر انہوں نے کہا اے ابن اشرفشعب العجوز تک چلنے کے لئے کیا تمہارے پاس (اتنا وقت) ہے کہ آج رات کا باقی حصہ وہاں بات چیت میں بسر کریں۔ اس نے کہا اگر تم چاہو۔ پھر وہ سب ٹہلتے ہوئے نکلے اور تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ پھر ابونائلہ نے اس کے پٹھوں میں اپنا ہاتھ ڈالا اور کہا خوشبو سے مہکنے والی آج کی رات سے زیادہ کبھی کوئی رات میں نے نہیں دیکھی۔ پھر کچھ دیر چلے اور دوبارہ ویسا ہی کیا یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو گیا۔ پھر کچھ دیر چلے اور وہی کیا اور اس کے سر کے بال پکڑ لئے اور کہا دشمن خدا کو مار وان سبھوں نے اس پر ضربیں لگائیں (مگر) ان کی تلواریں ایک دوسرے پر پڑنے لگیں اور کچھ کارگر نہ ہوئیں۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ ہماری تلواریں کارگر نہیں ہو رہی ہیں تو اس وقت مجھے اپنی چھری یاد آئی جو میری تلوار ہی میں تھی۔ میں نے اسے لیا اور اس دشمن خدا نے ایک ایسی چیخ ماری کہ ہمارے اطراف کی گڑھیوں میں سے کوئی گڑھی (ایسی) باقی نہیں رہی جس پر آگ نہ روشن ہوگئی ہو۔ انہوں نے کہا میں نے اس چھری کو اس کی ناف کے نیچے رکھ کر پوری قوت سے کام لیا یہاں تک کہ وہ ناف سے نیچے کے حصے تک پہنچ گئی اور دشمن خدا گر پڑا اور الحارث بن اوس بن معاذ بھی زخمی ہو گئے۔ ان کے سر یا پاؤں میں زخم آئے جس پر ہماری ہی تلواریں لگی تھیں۔ کہا کہ پھر ہم چلے اور بنی امیہ بن زید اور بنی قریظہ اور بعاث (کے مقامات) پرسے ہوتے ہوئے حرۃ العریض تک چڑھ گئے۔ اور ہمارا ساتھی الحارث بن اوس پیچھے رہ گیا اور خون بہنے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا آخر ہم اس کے لئے تھوڑی دیر ٹھہرے۔ اس کے وہ ہمارے نشانات دیکھتا ہوا ہمارے پاس پہنچ گیا۔ کہا پھر تو ہم نے اس کو اٹھا لیا اور رات کے آخری حصے میں اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ باہر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے آپ کو دشمن خدا کے قتل کی خبر سنائی۔ اور آپ نے ہمارے ساتھی کے زخم پر لب (مبارک) لگا دیا اور وہ اور ہم سب اپنے اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ آئے اور جب ہم نے صبح کی (تو دیکھا کہ) اس دشمن خدا پر ہمارے گزشتہ حملے کی وجہ سے یہود خوف زدہ ہیں۔ وہاں کے ہر ایک یہودی کو اپنی جان کا ڈر لگا ہوا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد کعب بن مالک نے یہ شعر کہے۔

فَغُوْدِرَ مِنْهُمْ كَعْبٌ صَرِيْعًا   فَذَلَّتْ بَعْدَ مَصْرَعِهِ النَّضِيْرُ

آخر ان میں سے کعب پچھاڑ دیا گیا اور اس کے پچھڑنے کے بعد بنی النضیر ذلیل ہو گئے۔

عَلَى الْكَفَّيْنِ ثُمَّ وَقَدْ عَلَتْهُ   بِأَيْدِيْنَا مُشَهَّرَةٌ ذُكُوْرُ

وہ وہاں ہتھیلیوں کے بل پڑا تھا اور ہماری ہاتھ کی برہنہ تیز (تلواریں) اس پر چھائی

ہوئی تھیں۔

بِأَمْرِ مُحَمَّدٍ إِذْ دَسَّ لَيْلًا إِلَى كَعْبٍ أَخَا كَعْبٍ يَسِيْرُ

(وہ وقت یاد کرو) جب محمد (رسول اللہ ﷺ) کے حکم سے بنی کعب کا ایک شخص رات کے وقت خفیہ طور پر کعب (بن اشرف) کی طرف چلا جا رہا تھا۔

فَمَا كَرَهُ فَأَنْزَلَهُ بِمَكْرٍ وَ مَحْمُوْدٌ أَخُوْ ثِقَةٍ جَسُوْرُ

پس اس نے اس کے ساتھ چالبازی کی اور چالبازی سے اس کو اتارا اور (اپنی ذات پر) بھروسہ کرنے والا اور جرأت والا شخص قابل تعریف ہوتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کی ہیں جو جنگ بنی النضیر کے متعلق ہے ان شاء اللہ اس جنگ کے بیان میں ہم اس کا ذکر کریں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن الاشرف اور سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے ذکر میں حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

لِلّٰهِ دَرُّ عِصَابَةٍ لَا قَيْتَهُمْ يَا ابْنَ الْحَقِيْقِ وَأَنْتَ يَا ابْنَ الْاَشْرَفِ

اے ابن حقیق اور اے ابن الاشرف! تو نے جس سے مقابلہ کیا اس جماعت کی جزائے خیر اللہ (تعالیٰ) ہی کے ہاتھ ہے۔

يَسْرُوْن بِالْبِيْضِ الْخِفَافِ إِلَيْكُمْ مَرَحًا كَأُسْدٍ فِيْ عَرِيْنٍ مُغْرَفِ

(جو) سفید (چمکتی ہوئی) ہلکی (تلواریں) لئے ہوئے گھنی جھاڑی کے شیروں کی طرح اکڑتے ہوئے تم لوگوں کی طرف جا رہے تھے۔

حَتّٰى أَتَوْكُمْ فِيْ مَحَلِّ بِلَادِ كُمْ فَسَقَوْكُمْ حَتْفًا بِبِيْضٍ ذُفَّفِ

حتیٰ کہ وہ تمہارے پاس تمہاری بستیوں کے مکانوں میں آئے اور سفید (چمکتی ہوئی) تیزی سے قتل کرنے والی (تلواروں) سے تمہیں موت (کا پیالہ) پلا دیا۔

مُسْتَنْصِرِيْنَ لِنَصْرِ دِيْنِ نَبِيِّهِمْ مُسْتَصْغِرِيْنَ لِكُلِّ أَمْرٍ مُجْحِفِ

(جو) اپنے نبی کے دین کی مدد کے لئے ایک دوسرے کی امداد کے طالب تھے (اور) جان و مال کو تباہ کرنے والے ہر ایک خطرے کو حقیر جاننے والے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ سلام بن ابی الحقیق کے قتل کا واقعہ ان شاء اللہ عنقریب اس کے مقام پر بیان کروں گا۔ اور ان کے قول (شعر) ''ذفف'' کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی ہے۔

محیصہ اور حویصہ کا حال

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ ظَفِرْتُمْ بِهٖ مِنْ رِجَالِ يَهُوْدَ فَاقْتُلُوْهُ .

''یہودیوں میں سے جس پر تم فتح پاؤ اس کو قتل کر دو''۔

اسی لئے محیصة ابن مسعود ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ محیصة بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعة بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس کہتے ہیں۔

ابن سنینة پر حملہ کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن سبینة کہتے ہیں۔

جو یہود کے تاجروں میں تھا اور ان سے خلا ملا رکھتا اور خرید وفروخت کیا کرتا تھا۔ اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ اور حویصہ نے اس وقت تک اسلام اختیار نہیں کیا تھا اور وہ محیصہ سے عمر میں بڑا تھا۔ جب انہوں نے اس کو قتل کر دیا تو حویصہ ان کو مارنے لگے اور کہنے لگے۔ ارے دشمن خدا کیا تو نے اس کو قتل ہی کر ڈالا سن، اللہ کی قسم اس کے مال میں سے کچھ نہ کچھ تیرے پیٹ میں بھی چربی (پیدا ہوئی) ہوگی۔ محیصہ نے کہا میں نے کہا واللہ اس کے قتل کا مجھے ایسی ذات نے حکم فرمایا ہے کہ اگر وہ مجھے تیرے قتل کا بھی حکم دے تو تیری گردن بھی مار دوں۔ کہا کہ واللہ حویصہ کے اسلام اختیار کرنے کے لئے یہ پہلی بات تھی۔ اس نے کہا کیا بخدا اگر محمد (ﷺ) تیرے قتل کا تجھے حکم دے تو تو مجھے بھی ضرور مار ڈالے گا۔ کہا ہاں واللہ اگر وہ مجھے تیری بھی گردن مارنے کا حکم دیں (تو) ضرور (تیری گردن) مار دوں گا۔ اس نے کہا واللہ جس دین نے تجھے اس حالت کو پہنچا دیا ہے وہ ضرور ایک عجیب چیز ہے۔ پس حویصہ نے بھی اسلام اختیار کر لیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یہ روایت بنی حارثہ کے آزاد کردہ غلام نے سنائی اور اس نے محیصہ کی بیٹی سے، اور اس نے اپنے باپ محیصہ سے سنا۔ محیصہ نے اسی کے متعلق کہا ہے۔

يَلُوْمُ ابْنُ اُمِّيْ لَوْ اُمِرْتُ بِقَتْلِهٖ   لَطَبَّقْتُ ذِفْرَاهُ بِاَبْيَضَ قَاضِبِ

میری ماں کا بیٹا (میرا بھائی) ملامت کرتا ہے (اس لئے کہ میں نے ابن سنیہ کو قتل کر دیا حالانکہ)

اگر مجھے خود اس کے قتل کا بھی حکم دیا جائے تو اس کے کانوں کے پیچھے کی دونوں ہڈیاں سفید

(چمکتی ہوئی) کاٹنے والی (تلوار) سے ضرور کاٹ دوں۔

حُسَامٍ كَلَوْنِ الْمِلْحِ أُخْلِصَ صَقْلُهُ مَتٰى مَا أُصَوِّبْهُ فَلَيْسَ بِكَاذِبِ

(ایسی) تلوار سے جو نمک کے رنگ کی سی اور اس کی صیقل خالص ہو۔ جب میں اس سے وار کروں تو غلط (پڑنے والی) نہ ہو۔

وَمَا سَرَّنِيْ أَنِّيْ قَتَلْتُكَ طَائِعًا وَأَنَّ لَنَا مَا بَيْنَ بُصْرٰى وَمَأْرِبِ

اور مجھے کیا خوشی ہوگی کہ اپنے مطیع ہونے کے لحاظ سے تجھے قتل کر دوں اور (میرے اور تیرے) ہم دونوں کے زرمیان بصری اور ماءرب کی درمیانی مسافت ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابوعبیدہ نے ابوعمر والدانی کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول للہ ﷺ جب بنی قریظہ پر فتح یاب ہوئے تو آپ نے ان میں سے چار سو کے قریب یہودی مردوں کو گرفتار فرمایا ور یہ لوگ بنی الخزرج کے خلاف بنی الاوس کے حلیف تھے جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی گردنیں مار دینے کا کم فرمایا تو بنی الخزرج ان کی گردنیں مارنے لگے اور اس سے انہیں مسرت ہو رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ب خزرجیوں کو ملاحظہ فرمایا کہ ان کے چہروں پر مسرت چھائی ہوئی ہے اور بنی الاوس کو ملاحظہ فرمایا کہ ان پر وہ ز نہیں ہے تو آپ نے خیال فرمایا کہ یہ بات اس عہد و پیان کے سبب سے ہے جو اوس میں اور بنی قریظہ میں تھا ر بنی قریظہ میں سے صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے تو انہیں اوس کے لوگوں کے حوالے (اس طرح) فرمایا ہ اوس کے دو دو آدمیوں کو بنی قریظہ کا ایک ایک آدمی عطا فرمایا اور فرمایا۔

لِيَضْرِبْ فُلَانٌ وَلْيُذَفِّفْ فُلَانٌ.

"کہ فلاں شخص بسمل کرے اور فلاں خاتمہ کر دے"۔

انہیں عطا فرمائے ہوئے یہود میں کعب بن یہوذا بھی تھا جو بنی قریظہ میں بڑے رتبے والا تھا۔ اس کو ہ بن مسعود اور ابوبردہ بن نیاز کے حوالے فرمایا۔ اور یہ ابوبردہ وہی ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اجازت تھی کہ وہ قربانی میں ایک سال کا بکرا ذبح کریں۔ اور فرمایا:

لِيَضْرِبْهُ مُحَيِّصَةُ وَلْيُذَفِّفْ عَلَيْهِ أَبُوْبُرْدَةَ.

"کہ محیصہ اس کو بسمل کریں اور ابوبردہ اس کا خاتمہ کر دیں"۔

تو محیصہ نے اس پر ایسا (اوچھا) وار کیا کہ اس کو پورا کاٹ نہ سکا اور ابوبردہ نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ تو مہ نے اس وقت کافر تھے اپنے بھائی محیصہ سے کہا۔ کیا تو نے کعب بن یہوذا کو قتل کر ڈالا۔ اس نے ا ں۔ حویصہ نے کہا کہ سن بخدا تیرے پیٹ میں اس کے مال سے بہت کچھ چربی پیدا ہوئی ہوگی۔ اے

محیصہ تو بڑا سفلہ ہے۔ تو محیصہ نے اس سے کہا کہ مجھے اس کے قتل کرنے کا ایسی ذات (مبارک) نے حکم دیا ہے کہ اگر وہ مجھے تیرے قتل کا بھی حکم فرمائے تو میں تجھے بھی ضرور قتل کر دوں اس کو اس کی بات سے بڑا تعجب ہوا اور اسی تعجب کی حالت میں وہ چلا گیا لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وہ رات بھر جاگتا رہا اور اپنے بھائی محیصہ کی بات پر تعجب کرتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی تو وہ کہنے لگا۔ واللہ بے شبہہ (حقیقی) دین یہی ہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام اختیار کر لیا اور اسی کے متعلق محیصہ نے وہ ابیات کہی ہیں جنہیں ہم نے لکھ دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام بحرین سے تشریف آوری کے بعد (ماہ) جمادی الآخریٰ۔ رجب۔ شعبان اور رمضان میں رہا۔ اور قریش نے ماہ شوال ۳ھ ہجری میں آپ سے (مقام) احد میں جنگ کی۔

تمت